توضیح المسائل

ترتیب

اَحکامِ تقلید

اِحکامِ طھارت

نجاسات کے احکام

اِحکامِ وضو

اِحکامِ غسل

اَحکامِ اَموات

اَحکامِ تیمّم

اَحکامِ نماز

اَحکامِ مسجد

یومیہ نمازیں

شکیاتِ نماز

نماز جمعہ

نمازِ مسافر

نماز جماعت 190

صوم (روزہ)

اِحکامِ خمس

انفال 262

اَحکام اَمر بالمعروف اور نھی عن المنکر

حرام معاملات

اَحکام خیارات

❁❁❁❁❁

عرضِ ناشر

قرآن واحادیث اورفرمودات ِمعصومین علیہم السلام میں ایک فقیہ کا مقام ومرتبہ دین میں تفقہ اورشرائع اسلام نیز احکامِ حلال وحرام سے آگاہی اورآگاہ گری کے سبب نہایت بلندو بالا اورمحترم ومعظم ہے۔اور پھرفقیہ بھی رہبرِ معظم ولیِ فقیہ اورمرجعِ خلائق حضرت آیت اللہ العظمیٰ السید علی الحسینی الخامنہ ای دام ظلہٗ الوارف کا سا ہوتو اس ہستیِ نام دار کے استفتاآت بابرکات کا مجموعہ یقیناً کواکبِ فقہ میں خورشیدِ فقہ کے مانند جلوہ ریز وضا خیز ہوگا۔

ولیِ امرِ مسلمین یقیناً اس فرمودۂ امام حسن عسکری علیہ السلام کے کامل ترین مصداق ہیں:

''لوگوں کو چاہیے کہ فقہامیں سے جوشخص اپنے آپ کوگناہوں سے بچا تا ہو، اپنے دین کی حفاظت کرتا ہو، اپنی نفسانی خواہشات کا غلام نہ ہو، اوراحکامِ الٰہی کی اطاعت کرتا ہو اس کی تقلید کریں۔ مزید فرمایا کہ یہ اوصاف معدودے چند شیعہ فقہامیں ہیں، سب میں نہیں۔''

(احتجاج طبرسی، ج ۲، ص ۲۶۳)

امام راحل خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد آپ یقیناً فرمان امام زمانہؑ کے مطابق ہم پر بعینہٖ اُسی طرح حجتِ اعظم ہیں جس طرح حضرات آلِ محمدؑ (دوازدۂ آئمہؑ) اُمتِ مسلمہ حقیقیہ کیلئے حجت ہیں۔جس طرح انسان دوہی طرح کے ہیں: معلم یا متعلم۔اُسی طرح انسان مجتہد ہوسکتا ہے یا مقلد، ورنہ حلال وحرام کو سمجھے بغیر غیر مہذب رہ جائے گا اوراعراف کہلائے گا۔

ہماری خوش نصیبی ہے کہ غیبت امامؑ کے دور میں ہمیں فقہا ومجتہدین اورمراجعِ عظام کی رہ نمائی کی عظیم سہولت حاصل ہے۔ولیِ امرِ مسلمین، مرجع اعظم حضرت آیت العظمیٰ خامنہ ای اس عہد میں ہمارے لئے خدائے متعال کی عطا کردہ نعمتِ غیر مترقبہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔اعلیٰ حضرت کے استفتاآت کی صورت میں ہزاروں فقہی سوالات کے جوابات سے نوازا ہے اور بحمداللہ ان سوالوں اورجوابوں کا از حد ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔یہ ترجمہ اگر چہ باقاعدہ شعبۂ تراجم حکومتِ ایران کی طرف

سے کروایا گیا ہے لیکن ہم نے اپنے ذوق کی تسکین اور قارئین کے بھرپور استفادے کے پیش نظر وطنِ عزیز پاکستان میں اس ترجمے کی تصحیح اور نظر ثانی کا اہتمام کیا ہے۔

اب آقائے خامنہ ای دام ظلہ الوارف کے اردو دان مقلدین کیلئے ''توضیح المسائل'' ایک جامِ جہاں کی صورت میں پیش کی جارہی ہے جو ہر طرح کے سوالات اور عبادات کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ البتہ ہم نے ''حج'' کو علیحدہ رسالے کی صورت میں مرتب کیا ہے، کیوں کہ یہ حجِ بیت اللہ پر جانے والوں کے لیے مخصوص ہے، لہٰذا مختصر اور علیحدہ والیم میں پیش ہے۔

آخر میں عرض گزار ہوں کہ ناچیز کو معمم بھی آقائے معظم نے فرمایا اور اب تقابلِ اَعلمیت اور عصرِ حاضر میں تقلید کے جدید تقاضوں کے تناظر میں مقلد بھی اُنھی کا ہوں، لہٰذا رہبرِ مکرم کی ''توضیح المسائل'' کو شایانِ شان طریقے سے شائع کرنا میرا عشق ہے۔

میں نے اس ضمن میں ہر ممکن سعی کی ہے اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا لیکن انسان خطا کا پُتلا ہے لہٰذا کوئی کمی بیشی ہوگئی ہو تو اہل نظر اور صائب الرائے حضرات اس سے ضرور مطلع فرمائیں۔ بصورتِ دیگر ہم لوگ آپ کی داد و تحسین کے بھی خواہاں ہیں تاکہ خوب سے خوب تر کے سفر میں معاون ثابت ہوں۔

رہبرِ معظم کے مختصر احوال وسوانح

وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد والہ الطاھرین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین
واناالحوادث واواقعہ فارجعوا فیھا الیٰ رواۃ احادیثنا

''جدید معاملات اورواقعات میں ہماری احادیث کے راویوں کی طرف
رجوع کرو۔''

حضرتِ انسان کی ہدایت کا سامان خالقِ متعال نے اس کی خلقت کے ساتھ ہی فراہم کردیا تھا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا کی بعثت اور آسمانی کتب وصحف کے نزول کا مقصد ہی انسانوں کی ہدایت اور دنیا وعقبیٰ کی سعادت کا حصول ہے۔ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقالِ پُرملال کے بعد کیلئے خود ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکمِ خدا کے مطابق ثقلین (قرآن واہلِ بیتؑ) کو بنی نوع انسان کی اصلاح وفلاح کا ضامن ٹھہرایا۔

صدیاں گزریں اہلِ خرد اور پیروانِ شریعت نے حوضِ کوثر تک رسائی کیلئے اسی سلسبیل سے استفادہ کیا، یعنی قرآن واہلِ بیتؑ کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا اور اپنی زندگیوں کے لائحِ عمل کو محمدؐ وآلِ محمدؐ کی فقہ پر استوار کیے رکھا۔

عصرِ حاضر میں فقۂ مقدسہ کے آسمان زعامت ومرجعیت کے روشن کواکب میں سے ایک کوکبِ درخشاں عالمِ تشیع کے مرجعِ اَعلم آیت اللہ العظمٰی امام سیدعلی خامنہ ای دام ظلۂ الوارف ہیں، جن کے بارے میں رہبرِ انقلاب امام راحلؒ نے فرمایا تھا:

''آقائے خامنہ ای جیسا اسلام کا پابند اور خدمت گزار انسان آپ کو
ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا کہ جس کی دلی رغبت اور میلان طبع کی بنیاد
عوام کی خدمت گزاری ہو۔آپ کو ایسا شخص (ہرگز) نہیں ملے گا، میں انہیں
کافی عرصے سے (بہت اچھی طرح) جانتا ہوں''۔

انقلابِ اسلامی کے مذکورہ صدر رہبر حضرت آیت اللہ العظمٰی خامنہ ای دام ظلۂ العالی
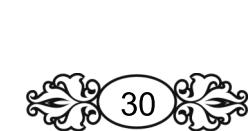
مرحوم حجۃ اللہ الاسلام والمسلمین سید جواد حسینی خامنہ ای کے چار میں سے دوسرے فرزندِارجمند ہیں ۔آپ ۲۸ صفر ۱۳۵۸ ہجری قمری میں مشہد مقدس میں متولد ہوئے ۔آپ کے والدِ گرامی کی زندگی بہت سادہ تھی ۔آپ نے بھی اپنے گھر سے قناعت اور سادگی کا عملی درس حاصل کیا۔آپ کے والد گوشہ نشین متقی تھے، جن کی زندگی اکثر مشکلات سے دوچار رہتی تھی ۔بعض اوقات گھر میں رات کا کھانا تک نہیں ہوتا تھا۔ والدہ بہت محنت ومشقت کے بعد روٹی اور کشمش پر مشتمل کھانا مہیا کرتی تھی ۔

والد مرحوم کا گھر ساٹھ سے ستر مربع میٹر کا ایک چھوٹا سا مکان تھا جو مشہد کے ایک محلے میں واقع تھا۔گھر میں ایک چھوٹا سا کمرہ اور ایک تاریک سا تہہ خانہ تھا۔ جب لوگ آپ کے والدِگرامی سے مسئلے مسائل پوچھنے آتے یا پھر کوئی مہمان ملنے کیلئے آتا تو اسے چھوٹے کمرے میں بٹھایا جاتا اور اہلِ خانہ مہمان کے جانے تک اس بے دریچہ تہہ خانہ میں بیٹھے رہتے ۔ پھر عقیدت مندوں نے تھوڑی سی زمین لے کر گھر سے ملحق کرنے کو دی ۔یوں گھر تین کمروں کا ہوگیا۔

تنگ دستی اور فقر وفاقہ میں زندگی بسر کرنے والے اس خاندان کے چشم و چراغ آقائے خامنہ ای نے طہارتِ قلب کی خوش حال فضاؤں میں پرورش پائی ۔ابھی چار سال ہی کے تھے کہ اپنے بڑے بھائی سید محمد کے ساتھ مدرسہ جانا شروع کردیا۔ اس کے بعد والدہ نے انھیں ''دارالتعلیم دیانتی'' میں داخل کروادیا، جہاں سے آپ نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی ۔ پھر ایک سیکنڈری اسکول میں داخلہ لیا۔آپ نے اسی سطح پر جامع المقدمات یعنی صرف ونحو کا آغاز کردیا تھا۔ اس کے بعد حوزہ علمیہ میں وارد ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ ساتھ دیگر فاضل اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب تہ کرکے عربی ادبیات اور علمی مقدمات کی تعلیم حاصل کی ۔

آپ نے عربی ادب کی کتب مثلاً جامع المقدمات ،سیوطی ،مغنی ،معالم ،کی تعلیم مدرسہ سلیمان خان اور مدرسہ نواب کے اساتذہ سے حاصل کی ۔اس کے بعد شرائع الاسلام اور شرح لمعہ کو اپنے والدِ گرامی اور آقا میرزا مدرس یزدی کی رہنمائی میں تمام کیا۔ پھر رسائل و مکاسب جیسی عظیم فقہی کتابیں مرحوم حاج شیخ ہاشم قزوینی سے پڑھیں جب کہ بقیہ دروس سطح، فقہ واصول اپنے والد سے پڑھے ۔آپ نے کمال شوق اور دل جمعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مشکل علمی منزل کو ساڑھے پانچ سال میں ختم کرلیا۔آپ کی اس علمی پیش رفت میں یقیناً آپ کے والد گرامی

کا خصوصی کردار شامل ہے، جب کہ والدہ معظّمہ نے بھی اس نورانی راستے کا سفر طے کرنے کی ترغیب دلا رکھی تھی۔

آپ نے منطق وفلسفہ اور حکیم سبزواری کی کتاب منظومہ کی تعلیم آیت اللہ آقا جواد تہرانی اور بعد میں شیخ رضا مرحوم سے حاصل کی۔ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر ہی میں فقہ واُصول کا درسِ خارج مشہد میں مقیم مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمیٰ میلانی سے شروع کر دیا تھا۔ پھر علم وزیارات کے مقصد سے نجفِ اشرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر آیت اللہ محسن الحکیم، آیت اللہ خوئی، آیت اللہ شاہ رودی ،آیت اللہ میرزا باقر زنجانی، آیت اللہ یحییٰ یزدی، آیت اللہ حسن بجنوردی کے دروسِ خارج میں شرکت کرتے رہے لیکن والدہ کی مجبوری کے سبب کچھ ہی مدت بعد مشہد لوٹ آئے۔

نجف اشرف کے سفر سے واپسی پر آیت اللہ خامنہ ای حوزہ علمیہ قم میں فقہ ،اُصول اور فلسفہ کے دروس میں مشغول رہے۔ اس دوران میں آپ نے آیت اللہ بروجردی، شیخ مرتضیٰ حائری یزدی، علامہ طباطبائی اور خود امام خمینیؒ جیسے جید علمائے کرام اور مراجع عظام سے کسب فیض کیا۔ اس اثنا میں آپ کے والد آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہوئے اور ان کی ایک آنکھ کی بینائی چلی گئی۔ آپ نہایت پریشان ہوئے۔ ایک طرف ضعیف باپ کی بصارت کا مسئلہ اور دوسری طرف عظیم اجتماعی ذمہ داریاں۔ آپ مشہد واپس آ گئے اور والدین کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کا عظیم انقلابی اور سیاسی سفر والدین کی خدمت ہی کا سلسلہ ہے۔ بقولِ خود آپ کے:

> ''خداوند عالم نے مجھے بہت زیادہ توفیقات عنایت فرمائیں کیوں کہ
> میں نے جس ذمہ داری کا احساس کیا تھا اسے نبھایا اسی لئے میرا عقیدہ ہے
> کہ جو توفیقاتِ خدا میرے شامل حال رہیں وہ سب اسے نیکی کی وجہ سے
> ہیں جو والد کے حق میں انجام دی تھیں۔''

آپ کی سیاسی جدوجہد کے زمرے میں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ آپ کے اندر انقلاب کا احساس شہید نواب صفوی نے بیدار کیا۔ البتہ فقہ، اُصول، سیاست اور انقلاب میں کامیابی کیلئے امام خمینیؒ کی شاگردی اختیار کی۔ آپ استعمار کے خلاف اُٹھنے والی تحریک میں امام راحلؒ کے ساتھ رہے اور کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ اماؒم کی طرف سے آپ کی پہلی ذمہ داری خراسان کے مراجع

،علما اور حوزہ علمیہ مشہد کے معلمین اور متعلمین کو امام خمینیؒ کا خصوصی پیغام پہنچانا تھا۔ پھر آپ شاہ کے خلاف عوام کو بیدار کرنے کیلئے خراسان کے پیر جند نامی شہر روانہ ہوئے جہاں محرم کی مجالس میں آپ کی ایک دن کی گرفتاری عمل میں آئی۔ آپ مجالس نہ پڑھنے کے وعدے پر رہا کیے گئے لیکن کچھ ہی دنوں بعد آپ کو دوبارہ گرفتار کرلیا گیا اور پندرہ دن کی سخت قید اور شکنجوں کا سامنا کیا۔

امام خمینیؒ کے اس مجاہد نے ہمت نہ ہاری اور امام کا پیغام ایران کے گوشے گوشے تک پہنچانے کیلئے کرمان اور زاہدان تشریف لے گئے جہاں اپنی تقاریر کے ذریعے لوگوں کو حکومت کے خلاف اُکسایا اور اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کی۔ اسی بنا پر تیسری بار گرفتار ہوئے۔ ایران کے انٹیلی جنس نے آپ کو تہران لے جا کر دو ماہ کی سخت قید اور اذیتوں میں رکھا لیکن آپ نے ان تمام مشکلات کو صبر وتحمل سے برداشت کیا۔ چوتھی بار ساواک نے آپ کو حدیث وتفسیر کا درس دینے کے جرم میں گرفتار کیا کیوں کہ نوجوانوں نے آپ کے دروس کا والہانہ استقبال کیا تھا اور آپ کے خیالات لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئے تھے۔

پانچویں بار آپ کو سیاسی جدوجہد کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ آپ چند ماہ کے لیے جیل بھیج دیئے گئے۔ آپ نے مسلح جدوجہد کے بجائے مخفی نظریاتی بحثوں کا آغاز کیا تو نہج البلاغہ کا درس دینے پر چھٹی بار گرفتاری عمل میں آئی۔ اس دفعہ آپ کو جیل بھیجنے کے بجائے ایران کے گرم ترین علاقہ ایران شہر میں تین سال کیلئے شہر بدر کر دیا گیا۔ مگر بحمداللہ تحریک آزادی اپنے آخری مراحل میں تھی، لہٰذا آپ نے حکومتی پابندیوں کی پروانہ کرتے ہوئے مشہد پہنچ کر خراسان کے علاقے میں تحریک کی قیادت سنبھالی۔

جب امام خمینیؒ پیرس سے واپس ایران تشریف لانے لگے تو واپسی کے انتظامات اور تحریک انقلاب کے دیگر اہم کاموں کی ذمہ داریاں سنبھالنے کیلئے بعض اہم شخصیات مثلاً شہید مطہری، شہید بہشتی، ہاشمی رفسنجانی، اور موسوی اردبیلی وغیرہ پر مشتمل ''شورای انقلاب اسلامی'' تشکیل دی گئی اور امام راحلؒ کے فرمان کے مطابق آیت اللہ خامنہ ای کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا گیا۔ یوں آپ مشہد سے تہران تشریف لے آئے۔

آخرکار اللہ کے فضل وکرم سے انقلاب برپا ہوگیا تو آپ نے اسلامی جمہوری ایران کے کئی اہم اور حساس اداروں میں ذمہ داریاں انجام دیں۔ آپ سیکرٹری وزارتِ دفاع رہے، سپاہ

پاسدارانِ انقلاب کی سرپرستی کی، امام جمعہ تہران مقرر ہوئے، دفاع کی اعلیٰ کمیٹی (شورای عالی دفاع) میں امام خمینیؒ کے نمایندے کے طور پر شامل ہوئے۔صوبہ سیستان وبلوچستان میں امامؒ کے نمایندے رہے۔تہران سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔انقلابی ثقافتی کونسل (شورای انقلابِ فرہنگی) کی صدارت سنبھالی۔مجمع تشخیص مصلحتِ نظام کی صدارت کے عہدے پر فائز ہوئے اوراسلامی جمہوریہ ایران کی آٹھ سالہ صدارات پر متمکن ہوئے۔

امام خمینیؒ کی رحلت کے بعد تا حال آپ رہبری اور ولیِ امرِ مسلمین کے منصب پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔آپ کے علمی آثار سے آگاہی کیلئے آپ کی تصانیف، تالیفات اور تراجم کی فہرست بھی پیش خدمت ہے:

- طرح کلی اندیشۂ اسلامی درقرآن (قرآن میں اسلامی فکر کے خدوخال)۔
- ژرفہای نماز (نماز کی گہرائیاں)۔
- صبر۔
- چہار کتاب اصلی علم رجال (علم رجال کی چار بنیادی کتابیں)۔
- ولایت۔
- گزارش از سابقہ ،تاریخی ،اَوضاع کنونی علمیہ مشہد،(حوزہ علمیہ مشہد کی تاریخ اورموجودہ حالات)۔
- زندگی نامہ ائمہ تشیع (اہلِ بیتؑ کے حالاتِ زندگی)۔
- پیشوای صادق (سچے رہنما)۔
- وحدت وتحزّب (وحدت اور گروہ بندی)۔
- ہنراز دیدگاہ آیت اللہ خامنہ ای دام ظلہٗ۔
- درست فہمیدن دین (دین کا صحیح فہم)۔
- حدیثِ ولایت (آپ کی تقاریر اور خطبات کا مجموعہ جس کی ۹ جلدیں شائع ہوچکی ہیں)۔
- صلح امام حسن علیہ السلام (مولفہ راضی آل یاسین کا فارسی ترجمہ)۔
- آیندہ قلم رو اسلام (مؤلفہ سید قطب کا فارسی ترجمہ)۔
- مسلمانان درنہضت آزادیِ ہندوستان (مؤلف عبدالمنعم نمری نصر کا ترجمہ)۔

۞ ادّعا نامہ علیہ تمدنِ عرب (مؤلفہ سید قطب کا ترجمہ)۔

ولی امرِ مسلمین زندہ باد.................. عالمِ اسلام پایندہ باد

طالبِ دعا!

ریاض حسین جعفری فاضلِ قم

سربراہ ادارہ منہاج الصالحین، لاہور

مقدمہ

الحمدلله الذی شرع الحلال والحرام فأحل الطیبات وحرم الخبائث والصلاة والسلام علی البشیر النذیر الرسول الامین محمدوعلی أهله بیته الطیبین الطاهرین واصحابه المنتجبین المتقین۔

گزشتہ چند برسوں میں قائدِ امت اسلامیہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی خامنہ ای دام ظلہ الوارف کے دفتر میں دنیا کے گوشے گوشے سے مسائل شرعیہ کے سوالات کی اتنی بہتات ہوگئی جیسے سیلاب آ گیا ہو، یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے ان کی تعداد دس ہزار سے بھی زیادہ ہوگئی، جن میں سے کچھ کے جوابات معظم لہٗ نے اپنی رائے اور نظریہ کے مطابق مرحمت فرمائے اور بعض مسائل کے جوابات فقیہ عصر، نادرروزگار مؤسس جمہوری اسلامی امام امت روح اللہ الموسوی الخمینی قدس سرہ کے فتاویٰ کے مطابق دیئے اور ان کی تائید فرمائی۔

زیرِ نظر رسالہ میں وہ سوالات رکھے گئے ہیں جو جملہ ابواب فقہ ومسائل شرعیہ کو محیط ہیں، علی الخصوص یہ ایسے استفتاآت کا بیش قیمت اور نفیس مجموعہ ہے جس سے عوام کو ہرروز واسطہ پڑتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اس میں عصرِ حاضر میں پیدا ہونے والے نت نئے مسائل کا اضافہ بھی شامل ہے، جن کا سامنا مومنین کو وقتاً فوقتاً کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ عالمِ اسلام کے عمومی نفع کی خاطر جلیل القدر علما وفضلا کی ایک جماعت اس کی طباعت واشاعت کیلئے بے چین تھی مگر ولیِ فقیہ دام ظلہ نے اسے منظور نہیں کیا اور منع کرتے رہے۔ البتہ جب دنیا بھر کے مومنین کی جانب سے آپ کے رسالہ عملیہ کی طباعت واشاعت کا اصرار بہت بڑھ گیا نیز اہلِ خبرہ وعلمائے کرام نے آپ کو مرجعیت جیسے عظیم منصب کی ذمہ داری سونپ دی تو اس وقت ان سوالوں کے جوابات کو عام کرنا آپ کا اہم شرعی فریضہ بن گیا،لہٰذا موصوف نے اس کی اشاعت کی اجازت عطا فرمائی۔

اتنا ہی نہیں بلکہ جب استفتاآت کا یہ مجموعہ اپنی تہذیب وترتیب،عربی ترجمہ اور ابواب کی تقسیم وغیرہ کے مراحل سے گزر چکا تو کثرتِ کاروافکار کے باوجود معظم لہٗ نے پوری باریک بینی کے ساتھ اس پر نظر ثانی فرمائی۔اس کے بعد ہی اسے شائع کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔

آخر میں ہم ان تمام افاضل برادران کے شکرگزار ہیں جنہوں نے اس کام میں زحمت ومشقت اٹھائی اور مومنین کے سفرِ معنوی کا توشہ مہیا کرنے اور تشنگان روحانیت کو چشمہ آبِ زُلال تک پہنچانے میں بھرپور حصہ ڈالا۔

شبہ استفتاآتِ شرعیہ
دفتر حضرت اللہ آیت العظمیٰ سید علی خامنہ ای دامہ ظلہ الوارف

اَحکامِ تقلید

مسئلہ ۱: ہر مُکلّف پر، شرعی مسائل نماز، روزہ، طہارت اور کچھ معاملات کے مسائل سیکھنا واجب ہے، اگر وہ اَحکام نہ سیکھے اور اس سے کوئی واجب چھوٹ جائے یا حرام کا ارتکاب ہو جائے تو وہ گناہ گار کہلائے گا۔ لفظ" مُکلّف" کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس میں شرائطِ تکلیف موجود ہوں۔

مسئلہ ۲: شرائطِ تکلیف درجہ ذیل ہیں:

❁ بلوغت ❁ عقل ❁ قدرت۔

مسئلہ ۳: بالغ ہونے کی علامتیں، مندرجہ ذیل تین علامتوں میں سے کوئی ایک موجود ہو۔

❁ شرم گاہ کے اَطراف میں سخت بالوں کا اُگنا۔

❁ احتلام (منی کا خارج ہونا)۔

❁ چاند کے حساب سے لڑکوں کے پندرہ (۱۵) سال اور لڑکیوں کے نو (۹) سال پورے ہونا۔

بغیر اِنزال کے جماع یا منی کا نکلنا بلوغت کی علامت نہیں ہے، لیکن مجنب ہو جانے کا باعث ہے اور اگر غسل نہ کرے تو بالغ ہونے کے بعد اُس پر غسل واجب ہوگا۔

مسئلہ ۴: اگر کسی شخص میں مذکورہ علامتوں میں سے بلوغت کی کوئی علامت نہ ہو تو اسے شرعاً بالغ نہیں کہا جائے گا اور نہ ہی شرعی اَحکام اس پر لاگو ہوں گے، صرف یہ احتمال دینا کہ سخت بال اُگے ہوں گے یا احتلام ہوا ہوگا، سنِ تکلیف سے پہلے بلوغ کے حکم کے لئے کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۵: نو سال پورے ہونے سے پہلے لڑکی جو خون دیکھتی ہے وہ بلوغت کی شرعی علامت نہیں ہے۔

مسئلہ ۶: سنِ بلوغت کا معیار قمری سال ہے۔ اگر تاریخ ولادت شمسی حساب سے لکھی گئی ہو تو اس کو قمری سال میں تبدیل کرنا ممکن ہے، اس کے لیے! شمسی و قمری سال میں جو اختلاف ہے اس کا حساب لگانا چاہیے۔ پس! ہر قمری سال شمسی سال سے ۱۰ دن ۲۱ گھنٹے اور ۱۷ سیکنڈ کم ہوتا ہے۔

اَحکام معلوم کرنے کے طریقے

مسئلہ ۷: دینی اَحکام معلوم کرنے کے تین طریقے بیان کئے گئے ہیں:

۞ اجتہاد۔ ۞ تقلید۔ ۞ احتیاط۔

1 اجتہاد

مسئلہ ۸: اجتہاد: اس کا مطلب ہے اَحکامِ شرعیہ وقوانینِ الٰہیہ کا اِستنباط واِستخراج ،اُن مقرر شدہ مصادر سے جو فقہائے اسلام کے نزدیک ثابت ہیں۔

2 احتیاط کا مطلب

مسئلہ ۹: احتیاط، اس کا مطلب ہے کہ اس طرح عمل کرنا کہ جس کے بعد مکلف کو اپنی شرعی ذمہ داری پوری ہونے کا یقین ہو جائے ،مثلاً جس فعل کے بارے میں کچھ مجتہد کہتے ہیں کہ حرام ہے اور کچھ کا فتویٰ یہ ہے کہ حرام نہیں ہے، اس سے اجتناب کرے اور جس فعل کو کچھ مجتہد کہتے ہیں واجب ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ واجب نہیں ہے اس فعل کو بجالائے۔

3 تقلید کا مطلب

مسئلہ ۱۰: تقلید، اس کا مطلب ہے اَحکام شرعیہ معلوم کرنے کے لئے جامع الشرائط مجتہد کی طرف رجوع کرنا، دوسرے لفظوں میں شرعی اُمور کو مجتہد کی تشخیص اور اُس کے فتویٰ کے مطابق بجالانا،تقلید کے جواز پر لفظی دلیلیں بھی دلالت کرتی ہیں اور عقل بھی کہتی ہے کہ جو نہ جانتا ہو اُسے شریعت کے احکام دریافت کرنے کے لیے جامع الشرائط مجتہد کی طرف رجوع کرنا چاہیے، بشرطیکہ مکلف خود مجتہد نہ ہو اور احتیاط پر عمل نہ کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۱: مکلف اگر مجتہد نہ ہو تو اُس پر واجب ہے کہ وہ جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرے یا احتیاط کے مطابق عمل کرے،لیکن یاد رہے کہ احتیاط کے لئے ضروری ہے کہ انسان اس کے موارد سے واقف ہو، اس کا طریقہ جانتا ہو۔ جب کہ اس پر وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ انسان" جامع الشرائط" مجتہد کی تقلید کرے۔

مسئلہ ۱۲: مقلّد کے لیے ان شرائط کا پایا جانا ضروری ہیں:

۞ تکلیف۔ ۞ یہ کہ مجتہد نہ ہو۔ ۞ احتیاط پر عمل نہ کرتا ہو۔

اَقسامِ تقلیدِ میّت

مسئلہ ۱۳: میّت کی تقلید کی دو قسمیں ہیں یعنی میّت کی تقلید دو طرح سے ہو سکتی ہے:

❁ ابتدائی ❁ بقائی

❁ ابتدائی: یعنی ایسے مردہ مجتہد کی تقلید کرنا کہ جس کی تقلید اس کی زندگی میں نہ کی ہو، احتیاط یہ ہے کہ ابتدا میں زندہ عالم کی تقلید کی جائے۔

❁ قائی: یعنی زندگی میں جس کی تقلید کی ہو اُس کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے اور تمام مسائل میں کافی ہے۔ حتّٰی ان مسائل میں بھی جن پر مکلف نے عمل نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۴: مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے چاہے وہ مجتہد، اَعلم ہو یا اَعلم نہ ہو، لیکن بہتر یہ ہے کہ میّت اَعلم کی تقلید پر باقی رہنے کی اِحتیاط ترک نہ کی جائے۔

مسئلہ ۱۵: میّت کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے اِحتیاط واجب کی بنا پر زندہ اَعلم کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے

ہاں! اگر میّت کی تقلید پر باقی رہنا تمام موجودہ فقہا کے نزدیک اجماعی ہو تو پھر بقا کے لئے مجتہدِ اَعلم کی طرف رجوع واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶: جو شخص مجتہد کی زندگی میں بالغ نہ ہوا ہو مگر اس نے صحیح طور سے مجتہد کی تقلید کی ہو تو اس کے لئے وفات کے بعد اس کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷: ایک شخص ایک مجتہد کی تقلید کرے اور اس کی وفات کے بعد کچھ مسائل میں وہ دوسرے مجتہد کی تقلید کرے پھر دوسرا مجتہد وفات پا جائے تو جن مسائل میں اس نے عدول نہ کیا ہو، ان میں اس کے لئے پہلے مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا ممکن ہے اور جن مسائل میں اس نے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کیا تھا ان میں اسے اختیار ہے کہ اسی مجتہد کے فتوؤں پر باقی رہے یا زندہ مجتہد کی طرف عدول کرے۔

تقلید کے بغیر عمل

مسئلہ ۱۸: تقلید کے بغیر عام آدمی کا عمل یا باطل تقلید کے مطابق عمل باطل کہلائے گا مگر یہ کہ:

❁ احتیاط کے موافق ہو۔

❁ واقع و اصلیّت کے مطابق ہو۔

❁ اس مجتہد کے فتوؤں کے مطابق ہو جس کی تقلید اس پر واجب ہے۔

مرجع تقلید

مسئلہ ۱۹: مرجع تقلید کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

❁ مرد ہونا۔❁ بالغ ہونا۔❁ عاقل ہونا۔❁ شیعہ اثناعشری ہونا۔❁ حلال زادہ ہونا۔ ❁ بنابراحتیاط زندہ ہونا۔❁ عادل ہونا۔❁ مجتہد ہونا۔❁ بنابراحتیاط اعلم ہونا۔❁ چونکہ مرجعیت کا منصب فتوے کے لحاظ سے نہایت حساس اور اہم ہے، اس کے پیشِ نظر لازم ہے کہ مجتہد کے پاس نفسِ سرکش کو کنٹرول کرنے کی طاقت ہو اور وہ دنیا کا حریص نہ ہو۔

عدالت

مسئلہ ۲۰: عدالت اس حالتِ نفسی کو کہتے ہیں جو انسان کو ایسے تقویٰ پر اُکسائے جو اُسے ترکِ واجبات اور انجامِ محرمات شرعیہ سے روکے عادل وہ ہے جو عدالت کا مالک ہو، دوسرے لفظوں میں عادل وہ شخص ہے جو اس مرحلے تک پہنچا ہو کہ عمداً گناہ نہ کرے، ترکِ واجب اور فعلِ حرام کا مرتکب نہ ہو، اثباتِ عدالت کے لئے ظاہراً اچھا ہونا کافی ہے۔

اجتہاد

مسئلہ ۲۱: اجتہاد کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

❁ اجتہادِ مطلق❁ اجتہادِ متجزّی (جزوی)

❁ اجتہادِ مطلق: یہ وہ اجتہاد ہے کہ جس کا مالک تمام ابواب فقہی میں شرعی اَحکام کے استنباط کی صلاحیت رکھتا ہو اور اجتہاد مطلق پر فائز شخص کو "مجتہدِ مطلق" کہتے ہیں۔

❁ اجتہاد متجزّی: یہ وہ اجتہاد ہے جس کا مالک تمام ابوابِ فقہی میں شرعی احکام کے استنباط پر قادر نہ ہو، اجتہاد متجزّی والے کو "مجتہد متجزّی" کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۲: مجتہدِ مطلق کا فتویٰ خود اس کے لئے حجت ہے اور دوسرے بھی اس کی تقلید کر سکتے ہیں۔

یہی حکم مجتہد متجزّی کے فتوے کا بھی ہے' اگر چہ احتیاط مستحب کی بنا پر، مجتہد متجزّی کی تقلید نہیں ہو سکتی۔

اَعلمیت بنابر اِحتیاط

مسئلہ ۲۳: اَعلم اس شخص کو کہتے ہیں جو اَحکام شرعیہ کے اِستنباط پر سب سے زیادہ قادر ہو، دوسرے لفظوں میں یہ وہ شخص ہے جو دوسرے مجتہدوں کے مقابلے میں اَحکامِ شرعیہ کی معرفت اور دلیلوں سے ان کے استنباط پر سب سے زیادہ قادر ہو اور وہ اپنے زمانے کے اَوضاع و اَحوال سے اس قدر واقف ہو جس کی احکام شرعیہ کے موضوعات کی تشخیص اور اظہارِ رائے کے سلسلے میں ضرورت ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۴: اَعلم کی تقلید واجب ہونے کی دلیل، عقلا کی روش اور حکمِ عقل ہے اور اعلم کی تقلید کا وجوب ،احتیاط پر مبنی ہے اور یہ ان مسائل میں سے ہے کہ جن میں اَعلم کا فتویٰ غیر اَعلم کے فتوے سے مختلف ہو۔

مسئلہ ۲۵: صرف اس احتمال کی بنا پر کہ اَعلم میں تقلید کے لئے ضروری شرائط موجود نہیں ہیں، بنا بر احتیاط اختلافی مسئلے میں غیر اعلم کی تقلید جائز نہیں ہے۔

مرجع تقلید کی شرائط سے مربوط بعض مسائل

مسئلہ ۲۶: مجتہد جامع الشرائط کی تقلید صحیح ہونے کے لئے اس مجتہد کا مرجعیت پر فائز ہونا یا اس کے پاس رسالۂ عملیہ کا ہونا شرط نہیں ہے، بنا بر ایں جس مکلف کے نزدیک ثابت ہو جائے کہ وہ جس کی تقلید کرنا چاہتا ہے" جامع الشرائط" مجتہد ہے تو اس کی تقلید میں کوئی اشکال نہیں ہے چاہے اس کے پاس رسالۂ عملیہ نہ ہو اور وہ مرجعیت پر فائز نہ ہو اور مجتہد" جامع الشرائط" کے لئے یہ بھی شرط نہیں ہے کہ وہ مکلف کا ہم وطن ہو یا اس کے شہر کا رہنے والا ہو۔

مسئلہ ۲۷: ماں اور باپ کی ذمہ داری ان بچوں کے سلسلے میں جو سنِ بلوغ تک نہ پہنچے ہوں اور جن کے لئے" مرجع تقلید" کا اختیار کرنا ممکن نہ ہو بلکہ یہ امر اُن کے لئے مشکل اور مشقت آمیز ہو یہ ہے کہ وہ ان بچوں کی اس سلسلے میں راہنمائی کریں۔

تقلید میں تبعیض

مسئلہ ۲۸: تقلید میں تبعیض کا مطلب ہے تقلید کو تقسیم کرنا، یعنی کچھ اَحکام ایک مجتہد سے اخذ کرے اور

کچھ دوسرے مجتہد سے مُقلِّد کے لئے تقلید میں تبعیض جائز ہے، مثلاً وہ عبادات میں ایک مجتہد کی تقلید کرے اور معاملات میں دوسرے مجتہد کی یا انفرادی اَحکام میں ایک مجتہد کی تقلید کرے اور اجتماعی' سیاسی اور اقتصادی اَحکام میں دوسرے کی' بلکہ اگر جن مسائل میں وہ مجتہد کی تقلید کرنا چاہتا ہے ان میں ہر مجتہد کو اَعلم فرض کرلیا جائے تب بھی بنا بر اِحتیاط تبعیض واجب ہوگی، اگر چہ ان مجتہدوں کے فتوے ان مسائل میں مختلف ہوں۔

مجتہد جامع الشرائط کی شناخت کے طریقے

مسئلہ ۲۹: درجہ ذیل دو میں سے ایک طریقے سے مجتہد جامع الشرائط کی شناخت حاصل کی جاسکتی ہے:

- اطمینان چاہے لوگوں کے درمیان شہرت سے حاصل ہو یا ذاتی تجربے سے ہو یا دوسرے طریقوں سے حاصل ہو۔
- باخبر اَفراد میں سے دو عادل گواہی دیں' چاہے وہ باعثِ اطمینان نہ ہوں۔

مسئلہ ۳۰: جب کسی مجتہد کی صلاحیت پر شرعی حجت مثلاً گواہی قائم ہوجائے اور وہ "جامع الشرائط" ہو، جب تک اس کے خلاف دوسرے دو عادل گواہوں کا وجود ثابت نہ ہوتو وہ حجت اپنی حجیّت پر باقی رہے گی اور اس پر اعتماد کرنا صحیح ہوگا' چاہے وہ اطمینان کا باعث نہ ہو اور اگر مخالف گواہی کا احتمال ہوتو اس کا تلاش کرنا اور یہ یقین کرنا کہ ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱: مجتہد کے فتوے معلوم کرنے کے طریقے:

- خود مجتہد سے سننا۔
- دو عادل اشخاص سے یا ایک عادل شخص سے سننا۔
- ایک ایسے شخص سے سننا جس کے قول پر اطمینان ہو۔
- ایسے رسالۂ عملیہ کی طرف رجوع کرنا جو خطا سے محفوظ ہو۔

مسئلہ ۳۲: مجتہد کا فتویٰ نقل کرنے اور شرعی اَحکام بیان کرنے کے لئے مجتہد کی اجازت شرط نہیں ہے ہاں! جو شخص خطا اور اشتباہ کا مرتکب ہوتا ہو اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر مسئلہ نقل کرنے میں کسی سے اشتباہ ہوجائے اور اس کے بعد اس اشتباہ کا پتا چل جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ سننے والے کو بتائے کہ مسئلہ بتانے میں غلطی ہوگئی ہے۔ بہرحال کسی بھی سامع کے لئے ناقل کی نقل پر

عمل کرنا اس کی بات کے درست ہونے کا اطمینان حاصل کئے بغیر جائز نہیں ہے۔

اَحکامِ عدول

مسئلہ ۳۳: وہ مقامات کہ جن میں غیر اَعلم کی طرف رجوع کرنا جائز ہے۔

- وہ مسائل کہ جن میں اَعلم کا فتویٰ نہ ہو اور غیر اَعلم نے اس مسئلے میں احتیاط کا حکم نہ دیا ہو، بلکہ اس کا فتویٰ صراحت پر مبنی ہو تو بنا بر احتیاط اَعلم سے "اَعلم تَر" کی طرف عدول کیا جا سکتا ہے۔
- وہ مسائل کہ جن میں غیر اَعلم کا فتویٰ اَعلم کے فتوئے سے مختلف نہ ہو۔
- وہ مسائل کہ جن میں اَعلم کا فتویٰ خلافِ احتیاط ہو جبکہ غیر اَعلم کا فتویٰ احتیاط کے مطابق ہو۔

وہ موارد کہ جن میں غیر اَعلم کی طرف عدول جائز نہیں

مسئلہ ۳۴: بنا بر احتیاط زندہ مجتہد" جامع الشرائط" کی تقلید سے دوسرے مجتہد کی طرف عدول جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کے اندر کچھ شرطیں نہ ہوں، جیسا کہ دوسرا پہلے کے مقابلے میں اَعلم ہو اور اُس کا فتویٰ اس مسئلے میں پہلے مجتہد کے فتوے کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۳۵: زندہ جامع الشرائط مجتہد کی جن مسائل میں تقلید کر چکا ہو ان میں بنا بر اِحتیاط میّت کی طرف عدول جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۶: مجتہد اَعلم کی تقلید سے بنا بر اِحتیاط غیر اَعلم کی طرف عدول صرف یہ سوچ کر جائز نہیں ہے کہ جس کی تقلید واجب ہے اس کے فتوے زمانے کے تقاضوں سے میل نہیں کھاتے یا صرف اس بنا پر کہ اس کے فتووں پر عمل کرنا مشقت آمیز ہے۔

تقلید کے متفرقہ مسائل

مسئلہ ۳۷: نماز کے دوران اگر مکلف کو کوئی مسئلہ درپیش آجائے اور وہ اس کا حکم نہ جانتا ہو اور اس کے لئے جاننا بھی ممکن نہ ہو تو دو احتمال میں سے کسی ایک پر بنا رکھے اور نماز کو تمام کرے لیکن نماز کے بعد اس پر واجب ہے کہ وہ اس مسئلے کا حکم معلوم کرے اور اگر پتا چلے کہ جو اس نے انجام دیا ہے وہ باطل ہے تو اس پر واجب ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۳۸: جاہل دو طرح کے ہوتے ہیں:

❁ اہلِ قاصر ❁ اہلِ مُقصّر

❁ **جاہلِ قاصر**: اس جاہل کو کہتے ہیں کہ جس کو اپنی جہالت کا پتا نہ ہو یا وہ طریقے معلوم نہ ہوں کہ جن سے جہالت دور کر سکے۔

❁ اہلِ مُقصّر: اس جاہل کو کہتے ہیں کہ جسے اپنی جہالت کا پتا ہو اور اسے جہالت دور کرنے کے ممکنہ طریقے بھی معلوم ہوں، لیکن وہ سستی کی بنا پر ان طریقوں کو نہ اپناتا ہو۔

مسئلہ ۳۹: احتیاط واجب کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کو انجام دینا یا اُسے ترک کرنا اِحتیاط کے باب سے واجب ہے اور جہاں جہاں احتیاط واجب ہے ان جگہوں پر مکلف دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کرسکتا ہے جس نے فتویٰ دیا ہو احتیاط نہ کی ہو اور رجوع میں بھی احتیاط یہ ہے کہ "اَلاَعلَم فَالأَعلَم" کی رعایت کرے۔

مسئلہ ۴۰: درجہ ذیل عبارتیں جو فقہی کتابوں میں آئی ہیں سب کی سب احتیاط پر دلالت کرتی ہیں اور وہ عبارتیں یہ ہیں:

"فِیهِ اِشکَالٌ"، "مُشکِل"، "لَا یَخلُو مِن اِشکَالٍ"

اور عبارت: "لَا اِشکَالَ فِیهِ" فتوے پر دلالت کرتی ہے، اسی طرح عملی اعتبار سے عبارت "لَا یَجُوزُ" اور "یَحرُمُ" میں کوئی فرق نہیں ہے۔

قیادت اور ولایتِ فقیہ

مسئلہ ۴۱: ولایتِ فقیہ سے مراد ہے، عادل اور دین شناس فقیہ کی حکومت اور اس کا مطلب ہے انسانی معاشرے کی قیادت کرنا اور اجتماعی مسائل کو حل کرنا جو اُمتِ اِسلامیہ کو ہر دور میں درپیش ہوں اور یہ اثنا عشری حقیقی مذہب کے اَرکان میں سے ہے، بلکہ اس کی بنیاد یں امامت کی جڑوں کے اندر ہیں۔

اجتہاداً یا تقلیداً، فقیہ کی ولایت مطلقہ پر غیبتِ امام عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے زمانے میں اعتقاد نہ رکھنا، مرتد ہونے کا یا اسلام سے خارج ہونے کا موجب نہیں بنتا، اگر کوئی دلیل اور برہان کے ذریعے اس پر اعتقاد نہ رکھے تو وہ معذور ہے لیکن اس کے لئے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور اختلاف پھیلانا جائز نہیں ہے۔

ولایتِ فقیہ کی ضرورت

مسئلہ ۴۲: دینِ اسلام سب سے آخری آسمانی دین ہے اور قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ اس دین میں حکومت اور سماج کو چلانے کے لئے قانون موجود ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی سماج کے ہر طبقے کے لئے ولیٔ اَمر، حاکم شرع اور قائد کا ہونا ضروری ہے، تاکہ وہ اُمتِ اِسلامیہ کو اسلام اور مسلمانوں کو دشمنوں کے شر سے بچا سکے۔ وہ ان کے نظام کی حفاظت کرے اور ان کے درمیان عدل قائم کرے۔ طاقت والوں کو کمزوروں پر ستم کرنے سے روکے اور سیاسی، سماجی اور تمدنی ترقی کے وسائل کے راستے ہموار کرے۔

ولایتِ فقیہ ایک تعبُّدی شرعی حکم ہے کہ عقل بھی جس کی تائید کرتی ہے۔ جمہوری اسلامی ایران کے دستور میں نہایت عقلی طریقہ ہے جو ولیٔ فقیہ کے مصداق کو معین کرنے کے لئے مددگار رہے

ولایتِ فقیہ کا دائرہ

1 ولیٔ فقیہ کے ولائی احکامات

مسئلہ ۴۳: ہر مسلمان پر ولیٔ فقیہ کی طرف سے صادر شدہ حکومتی اوامر ونواہی کی اطاعت کرنا اور اُن کو تسلیم کرنا واجب ہے اور اس حکم میں بڑے بڑے مراجع کرام بھی شامل ہیں تو پھر ان کے مقلدین کیسے شامل نہیں ہوں گے؟

مسئلہ ۴۴: کسی کے لئے اس شخص کی مخالفت کرنا کہ جو منصبِ ولایت فقیہ پر فائز ہو جائز نہیں ہے۔ اس دعوے کے ساتھ کہ وہ اس سے زیادہ قابل ہے، یہ اس وقت ہے کہ جب ولایتِ فقیہ کے منصب پر فائز شخص کو یہ مقام مقررہ ومبیّنہ قانونی طریقے سے ملا ہو۔

2 ولیٔ فقیہ کے حکومتی اَحکام

مسئلہ ۴۵: حکومتی اَحکام اور ولیٔ امر مسلمین کی طرف سے منصوب کردہ افراد کی اگر مدت معین نہ ہو تو وہ باقی، جاری اور نافذ رہیں گے۔ اگر نیا ولیٔ امرِ مسلمین مصلحت سمجھے تو ان کو بدل سکتا ہے۔

3 حدیں جاری کرنا

مسئلہ: ۴۶: حدود شرعیہ جیسے چوری اور زنا وغیرہ کی حد جاری کرنا زمانۂ غیبت میں بھی واجب ہے اور اس کا اختیار صرف ولیٔ امرِ مسلمین کو حاصل ہے۔

4 ولیٔ فقیہ کے اَحکامات کا لوگوں کی مرضی اور ارادے پر مقدم ہونا

مسئلہ ۴۷: عامۃ المسلمین کی فلاح وبہبود سے متعلق ولیٔ فقیہ کے اَحکام عام لوگوں کے اَحکام پر مقدم ہیں اور ٹکراؤ کی صورت میں ان پر حاکم ہیں۔

5 ذرائع ابلاغ پر کنٹرول

ذرائع ابلاغ کا ولیِّ امرِ مسلمین کے کنٹرول میں ہونا واجب ہے اور واجب ہے کہ ان کو اسلام کی خدمت اور معارفِ الٰہیّہ کی نشر و اشاعت کی راہ پر لگایا جائے اور یہ بھی واجب ہے کہ اسلامی سماج کی فکری صلاحیتوں کی ترقی اور سماج کی مشکلات دور کرنے کے لئے اُن سے کام لیا جائے۔ واجب ہے کہ تبلیغی وسائل سے مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے اور اُخوّت و برادری کی روح پھونکنے اور اسی نوعیت کے کام انجام دینے کے لئے استفادہ کیا جائے۔

ولایت فقیہ کے دائرۂ کار سے مرتبط چار اُصول

1 نمائندہ ولیٔ فقیہ کے اَوامر کی اطاعت

مسئلہ ۴۸: ولیٔ فقیہ کے نمائندے کی طرف سے صادر شدہ اَحکام اگر الزامی ہوں اور ولیٔ فقیہ کی طرف سے مقرر کردہ اس کی حدود کے اندر ہوں تو ان کی مخالفت جائز نہیں ہے۔

2 دفتری ولایت

مسئلہ ۴۹: اسلامی مفاہیم میں ''دفتری ولایت'' نام کی کوئی چیز نہیں ہے (یہ کہ دفتر کا جو افسر ہے اس کے اَحکام کو بغیر اعتراض کئے ماننا واجب ہو) لیکن دفتر سے صادر شدہ ان احکامات کی مخالفت جائز نہیں ہے جو قانونی ضوابط اور اُصولوں کی بنیاد پر صادر کئے گئے ہوں۔

3 ولایتِ تکوینی

مسئلہ ۵۰: ولیٔ فقیہ کو ولایتِ تکوینیہ حاصل نہیں ہے۔ یہ چیز تو ائمۂ معصومین علیہم السلام سے مخصوص ہے۔

4 ولیٔ فقیہ اور مرجع تقلید کی رائے میں اختلاف

مسئلہ ۵۱: ولیٔ فقیہ اور مرجع تقلید کے درمیان اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہو اور وہ مسئلہ اجتماعی ہو جیسے کافروں، باغیوں اور حملہ آوروں کے مقابلے میں اسلام اور مسلمان کا دفاع وغیرہ، تو ایسے میں ولیٔ امرِ مسلمین کی رائے کی پیروی اور اطاعت واجب ہے، لیکن اگر اختلاف، انفرادی مسائل میں ہو تو ہر مکلف پر لازم ہے کہ وہ اپنے مرجع تقلید کے فتوے کی پیروی کرے۔

۞۞۞۞۞

اِحکامِ طہارت

پانی

دین اسلام نے طہارت و پاکیزگی کو بہت اہمیت دی ہے۔اسلام نے بعض اعمال اور تکالیفِ شرعیہ کی انجام دہی کو طہارت کے ساتھ مشروط کیا ہے اور نجاستوں سے مطلق اجتناب کرنے کا تقاضا کیا ہے یا یہ کہ بعض مقامات پر نجاستوں سے پرہیز کیا جائے۔فقہ اسلامی جو دائمی طہارت و نظافت چاہتی ہے اس میں ایک خاص قسم کا "دھونا" پایا جاتا ہے، جو وضو اور غسل کی شکل میں ہے اور اس کا نام طہارت ہے۔ یہ "دھونا" کبھی واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب۔

اس فصل میں طہارت و مُطَہِّرات کے اَحکام اور لباس و بدن اور دوسری چیزوں کے پاک کرنے کے اَحکام بیان کئے گئے ہیں۔اسی طرح نجس اور ناپاک چیزوں اور اُن سے مربوط مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

پانی کی اقسام

۞ ضاف پانی ۞ مطلق (خالص) پانی ۞ بارش کا پانی ۞ جاری (بہتا ہوا) پانی ۞ ٹھہرا ہوا پانی۔

ٹھہرے ہوئے پانی کی اقسام

۞ کُر پانی۔ ۞ قلیل پانی۔ {مضاف پانی (یعنی ملا ہوا پانی) یا کسی چیز کا عرق}

آب مضاف کا مطلب:

مسئلہ ۵۲: مضاف پانی: اس پانی کو کہتے ہیں، جس کو بغیر قید کے یا بغیر کسی چیز کی طرف نسبت دیئے ہوئے پانی نہ کہا جا سکے، چاہے اس کو کسی چیز سے نچوڑا گیا ہو جیسے خربوزے اور آلو بخارے وغیرہ کا پانی یا کسی چیز سے اس طرح مخلوط ہو کہ پانی کا وصف اس سے سلب ہو جائے، جیسے عرقِ اُنگور یا نمک

وغیرہ کا پانی۔

مضاف پانی کے احکام

مسئلہ ۵۳: مضاف پانی کسی بھی طرح کی نجاست کو پاک نہیں کرتا اور مطہرات میں شمار نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۵۴: مضاف پانی جب نجاست سے ملتا ہے تو نجس ہو جاتا ہے، چاہے نجاست بہت کم ہو اور اس کا ذائقہ، رنگ اور بُو تک نہ بدلے اور چاہے وہ پانی کُر کے برابر کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۵۵: مضاف پانی سے وضو اور غسل کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶: کبھی کبھی پانی میں کچھ ایسی دوائیں ملائی جاتی ہیں جن سے اس کا رنگ دودھ جیسا سفید ہو جاتا ہے، لیکن اُس سے وہ مضاف پانی کے حکم میں نہیں آتا، اس بنا پر اس سے متنجّس چیزوں کو پاک کرنا اور وضو و غسل بھی صحیح ہے۔

{خالص پانی} خالص پانی کا مطلب

مسئلہ ۵۷: خالص پانی، وہ پانی ہے جسے بغیر قید و شرط کے پانی کہا جا سکے جیسے بارش کا پانی اور چشموں وغیرہ کا پانی۔

مسئلہ ۵۸: خالص پانی کی اقسام:

- وہ پانی جو آسمان سے برستا ہے (بارش کا پانی)۔
- وہ پانی جو زمین سے اُبلتا ہے (جاری پانی)۔
- وہ پانی جو ٹھہرا ہوا ہوتا ہے (جو نہ برستا ہے نہ اُبلتا ہے)۔
- کُر پانی (جو تقریباً ۳۸۴ لیٹر ہو)۔
- قلیل پانی (جو اس مقدار سے کم ہو یعنی ۳۸۴ لیٹر سے کم ہو)۔

مسئلہ ۵۹: پانی آسمان سے برستا ہے یا زمین سے اُبلتا ہے، یا نہ برستا ہے نہ اُبلتا ہے۔ جو پانی آسمان سے برستا ہے اسے "بارش کا پانی" کہتے ہیں، جیسا کہ زمین سے اُبلنے والے پانی کو "جاری پانی" کہتے ہیں اور رہ گیا وہ پانی جو زمین سے اُبلتا ہے نہ آسمان سے برستا ہے۔ اسے "آبِ راکد" کہا جاتا ہے۔ اس پانی کی مقدار اگر ۸ / ۷، ۴۲ بالشت، ۳۸۴ لیٹر ہو تو اسے "کُر" اور اگر اس سے کم ہو تو اسے "آبِ قلیل" کہا جاتا ہے۔

خالص پانی کے احکام

مسئلہ ۶۰: خالص پانی نجس چیزوں کو پاک کرتا ہے۔(اس کا شمار مطہرات میں ہوتا ہے)۔
مسئلہ ۶۱: خالص پانی: آبِ قلیل کو چھوڑ کر، صرف نجاست کے ساتھ ملنے سے نجس نہیں ہوتا، ہاں! اگر اس کے تین اَوصاف رنگ، ذائقہ اور بُو میں سے کوئی ایک بدل جائے تو نجس ہو جاتا ہے۔
مسئلہ ۶۲: خالص پانی سے وضو اور غسل ہو جاتا ہے۔
مسئلہ ۶۳: خالص پانی پر شرعی آثار مرتب ہونے کے لئے، عرفِ عام کی نظر میں اس عنوان کا اس پر صادق آنا کافی ہے، بنابرایں نمکیات کی وجہ سے اگر پانی میلا یا غلیظ ہو تو اس عنوان کے اس پر صدق آنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتا، یہی وجہ ہے کہ سمندر کے پانی سے پاک کرنا اور وضو و غسل کرنا صحیح ہے چاہے وہ نمکیات کی وجہ سے کثیف اور غلیظ ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ بحیرۂ اُرومیہ کا حال ہے۔

آبِ مطلق کی قسمیں اور اُن کے اَحکام

1 بارش کا پانی

مسئلہ ۶۴: اگر کسی نجس چیز پر بارش کا پانی گر جائے تو اسے پاک کر دیتا ہے۔

2 کُر اور جاری پانی

مسئلہ ۶۵: اگر نجس چیز کو کُر یا جاری پانی میں رکھا جائے تو پانی اس کو پاک کر دیتا ہے۔
مسئلہ ۶۶: اگر کسی نجس چیز کو کُر یا جاری پانی میں رکھا جائے اور نجاست کے سبب اس کا ذائقہ، رنگ یا اس کی بو بدل جائے تو وہ پانی بھی نجس ہو جائے گا اور اس سے نجس چیز پاک بھی نہیں ہوگی۔
مسئلہ ۶۷: پاک کرنے کے اعتبار سے آبِ کُر اور آبِ جاری میں کوئی فرق نہیں ہے۔

3 آبِ قلیل:

مسئلہ ۶۸: اگر نجس چیز کو قلیل پانی میں رکھا جائے تو وہ پانی نجس ہو جائے گا اور نجس چیز بھی پاک نہیں ہوگی۔
مسئلہ ۶۹: اگر قلیل پانی کو متنجّس چیز پر ڈال دیا جائے تو آئندہ تفصیل کے مطابق وہ چیز پاک ہو

جائے گی، لیکن اس سے ٹپکنے والا پانی نجس ہوجائے گا۔

مسئلہ ۷۰: اگر قلیل پانی کسی چیز پر بغیر دباؤ کے پڑے اور اس کے نچلے حصے سے نجاست لگ جائے، تو اگر پانی کا اُوپر سے نیچے کی طرف جاری ہونا کہلائے تو اُوپر والا حصہ پاک رہے گا۔

مسئلہ ۷۱: اگر آبِ قلیل، آبِ کُر یا آبِ جاری سے متصل ہوجائے تو ان دونوں کا حکم اس پر نافذ ہوگا۔

پانی کے بارے میں شک کے اَحکام

مسئلہ ۷۲: جس پانی کے بارے میں شک ہو کہ پاک ہے یا نجس تو شرعاً اس کو پاک مانا جائے گا، لیکن اگر پانی پہلے نجس تھا بعد میں شک ہو کہ وہ پاک ہوا ہے یا نہیں تو اس پر نجاست کا حکم نافذ ہوگا۔

مسئلہ ۷۳: اگر پانی کے کُر ہونے میں شک ہو، پس! اگر وہ پہلے کُر رہا ہو تو اب بھی اس کو کُر ہی مانا جائے گا۔

مسئلہ ۷۴: کسی بھی پانی پر کُر کے آثار مرتب کرنے کے لئے یہ شرط ضروری نہیں ہے کہ اس کے کُر ہونے کا یقین ہو، بلکہ اگر وہ پہلے کُر تھا تو اب بھی اس کو کُر ماننا جائز ہے۔ (یہی حکم ریل گاڑیوں کی ٹنکیوں میں جو پانی ہوتا ہے اس کا بھی ہے) جو پہلے کُر یا اس سے زیادہ تھا، اب اگر شک ہو کہ وہ کُر ہے یا نہیں تو اسے کُر مانا جائے گا۔

مسئلہ ۷۵: جو پانی کُر سے کم ہو تو جب تک اس کا کُر میں تبدیل ہونا معلوم نہ ہوجائے، اس پر آبِ قلیل کے احکام نافذ ہوں گے۔

پیشاب اور پاخانے کے احکام

قبلے کی رعایت

مسئلہ ۷۶: پیشاب اور پاخانے کرنے کی حالت میں رُو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ ہونا حرام ہے۔

سِتر (شرمگاہ) کا چھپانا

مسئلہ ۷۷: پیشاب اور پاخانے یا کسی دوسری حالت میں شرمگاہ کا ہر دیکھنے والے سے چھپانا واجب

ہے، صرف میاں اور بیوی کو چھوڑ کر، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، محرم ہو یا نامحرم، چاہے تمیز رکھنے والا بچہ ہی کیوں نہ ہو، ہاں! میاں اور بیوی کا ایک دوسرے سے شرمگاہ کو چھپانا واجب نہیں ہے۔

رفع حاجت کے مکروہات

مسئلہ ۷۸: پیشاب اور پاخانے کے مکروہات:

- کھڑے ہو کر پیشاب یا پاخانہ کرنا۔
- سخت زمین پر یا کیڑے مکوڑوں کے سوراخوں میں پیشاب یا پاخانہ کرنا۔
- پیشاب اور پاخانے کو روک کر رکھنا۔
- پانی میں پیشاب کرنا خاص کر ٹھہرے ہوئے پانی میں۔
- راستوں اور گزرگاہوں پر اور پھل دار درختوں کے نیچے پیشاب اور پاخانہ کرنا۔
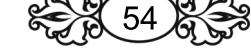
استبرا کے اَحکام

مسئلہ ۷۹: اگر مرد پیشاب کرنے کے بعد اِستبرا کرے پھر پیشاب کی جگہ سے کوئی رطوبت خارج ہو اور شک ہو کہ وہ پیشاب ہے یا منی، یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہے تو اس پر پیشاب کا حکم نافذ نہ ہو گا، بلکہ اسے پاک مانا جائے گا اور اس سلسلے میں تلاش اور تفتیش واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۰: اِستبرا واجب نہیں ہے اور اگر نقصان کا باعث بنے تو جائز نہیں ہے، مثلاً اگر شرمگاہ زخمی ہو اور اس پر دباؤ ڈالنے سے خون نکل آتا ہو اور زخم کے ٹھیک ہونے میں تاخیر ہوتی ہو، ہاں! اگر اِستبرا نہ کرے اور پیشاب کرنے کے بعد مشتبہ رطوبت خارج ہو تو اس پر پیشاب کا حکم نافذ ہو گا۔

مسئلہ ۸۱: اِستبرا کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ پاخانے کے مقام سے آلۂ تناسل کی جڑ تک دباؤ کے ساتھ جھٹکے پھر بائیں ہاتھ کی انگشت سَبّابَہ (کلمے کی انگلی) کو آلۂ تناسل کے نیچے اور انگوٹھے کو اوپر رکھے اور دباؤ کے ساتھ اس کے سرے کی طرف تین مرتبہ کھینچے، پھر تین مرتبہ اس کو جھٹکے، اس کے بعد مقامِ پیشاب کو نجاست سے پاک کرے۔

مسئلہ ۸۲: اِستبرا میں کوئی فرق نہیں کہ اسے پاخانے کا مقام دھونے سے پہلے کیا جائے یا بعد میں کیا جائے۔

مسئلہ ۸۳: پیشاب ، اِستبرا اور وضو کرنے کے بعد اگر رطوبت خارج ہو جو پیشاب اور منی کے درمیان مشتبہ ہوتو واجب ہے کہ غسل اور وضو دونوں بجالائے' تا کہ حدث سے پاک ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

پاک رطوبتوں کی اقسام

مسئلہ ۸۴: انسان کے اندر سے خارج ہونے والی پاک رطوبتوں کی اقسام:

- وہ رطوبت جو کبھی کبھی منی کے بعد نکلتی ہے اس کو"وَذِی" کہتے ہیں۔
- وہ رطوبت جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے اس کو"وَدِی" کہتے ہیں۔
- وہ رطوبت جو میاں بیوی کی آپس کی چھیڑ چھاڑ کے بعد نکلتی ہے اس کو"مَذِی" کہتے ہیں۔

یہ ساری رطوبتیں پاک ہیں ان کی وجہ سے طہارت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

استنجا (پیشاب اور پاخانے کے مقام کو پاک کرنا)

مسئلہ ۸۵: محل پیشاب کو پاک کرنے کا طریقے:

- پیشاب کی جگہ کو صرف پانی سے پاک کیا جا سکتا ہے۔
- احتیاط کی بنا پر پیشاب کی جگہ کو قلیل پانی سے دو مرتبہ دھونا ضروری ہے' جبکہ آبِ کثیر وغیرہ سے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔

مسئلہ ۸۶: پاخانے کی جگہ کو دھونے کا طریقہ:

پاخانے کی جگہ کو درج ذیل دو میں سے ایک طریقے سے پاک کیا جا سکتا ہے:

پہلا طریقہ: پانی سے دھوئیں یہاں تک کہ نجاست اور اس کے آثار زائل ہو جائیں، اس کے بعد دھونا واجب نہیں ہے۔

دوسرا طریقہ: تین پتھروں یا تین کپڑوں سے صاف کرنا یا ان جیسی کسی چیز سے صاف کرنا بشرطیکہ وہ پاک ہوں اور اگر اس سے نجاست برطرف نہ ہوتو مزید پتھر یا کپڑے استعمال کئے جائیں، یہاں تک کہ نجاست مکمل طور پر زائل ہو جائے۔ ایک پتھر کے تین کونوں یا کپڑے وغیرہ کے تین سروں

سے صاف کرنا بھی ممکن ہے۔

مسئلہ ۷۸: تین صورتوں میں پاخانے کی جگہ کو صرف پانی سے پاک کیا جا سکتا ہے پتھر یا کپڑے سے نہیں:

الف۔ جب پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست جیسے خون وغیرہ نکل آئے۔

ب۔ جب پاخانے کے مقام پر باہر سے کوئی نجاست لگ جائے۔

ج۔ جب پاخانہ معمول سے زیادہ پھیل جائے، اس طرح کہ اس کی وجہ سے استنجا صادق نہ آئے (یعنی پاخانہ اپنی جگہ کے علاوہ دیگر جگہوں پر سرایت کر جائے)۔

نجاسات کے احکام

مسئلہ ۸۸: نجاستیں درجہ ذیل ہیں:

❁ پیشاب۔ ❁ پاخانہ۔ ❁ انسان کی منی۔ ❁ مردار۔ ❁ خون۔ ❁ خشکی کا کتّا۔ ❁ خنزیر۔ ❁ بنا بر احتیاط وہ مُسکر (نشہ آور) جو اَصَالتاً بہنے والا ہو۔ ❁ وہ کفّار جو کسی آسمانی دین پر یقین نہیں رکھتے ہوں۔

مسئلہ ۸۹: تمام چیزیں پاک ہیں صرف وہی چیزیں نجس ہیں جن کے نجس ہونے کا شارع نے حکم دیا ہے۔

1 پیشاب 2 پاخانہ

نجس ہے ❁ انسان کا ❁ اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہو اور خون جہندہ رکھتا ہو جیسے چوہا اور بلّی، پرندوں کے فضلات کو چھوڑ کر۔

پیشاب اور پاخانہ پاک ہے:

❁ اس حیوان کا جس کا گوشت حلال ہو چاہے وہ پرندہ ہو، جیسے چڑیا، گائے یا بھیڑ، بکری وغیرہ۔

❁ اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہو لیکن وہ خون جہندہ نہ رکھتا ہو، جیسے، سانپ اور بغیر چھلکے کی مچھلی۔

❁ حرام گوشت پرندوں، جیسے، کوّے اور شکاری باز وغیرہ کا۔

مسئلہ ۹۰: انسان اور ہر اس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ، جس کا گوشت حرام ہو اور خون جہندہ رکھتا ہو، نجس ہے، لیکن پرندوں کے فضلات پاک ہیں، خواہ ان کا گوشت حرام ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۹۱: حلال گوشت حیوانوں کا پیشاب اور پرندوں کے فضلات پاک ہیں۔

3 منی

❁ انسان کی منی نجس ہے۔

❁ رکوئی پیشاب کے بعد اِستبرا کرے اور اُس کے بعد رطوبت خارج ہو اور معلوم نہ ہو

کہ منی ہے یا نہیں؟ جب تک منی ہونے کا یقین نہ ہو اور خروجِ منی کی شرعی علامتیں بھی موجود نہ ہوں تو اس پر منی کا حکم نافذ نہیں ہوگا بلکہ وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۹۲: منی کی علامتیں: اگر شک ہو کہ جو رطوبت خارج ہوئی ہے وہ منی ہے یا نہیں تو اس کے منی ہونے کی علامت چند چیزوں کا اکٹھا ہونا ہے۔

مرد میں:

- شہوت (وہ جنسی لذّت جو محلِ لذّت تک پہنچنے سے حاصل ہوتی ہے)۔
- زور سے اُچھل کر نکلنا۔ ۞ سستی اور ڈھیلا پن۔

عورت میں

- شہوت۔ ۞ سستی اور ڈھیلا پن۔

4 میّت کا بدن (مُردار)

مسئلہ ۹۳: مُردار، انسان مسلمان: مسلمان میّت کا بدن نجس ہے، ان چیزوں کو چھوڑ کر:

- وہ اَجزا جس میں زندگی حلول نہیں کرتی جیسے، ناخن، بال اور دانت وغیرہ۔
- جو میدانِ جہاد میں شہید ہوا ہو۔
- وہ میّت جس کو غسل دیا جا چکا ہو۔

کافر اَہلِ کتاب: مردہ اَہلِ کتاب کا بدن نجس ہے۔ ان اَجزا کے علاوہ جن میں زندگی حلول نہیں کرتی۔

غیر اہلِ کتاب: اس کا تمام بدن نجس ہے۔

حیوان: خشکی کا کتّا اور خنزیر اور ان کے بدن کے تمام اَجزا نجس ہیں۔ خشکی کے کتّے اور خنزیر کے علاوہ دوسرے جانور، اگر خون جہندہ رکھتے ہوں:

- تو وہ اَجزا جن میں زندگی ہو، جیسے، گوشت اور کھال نجس ہیں، لیکن اگر ان کا تزکیہ ہو چکا ہو تو نجس نہیں۔
- جیسا کہ بعد میں آئے گا۔

❁ وہ اَجزا جن میں زندگی نہیں ہوتی، جیسے بال اور سینگ پاک ہیں، اگر خون جہندہ نہ رکھتے ہوں تو اس کے بدن کے تمام اَجزا پاک ہیں۔

مسئلہ ۹۴: انسان کا اور اس حیوان کا مردہ کہ جو خون جہندہ رکھتا ہو نجس ہے۔ چاہے وہ حلال گوشت ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۹۵: تزکیہ شدہ حیوان اور اس انسان کی میّت جس کو غسل دیا جا چکا ہو پاک ہے۔ غسل میّت سے مراد تینوں غسل ہیں، پس! جب تک تیسرا غسل مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر نجاست کا حکم نافذ ہوگا۔

مسئلہ ۹۶: مُردار کے جن اجزا میں زندگی نہیں ہوتی، جیسے اُون، بال، دانت، سینگ، روئیں، پَر، چونچ اور ناخن وغیرہ وہ پاک ہیں مگر یہ کہ مردار خشکی کے کتّے اور خنزیر کا ہو یا میّت کافر غیر کتابی کی ہو۔

مردار کے بارے میں دو باتیں
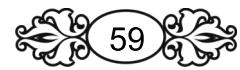
مسئلہ ۹۷:۱:۔ ہاتھوں کی جلد کے باریک چھلکے یا ہونٹوں اور پاؤں کے چھلکے یا بدن کے اجزا کی باریک کھال، جو خود بخود بدن سے الگ ہو جائے اُن پر طہارت کا حکم نافذ ہوتا ہے۔

مسئلہ ۹۸:۲:۔ گوشت اور چربی اور حیوانات کے دوسرے اَجزا جن کو مسلمانوں کے بازار سے خریدا گیا ہو اُن پر طہارت کا حکم نافذ ہوگا اور یہی حکم اس چیز کا ہے جو مسلمانوں سے لی جائے، البتہ اگر مذکورہ اشیا بلادِ کفّار (کافروں کے شہر) سے لی جائیں اور معلوم ہو کہ ان کا تزکیہ نہیں ہوا ہے تو وہ نجس ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اگر حیوان کا تزکیہ نہیں ہوا ہے تو اُس پر نجاست کا حکم لگے گا، لیکن اگر معلوم ہو جائے کہ تزکیہّ ہوا ہے یا تزکیہّ کا احتمال ہو لیکن انسان اس میں شک کرے تو اس پر طہارت کا حکم لگے گا۔

5 خون

مسئلہ ۹۹: انسان اور خونِ جہندہ رکھنے والے ہر حیوان کا خون نجس ہے چاہے اس کا کھانا حلال ہو یا حرام۔

مسئلہ ۱۰۰: ذبیحہ کے بدن میں رہ جانے والا خون پاک ہے۔

مسئلہ ۱۰۱: انڈے میں کبھی کبھی جوخون کا قطرہ دکھائی دیتا ہے وہ پاک ہے، مگراس کا کھانا حرام ہے۔

5زمینی کتّا، 7خنزیر

مسئلہ ۱۰۲: زمینی کتّا اور خنزیر نجس ہیں، چاہے ان کے وہ اَجزا ہوں کہ جن میں زندگی ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۰۳: جن اُمور میں طہارت شرط ہے، جیسے وضو اور غسل کے برتن، ان میں زمینی کتے اور خنزیر کے بالوں سے استفادہ جائزنہیں ہے، لیکن ان کا ایسے اُمور میں استعمال کرنا جن میں طہارت شرط نہیں ہے بلاِ اشکال ہے، جیسے تصویر سازی اور خطاطی کے لئے پَروں کے قلم وغیرہ۔

بے ہوش کردینے والے مشروبات

مسئلہ ۱۰۴: بنابراحتیاط ایسے مشروبات جواَصالتاً مائع (بہنے والے) ہوں نجس ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۵: تمامَ اقسام کے بیہوش کردینے والے اَلکحل جو اَصالتاً مائع (بہنے والے) ہوں بنا بر احتیاط نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۰۶: اگر بیہوش کردینے والی چیز اَصالتاً مائع (بہنے والی) نہ ہو، جیسے حشیش اور نشہ آور چیزیں وغیرہ، وہ اگر پانی یا کسی دوسرے مائع سے مخلوط ہوکر مائع میں تبدیل ہو جائیں تو اس سے وہ نجس نہیں ہوں گے۔

مسئلہ ۱۰۷: اُنگور کا رَس جس کو آگ پر جوش دیا گیا ہو اور اس کا دو تہائی ختم نہ ہوا اور وہ مسکر نہ ہو تو وہ نجس نہیں ہوگا لیکن اس کا پینا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۰۸: اگر کچھ مقدار اُنگور کے رس کو اُبلے ہوئے پانی میں اُنگور کے چند دانوں کے ساتھ رکھا جائے اور اُنگور کے دانے بہت ہی کم ہوں اور ان کا پانی انگور کے پانی میں اس طرح مخلوط ہوجائے کہ اس پر اُنگور کا پانی ہونا صادق نہ آئے تو وہ حلال ہے، لیکن اگر صرف اُنگور کے دانے آگ پر جوش کھائیں تو ان کا کھانا حرام ہے۔

8 کافر

مسئلہ ۱۰۹: جوشخص توحید، نبوّت یا ضروریاتِ دینِ اسلام میں سے کسی کا انکار کرتا ہو جیسے نماز، روزہ، یا رسالتِ محمدیہ کے ناقص ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو وہ کافر اور نجس ہے، مگر یہ کہ وہ اہلِ کتاب میں سے ہو۔

مسئلہ ۱۱۰: ضروریاتِ دینِ اسلام کا انکار کرنے والا، اگر اس کا انکار رسالت کے انکار پر تمام ہو یا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب ہو یا شریعت کی تنقیص ہو تو وہ کافر ہے۔

مسئلہ ۱۱۱: اہلِ کتاب محکوم بالطہارت ہیں۔

مسئلہ ۱۱۲: اہلِ کتاب سے مراد وہ ہیں جو اَدیانِ الٰہیّہ میں سے کسی دین پر عقیدہ رکھتے ہوں اور خود کو اللہ کے انبیاء میں سے کسی نبی کا ماننے والے بتاتے ہوں اور ان کے لئے انبیاء پر نازل شدہ کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو جیسے یہود، نصاریٰ، زرتشتی، اور صابئ (ستارہ پرست) (ان کا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ماننے والے ہیں، اور وہ کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی کتاب ان کے پاس موجود ہے۔)

مسئلہ ۱۱۳: خاتم النبیینؐ پر اعتقاد رکھنا ہی مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے بنا برایں جو اہل کتاب خاتم النبیینؐ کی رسالت پر عقیدہ رکھتے ہیں لیکن وہ اپنے آباواجداد کا طور طریقہ استعمال کرتے ہیں وہ مسلمان نہیں کہلائیں گے، لیکن چوں کہ وہ اہلِ کتاب ہیں لہٰذا اُن پر طہارت کا حکم نافذ ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۴: مرتد مسلمان کافر ہے اور اگر وہ کافر کتابی نہ ہو تو وہ نجس ہے، لیکن صرف نماز، روزے اور دیگر تمام شرعی واجبات کا ترک کر دینا مسلمان کے اِرتداد اور اس کی نجاست کا باعث نہیں بنتا اور جب تک اس کے اِرتداد کا پتا نہیں چلتا اس کا حکم وہی ہے جو تمام مسلمانوں کا ہے۔

مسئلہ ۱۱۵: علی اللّٰہی فرقے کے ماننے والے اگر یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ علی ابن ابی طالبؑ معبود ہیں۔ "تَعَالَى اللهُ عَن ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا" یا یہ کہتے ہوں کہ خداوند متعال شریک رکھتا ہے تو وہ کافر ہیں اور نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۱۶: جوشخص ائمۂ معصومین علیہم السلام میں سے کسی کو سَب وشتم یا اہانت کا نشانہ بنائے تو وہ کافر اور نجس ہے۔

مسئلہ ۱۱۷: گمراہ فرقہ بہائیہ کے تمام ماننے والے نجس ہیں۔

نجاسات سے متعلق کچھ مسئلے

مسئلہ ۱۱۸: حرام سے مجنب ہونے والے کا پسینہ پاک ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۱۹: اس شخص کے منہ کا لعاب اور بدن کا پسینہ، جس نے حرام اور نجس چیز، مثلاً خنزیر کا گوشت کھایا ہو پاک ہے۔

مسئلہ ۱۲۰: لباس کو دھونے اور پاک کرنے کے بعد اس پر باقی رہ جانے والے خون کا ہلکا سا نشان پاک ہے بشرطیکہ اصل خون موجود نہ ہو، صرف اس کا رنگ ہو جو دھونے سے نہیں مٹتا۔

مسئلہ ۱۲۱: اُلٹی (قے) پاک ہے چاہے دودھ پیتے بچے کی ہو یا دودھ پینے والے اور کھانا کھانے والے کی یا بالغ انسان کی ہو۔

نجاست ثابت کرنے کے طریقے

مسئلہ ۱۲۲: کسی بھی چیز کی نجاست تین میں سے ایک طریقے سے ثابت ہوگی:

- انسان کو خود نجاست کا یقین ہو جائے۔
- جس کے تصرف میں ہو وہ اس کے نجس ہونے کی خبر دے۔
- دو عادل نجس ہونے کی خبر دیں۔

مسئلہ ۱۲۳: سن بلوغ کے قریب بچہ کہ جس کے تصرف میں کوئی چیز ہے اگر اس کے نجس ہونے کی خبر دے تو اس کی بات مانی جائے گی یعنی یہاں اُس کا قول معتبر ہے۔

پاک چیزوں کے نجس ہونے کی کیفیت

مسئلہ ۱۲۴: اگر درجہ ذیل چار شرطیں پائی جائیں تو پاک چیز نجس ہو جائے گی۔

- پاک چیز کا نجاست سے ملنا۔
- ان دونوں میں یا ایک میں رطوبت ہو۔
- رطوبت ایسی ہو کہ سرایت کر سکتی ہو۔
- نجاست اندرونی حصے میں نہ لگی ہو۔

مسئلہ ۱۲۵: رطوبت سرایت کرنے میں معیار یہ ہے کہ رطوبت اتنی ہو کہ ایک چیز کے دوسری چیز سے ملنے کے بعد اس کی رطوبت اس میں سرایت کر سکے۔

مسئلہ ۱۲۶: کپڑا اور اس جیسی چیز اگر تر ہو اور اس کے ساتھ کہیں پر نجاست لگ جائے تو جو جگہ نجاست سے متصل ہوگی صرف وہی نجس ہوگی دوسری جگہیں پاک رہیں گی۔

مسئلہ ۱۲۷: وہ پانی جو منہ میں داخل ہو کر مسوڑے میں جمع ہوئے خون کے ساتھ ملتا ہے اور پھر منہ سے خارج ہوتا ہے وہ پاک ہونے کے حکم میں ہے، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔اسی طرح جو کھانا منہ میں جاتا ہے اور مسوڑے میں لگے ہوئے خون کے ساتھ مس ہوتا ہے وہ نجس نہیں ہے اور نہ منہ نجس ہے اور اس کو نگلنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۸: پہلی نجس چیز وہ ہے جو عین نجاست کے ساتھ متصل ہونے سے نجس ہوتی ہے۔اب اگر اس سے عین نجاست زائل ہو جائے اور وہ کسی پاک چیز سے ملے جب کہ اس میں سرایت کرنے والی رطوبت ہو تو وہ متصل ہونے والی چیز کو نجس کر دیتی ہے۔اب یہ دوسری نجس چیز جو پہلی نجس چیز کے ساتھ ملنے سے نجس ہو جاتی ہے، جب سرایت کرنے والی رطوبت کے ساتھ کسی پاک چیز سے متصل ہو تو بنا بر احتیاط اس کو نجس کر دیتی ہے، لیکن یہ تیسری نجس چیز خود سے متصل ہونے والی کسی شے کو نجس نہیں کرتی۔

نجاسات کے احکام

مسئلہ ۱۲۹: نجس چیزوں کا کھانا پینا حرام ہے۔اسی طرح جو ان کی نجاست کے بارے میں نہ جانتا ہو اس کو کھلانا بھی حرام ہے۔ہاں! اگر کسی کو دیکھو کہ نجس کھانا کھا رہا ہے یا نماز میں نجس کپڑے پہن رہا ہے تو اس کو نجاست کے بارے میں بتانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۰: جو شخص یہ سوچ کر کپڑے دھو رہا ہو کہ وہ نجس ہیں اس کو بتانا واجب نہیں ہے لیکن جس کے کپڑے نجس ہیں اس کے لئے ان پر طہارت کے آثار مرتب کرنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کو ان کے پاک ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۳۱: اگر مہمان، میزبان کے گھر کی کسی چیز کو نجس کر دے تو نجاست کے بارے میں خبر دینا اس پر واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ چیز کھانے کے برتنوں سے متعلق ہو یا ماکولات (کھانے کے لائق چیزیں) و مشروبات میں سے ہو تو اس صورت میں بتانا واجب ہے۔

وسوسہ اور اُس کا علاج

"وسواسی" اس شخص کو کہتے ہیں جو نجاست کے سلسلے میں نفسیاتی طور پر زبردست حساس ہو، وسوسے کی اس بیماری سے چھٹکارا پانے کے لئے اسے چاہیے کہ مندرجہ ذیل چیزوں پر توجہ دے اور ان پر کاربند رہے۔

❁ طہارت اور نجاست کے باب میں شریعت مقدسہ کی نظر میں اصل طہارت ہے یعنی اگر کسی جگہ کے نجس ہو جانے کے بارے میں معمولی سا بھی شک ہو تو واجب ہے کہ طہارت کا حکم عائد کیا جائے۔

❁ بعض ایسے موارد میں جہاں وہ نجاست کا یقین رکھتا ہے طہارت کا حکم لگانا واجب ہے، مگر ان جگہوں پر جہاں کسی چیز کو نجس ہوتے ہوئے آنکھ سے دیکھے اس طرح کہ اگر کوئی اور شخص دیکھے تو اسے بھی نجاست کے سرایت کر جانے کا یقین ہو جائے، صرف ایسی جگہوں پر نجاست کا حکم لگانا واجب ہے اور یہ حکم ان لوگوں کے لئے اس وقت تک رہے گا جب تک ان کی یہ حساسیت بالکل ختم نہ ہو جائے۔

❁ وئی بھی چیز یا عضو جو نجس ہو جائے اس کو پاک کرنے کے لئے عین نجاست کے زائل ہو جانے کے بعد اس کو نلکے کے پانی سے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔ بار بار دھونا اور پانی کے نیچے رکھنا واجب نہیں ہے اور اگر وہ نجس چیز کپڑا یا اس جیسی کوئی چیز ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو معمول کے مطابق نچوڑے یا ایسا کرے کہ جس سے اس کا پانی نکل جائے۔

❁ دین اسلام کے احکام سہل' آسان اور فطرتِ بشر کے ساتھ سازگار ہیں۔ مکلف کو ان پر عمل کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی اور نہ ان کی وجہ سے اس کو روحانی یا جسمانی کسی طرح کا نقصان ہوتا ہے۔ ان کے سلسلے میں شک اور اضطرابی کیفیّت فضائے حیات میں تلخی گھول دیتی ہے۔ خداوند سبحان اس کو اور اس سے مربوط کسی کو عذاب میں مبتلا کر کے خوش نہیں ہوتا ہے۔ پس! واجب ہے کہ انسان دین کی نعمت پر شکر اَدا کرے اور اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے۔

❁ وسوسے کی یہ حالت عارضی ہے جو قابل علاج ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے

لئے کسی خواب یا معجزے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مکلف پر واجب ہے کہ وہ اپنے ذوق شخصی کو استعمال کرے، شریعتِ مقدسہ کی تعلیمات پر کار بند رہے اور ان پر یقین رکھے۔ بہت سارے افراد جو اس حالت میں مبتلا تھے مذکورہ تعلیمات پر عمل کرنے سے اس حالت سے نجات پا چکے ہیں اس کام کے لئے اللہ تعالی پر توکّل اور ہمت کی بلندی کی ضرورت ہے تا کہ انسان کا نفس اس سے راحت پا سکے۔

اَحکامِ مطہرات

مسئلہ ۱۳۲: مطہرات مندرجہ ذیل ہیں:

۞ پانی ۞ زمین ۞ سورج ۞ استحالہ ۞ انتقال ۞ اسلام ۞ تبعیّت ۞ عین نجاست کا زائل ہونا ۞ نجاست خوار حیوان کا اِستبرا ۞ مسلمان کا غائب ہونا۔

مطہرات ان چیزوں کو کہتے ہیں جو نجس چیزوں کو پاک کردیں۔

1 پانی

برتنوں کو پاک کرنے کا طریقہ
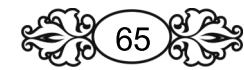
مسئلہ ۱۳۳: نجس برتن، آبِ قلیل سے تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے، لیکن آبِ کُر اور آبِ جاری سے صرف ایک مرتبہ دھونا کافی ہے۔

مسئلہ ۱۳۴: کتّے کے چاٹنے سے جو برتن نجس ہوا ہے وہ پہلے مٹی سے مانجھنے اور پھر اگر آبِ قلیل ہوتو دو مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۵: خنزیر کے پانی پینے سے جو برتن نجس ہوا ہے وہ پانی سے سات مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے اسے مٹی سے مانجھنا واجب نہیں ہے۔

غیر برتنوں کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۱۳۶: اصل نجاست زائل ہو جانے کے بعد نجس چیزیں آبِ کُر، آبِ جاری اور اس نلکے کے

پانی سے جو آب کُر سے متصل ہو ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہیں' بشرطیکہ پانی تمام نجس جگہوں تک سرایت کر جائے' البتہ احتیاط واجب یہ ہے کہ لباس اور کپڑے وغیرہ کو نچوڑا جائے یا جھاڑا اور جھٹکا جائے، بلکہ ایسا کوئی طریقہ اختیار کرنا کافی ہے جس سے اندر کا پانی نکل جائے چاہے پانی کے اندر سے ہلکی سی حرکت دینے سے ہی ایسا ہو جائے۔

مسئلہ ۱۳۷: پیشاب سے نجس شدہ چیز کو اصل نجاست دور ہو جانے کے بعد اگر آبِ قلیل سے دو مرتبہ دھو یا جائے تو پاک ہو جاتی ہے، لیکن پیشاب کے علاوہ کسی نجاست سے نجس شدہ چیز سے اصل نجاست چھوٹ جانے کے بعد وہ آبِ قلیل سے ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۳۸: آبِ قلیل سے دھونے میں شرط یہ ہے کہ جس چیز کو پاک کرنا مقصود ہے اس سے دھوون الگ ہو جائے اور اگر نچوڑے جانے کے قابل ہو جیسے لباس، فرش وغیرہ تو نچوڑنا یا اس جیسا کرنا شرط ہے۔

مسئلہ ۱۳۹: نجس جانماز کو نلکے کے پانی سے پاک کرنے کے لئے دھوون کا الگ ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ اصل نجاست زائل ہو جانے کے بعد نجس مقام تک پانی پہنچ جانے سے جانماز پر ہاتھ کے دباؤ کی وجہ سے دھوون کے محلِّ نجاست سے الگ ہو جانے سے ہی وہ پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۴۰: نجس پانی سے گوندھے ہوئے گارے سے بنا ہوا تندور پانی سے دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اور تندور کے اس ظاہری حصے ہی کو پاک کرنا کافی ہے جس پر روٹی لگائی جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۴۱: وہ نجس ملبوسات کہ جن کو پاک کرنے کے دوران رنگ چھوٹتا ہو، اگر کپڑوں کا رنگ پانی میں گھل کر اس کے "مضاف" ہو جانے کا سبب نہ بنے تو ان پر پانی ڈالنے سے وہ پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۴۲: اگر نجس لباس کو برتن میں رکھا جائے اور کُر سے متصل پانی میں وہ ڈوب جائے، تو برتن پانی اور لباس سے جدا ہونے والے ذرّات جو پانی کے اُوپر تیرتے ہیں پھر پانی ان کو باہر نکال دیتا ہے یہ سب چیزیں پاک ہیں اور فطری ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ احتیاط واجب یہ ہے کہ لباس یا اس جیسی چیز کو نچوڑا جائے۔

2زمین

مسئلہ ۱۴۳: جس کے پاؤں کا نچلا حصہ یا جوتے کا تلوا زمین پر چلنے سے نجس ہو گیا ہو، جب وہ پاک اور

خشک زمین پر تقریباً پندرہ قدم چلے تو پاک ہوجاتا ہے بشرطیکہ دونوں سے اصل نجاست زائل ہوجائے۔
مسئلہ ۱۴۴: پختہ سڑک اور تارکول والی زمین پاؤں اور جوتے کے نچلے حصے کو پاک نہیں کرتی۔

3 سورج

مسئلہ ۱۴۵: سورج زمین کو اور ہر اس چیز کو جو نقل و حمل کے قابل نہیں ہوتی جیسے عمارت اور اس سے متصل اشیا اور اس میں لگی ہوئی اشیا جیسے لکڑیوں، دروازوں، کھڑکیوں، دیواروں اور ستون وغیرہ کو پاک کردیتا ہے۔ اسی طرح درختوں اور چوکھٹوں کو بھی پاک کرتا ہے۔
مسئلہ ۱۴۶: سورج کے ذریعے پاک کرنے کی شرائط:

- ان کے اُوپر سورج کی کرنیں پڑنے سے پہلے اصل نجاست ان سے زائل ہوگئی ہو۔
- نجس چیزیں تَر ہوں۔
- سورج اور ان کے درمیان حائل نہ ہو جیسے بادل اور پردے۔
- سورج کی دھوپ سے وہ چیزیں خشک ہوجائیں، اگر ان میں رطوبت باقی رہے تو پاک نہیں ہوں گی۔

4 استحالہ

مسئلہ ۱۴۷: جب ایک نجس جسم تبدیل ہوکر دوسرا جسم بن جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ نجس لکڑی راکھ میں تبدیل ہوجائے یا شراب سرکہ بن جائے یا کتا نمک کی کان میں گر کر نمک میں تبدیل ہوجائے، لیکن اگر دوسری جنس میں تبدیل نہ ہو اور صرف اس کی شکل بدل جائے تو پاک نہیں ہوگا، جیسا کہ نجس گیہوں کا آٹا بن جائے یا نجس شکر کو پانی میں گھول دیا جائے۔
مسئلہ ۱۴۸: نجس مواد کے پاک ہونے کے لئے کیمیکلی اس میں صرف ایسی تبدیلی کافی نہیں ہوتی جس سے اس کو نئی خاصیت مل جائے، جیسے نجس تیل کا مادہ اگر کیمیاوی تحلیل سے نئی خاصیت کا مالک بن جائے (تو اس عمل سے استحالہ متحقق نہیں ہوگا)۔
مسئلہ ۱۴۹: صحیح اور خالص پانی سے آلودہ معدنی مواد اور جراثیم کو الگ کرنے سے اس کا استحالہ نہیں ہوجاتا بلکہ استحالہ تب ہوگا جب پہلے اس کو بخارات میں تبدیل کیا جائے اور پھر ان سے نیا پانی

بنایا جائے۔

5انتقال

مسئلہ ۱۵۰: وہ خون جس کو مچھر یا دوسرے حشرات انسان کے بدن سے چوستے ہیں اسے اگر انسان کا خون کہا جائے تو وہ نجس ہے، (جیسے وہ خون جسے کیڑا انسان کے بدن سے چوستا ہے) لیکن جب وہ وقت گزرنے کے ساتھ کیڑے کا خون شمار ہونے لگے تو پاک ہوجاتا ہے۔

6اسلام

مسئلہ ۱۵۱: اَہلِ کتاب کے علاوہ دیگر کفّار نجس ہیں جب تک وہ کلمۂ شہادتین زبان پر جاری نہ کریں اور جب کلمۂ شہادتین پڑھ لیں تو وہ مسلمان ہوجاتے ہیں اور ان کا پورا بدن پاک ہوجاتا ہے۔

7تبعیت

مسئلہ ۱۵۲: غیر کتابی کافر اگر مسلمان ہوجائے تو طہارت میں اس کی اولاد اس کے تابع ہوگی، اسی طرح غسلِ میّت کے وسائل بھی جب میّت کے تینوں غسل پورے ہوجائیں تو میّت کے ساتھ ہی پاک ہوجاتے ہیں۔

8اصل نجاست کا زائل ہونا

مسئلہ ۱۵۳: حیوان کا بدن اگر نجس ہوجائے تو پاک ہونے کے لئے اس سے اصل نجاست کا دور ہوجانا ہی کافی ہے۔ پانی سے دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔اسی طرح انسان کی کوئی اندرونی چیز جیسے منہ یا ناک کے اندر کا حصہ بھی پاک ہوجاتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ نجاست باہر سے نہ آئی ہو، بنابرایں انسان کے دانتوں سے جوخون نکلتا ہے اگر اصل خون لعاب دہن سے زائل ہوجائے تو پاک ہے۔

9نجاست خور حیوان کا استبرا

مسئلہ ۱۵۴: اس حیوان کا پیشاب، پاخانہ جو انسان کی نجاست کھانے کا عادی ہے نجس ہے اور اگر پاک کرنا چاہیں تو اس کا استبرا کرنا چاہیے۔ یعنی ایک مدّت تک اسے نجاست کھانے سے باز رکھا

جائے یہاں تک کہ پھر اسے نجاست خور نہ کہا جا سکے۔اس دوران اسے پاک غذا دی جائے۔

0مسلمان کا غائب ہونا

مسئلہ ۱۵۵: جب کسی مسلمان کے لباس، سامان یا بدن کے نجس ہونے کا یقین ہو مگر وہ کچھ عرصے تک غائب ہو جائے تو اس کا غائب ہونا ان چیزوں کو پاک کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ اس کو دیکھیں کہ وہ اس نجس چیز کو پاک چیزوں کی طرح استعمال کرتا ہے اور یہ کہ مسلمان، نجاست کا علم رکھتا ہو اور طہارت ونجاست کے احکام سے واقف ہو۔

طہارت معلوم کرنے کا طریقے

مسئلہ ۱۵۶: تین چیزوں میں سے کسی ایک سے طہارت ثابت ہو جاتی ہے:

- انسان کو نجس چیز کی طہارت کا یقین ہو جائے۔
- مالک، جیسے گھر والا، بیچنے والا اور خادم طہارت کی خبر دیں۔
- دو عادل طہارت کی گواہی دیں۔

مسئلہ ۱۵۷: جب سنِ بلوغ کے قریب بچہ اپنے زیر استعمال چیز کی طہارت کے بارے میں خبر دے تو اس کی بات مانی جائے گی، دوسرے لفظوں میں اس مقام پر اس کا قول شرعاً معتبر ہے۔
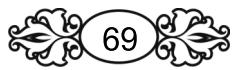
اَصَالَۃُ الطَّھَارَہ کا مطلب:

مسئلہ ۱۵۸: عام طور پر طہارت ونجاست کے باب میں اصل طہارت ہے، یعنی ہر وہ چیز جس کی نجاست کا یقین نہ ہو وہ شرعاً پاک ہے اور اس کے بارے میں تلاش اور پوچھ تاچھ واجب نہیں ہے۔

اَصَالَۃُ الطَّھَارَہ کے چند نمونے

مسئلہ ۱۵۹: وہ بچہ جس کا بدن نجس ہوتا رہتا ہے اُس کے تر ہاتھ اور لعاب پر طہارت کا حکم نافذ ہوگا اور جو غذا اس کی باقی رہ جاتی ہے وہ بھی پاک ہے جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۶۰: غبار اور ذرّات جن کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ نجس لباس کے ہیں یا پاک کے، تو وہ پاک کے حکم میں ہیں بلکہ اگر لباس کی نجاست کا علم بھی ہو لیکن شک ہو کہ وہ اس کے نجس حصے کے

ہیں یا پاک کے، تب بھی پاک کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۱۶۱: وہ لباس جو دھونے اور سکھانے کے لئے دیا جاتا ہے اگر پہلے نجس نہ ہو تو پاک کے حکم میں آئے گا، یہاں تک کہ اگر یہ معلوم ہو کہ ان دکانوں کے مالک کیمیائی مادّہ استعمال کرتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۲: اس پانی کے چھینٹے، جسے زمین پر گرایا جاتا ہے اور جس جگہ وہ پانی گرتا ہے، اس کے بارے میں شک ہو کہ وہ پاک ہے یا نجس تو وہ محکوم بالطہارت ہیں۔

مسئلہ ۱۶۳: وہ پانی جو میونسپلٹی کی گاڑی کے ذریعے سڑکوں پر جاری ہوتا ہے، اگر شک ہو کہ وہ پاک ہے یا نجس تو محکوم بالطہارت ہے، یہی حکم اس پانی کا بھی ہے جو سڑکوں پر موجود گڑھوں میں ہوتا ہے اور جس کے بارے میں علم نہیں ہوتا کہ پاک ہے یا نجس۔

مسئلہ ۱۶۴: میک اپ کا سامان جو ہونٹوں پر لگایا جاتا ہے جس کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا کہ اسے مُردار سے بنایا گیا ہے یا کسی اور چیز سے، محکوم بالطہارت ہے، لیکن یہ کہ شرعی طریقے سے معلوم ہو جائے کہ وہ نجس ہے، البتہ اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۵: جوتوں کے بارے میں اگر معلوم ہو جائے کہ وہ ذبح نہ کئے گئے جانور کے چمڑے سے بنائے گئے ہیں اور پتا چل جائے کہ ان جوتوں میں پاؤں میں پسینہ آتا ہے تو اس صورت میں پاؤں نجس ہو جائیں گے اور طہارت کے لئے ان کا پاک کرنا لازمی ہوگا، لیکن اگر جوتوں کے اندر پسینہ آنے میں شک ہو یا شک ہو کہ جس جانور کی کھال سے جوتے بنائے گئے ہیں اس کا تزکیہ ہوا تھا یا نہیں تو ان پر طہارت کا حکم نافذ ہوگا۔

مسئلہ ۱۶۶: پُروں سے بنائے گئے قلم جو نقاشی اور خطاطی کے کام آتے ہیں اگر معلوم نہ ہو کہ خنزیر کے بالوں سے بنائے گئے ہیں یا نہیں، تو وہ پاک کہلائیں گے اور ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں، حتیٰ ان اُمور میں بھی کہ جو طہارت سے مشروط ہیں۔

مسئلہ ۱۶۷: وہ شخص جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ کافر ہے یا مسلمان، وہ پاک ہے اور اس کے دین کے بارے میں پوچھ تاچھ کرنا اور تحقیق کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۸: غیر کتابی کفّار جیسے بودھوں (بودھسٹ) کے ہوٹلوں اور گھروں کی دیواریں اور دروازے اور ان میں موجود ساز وسامان کے نجس ہونے کے بارے میں اگر علم نہ ہو تو وہ پاک ہے بلکہ اگر ان کی نجاست کا یقین ہو جائے تب بھی ان کا پاک کرنا واجب نہیں ہے، صرف ان نجس

چیزوں کو پاک کرنا واجب ہے جو کھانے پینے میں استعمال ہوتی ہیں۔

مسئلہ ۱۶۹: جن چیزوں کو کفّار اور مسلمان دونوں استعمال کرتے ہوں جیسے بسوں کے اڈے اور ریلوے اسٹیشنز، اگر ان کے نجس ہونے کا علم نہ ہو تو ان پر طہارت کا حکم نافذ ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۰: وہ الکحل جس کے اصالتاً مُسکر (نشہ پیدا کرنے والی چیز) اور مائع (بہنے والی چیز) ہونے کا علم نہ ہو وہ پاک کہلاتا ہے۔

برتنوں کے اَحکام

مسئلہ ۱۷۱: سونے اور چاندی کے برتنوں کو کھانے پینے کے لئے استعمال کرنا حرام ہے، البتہ کھانے پینے کے علاوہ دیگر استعمال کے لئے ان کو رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۲: سونے اور چاندی کا پانی چڑھائے گئے برتن یا وہ برتن جو سونے اور چاندی سے نہ بنائے گئے ہوں لیکن ان میں سونے اور چاندی کی آمیزش اس طرح کی گئی ہو کہ ان کو سونے اور چاندی کا نام نہ دے سکیں، ان پر مذکورہ بالا سونے اور چاندی کے برتنوں کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

اِحکامِ وضو

وضو کا مطلب

مسئلہ ۱۷۳: چہرے اور ہاتھوں کا دھونا، سر کے اگلے اور پاؤں کے اُوپری حصے کا مسح کرنا، خاص شرائط اور طریقے سے وضو کہلائے گا۔ یہ عمل جو شریعتِ مقدسہ میں معنوی طہارت کے حصول کا ذریعہ ہے بعض واجب اور مستحب اعمال کا مقدمہ قرار پاتا ہے جیسے واجب اور مستحب نمازیں اور واجب طواف یا کچھ اعمال کے لئے شرط ہے، جیسے مستحب طواف، قرآن کی تلاوت اور مسجد میں داخل ہونا وغیرہ۔

وضو کا طریقہ

مسئلہ ۱۷۴: **دھونا:** چہرے کا پیشانی کے اُوپری حصے سے ٹھوڑی کے نچلے حصے تک اور ہاتھوں کو کہنیوں سے اُنگلیوں کے سروں تک۔

مسح کرنا: سر کے اگلے حصے کا اور پاؤں کے اُوپری حصے کا اُنگلیوں کے سرے سے ٹخنوں کے جوڑ تک۔

مسئلہ ۱۷۵: وضو میں ترتیب واجب ہے، یعنی پہلے چہرے کو پیشانی کے اوپری حصے سے بالوں کے اُگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے نچلے حصے تک لمبائی میں اور اُنگوٹھے اور درمیانی اُنگلی کے اندر آجانے والے حصے کو چوڑائی میں دھوئے، اس کے بعد ہاتھوں کو کہنیوں سے اُنگلیوں کے سروں تک، اُوپر سے نیچے کی طرف دھوئے، دائیں ہاتھ سے شروع کرکے اس کے بعد بائیں ہاتھ کو دھوئے، اس کے بعد تیسرے مرحلے میں ہاتھ کی رطوبت سے سر کے اگلے حصے کا مسح کرے اور سب سے آخر میں ہاتھوں میں بچی ہوئی رطوبت سے دونوں پاؤں کی اُنگلیوں کے سروں سے لے کر ٹخنوں کے جوڑ تک مسح کرے۔

چہرے اور ہاتھوں کا دھونا

مسئلہ ۱۷۶: چہرے کے جس حصے کو دھونا واجب ہے وہ ہے چوڑائی میں اُنگوٹھے اور درمیانی انگلی کے درمیان آجانے والا حصہ اور لمبائی میں سر کے بال اُگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے آخری حصے تک، جیسا

کہ بتایا جا چکا ہے۔

مسئلہ ۱۷۷: چہرے کی کھال تک پانی پہنچانا واجب نہیں ہے بلکہ ظاہری چہرے کا دھونا کافی ہے۔ بنا برایں چہرے پر اُگے ہوئے بالوں کا دھولینا کافی ہے لیکن اگر بال اتنے پتلے ہوں کہ چہرے کی جلد دکھائی دیتی ہو تو جلد کا دھونا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۸: دھونے کا معیار یہ ہے کہ پورے عضو تک پانی پہنچ جائے، چاہے ایسا ہاتھ پھیرنے سے ہی ہو، لیکن اعضاء وضو کو تر ہاتھ سے مل دینا کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۹: چہرے اور ہاتھوں کو اُوپر سے نیچے کی طرف دھونا واجب ہے۔ اگر برعکس یعنی نیچے سے اوپر کی طرف دھوئے گا تو اس کا وضو باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۸۰: **چہرے اور ہاتھوں کا دھونا**

۞ پہلی مرتبہ واجب ہے۔ ۞ دوسری مرتبہ جائز ہے۔ ۞ تیسری مرتبہ جائز نہیں ہے۔

پہلی، دوسری، تیسری مرتبہ دھونے کا معیار قصد اور ارادہ ہے۔ اگر پہلی مرتبہ دھونے کی نیّت سے کئی مرتبہ پانی ڈالے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سر اور پاؤں کا مسح کرنا

مسئلہ ۱۸۱: سر کی کھال پر مسح کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اگلے حصے پر مسح کرنا کافی ہے، لیکن اگر ایک طرف کے بال اگلے حصے پر اکٹھا ہوئے ہوں یا اگلے حصے پر اتنے لمبے ہوں جو پھیلنے سے چہرے کی حد سے خارج ہو جاتے ہوں تو ان پر مسح کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اگلے حصے یا سر کے جوڑ پر بالوں کی جڑوں میں مسح کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۲: جو شخص اپنے سر پر مصنوعی بال رکھتا ہو۔ اگر ان کا جوڑا بنا کر اگلے حصے پر رکھا گیا ہو تو اس کو ہٹا کر اس کے نیچے مسح کرنا واجب ہے لیکن اگر وہ سر کی جلد میں اُگائے گئے ہوں اور ان کو الگ کرنا ممکن نہ ہو یا اگر ضرر اور مشقت کا باعث ہو اور ان کے رہتے ہوئے رطوبت کو سر کی جلد تک پہنچانا ممکن نہ ہو تو انہی بالوں پر مسح کرنا کافی ہے۔

مسئلہ ۱۸۳: مسح کی جگہ پاؤں کا ظاہری حصہ اُنگلیوں کے سرے سے ٹخنوں کے جوڑ تک ہے، رہ گیا اُنگلیوں کے نچلے حصے کا مسح کرنا جو چلتے وقت زمین سے لگتا ہے تو اس کا استحباب ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۴: اگر پاؤں کا مسح اُنگلیوں کے سرے تک پورے حصے کو شامل نہ ہو بلکہ پاؤں کے ظاہری حصے اور کچھ مقدار میں اُنگلیوں کو شامل ہو تو وضو باطل ہو گا، لیکن اگر شک کرے کہ جب مسح کر رہا تھا تو کیا اُنگلیوں کے سروں تک مسح کر رہا تھا یا نہیں؟ تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۸۵: شرط ہے کہ سر اور پاؤں کا مسح وضو کے پانی کی بچی ہوئی رطوبت سے کیا جائے اور اگر ہاتھوں پر رطوبت نہ بچی ہو تو الگ سے رطوبت نہیں لے سکتا بلکہ داڑھی سے یا ابروؤں سے تَری لے اور مسح کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سر کا مسح دائیں ہاتھ سے کرے البتہ یہ شرط نہیں ہے کہ مسح اُوپر سے نیچے کی طرف ہو۔

مسئلہ ۱۸۶: اگر وضو کرنے والا، ہاتھوں اور چہرے کو دھوتے وقت وضو کی نیّت سے پانی کے نلکے کو کبھی کھولے اور کبھی بند کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر بایاں ہاتھ دھو لینے کے بعد اور اس سے مسح کرنے سے پہلے تر ٹوٹی کے اُوپر اپنا ہاتھ رکھتا ہے تو ایسی صورت میں اگر یہ فرض کیا جائے کہ اس کی ہتھیلی کے وضو کا پانی دوسرے پانی سے مل گیا ہے تو اس کا وضو صحیح ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۱۸۷: چوں کہ واجب ہے کہ پاؤں کا مسح وضو سے جو رطوبت ہتھیلیوں پر بچی ہے اس سے کیا جائے، لہٰذا سر کا مسح کرتے وقت واجب ہے کہ ہاتھ کو پیشانی کے اُوپری حصے تک نہ پہنچنے دیں کہ وہ چہرے کی رطوبت تک پہنچ جائے، تا کہ پاؤں کے مسح کرنے میں جس ہاتھ کی رطوبت کی ضرورت ہے وہ چہرے کی رطوبت سے مل نہ جائے۔

مسئلہ ۱۸۸: مسح کرتے وقت ہاتھ کا سر پر اور پاؤں پر رگڑنا واجب ہے۔ اگر ہاتھ کو رکھ دے اور سر اور پاؤں کو حرکت دے تو مسح باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۸۹: واجب ہے کہ مسح کی جگہ خشک ہو، البتہ اتنی رطوبت جو ہتھیلی کی رطوبت پر اثر انداز نہ ہو کوئی ضرر نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۱۹۰: پاؤں کے ظاہری حصے پر جو مسح کی جگہ ہے موجود قطروں کو خشک کرنا واجب ہے تا کہ ماسح، ممسوح پر اثر انداز ہو نہ کہ اس کے برعکس۔

مسئلہ ۱۹۱: اگر پاؤں کا ظاہری حصہ نجس ہو اور اس کو پاک کر کے مسح کرنا ممکن نہ ہو تو تیمّم واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۹۲: وہ شخص جس کے پاؤں شل ہو گئے ہوں اور وہ مصنوعی جوتے اور بیساکھیوں کے

سہارے چلتا ہو؛ اگر مسح کرنے کے لئے جوتوں کو اُتارنا مشکل ہو اور حرج رکھتا ہو تو جوتوں پر مسح کرنا کافی ہے اور اس کا وضو صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۱۹۳: جس شخص سے ہمیشہ ریح خارج ہوتی ہو؛ اگر اس کو اتنی فرصت نہ ملے کہ وہ اپنے وضو کو نماز کے آخر تک روک سکے اور نماز کے دوران وضو کی تجدید باعثِ حرج ہو، تو وہ ایک وضو سے ایک نماز پڑھ سکتا ہے، چاہے نماز کے دوران اس کا وضو باطل ہی کیوں نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۹۴: وضو کے طریقے اور افعال کے اعتبار سے مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تاہم مرد کے لئے مستحب ہے کہ وہ بازوؤں کو دھوتے وقت، ظاہری حصے (باہر کی طرف) سے شروع کرے جب کہ عورت کے لئے مستحب ہے کہ وہ باطنی حصے (اندرونی طرف) سے شروع کرے۔

وضو کی شرائط

مسئلہ ۱۹۵: **وضو کرنے والے کی شرائط:** وضو کے وقت قربت کی نیّت کرے، پانی استعمال کرنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

آبِ وضو کی شرائط: ۞ پانی خالص ہو ۞ پانی پاک ہو ۞ انی مباح ہو یعنی غصبی نہ ہو۔

برتن کی شرائط: برتن مباح ہو۔

اَعضائے وضو کی شرائط: اَعضائے وضو پاک ہوں اور پانی پہنچنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

کیفیّتِ وضو کی شرائط: دھونے اور مسح کرنے میں ترتیب کا لحاظ رکھنا (ترتیب)۔

اَفعال وضو کو یکے بعد دیگرے بجالانا (موالات)

اختیاری حالت میں وضو کو اپنے ہاتھوں بجالانا (مباشرت)۔

وقت کی شرائط: وقت اتنا وسیع ہو کہ وضو اور نماز دونوں کے لئے کافی ہو۔

1 نیّت

مسئلہ ۱۹۶: وضو کو قربت کی نیّت سے بجالانا واجب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے حکم کی بجا آوری کے لئے اس عمل کو انجام دے، اگر مثلاً دکھاوے کے لئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے انجام دے تو اس کا وضو باطل ہو جائے گا۔

2 پانی کے استعمال میں رکاوٹ نہ ہو

مسئلہ ۱۹۷: جس کو پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے کا خطرہ ہو یا پانی کو وضو میں استعمال کرنے کے نتیجے میں پیاس کا ڈر ہو، تو واجب ہے کہ وہ وضو نہ کرے۔

3 پانی خالص ہو

مسئلہ ۱۹۸: شرط ہے کہ وضو کا پانی خالص ہو۔ اگر آبِ مضاف سے وضو کرے گا تو اس کا وضو باطل ہو جائے گا۔

4 پانی پاک ہو

مسئلہ ۱۹۹: شرط ہے کہ وضو کا پانی پاک ہو۔ اگر نجس پانی سے وضو کرے گا تو وضو باطل ہو جائے گا۔
مسئلہ ۲۰۰: اگر کوئی شخص پانی کی تلاش میں ہو مگر اسے میلا اور آلودہ پانی ملے تو اگر وہ پانی پاک اور خالص ہو، اس کے استعمال میں کوئی حرج نہ ہو اور اس سے ضرر کا بھی اندیشہ نہ ہو تو اسی پانی سے وضو واجب ہوگا اور تیمّم کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔

5 پانی مباح ہو

مسئلہ ۲۰۱: وضو کے پانی کے لئے شرط ہے کہ مباح ہو، پس غصبی پانی سے وضو کرنا صحیح نہیں ہے۔
مسئلہ ۲۰۲: اس پانی سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جو ایسی جگہ پر رکھا گیا ہے کہ جو نمازیوں کے وضو کرنے کی جگہ ہے۔
مسئلہ ۲۰۳: اسلامی ممالک میں حکومت کی بنائی گئی مساجد اور دیگر مراکز میں جو پانی موجود ہوتا ہے اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
مسئلہ ۲۰۴: اگر پانی کا محکمہ موٹر لگانے کی اجازت نہ دے تو موٹر لگانا اور اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے، ۔موٹر کے ذریعے حاصل شدہ پانی سے وضو کرنا محلِّ اشکال ہے حتیٰ ان لوگوں کے لئے بھی جو اوپر والی منزلوں میں رہتے ہیں اور پانی کا دباؤ کم ہونے کی وجہ سے موٹر لگانے پر مجبور ہیں۔
مسئلہ ۲۰۵: کالونی میں رہنے والا ہر شخص چاہے وہ کالونی رہائشی ہو یا نہ ہو، شرعاً مدیون ہے کہ مشترکہ

وسائل سے استفادہ کے بدلے میں جو کچھ اس پر عائد ہو وہ اَدا کرے، چاہے پانی کا بل، اس کو ٹھنڈا اور گرم کرنے کا، اس کو فلٹر کرنے کا اور اس کی دیکھ بھال کرنے کا خرچہ وغیرہ ہی کیوں نہ ہو، اب اگر جس پانی سے وہ وضو کرتا ہے اس کی قیمت اَدا نہ کرے تو وضو میں اشکال ہے بلکہ باطل ہے۔

6 برتن کا مباح ہونا

مسئلہ ۲۰۶: شرط ہے کہ جس برتن میں وضو کا پانی ہے وہ مباح ہو' پس غصبی برتن میں وضو صحیح نہیں ہے۔ اگر برتن ایک ہی ہو اور دوسرا برتن نہ ہو کہ جس میں پانی کو ڈالا جا سکے تو وضو برتن میں ہاتھ ڈبو کر کیا جائے، البتہ اگر وضو چُلّو میں لے کر کیا جائے تو صحیح ہے' اگرچہ غصبی برتن میں تصرف کر کے فعلِ حرام کا مرتکب ہوا ہے۔

7 اَعضائے وضو کا پاک ہونا

مسئلہ ۲۰۷: شرط ہے کہ دھونے اور مسح کرنے کے وقت اعضائے وضو پاک ہوں' لیکن اگر دھوئے جانے والے یا مسح کئے جانے والے اَعضا میں سے کوئی عضو اس کو دھونے یا مسح کرنے کے بعد نجس ہو جائے تو وضو کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے۔ ہاں! نماز کے لئے اس کا پاک کرنا واجب ہے تا کہ خبث سے پاک ہو جائے۔

مسئلہ ۲۰۸: اگر وضو کے کچھ مقامات نجس ہوں۔ پس! وضو کرے اور شک کرے کہ وضو سے پہلے ان کو پاک کیا تھا یا نہیں تو اگر وضو کی حالت میں وہ اپنی طہارت ونجاست کی طرف متوجہ نہیں تھا تو اس کا وضو باطل ہے لیکن اگر جانتا ہو یا احتمال پایا جاتا ہو کہ وہ متوجہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن بہر حال اس جگہ کا پاک کرنا واجب ہے۔

8 پانی پہنچنے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو

مسئلہ ۲۰۹: شرط ہے کہ اعضائے وضو پر کوئی رکاوٹ نہ ہو جو پانی کو نہ پہنچنے دے ورنہ وضو باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۰: بالوں میں یا جلد پر عام طور سے جو تیل ہوتا ہے وہ رکاوٹ شمار نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کی

مقدار اتنی زیادہ ہو کہ جو پانی کو بالوں تک یا جلد تک نہ پہنچنے دے۔

مسئلہ ۲۱۱: اگر ناخنوں پر پالش ہو جو پانی کو ناخنوں تک نہ پہنچنے دے تو اس کے ہوتے ہوئے وضو باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۲: وہ مصنوعی رنگ جسے عورتیں اپنے سر اور ابرو کے بالوں کو رنگ کرنے میں استعمال کرتی ہیں اگر صرف رنگ ہو اور اس کا کوئی وجود نہ ہو جو پانی کو بالوں تک نہ پہنچنے دے تو اس کے ساتھ وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۳: سیاہی کا اگر وجود ہو جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے روکے تو اس کے ساتھ وضو باطل ہے۔اس موضوع کی تشخیص مکلف کی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ ۲۱۴: گودنے کا نشان اگر صرف رنگ ہو اور ظاہراً جلد پر کوئی ایسی چیز نہ ہو جو پانی کو جلد تک نہ پہنچنے دے تو اس کے ساتھ وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۵: اَعضائے وضو کے خشک ہو جانے کے بعد اگر ان پر صرف صابن کی سفیدی سی ظاہر ہو، جس کا کوئی وجود نہ ہو تو وضو کو کوئی نقصان نہیں دیتی مگر یہ کہ اس کا وجود ہو جو پانی کو جلد تک نہ پہنچنے دے۔

مسئلہ ۲۱۶: اگر جانتا ہو کہ اعضائے وضو کے ساتھ کوئی چیز لگی ہے لیکن شک کرے کہ وہ اپنے نیچے تک پانی پہنچنے کی راہ میں رکاوٹ ہے یا نہیں تو اس کا برطرف کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۱۷: اگر اعضائے وضو پر کسی رکاوٹ کا علم ہو اور وضو سے پہلے ہو پھر وضو کرے اور اس کے بعد شک کرے کہ پانی نیچے اس تک پہنچا ہے یا نہیں اگر یہ احتمال ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس کی طرف متوجہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۸: جب شک کرے کہ اَعضائے وضو پر رکاوٹ ہے یا نہیں، پس! اگر اس کے موجود ہونے کی کوئی عقلائی وجہ ہو، مثلاً اس نے عمارت سازی کا کوئی کام کیا ہو تو اس مانع کو ڈھونڈنا واجب ہے، یا اس پر اتنا مسح کرے کہ فرضاً اگر مانع موجود بھی ہو تو زائل ہونے کا اطمینان ہو جائے۔

9 ترتیب

مسئلہ ۲۱۹: واجب ہے کہ وضو کو اس ترتیب کے ساتھ انجام دیا جائے جو کیفیت وضو کی بحث میں

بیان ہو چکی ہے۔ اگر اس ترتیب میں خلل ڈالے گا تو وضو باطل ہو جائے گا۔

0 موالات

مسئلہ ۲۲۰: واجب ہے کہ وضو کو معمول کے مطابق ایک کے بعد ایک کر کے بجالائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا فاصلہ نہ ہو جائے کہ دوسرے عضو کو دھونے یا اس کا مسح کرنے سے پہلے پہلا عضو خشک ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲۱: وضو کرنے والے پر واجب ہے کہ تمام اَفعالِ وضو خود انجام دے۔ اگر کوئی دوسرا شخص اس کام میں اس کی مدد کرے، مثلاً اس کو وضو کروائے یا اس کے چہرے اور ہاتھوں پر پانی ڈالے یا اس کے سر اور پاؤں کا مسح کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔

مسئلہ ۲۲۲: جو شخص بیماری یا کسی وجہ سے خود وضو نہ کر سکتا ہو، اس کے لئے جائز بلکہ واجب ہے کہ کسی کو نائب بنائے کہ وہ اسے وضو کروائے، یا وضو کرنے میں اس کی مدد کرے لیکن وضو کرنے والے پر واجب ہے کہ نیّت خود کرے اور اگر کر سکتا ہے ہو تو مسح اپنے ہاتھ سے کرے اور اگر نہ کر سکتا ہو تو نائب اس کا ہاتھ پکڑے اور اس کے سر اور پاؤں کا مسح کرائے لیکن اس سے بھی عاجز ہو تو نائب اس کے ہاتھ سے رطوبت لے کر اس سے اس کا مسح کرے اور اگر وضو کرنے والا شخص ہاتھ یا ہتھیلی سے محروم ہو تو بازوؤں سے رطوبت لے کر مسح کرے اور اگر بازو بھی نہ ہو تو چہرے سے رطوبت لے کر اس سے سر اور پاوں کا مسح کرے۔

11 وضو کے لئے وقت کافی ہو

مسئلہ ۲۲۳: اگر وقت اتنا تنگ ہو جائے کہ اگر وضو کرنا چاہے تو وقت کے اندر پوری نماز نہ پڑھ سکے بلکہ نماز کا کچھ حصہ وقت نکل جانے کے بعد پڑھنا پڑے تو اس صورت میں وضو ساقط ہو جاتا ہے اور تیمّم اور پوری نماز کو وقت کے اندر پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں! اگر تیمّم کے لئے بھی اتنے ہی وقت کی ضرورت ہو کہ جتنے وقت کی وضو کے لئے ہوتی ہے تو اس صورت میں وضو واجب ہے۔

ارتماسی وضو

اِرتماسی وضو کا مطلب

مسئلہ ۲۲۴: اِرتماس کے ذریعے وضو صحیح ہے اور وہ اس طرح ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کو پانی میں داخل کرے اور وضو کی نیّت سے ان کو باہر نکالے، بجائے اس کے کہ ان پر پانی ڈالے اور اس عمل کو"اِرتماسی" کہتے ہیں۔

اِرتماسی وضو کے اَحکام

مسئلہ ۲۲۵: اِرتماسی وضو میں چہرے اور ہاتھوں کو اُوپر سے نیچے کی طرف دھونے کی رعایت کرنا شرط ہے۔

مسئلہ ۲۲۶: ارتماسی وضو میں چہرے اور ہاتھوں کا پانی میں دو مرتبہ ڈبونا جائز ہے۔ پہلے واجبی دھونے کی نیّت اور دوسری بار مستحبی دھونے کی نیّت سے، اس سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ ہاں! واجب ہے کہ ہاتھوں کو دھونے کا قصد ان کے پانی سے نکالتے وقت کرے تاکہ اس طرح وضو کے پانی سے مسح ممکن ہو سکے۔

جبیرہ وضو

جبیرہ وضو کا مطلب

مسئلہ ۲۲۷: اگر جسم پر جبیرہ ہو تو وضو کرتے وقت جن اَعضا کا دھونا ممکن ہو ان کو دھوئے اور جبیرہ کے اُوپر تر ہاتھ پھیرے اس عمل کو"جبیرہ" کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۸: اگر اَعضائے وضو یعنی چہرے اور ہاتھوں پر زخم اور شکستگی کا اَثر نمایاں ہو اور پانی اس کے لئے مضر نہ ہو تو اس کو دھونا واجب ہے، لیکن اگر مضر ہو تو اس کے اَطراف کو دھونا واجب ہے اور ساتھ ہی بنا بر احتیاط واجب، ہاتھ کی رطوبت سے مسح کرے بشرطیکہ وہ مضر نہ ہو۔

مسئلہ ۲۲۹: اگر اعضائے وضو سر اور ہاتھوں پر زخم اور شکستگی ہو اور ہاتھوں کی رطوبت سے اس پر مسح کرنا ممکن نہ ہو تو اس کی تکلیف وضو کے بجائے تیمّم ہے لیکن اگر ممکن ہو کہ اس پر کپڑا رکھے اور مسح کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ تیمّم کے ساتھ وضو کو بھی شامل کرے اور مذکورہ مسح بھی انجام دے۔

مسئلہ ۲۳۰: اگر وضو کے مواضع پر دائمی زخم ہو جو رِستا رہتا ہو، چاہے اس پر جبیرہ بھی کیوں نہ رکھ دے تو اس صورت میں واجب یہ ہے کہ ایسا جبیرہ اختیار کرے جس میں خون نہ رستا ہو جیسے نائلن وغیرہ۔

مبطلاتِ وضو

مسئلہ ۲۳۱: وضو کو باطل کرنے والی چیزیں مندرجہ ذیل ہیں:

۞ پیشاب کا نکلنا۔ ۞ پاخانے کا خارج ہونا۔ ۞ پیٹ سے ہوا کا خارج ہونا۔ ۞ ایسی نیند جو سننے اور دیکھنے نہ دے۔ ۞ ایسی چیز جس سے عقل زائل ہو جائے جیسے دیوانگی، بے ہوشی، مستی وغیرہ۔ ۞ استحاضہ عورتوں کے لیے۔ ۞ ایسی چیز جو غسل کو واجب کر دے، جیسے، جنابت، حیض اور میّت کو چھونا، یہ اُمور جو وضو کو باطل کر دیتے ہیں ان کو "مبطلاتِ وضو" کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۲: نابالغ بچہ اگر ان میں سے کسی چیز میں مبتلا ہو جائے تو بالغوں کی طرح محدث کہلائے گا۔

وضو کے اَحکام

مسئلہ ۲۳۳: اگر کسی کو اپنے وضو کے باطل ہونے کا علم نہ ہو لیکن وضو سے فارغ ہو جانے کے بعد اس کو معلوم ہو جائے تو طہارت سے مشروط اعمال کے لئے اس پر دوبارہ وضو کرنا واجب ہے جیسے نماز اور اس وضو سے نماز پڑھی ہو تو اس کو بھی دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۳۴: جو شخص وضو کے اعمال اور شرائط میں زیادہ شک کرتا ہو مثلاً پانی کے پاک یا غصبی ہونے کے بارے میں کثیر الشک ہو تو اسے اپنے شک پر دھیان نہیں دینا چاہیے۔

مسئلہ ۲۳۵: **وضو میں شک:**

۞ اصل وضو کے بارے میں شک ہو کہ وضو کیا ہے یا نہیں۔

۞ اگر نماز سے پہلے شک ہو تو وضو کرنا واجب ہے۔

۞ نماز کے دوران شک ہو تو نماز باطل ہو جائے گی دوبارہ وضو کرنا اور نماز پڑھنا واجب ہے۔

۞ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مثلاً نماز سے فارغ ہونے کے بعد شک کرے کہ وضو کے ساتھ

پڑھی ہے یا نہیں، یہاں نماز کے صحیح ہونے کا حکم نافذ ہوگا لیکن بعد والے اعمال کے لئے جو طہارت سے مشروط ہیں، جیسے، نماز وغیرہ اس پر وضو کرنا واجب ہوگا۔

❁ وضو کے صحیح ہونے میں شک، مثلاً شک کرے کہ جو وضو کیا ہے آیا وہ صحیح ہے یا نہیں تو اس کو صحیح قرار دیا جائے گا اور باطل نہیں ہوگا۔

وہ اعمال کہ جن کے لئے وضو کرنا واجب ہے

مسئلہ ۲۳۶: وضو شرطِ صحت ہے، یعنی بغیر وضو کے عمل باطل ہے۔

❁ تمام نمازوں کے لئے چاہے واجب ہوں یا مستحب، نماز میّت کو چھوڑ کر۔

❁ نماز کے بھولے ہوئے اَجزا کی قضا بجالانے کے لئے، جیسے تشہّد اور سجدہ۔

❁ طوافِ واجب کے لیے۔

❁ جوازِ عمل کی شرط ہے یعنی عمل وضو کے بغیر حرام ہے۔

❁ خط قرآن کو مس کرنے کے لیے۔

❁ اللہ کے اَسما اور اس کے خاص صفات کو مس کرنے کے لیے۔

❁ احتیاطاً انبیاءؑ اور ائمہؑ کے اَسما کو مس کرنے کے لیے۔

❁ کمال عمل کی شرط ہے (جیسے وضو کرنا قرآن پڑھنے کے لیے)۔

❁ تحقق عمل کی شرط ہے (جیسے باوضو رہنے کے لئے وضو کرنا)۔

❁ عمل کی کراہت دور کرنے کے لئے شرط ہے۔ (جیسے وضو کرنا جنابت کی حالت میں کھانے پینے کی کراہت دور کرنے کے لیے)

مسئلہ ۲۳۷: نماز کی تمام واجب اور مستحب قسموں کی درستی کے لئے وضو شرط ہے۔ اسی طرح اس کے بھولے ہوئے اَجزا کی قضا پڑھنے کے لئے بھی، بنابرایں نماز بغیر وضو کے باطل ہے، نماز میّت کو چھوڑ کر کہ اس میں وضو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۸: واجب طواف کے صحیح ہونے کے لئے وضو شرط ہے۔ اگر وضو کے بغیر طواف کرے تو طواف باطل ہوجائے گا۔ واجب سے مراد وہ طواف ہے جو حج وعمرہ کے اَعمال کا جز ہے چاہے مستحبی ہی کیوں نہ ہوں، رہ گیا طوافِ مستحب جو حج وعمرہ کا جز نہ ہو اس کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۹: واجب نماز کے لئے عرفاً وقت داخل ہونے سے ذرا پہلے وضو کو واجب کی نیّت سے بجا لانے میں کوئی اِشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۰: با وضو رہنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے اور شرعاً مطلوب ہے اور مستحبی وضو میں نماز جائز ہے۔

مسئلہ ۲۴۱: انسان کے لئے مستحب ہے کہ ہر حالت میں با وضو رہے۔ خصوصاً مساجد اور مشاہد مشرفہ میں داخل ہونے کے وقت اور قرآن کی تلاوت کرتے وقت اور سونے کے وقت یا اس جیسے دوسرے مواقع پر۔

مسئلہ ۲۴۲: اگر صحیح وضو بجا لائے تو جب تک وہ وضو باطل نہ ہو جائے اس میں کوئی ایسا عمل انجام دے سکتا ہے کہ جس کے لئے طہارت شرط ہے،۔ بنابرایں ہر نماز کے لئے وضو کرنا واجب نہیں ہے بلکہ ایک وضو سے جتنی نمازیں پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے جب تک وہ باطل نہ ہو۔

1 قرآن کو مَس کرنا

مسئلہ ۲۴۳: قرآن کی تحریر کو بغیر وضو کے چھونا حرام ہے اور صرف مصحف شریف سے مخصوص نہیں ہے بلکہ قرآن کے تمام کلمات اور آیات کو شامل ہے، چاہے وہ مصحف میں ہوں یا کسی دوسری کتاب میں، کسی جریدے میں ہوں یا جملہ میں کسی لوح پر ہوں یا دیوار پر نقش کئے گئے ہوں۔

مسئلہ ۲۴۴: بدن کے تمام اعضا جیسے چہرے اور ہونٹوں سے مَس کرنے کا وہی حکم ہے جو ہاتھوں سے مس کرنے کا ہے۔

2 اللہ تعالیٰ، انبیاء اور معصومین علیہم السلام کے اسما کا مَس کرنا

مسئلہ ۲۴۵: ذات باری تعالیٰ اور اس سے مخصوص صفات کو بغیر وضو کے مَس کرنا حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر انبیائے عظامؑ اور ائمہ معصومینؑ کے اسما کا بھی یہی حکم ہے

مسئلہ ۲۴۶: لفظ "جلالہ" (اللہ) کو بغیر وضو کے مس کرنا جائز نہیں ہے چاہے وہ اسما مرکبہ جیسے عبداللہ وحبیب اللہ کا جز ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۲۴۷: ایران میں جمہوری اسلامی کے نعروں پر اگر عرفاً لفظ "جلالہ" کا اطلاق ہوتا ہو اور

اس کو اسی طرح پڑھا جائے تو بغیر وضو کے اس کو چھونا حرام ہے اگر ایسا نہیں ہے۔تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر وضو کے اس کو مس نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۸: لفظِ "جلالہ" کی ضمیر کا وہ حکم نہیں ہے جو لفظ "جلالہ" کا ہے۔ پس! ذات باری تعالیٰ کی طرف پلٹنے والی ضمیروں کا مس کرنا حرام نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۹: لفظ "جلالہ" (اللہ) کی جگہ ہمزہ لکھ کر اس کے آگے تین نقطے (ا...) لکھ دینے میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔اسی طرح ہمزہ اور تین نقطوں کو وضو کے بغیر چھونے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۰: صرف اس احتمال کی بنا پر کہ کوئی شخص لفظ "جلالہ" (اللہ) کو بغیر وضو کے چھولے گا اس کو لکھنے سے پرہیز کرنے میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔

چند باتیں

آیات قرآنیہ، باری تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ انبیائے کرام اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے ناموں کو مس کرنے کے بارے میں۔
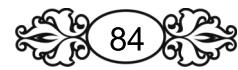
مسئلہ ۲۵۱: ایسی پٹی کہ جس پر آیات قرآنیہ اور باری تعالیٰ کے اسمائے مبارک منقوش ہوں گلے میں ڈالنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن بغیر وضو کے بدن کو ان کے ساتھ مس کرنے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۵۲: جن برتنوں پر قرآنی آیات منقوش ہوں یا آیتُ الکرسی یا اللہ تعالیٰ کے اسماء لکھے ہوں ان میں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن واجب ہے کہ کھانا کھاتے وقت باوضو ہو یا پھر کھانا چمچہ وغیرہ سے کھائے۔

مسئلہ ۲۵۳: جو لوگ لکھائی کے آلات کے ذریعے اسم "جلالہ" یا آیاتِ قرآنیہ اور معصومینؑ کے اسما لکھتے ہیں ان کے لئے باطہارت ہونا شرط نہیں ہے مگر ان کے لئے ان کو بغیر طہارت کے چھونا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۴: انگوٹھیوں پر نقش شدہ کلمات اگر وہ کلمات ہوں جن کو چھونا جائز ہونے کے لئے طہارت شرط ہے تو ان کو طہارت کے بغیر چھونا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۵: آیاتِ قرآنیہ اور اسمائے مبارکہ کی طباعت اور نشر و اشاعت میں کوئی اشکال نہیں ہے

لیکن وہ جس کے ہاتھ لگیں اس پر واجب ہے کہ ان کے شرعی اَحکام کی رعایت کرے جیسے ان کی بے احترامی کرنے، ان کو نجس کرنے اور طہارت کے بغیر مَس کرنے سے پرہیز کرے۔

مسئلہ ۲۵۶: رسالوں اور کتابوں سے کہ جن میں قرآنی آیات اور اسمائے مبارکہ لکھے ہوں، کھانا ڈھکنے، ان کے اوپر بیٹھنے یا ان کو دسترخوانوں کے طور پر استعمال کرنے جیسا کام لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ عُرف میں اسے اہانت اور توہین نہ سمجھا جاتا ہو ورنہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۷: آیات قرآن اور اسمائے مبارکہ پر مشتمل چیزوں کو ندی، نہروں میں پھینکا جا سکتا ہے بشرطیکہ اسے عرف میں اہانت نہ سمجھا جاتا ہو۔

مسئلہ ۲۵۸: ایسے کاغذوں کو جلانے یا پھینک دینے میں کوئی حرج نہیں ہے جن پر آیات قرآنی اور مبارک اسما دکھائی نہ دیتے ہوں چنانچہ ان کو ڈھونڈنا اور تلاش کرنا واجب نہیں ہے، لیکن ایسے اوراق کو جلانا یا پھینک دینا کہ جن پر لکھنا یا ان سے فائدہ اُٹھانا یا کاغذ کی پٹیاں وغیرہ بنانے میں استفادہ کرنا ممکن ہو، فضول خرچی کے شبہ سے خارج نہیں ہے۔ پس! ایسا کرنا خالی اَز اِشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۹: آیاتِ قرآنیہ اور اسمائے مبارکہ مٹی میں دفن کرنے یا پانی میں ڈبو دینے میں کوئی اِشکال نہیں ہے لیکن ان کو جلانے میں اِشکال ہے اور اگر ایسا کرنا بے احترامی ہو تو جائز نہیں ہے مگر یہ کہ ضرورت اسی امر کی متقاضی ہو اور آیاتِ قرآنیہ اور اسمائے مبارکہ کا کاٹ لینا ممکن نہ ہو۔

مسئلہ ۲۶۰: آیاتِ قرآنیہ اور اسمائے مبارکہ کے ٹکڑے کرنا اگر بے احترامی کہلاتا ہو تو جائز نہیں ہے لیکن اگر بے احترامی نہ ہو اور ٹکڑے کرنا لفظ "**جلالہ**" اور آیاتِ قرآنیہ کے مٹ جانے کا باعث نہ ہو تو یہ چیز بغیر طہارت کے ان کو چھونے کے جواز کے لئے کافی نہیں ہے جیسا کہ ان کی تحریری شکل کو کوئی حرف بڑھا کر یا گھٹا کر بدل دینا ان حروف سے کہ جن کو لفظ "**جلالہ**" یا آیات کی کتابت کے قصد سے لکھا گیا تھا، یہ حکم زائل ہو جانے کے لئے کافی نہیں ہے، البتہ اگر صورت حرف کی تبدیلی حرف کے مٹائے جانے کی صورت میں ہو تو حکم کا زائل ہو جانا بعید نہیں ہے، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر وضو اس کو چھونے سے پرہیز کرے۔

❁❁❁❁❁

اِحکامِ غسل

معنی غسل

مسئلہ ۲۶۱: غسل کا مطلب یہ ہے کہ تمام بدن کو سر سے پاؤں تک خاص شرائط اور کیفیت کے ساتھ دھونا۔

غسل کی اقسام

مسئلہ ۲۶۲: غسل کی قسمیں درج ذیل ہیں:

واجب: عورتوں اور مردوں کے درمیان مشترک:

❁ غسل جنابت ❁ غسل مس میّت۔ ❁ غسل میّت۔ ❁ وہ غسل جس کو عہد، نذر یا قسم کے ذریعے خود پر واجب کیا جائے۔

عورتوں کے مخصوص غسل:

❁ غسل حیض۔ ❁ غسل نفاس۔ ❁ غسل استحاضہ۔

مستحب: جیسے جمعہ کے دن کا غسل
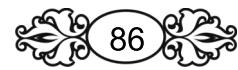
غسل کا طریقہ

مسئلہ ۲۶۳: غسل دو طریقے سے ہوتا ہے:

1 ترتیبی: اس کا مطلب ہے، غسل کو درج ذیل ترتیب کے ساتھ بجا لانا، پہلے سر اور گردن کو دھوئے، پھر بدن کے داہنے حصے کو دھوئے آخر میں بدن کے بائیں حصے کو دھوئے۔

3 ارتماسی: اس کا مطلب ہے کہ پورے بدن کو یک بارگی اس طرح پانی میں ڈبوئے کہ بدن کے تمام حصوں تک پانی پہنچ جائے۔

مسئلہ ۲۶۴: احتیاط واجب ہے کہ تمام بالوں کو اور اُن کے نیچے کی جلد کو بھی دھوئے، بنابرایں عورتوں کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ بالوں کو دھونے کے ساتھ ان کے نیچے کی جلد تک بھی پانی پہنچائیں۔

مسئلہ ۲۶۵: غسل کرتے وقت قبلہ رُخ ہونا واجب نہیں ہے۔
مسئلہ ۲۶۶: غسل کی نیّت کرنے اور غسل شروع کرنے سے پہلے پیٹھ کو یا اَعضائے بدن میں سے کسی اور عضو کو دھونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔
مسئلہ ۲۶۷: پہلے بیان شدہ ترتیب کے برخلاف اگر غسل ترتیبی بجالائے تو اس کا غسل باطل ہوگا' چاہے جان بوجھ کر ایسا کرے یا نادانی یا فراموشی کی بنا پر ہو۔
مسئلہ ۲۶۸: جو شخص غسل کرے اور غسل کے بعد اس کو پتا چلے کہ اس کے بدن کے کسی جز تک پانی نہیں پہنچا ہے، ایسا اگر غسلِ اِرتماسی میں ہو تو واجب ہے کہ دوبارہ غسل کرے چاہے اس جز کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔
مسئلہ ۲۶۹: اگر غسل ترتیبی میں ایسا ہو تو:

- اگر اس جز کو نہ جانتا ہو تو نئے سرے سے غسل کرنا واجب ہے۔
- اگر اس جز کو جانتا ہو تو: اگر وہ جز بائیں طرف ہو تو بائیں طرف کو دھوئے اور وہی کافی ہے۔ اگر داہنی طرف ہو تو دائیں طرف کو دھو کر بائیں طرف کو بھی دھوئے۔ اگر سر اور گردن میں ہو تو اس کو دھو کر پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف کو دھوئے۔

غسلِ جبیرہ

غُسلِ جبیرہ کا حکم وہی ہے جو بیان ہو چکا وضو جبیرہ کا ہے۔

غُسل کی شرائط

مسئلہ ۲۷۰: وضو میں ذکر شدہ شرائط جیسے پانی کا پاک ہونا وغیرہ غسل کی شرائط بھی ہیں لیکن غسل میں اُوپر سے نیچے کی طرف اور اَعضا کو دھونے میں موالات شرط نہیں ہے بلکہ نیچے سے اُوپر کی طرف بھی دھو سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ ایک عضو کو دھو کر کسی کام کے لئے جائے اور واپس آ کر جہاں تک دھویا تھا اس کے بعد والے حصے کو دھوئے۔
مسئلہ ۲۷۱: ہر عضو کے دھونے میں واجب ہے کہ وہ دھوتے وقت پاک ہو' البتہ غسل شروع کرنے سے پہلے تمام بدن کا پاک کرنا واجب نہیں ہے۔ بنا بر ایں ایک عضو کو غسل دینے سے پہلے اگر اس کو پاک کر لے تو غسل صحیح ہے لیکن اگر عضو کو دھونے سے پہلے اُسے پاک نہ کرے بلکہ ایک ہی بار

میں پاک کرنے اور غسل کرنے کا ارادہ کرلے تو غسل باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۲: ایسی رکاوٹ کا دور کرنا واجب ہے کہ جو پانی کو بدن تک نہ پہنچنے دے اور اگر اس کے دور ہوجانے کا اطمینان کئے بغیر غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے۔

غُسل کے اَحکام

مسئلہ ۲۷۳: غسل کے دوران حدثِ اصغر مثلاً پیشاب صادر ہوجانا غسل کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے اور اس پر نئے سرِے سے غسل شروع کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اس کو مکمل کرے اور وہی صحیح ہے لیکن مذکورہ غسل اگر غسل جنابت ہو تو دوسرے اغسال کی طرح وضو کے بدلے میں کافی نہیں ہوگا۔ ان اعمال کو بجالانے کے لئے جن میں طہارت شرط ہے جیسے نماز۔

مسئلہ ۲۷۴: جب کسی شخص کے ذمّے کوئی غسل واجبی یا مستحبی یا دونوں جمع ہوجائیں اگر سب کی ایک ہی نیّت کرلے تو ایک ہی غسل سب کے بدلے میں کافی ہے اور اگر ان میں سے ایک غسلِ جنابت بھی ہو اور صرف غُسلِ جنابت کی نیّت کرے تو تمام اَغسال کے بدلے میں کافی ہے، اگرچہ اَحتیاط مستحب ہے کہ سب کی نیّت کرے۔

مسئلہ ۲۷۵: غُسلِ جنابت کے علاوہ کوئی بھی غسل وضو کے بدلے میں کافی نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۷۶: غسل سے فارغ ہونے کے بعد یقین ہوجائے کہ غسل باطل ہوگیا ہے تو جو نماز اس نے باطل غسل سے پڑھی ہے اسے دوبارہ پڑھنا یا اس کی قضا بجالانا واجب ہے۔

غسل میں شک

مسئلہ ۲۷۷: اگر کسی کو شک ہوجائے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو بعد والے اعمال کے لئے جو طہارت سے مشروط ہیں اس پر غسل کرنا واجب ہے لیکن گزشتہ اعمال جیسے، نمازیں جو پڑھی جاچکی ہیں وہ صحیح کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۲۷۸: غسل سے فارغ ہوجانے کے بعد شک ہونا کہ جو غسل کیا ہے وہ صحیح تھا یا نہیں تو یہاں پر جو غسل کیا ہے اگر اس کے صحیح ہونے کا احتمال ہو اور غسل کرتے وقت جو چیزیں اس کی درستی میں معتبر ہیں ان پر دھیان دیا ہو تو شک کی پرواہ نہ کرتے ہوئے غسل کو صحیح قرار دے گا۔

غُسلِ جنابت

جنابت کے اَسباب

مسئلہ ۲۷۹: جنابت کے اسباب دو ہیں:

- جماع، چاہے حلال ہو یا حرام، منی خارج ہو یا نہ ہو اور چاہے قُبل میں ہو یا دُبر میں۔
- منی کا نکلنا، چاہے بیداری میں ہو یا نیند میں اور چاہے عمداً یا سہواً اختیاراً ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۰: مرد سے خارج ہونے والی مشتبہ رطوبت اگر شہوت، بدن کی سستی اور اُچھلنے کے ساتھ ہوتو وہ منی کے حکم میں ہوگی لیکن اگر یہ تینوں علامتیں نہ ہوں یا ان میں سے کوئی ایک علامت نہ ہو یا شک ہو کہ وہ علامت موجود ہے یا نہیں تو خارج ہونے والی رطوبت منی کے حکم میں نہیں ہوگی مگر اس کو یقین حاصل ہوجائے کہ وہ منی ہے۔

مسئلہ ۲۸۱: عورت کے اندر سے نکلنے والا ایسا مادہ جو بہنے والا ہو اور مشکوک ہو، اگر لذّت اور بدن کی سستی کے ساتھ نکلے تو وہ منی کے حکم میں ہوگا لیکن اگر وہ اس مرحلے تک پہنچنے میں شک کرے یا شک کرے کہ بہنے والا تھا یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۲: مرد کی منی، اگر عورت کے رحم میں بغیر دخول کے منتقل ہوجائے تو اس سے وہ مُجنِب نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۸۳: دخول چاہے سرحشفہ کے بقدر ہو، اس سے مرد و عورت دونوں پر غسل واجب ہوجاتا ہے چاہے دونوں کی منی نہ نکلے اور عورت کو لذّت بھی حاصل نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۴: عورت اگر جماع کے فوراً بعد غسل کرلے اور مرد کی منی اس کے رحم کے اندر رہ جائے اور غسل کے بعد باہر آجائے تو اس کا غسل صحیح ہوگا، منی جو خارج ہوتی ہے وہ نجس ہے اور اگر وہ مرد کی منی ہوتو عورت پر دوبارہ غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۵: آلات کے ذریعے جو عورت کا اندرونی معائنہ کیا جاتا ہے جب تک اس سے منی نہ نکلے اس پر غسل واجب نہیں ہوتا ہے۔

جو چیزیں مُجنِب پر حرام ہیں

مسئلہ ۲۸۶: وہ اَعمال جو مُجنِب پر حرام ہیں:

❁ قرآن کی تحریر اور باری تعالیٰ کے خاص اسما وصفات کو چھونا اور احتیاط واجب کی بنا پر انبیاء اور ائمۂ معصومینؑ کے اسما بھی اسی حکم کے حامل ہیں۔

❁ مسجد الحرام اور مسجد نبی میں داخل ہونا چاہے ایک سرے سے داخل ہو کر دوسرے سرے سے نکل جائے۔

❁ مذکورہ دو مسجدوں کے علاوہ دوسری مسجدوں میں ٹھہرنا بلکہ ان میں داخل ہونا' اگر ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکلنا نہ ہو۔

❁ مسجدوں میں کوئی چیز رکھنا۔

❁ صرف چار سجدے والی آیتوں کو پڑھنا لیکن ان سورتوں کی دیگر آیات یا دیگر سورتوں کی آیتوں کو پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۷: مُجنِب کا حرم ائمۂ معصومینؑ میں بنا بر احتیاط داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ اولا دائمہ کے حرم میں داخل ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۸: خانقاہوں اور امام باڑوں پر مسجد کا حکم نافذ نہیں ہوتا۔ وہ آیاتِ سجدہ جن کی تلاوت مُجنِب پر حرام ہے وہ آیات ہیں جن کو پڑھنے اور سننے پر سجدہ واجب ہو جاتا ہے وہ درجہ ذیل ہیں:

❁ سورۂ سجدہ۔(۳۲) آیت ۱۵ ❁ سورۂ فصّلت (۴۱) آیت ۳۷ ❁ ورۂ نجم (۵۳) آیت ۶۲ ❁ سورۂ علق (۹۶) آیت ۱۹

غُسلِ جنابت کے اَحکام

مسئلہ ۲۸۹: شرعی اَحکام کی انجام دہی میں شرم وحیا کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور ترکِ واجب جیسے غُسلِ جنابت کے لئے شرم، عُذرِ شرعی نہیں ہے۔ بہر حال اگر کسی شخص کے لئے جنابت کا غسل کرنا ممکن نہ ہو تو نماز روزے کی بجا آوری کے لئے اس کا شرعی وظیفہ غسل کے بدلے تیمّم کرنا ہے۔

مسئلہ ۲۹۰: جو شخص غسل کرنے سے معذور ہو جائے مثلاً اگر کوئی جانتا ہو کہ اگر بیوی سے مقاربت کر کے مُجنِب ہو جائے گا جبکہ اس کے پاس غسل کرنے کے لئے پانی نہیں ہے، یا غسل اور نماز دونوں کے لئے وقت میں گنجائش نہیں ہے تو اس کے لئے بیوی کے ساتھ مقاربت کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ تیمّم کرنے پر قادر ہو۔ پس! اگر وہ مُجنِب ہو جائے اور وہ طہارت سے مشروط اعمال بجا

لانے کے لئے غسل کرنے سے معذور ہوتو اس کے لئے غسل کے بدلے تیمّم کر کے مسجد میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن کی کتابت کو چھونے اور طہارت سے مشروط تمام اعمال بجالانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ ہاں! اگر اس کا عُذر صرف وقت کی تنگی ہوتو صرف وہی عمل بجالاسکتا ہے جس کے لئے اس نے تیمّم کیا ہے۔

مسئلہ ۲۹۱: جو شخص منی نکلنے کے سبب مُجنِب ہو جائے اور غسل کرے، غسل کے بعد اس سے ایسی رطوبت خارج ہو جس میں شک ہو کہ وہ منی ہے یا کچھ اور، پس! اگر اس نے خروجِ منی کے بعد پیشاب کیا ہو اور اس کے بعد اِستبرا نہ کیا ہو تو مذکورہ رطوبت منی کے حکم میں ہوگی اور اس پر پھر سے غسل واجب ہوگا۔

مسئلہ ۲۹۲: اگر اپنے کپڑوں پر رطوبت دیکھے اور نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا نہیں، تو جب تک منی نکلنے کا یقین نہ ہو جائے اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۹۳: جس نے غسلِ جنابت کیا ہو شریعت میں اس کے لئے وضو نہیں ہے، چنانچہ جن اعمال کے لئے وضو واجب ہوتا ہے انھیں اسی غسل سے بجالائے۔

مسئلہ ۲۹۴: غسل کے بعد اگر حدثِ اَصغر کے صدور میں شک ہو جائے تو نماز وغیرہ کے لئے اس پر وضو واجب نہیں ہے لیکن اگر احتیاط کرنا چاہتا ہو کہ وضو کے ساتھ بجالائے تو کوئی مانع نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۵: نماز کا وقت تنگ ہونے کے باوجود اگر کوئی غُسلِ جنابت کرے تو اگر اس نے غسل خاص طور پر اس نماز کے لئے نہیں بلکہ حدثِ جنابت رفع کرنے کی نیّت سے کیا ہو تو اُس کا غسل صحیح ہے، چاہے غسل کے بعد پتا چلے کہ نماز کا وقت نکل چکا تھا۔

❁❁❁❁❁

عورتوں کے مخصوص غُسل

1 خونِ حیض

مسئلہ ۲۹۶: لڑکی ۹ رسال قمری پورے ہونے سے پہلے جو خون دیکھتی ہے وہ حیض نہیں کہلاتا، چاہے اس کے اندر حیض کے صفات موجود ہوں۔

مسئلہ ۲۹۷: خون کا دھبہ جسے عورت پاک ہوجانے کا اطمینان ہوجانے کے بعد دیکھتی ہے اگر وہ خون نہ ہوتو حیض کے حکم میں نہیں ہوگا، لیکن اگر خون ہوتو چاہے وہ زرد رنگ کا ہو اور دس دن سے زیادہ نہ گزرے ہوں تو اس پر حیض کا حکم نافذ ہوگا۔ موضوع کی تشخیص عورت کے ذمّے ہے۔

مسئلہ ۲۹۸: جو عورتیں مانع حمل دوائیں استعمال کرتی ہیں جب عادت کے دنوں میں اور اس کے علاوہ تھوڑا سا خون دیکھیں خون کے یہ ٹکڑے اگر حیض کے شرعی شرائط نہ رکھتے ہوں تو وہ حیض کے حکم میں نہیں ہیں بلکہ ان پر استحاضہ کا حکم لگے گا۔

مسئلہ ۲۹۹: وہ عورت جس کی عادت معین ہو مثلاً سات دن، اس کے بعد ایسا ہو کہ وہ ہر بار بارہ، بارہ دن خون دیکھتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے رحم کے اندر مانع حمل ٹیوب رکھوائی ہے تو جو عادت کے دنوں کا خون ہے وہ حیض اور جو اس سے زیادہ دنوں کا ہے وہ استحاضہ کہلائے گا۔

مسئلہ ۳۰۰: حمل کے دوران عورت جو خون دیکھتی ہے اگر اس کے اندر حیض کے صفات اور شروط موجود ہوں یا وہ خون عادت کے دنوں میں ہو اور تین دن تک مسلسل آتا رہے چاہے اندر ہی اندر ہوتو وہ حیض ہے ورنہ وہ استحاضہ ہے۔

حیض کے احکام

مسئلہ ۳۰۱: مجنب پر جو چیزیں حرام ہیں وہی حائض پر بھی حرام ہیں۔

مسئلہ ۳۰۲: حیض والی عورت اگر اس چھوٹی سی دیوار پر بیٹھتی ہے جو مسجد الحرام اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کی جگہ کے درمیان ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں، مگر یہ یقین ہوجائے کہ وہ مسجد کا جز ہے (اس دیوار کی اُونچائی آدھا میٹر اور چوڑائی ایک میٹر ہے)۔

مسئلہ ۳۰۳: عورت اگر حیض کی حالت میں مجنب ہو یا اس کو حیض آجائے اور وہ مجنب ہو تو حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر واجب ہے کہ حیض کا غسل کرنے کے ساتھ غسلِ جنابت بھی بجالائے لیکن مقامِ عمل میں اس کے لئے غسلِ جنابت ہی کافی ہے' اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دونوں غسلوں کی ایک ساتھ نیّت کرے۔

مسئلہ ۳۰۴: اگر حیض والی عورت غسلِ جنابت کرے تو اُس کا غسل صحیح ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۳۰۵: نذر معین پوری کرنے کے لئے جس عورت نے روزہ رکھا ہو، اگر اس کو اچانک حیض آجائے اور وہ روزے سے ہو تو روزہ باطل ہو جائے گا، چاہے روزے والے دن کے کسی ایک حصّے میں ہو اور حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر اس کی قضا واجب ہے۔

2استحاضہ

مسئلہ ۳۰۶: عورت کو سن یاس کے بعد اگر خون آجائے تو وہ استحاضہ کے حکم میں آتا ہے، بنا بر ایں وہ عورت جس کا باپ ہاشمی نہیں ہے، چاہے اس کی ماں ہاشمی ہو اگر پچاس سال کے بعد خون دیکھے تو وہ استحاضہ کے حکم میں آئے گا۔

3نفاس (خونِ ولادت)۔

مسئلہ ۳۰۷: وہ عورت جو اپنا بچہ گرواتی ہے، تو بچہ گرنے کے بعد جو خون دیکھتی ہے چاہے وہ بچہ علقہ یعنی لوتھڑے کی شکل میں ہی ہو وہ خونِ نفاس کے حکم کے تحت آئے گا۔

مسئلہ ۳۰۸: جو اعمال حیض والی عورت پر حرام ہیں وہی نفاس والی عورت پر بھی حرام ہیں۔

❁❁❁❁❁

اَحکامِ اَموات

غسلِ مسِ میّت

مسئلہ ۳۰۹: مکلف اگر میّت کے بدن کو بالکل ٹھنڈا ہو جانے کے بعد اور غسل مکمل ہونے سے پہلے مس کرے یا اپنے ہاتھ پاؤں، چہرے اور دوسرے اَعضا کو میّت کے بدن کے کسی حصّے کے ساتھ مس کرے تو نماز اور طہارت سے مشروط دوسرے تمام اعمال کے لئے اس پر غسل واجب ہوگا اور اسی غسل کو "غسلِ مسِ میّت" کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۱۰: میّت کے بدن سے الگ کئے گئے عضو کا بھی وہی حکم ہے جو میّت کے جسم کا ہے۔ پس! اگر ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل مکمل ہونے سے پہلے اس کو مَس کرے تو مَس کرنے کی وجہ سے غسل واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۱۱: زندہ انسان کے بدن سے جدا شدہ ٹکڑے کو مَس کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۳۱۲: وہ موارد کہ جن میں اگر میّت کے بدن کو چُھوا جائے تو غسل واجب نہیں ہوتا:

- اس شہید کے بدن کو مس کرنے سے جو آتشِ جنگ شعلہ وَر ہونے کے دورانِ میدان جنگ میں شہید ہوا ہو۔
- اس میّت کو چھونے سے جس کا بدن ٹھنڈا نہ ہوا ہو۔
- اس میّت کے بدن کو چھونے سے جس کو تینوں غسل دیئے جا چکے ہوں۔

مسئلہ ۳۱۳: اگر شک ہو کہ میّت کو غسل دیا گیا ہے یا نہیں تو ٹھنڈا ہو جانے کے بعد بدن کو اس کے ساتھ مس کرنے سے غسل واجب ہو جائے گا اور غسلِ مَسِ میّت کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوگی لیکن اگر غسل دیا جانا معلوم ہو جائے تو بدن کو یا بدن کے بعض اَجزا کو اس کے ساتھ مس کرنے سے غسل واجب نہیں ہوگا، چاہے غسل کے صحیح ہونے میں شک ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۳۱۴: جو شخص غسلِ مسِ میّت کرے اس پر نماز وغیرہ کے لئے وضو کرنا بھی واجب ہوگا اور یہ غسل برخلاف غسلِ جنابت کے وضو کے بدلے میں کافی نہیں ہوگا۔

محتضر کے اَحکام

مسئلہ ۳۱۵: بہتر یہ ہے کہ اِحتضار اور نزع کے وقت چت لٹا کر اس کا رُخ قبلے کی طرف کیا جائے اور وہ اس طرح کہ اس کے پاؤں کے تلووں کو قبلے کی طرف موڑ دیا جائے فقہا کی ایک بڑی تعداد نے قادر ہونے کی صورت میں اس چیز کو خود مرنے والے پر اور دوسروں پر بھی واجب قرار دیا ہے لہٰذا احتیاط یہ ہے کہ اس کام کو ترک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۳۱۶: موت کے بعد کے واجبات:

❁ غسل دینا۔ ❁ حنوط کرنا۔ ❁ کفن دینا۔ ❁ نماز جنازہ پڑھنا۔ ❁ دفن کرنا۔

مسئلہ ۳۱۷: اسلام کی نظر میں مسلمان کی میّت کا بھی اتنا ہی احترام ہے جتنا زندہ کا ہے، لہٰذا شریعت مقدسہ میں واجب ہے کہ درجہ ذیل اَفعال کے ساتھ میّت کی تکریم کی جائے (غسل، تکفین اور تدفین وغیرہ)۔ یہ چیز تمام مکلفوں پر واجب ہے اور یہ حکم سب کو دیا گیا ہے۔

مسئلہ ۳۱۸: مسلمان کی میّت کو غسل دینا، کفن پہنانا، اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے دفن کرنا تمام مسلمانوں پر واجب کفائی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ایسا کرنا ہر مکلف پر واجب ہے لیکن اگر کچھ لوگ اس کام کو انجام دیں تو دوسروں پر سے ساقط ہو جائے گا لیکن اگر کوئی بھی ان اَعمال کو انجام نہ دے تو سب کے سب گنہگار ہوں گے۔

مسئلہ ۳۱۹: میّت کی تغسیل، تکفین، تدفین اور اس پر نماز پڑھنے کے لئے اس کے ولی سے اجازت لینا ضروری ہے۔ ولی سے مراد اس کے والدین، اولاد اور دوسرے رشتہ دار ہیں۔ اس ترتیب کے ساتھ جو میراث کے طبقات میں مذکور ہے، ہاں! شوہر اپنی بیوی کے سلسلے میں دوسروں پر اُولویّت رکھتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۰: اگر معلوم ہو جائے کہ تغسیل، تکفین، تدفین یا میّت پر پڑھی گئی نماز باطل تھی تو اس کو دوبارہ بجالانا واجب ہے لیکن اگر اس کے باطل ہونے کا گمان ہو یا شک ہو کہ نماز پڑھی گئی ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں دوسری مرتبہ اس کو بجالانا واجب نہیں ہے۔

غُسلِ میّت

مسئلہ ۳۲۱: میّت کو تین غسل دینا واجب ہیں:

- بیری کے پانی کے ساتھ یعنی پانی میں تھوڑی سی بیری مخلوط کرے۔
- کافور کے پانی کے ساتھ یعنی پانی میں تھوڑا سا کافور ملائے۔
- خالص پانی کے ساتھ۔

مسئلہ ۳۲۲: غسل دینے والے کی شرائط:

مسلمان اور شیعہ اثنا عشری ہو۔ بالغ ہو۔ عاقل ہو۔ غسل کے احکام سے واقف ہو۔ میّت اور غسل دینے والے میں مذکر مؤنث کے اعتبار سے مماثلت ہو۔ (یعنی عورت وعورت کو اور مرد مرد کو غسل دے)

مسئلہ ۳۲۳: شوہر اپنی بیوی کی میّت کو اور بیوی اپنے شوہر کی میّت کو غسل دے سکتی ہے۔

مسئلہ ۳۲۴: میّت کو غسل دینے میں دوسری عبادتوں کی طرح نیّت کرنا واجب ہے۔ اس کا مطلب یہ کہ غسل کو خدا کا حکم بجالانے کی نیّت سے دے۔

مسئلہ ۳۲۵: میّت کو غسل دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ:

- مسلمان ہو اور چاہے مرد ہو یا عورت ہو۔
- مسلمانوں کے بچوں میں سے ہو۔
- مسلمان سقط ہوا ہو، اگر چار مہینے کا ہو چکا ہو، پس! اگر چار ماہ سے کم ہو تو اس کو غسل دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۶: اگر میّت کا بدن یا اس کا کوئی عضو نجس ہو تو پہلے نجس جگہ کو پاک کرے اس کے بعد غسل دے۔ بنا بر ایں اگر میّت کی ناک سے خون آ رہا ہو تو اِمکان کی صورت میں اس کو غسل دینے سے پہلے پاک کرنا ضروری ہے اور اگر خود سے خون کے رُک جانے کا انتظار کرنا ممکن ہو یا طبّی وسائل سے روکنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۲۷: میّت کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنا حرام ہے۔ غسل دینے والا اگر غسل دیتے وقت میّت کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالتا ہے تو گنہگار ہوگا لیکن اس کا غسل باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۲۸: اگر پانی نہ ہو یا پانی استعمال کرنے میں رکاوٹ ہوتو واجب ہے کہ ہر غسل کے بدلے میں تیمّم کروائے۔

حنوط

مسئلہ ۳۲۹: میّت کو غسل دینے کے بعد اس کو حنوط کرانا واجب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سات اعضائے سجدہ پر حنوط ملے، وہ اعضا ہیں:

❁ پیشانی ❁ دونوں ہتھیلیاں ❁ دونوں گھٹنے ❁ دونوں پاؤں کے انگوٹھے۔ کافور کو اس طرح ملنا شرط ہے کہ ملنے کے بعد بھی اَعضا پر اس کا اثر دکھائی دے۔

مسئلہ ۳۳۰: شرط ہے کہ کافور نیا ہو، تا کہ میّت کو معطّر کر دے۔ اگر پُرانا ہونے کی وجہ سے اس کی خوش بو چلی گئی ہوتو اس سے حنوط کرنا کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۳۱: اِحرام کی حالت میں مرنے والا کافور سے مستثنیٰ ہے یعنی اگر حالت احرام میں مر جائے تو اس کو حنوط کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تکفین

مسئلہ ۳۳۲: میّت کو تین کپڑے کے ٹکڑوں میں کفن دینا واجب ہے:

الف۔ میزر (لنگ) جو ناف سے گھٹنے تک چھپائے۔

ب۔ قمیص (پیراہن) جو کندھوں سے لے کر پنڈلی کے نصف تک آگے اور پیچھے سے چھپائے۔

ج۔ ازار (چادر) جو سر کے اُوپر سے لے کر پاؤں کے نیچے تک پورے بدن کو چھپائے اور اس طرح کہ ایک طرف سے لاکر دوسری طرف کے اوپر رکھا جا سکے، تا کہ میّت کا پورا بدن لمبائی چوڑائی میں اس میں لپٹ جائے۔

مسئلہ ۳۳۳: کفن اگر نجس ہو جائے تو اس کو پاک کرنا واجب ہے، چاہے نجاست میّت کے بدن سے نکلے یا باہر سے آئے یا نجس جگہ کو قینچی سے اس طرح کاٹ دے کہ وہ کفن کو معیوب اور نقصان زدہ نہ بنائے، بنا بر ایں اگر میّت کا کفن غسل دینے کے بعد میّت کے خون سے آلودہ ہو کر نجس ہو جائے تو اگر کفن کے اس حصّے کو جو خون آلود ہے دھونا یا کاٹنا یا تبدیل کرنا ممکن ہوتو ایسا کرنا واجب

ہے اور اگر یہ سب ممکن نہ ہوتو میّت کو اسی حالت میں دفن کر دینا جائز ہے۔

مسئلہ ۳۳۴: اگر انسان اپنے لئے کفن خریدے اور واجبی اور مستحبی نمازوں کے اوقات میں اسے فرش بنائے اور اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے یا قرآن کی تلاوت کے موقع پر اسے فرش کی جگہ بچھا کر اس پر تلاوت کرے پھر جب مرے تو اسے اپنا کفن بنالے تو ایسا کرنا بلا اشکال جائز ہے جیسا کہ کفن خرید کر اس پر قرآنی آیات لکھ کر رکھنا اور صرف کفن کے طور پر اس سے استفادہ کرنا بھی اس کے لئے جائز ہے۔

مسئلہ ۳۳۵: اگر انسان نے کفن اپنے لئے خریدا ہو، اور اسے اپنے والد یا اپنی والدہ کو دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

نماز میّت

مسئلہ ۳۳۶: غسل، کفن اور حنوط دینے کے بعد مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ مسلمان کی میّت پر نماز پڑھنا واجب ہے۔ ایسے بچے کی میّت پر جس کے چھ سال پورے ہو گئے ہوں اور کم سے کم اس کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو تو اس کا حکم نماز کے واجب ہونے میں بالغ کا حکم ہے۔

مسئلہ ۳۳۷: نماز میّت میں نیّت اور پانچ تکبیریں ہوتی ہیں، جن کے درمیان میں صلوات اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ پس! اگر نمازِ میّت کو درجہ ذیل ترتیب کے ساتھ بجالائے تو کافی ہے۔

الف۔ پہلی تکبیر کے بعد کہے:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

ب۔ دوسری تکبیر کے بعد کہے:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ"

ج۔ تیسری تکبیر کے بعد کہے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ"

د۔ چوتھی تکبیر کے بعد اگر مرد ہو تو کہے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ"

اگر عورت ہو تو کہے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِھٰذِہِ الْمَیِّتِ"

ہ۔اس کے بعد پانچویں تکبیر کہے اور نماز کو تمام کرے۔

نماز میّت کے کچھ مفصّل طویل طریقے بھی ہیں جو کتبِ اَدعیہ میں مذکور ہیں، مراجعہ فرمائیں۔

مسئلہ ۳۳۸: نماز میّت پڑھنے والے پر واجب ہے کہ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو' میّت کو اپنے سامنے چت لٹائے۔اس کا سر داہنی طرف اور پاؤں بائیں طرف ہو۔

مسئلہ ۳۳۹: شرط ہے کہ میّت اور نماز گزار کے درمیان حائل یعنی دیوار یا پردہ وغیرہ نہ ہو لیکن اگر میّت تابوت کے اندر ہو تو اس میں کوئی اِشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۰: میّت پر نماز پڑھنے کے لئے لباس اور بدن کی طہارت، باوضو ہونا اور لباس وغیرہ کا مباح ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۱: اگر جان بوجھ کے میّت کو نماز کے بغیر دفن کر دیا جائے یا بھولے سے یا کسی عذر کی بنا پر ایسا ہو یا دفن کرنے کے بعد پتا چلے کہ نماز باطل تھی تو اس کا بدن قبر کے اندر بکھرنے سے پہلے قبر کے اُوپر کھڑے ہو کر اس پر نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۴۲: میّت کے اُوپر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے جو شرائط نماز جماعت اور امام جماعت اور دیگر نمازوں میں معتبر ہیں وہ اس میں معتبر نہیں ہیں، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان شرائط کی رعایت کی جائے۔

دفن کرنا

مسئلہ ۳۴۳: گزشتہ اعمال یعنی غسل، حنوط، کفن اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد میّت کو زمین میں اس طرح دفن کرنا واجب ہے کہ وہ زمین کے اندر چھپ جائے اور واجب ہے کہ قبر ایسی ہو کہ بدبو نہ پھیلے اور بدن درندوں سے محفوظ رہے۔

مسئلہ ۳۴۴: واجب ہے کہ میّت کو قبر میں دائیں پہلو کے بل لٹایا جائے تاکہ اس کا چہرہ شکم اور سینہ قبلے کی طرف ہوں۔

دفن سے متعلق کچھ امور

مسئلہ ۳۴۵: مسلمان میّت کی ہڈی جس کو غسل دیا گیا ہو نجس نہیں ہے لیکن اس کو مٹی کے نیچے دفن کرنا

واجب ہے۔

مسئلہ ۳۴۶: مسلمان کے بدن کی ہڈیوں کے ڈھانچے کو فوراً دفن کرنا واجب ہے، اس کو میوزیم میں رکھنا کہ دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہو، جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۴۷: مسلمانوں کی قبروں کو چند منزلہ بنانا جائز ہے بشرطیکہ ایسا کرنا مسلمان کی بے احترامی یا قبر کھودے جانے کا موجب نہ بنے۔

مسئلہ ۳۴۸: اگر کوئی کنویں میں گرے اور اسی میں مرجائے اور اس کے بدن کو اس میں سے نکالنا ممکن نہ ہو تو واجب ہے کہ بدن کو وہیں چھوڑ دیا جائے اور اسی کنویں کو اس کی قبر بنا دیا جائے اور اگر کنواں کسی ایک کی ملکیت نہ ہو یا اگر ہو تو مالک اس کو بند کر دینے پر راضی ہو جائے تو اس کو بند کرنا اور غیر مستعمل کر دینا کافی ہے۔

مسئلہ ۳۴۹: دفن کے دن قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے لیکن اس کے بعد با قصدِ رجا چھڑکنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

قبر کھودنے کے اَحکام

مسئلہ ۳۵۰: میّت کی قبر کھودنا جائز نہیں ہے۔ خصوصاً اگر شرعی اَحکام اور اُصولوں کے مطابق اس کو دفن کیا گیا ہو، جیسا کہ مسلمانوں کی قبروں کو منہدم کرنا اور انھیں کھودنا جائز نہیں ہے، چاہے یہ کام گلیوں کو کشادہ کرنے کے لئے ہی کیوں نہ ہو اور اگر کہیں قبر کھد جائے اور مسلمان میّت کا بدن ظاہر ہو جائے یا اس کی ہڈیاں بوسیدہ نہ ہوئی ہوں تو اس کو پھر سے دفن کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۵۱: اگر قبر کے اندر کی چیزوں جیسے میّت کے بدن اور اس کی ہڈیوں کی تصویریں ٹیلیویژن کے لئے لینا قبر کھودے بغیر یا کھولے بغیر یا جنازے کو باہر نکالے بغیر ممکن ہو تو اس کام کو قبر کھودنا نہیں کہا جائے گا۔

مسئلہ ۳۵۲: میّت کی ہڈیاں اگر خاک میں تبدیل ہو جائیں تو دوسری میّت کو دفن کرنے کے لئے قبر کھودنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۳: وہ موارد کہ جن میں قبر کھودنا جائز نہیں ہے، ان میں مرجع تقلید سے اجازت لینے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔

شہید کے اَحکام

مسئلہ ۳۵۴: شہید کی میّت کو غسل اور کفن دینا ساقط ہے (اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے)۔

مسئلہ ۳۵۵: شہید سے مراد وہ شخص ہے جو جنگ کے میدان میں قتل ہو بنابرایں اگر سرحدی علاقے "فرقۂ حقّہ" اور باغی گروہ کے درمیان "جنگ کا میدان" کہلاتے ہوں تو "فرقۂ حقّہ" کے جو اشخاص ان علاقوں میں قتل کر دیئے جاتے ہیں ان کا حکم شہید کا ہے، لیکن جو شخص میدانِ جنگ کے علاوہ قتل ہو اگر چہ اس کے لئے شہید کا ہی اجر وثواب ہے لیکن شہید کے خاص احکام اس کے حق میں جاری نہیں ہوں گے، جیسے وہ اشخاص جو دنیا بھر میں کہیں بھی اَحکام اسلامی کے نفاذ کی خاطر یا مظاہروں میں مارے جاتے ہیں۔

معدوم کے اَحکام

مسئلہ ۳۵۶: وہ مسلمان جس کو پھانسی یا موت کی سزا دی گئی ہو، اس کا حکم وہی ہے جو دوسرے مسلمانوں کا ہے۔ اس پر وہ تمام اسلامی اَحکام واُصول جاری ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کی میّتوں پر جاری ہوتے ہیں۔

اَحکامِ اَموات سے جڑے کچھ اُمور

مسئلہ ۳۵۷: میّت کے لئے مماثلت کی شرط صرف غسل سے مخصوص ہے۔ اگر مماثل کے ذریعے میّت کو غسل دلوانا ممکن ہو تو غیر مماثل کے لئے اس کو غسل دینا جائز نہیں ہے بلکہ اس کا غسل باطل ہو گا۔ (یعنی میاں، بیوی کے علاوہ مرد کو مرد اور عورت کو عورت ہی غسل دے) رہ گیا کفن پہنانا اور دفن کرنا تو ان میں مماثلت شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۸: میّت کی تجہیز کے لئے لازمی اُمور جیسے تغسیل وتکفین اور تدفین اگر معمول کے مطابق ہوں تو بچے کے ولی کے اذن پر موقوف نہیں ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ وارثوں کے درمیان چھوٹے بھی موجود ہیں، بنابرایں میّت کے گھر میں اس کو غسل وکفن دینے میں چاہے میّت کا کوئی وصی نہ ہو یا اس کے بچے چھوٹے چھوٹے ہوں۔

مسئلہ ۳۵۹: عورتیں جنازے کی تشییع اور اس کو اُٹھانے میں شرکت کرسکتی ہیں۔

اَحکامِ تیمّم

تیمّم کو جائز کرنے والی چیزیں

مسئلہ ۳۶۰: وہ موارد جن میں وضو یا غسل کے بدلے تیمّم کرنا واجب ہوتا ہے:

- پانی کے حصول پر قادر نہ ہونا یا پانی موجود نہ ہو یا پانی تک رسائی ممکن نہ ہو مثلاً پانی کنویں میں موجود ہو لیکن انسان کے پاس پانی نکالنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔
- پانی استعمال کرنے سے ضرر ہوتا ہو۔
- پانی موجود ہو لیکن انسان پیاسا ہو، اور نہ پینے کی صورت میں موت واقع ہوجانے کا خطرہ ہو تو وضو یا غسل کی جگہ تیمّم اختیار کرے گا۔
- جو پانی موجود ہو اس کو بدن یا لباس کی تطہیر میں خرچ کرنا ہو، تاکہ نماز پڑھ سکے اور اس کے پاس دوسرا پانی نہ ہو۔
- پانی یا برتن کا استعمال حرام ہو مثلاً غصبی ہو۔
- نماز کا وقت تنگ ہو اتنا کہ اگر وضو یا غسل کرے تو تمام نماز یا اس کے کچھ حصے کا وقت کے باہر واقع ہونے کا اندیشہ ہو۔

مسئلہ ۳۶۱: اگر غسل میں انسان کے لئے ضرر ہو یا حرج ہو تو وضو یا غسل کے بدلے تیمّم کرے۔ اگر ایسی حالت میں وضو یا غسل کرے تو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۲: جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ وضو یا غسل اس کو نقصان دے گا، (مثلاً وہ مریض ہوجائے گا) تو تیمّم کر کے نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں اور اس کی نماز صحیح ہے لیکن تیمّم سے نماز پڑھنے سے پہلے اگر معلوم ہوجائے کہ ضرر نہیں ہے تو تیمّم باطل ہوجائے گا اور اس کو پانی سے طہارت کر کے نماز پڑھنی چاہیے، لیکن نماز پڑھنے کے بعد پتا چلے کہ نقصان نہیں تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وضو یا غسل کر کے نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۳۶۳: صرف مشقت کا ہونا یا آدھی رات کے وقت جوان کا غسل کرنا لوگوں کی نظر میں

معیوب ہونا، عذر شرعی شمار نہیں ہوتا، بلکہ انسان پر واجب ہے کہ جیسے ممکن ہو غسل کرے جب تک کہ غسل کرنے میں اس کے لئے حرج یا ضرر نہ ہو البتہ اگر ضرر یا حرج ہو تو ایسی صورت میں اس پر تیمّم کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۶۴: اگر مکلف مجنب ہو اور اس کا لباس یا بدن نجس ہو جائے اور وقت میں اتنی گنجائش نہ ہو کہ بدن یا لباس کو پاک کرے یا تبدیل کر کے وقت کے اندر نماز پڑھ سکے اور سردی وغیرہ کی وجہ سے برہنہ ہو کر بھی نماز نہ پڑھ سکے تو اس پر واجب ہے کہ غسل کے بدلے تیمّم کرے اور نجس لباس اور بدن میں نماز پڑھے یہی کافی ہے اور اس پر قضا واجب نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۳۶۵: اگر وقت تنگ ہو اور ڈرتا ہو کہ پوری نماز یا اس کا کچھ حصہ، غسل کرنے کی صورت میں وقت کے باہر واقع ہوگا تو واجب ہے کہ تیمّم کرے اور نماز کو وقت کے اندر پڑھے۔

مسئلہ ۳۶۶: اگر نیند کی حالت میں انسان سے رطوبت خارج ہو مگر جاگنے کے بعد اسے کچھ بھی یاد نہ رہے تاہم اس کے کپڑوں میں رطوبت پائی جاتی ہو۔ پس! اگر اس کو معلوم ہو جائے کہ احتلام کے نتیجے میں مجنب ہو گیا ہے اور اس پر غسل واجب ہو چکا ہے، اب اگر غسل اور نماز دونوں کے لئے وقت نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ بدن کو پاک کرنے کے بعد تیمّم کر کے نماز پڑھے اور بعد میں غسل بجالائے، لیکن اگر اس کو پتا نہ چل پا سکے مثلاً اس کو اِحتلام اور جنابت میں شک ہوا ہو تو جنابت کا حکم اس پر نافذ نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۳۶۷: جن چیزوں کے لئے طہارت شرط ہے ان کے علاوہ کسی اور چیز کے لئے غسل کے بدلے میں تیمّم کرنا محلِّ اِشکال ہے، البتہ رجائے مطلوبیت کی نیّت سے تنگی اور حرج کے مواقع پر مستحبی اغسال کے بدلے میں تیمّم کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

جن چیزوں پر تیمّم کرنا درست ہے

مسئلہ ۳۶۸: تیمّم ہر اس چیز پر درست ہے جسے "وجہ الارض" کہنا صحیح ہو جیسے خاک، مٹی، ریت (زمین کے ٹکڑے) کنکر، پتھر، چونے کا پتھر، نورہ کا پتھر، کالا پتھر، کلس کا پتھر اور اس کے مانند، اینٹ، کلس، اور نورہ حتیٰ جلانے کے بعد، ان چیزوں پر تیمّم کرنا درست ہے۔

مسئلہ ۳۶۹: معدنیات پر تیمّم کرنا درست نہیں ہے کہ جو زمین کا حصہ نہیں ہیں، جیسے سونا اور چاندی

وغیرہ، ہاں! ان پتھروں پر صحیح ہے جو لوگوں کو پسند ہیں اور جنھیں "معدنی پتھر" کہا جاتا ہے جیسے سنگ مرمر وغیرہ۔

مسئلہ ۳۷۰: ماربل اور چپس وغیرہ پر تیمّم کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کو ترک کیا جائے۔

تیمّم کا طریقہ

تیمّم چند چیزوں سے وجود میں آتا ہے:

- نیّت۔
- دونوں ہتھیلیوں کو اس چیز پر مارنا جس پر تیمّم کرنا صحیح ہوتا ہے۔
- پوری پیشانی اور اس کے اطراف کا دونوں ہتھیلیوں سے سر کے بال اُگنے کی جگہ سے ناک کے اوپری حصے اور ابرؤں تک مسح کرنا۔
- دائیں ہاتھ کی پشت کا بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے اور اس کے بعد بائیں ہاتھ کی پشت کا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے مسح کرنا۔

مسئلہ ۳۷۱: تیمّم چاہے وضو کے بدلے میں ہو یا غسل کے بدلے میں ترتیب یہی رہے گی۔

مسئلہ ۳۷۲: اگر پیشانی یا ہاتھ کے کچھ حصے کا مسح نہ کرے تو تیمّم باطل ہے چاہے تھوڑا سا ہی کیوں نہ ہو، چاہے جان بوجھ کر یا نادانی میں یا بھولے سے ایسا ہو، ہاں! اس میں بہت زیادہ دقت واجب نہیں ہے اتنا کافی ہے کہ عُرف میں یہ کہا جائے کہ پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت کا مسح کیا ہے۔

مسئلہ ۳۷۳: ہاتھ کی پشت سے کچھ زیادہ کا مسح کرنا واجب ہے تاکہ یقین ہو جائے کہ پورے ہاتھ کی پشت کا مسح کیا ہے لیکن انگلیوں کے درمیان کا مسح کرنا واجب نہیں ہے۔

تیمّم جبیرہ

مسئلہ ۳۷۴: جس کی تکلیف شرعی تیمّم ہو اگر اس کے اعضائے مسح پر یا اس کے ہاتھ پر کہ جس سے مسح کرنا واجب ہے جبیرہ (پٹّی) ہو تو بیان شدہ کیفیت کے ساتھ تیمّم کرنا واجب ہے یعنی جبیرہ (پٹّی) کو اپنے بدن کا جز تصور کرے۔

مسئلہ ۳۷۵: تیمّم کی شرائط: جس پر تیمّم کیا جاتا ہے اس کی شرائط:

- پاک ہو۔
- مباح ہو۔(غصبی نہ ہو)

اعضائے تیمّم کی شرائط: ان پر کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

کیفیتِ تیمّم کی شرائط: پیشانی اور ہاتھوں کا اوپر سے نیچے کی طرف مسح کرنا، ترتیب کی رعایت کرنا یعنی اعمال کو گزشتہ کیفیت میں ذکر شُدہ ترتیب سے بجالائے۔

موالات: یعنی اعمال کو فاصلے کے بغیر ایک کے بعد ایک بجالائے۔

مباشرت: یعنی اختیاری حالت میں اعمال کو خود بجالائے۔

1 جس چیز پر تیمّم کررہاہے وہ پاک ہو۔

مسئلہ ۳۷۶: شرط ہے کہ جس چیز پر تیمّم کررہا ہے وہ پاک ہو۔

2 جس چیز پر تیمّم کررہاہے وہ مباح ہو۔

مسئلہ ۳۷۷: شرط ہے کے جس چیز پر تیمّم کررہا ہے وہ مباح ہو (یعنی غصبی نہ ہو) لیکن اگر نہ جانتا ہو کہ وہ چیز غصبی ہے یا اُس کے غصبی ہونے کو بھول جائے تو اُس کا تیمّم صحیح ہے۔

3 اعضائے تیمّم پر کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۷۸: شرط ہے کہ اعضائے تیمّم پر کوئی رکاوٹ نہ ہو؛ بنا برایں انگوٹھی وغیرہ کو تیمّم کے وقت اُتار دینا واجب ہے۔ اگر پیشانی یا دوسرے اعضائے تیمّم پر رُکاوٹ ہو یا یہ اعضا رُکاوٹ سے ڈھکے ہوئے ہوں تو اُس کا زائل کرنا یا اُس کو اُٹھا دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۷۹: ہاتھوں یا پیشانی پر بالوں کا اُگنا تیمّم کی درستی پر اثر انداز نہیں ہوتا اور نہ رکاوٹ شمار ہوتا ہے لیکن اگر سر کے بال پیشانی پر اُگے ہوں تو تیمّم کے وقت اُن کو ہٹانا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۸۰: اگر اعضائے تیمّم پر زخم یا کسی اور وجہ سے جبیرہ (پٹّی) ہو تو اُس کو ہٹانے میں اگر ضرر اور مشّقت ہو تو اُسی پر مسح کرنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر ہاتھ کی ہتھیلی پر جبیرہ (پٹّی) ہو تو واجب ہے کے اُسی کے اوپر مسح کرے۔

4 پیشانی اور ہاتھوں کا اُوپر سے نیچے کی طرف مسح کرنا۔

مسئلہ ۳۸۱: شرط ہے کے پیشانی اور ہاتھوں کا مسح اوپر سے نیچے کی طرف کیا جائے۔

5 ترتیب

مسئلہ ۳۸۲: تیمّم میں ترتیب شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ اعمال کو بیان شُدہ ترتیب کے مطابق انجام دیں۔ اگر اس کے خلاف کرے گا تو تیمّم باطل ہو جائے گا۔

6 موالات

مسئلہ ۳۸۳: اعمالِ تیمّم کو یکے بعد دیگرے انجام دینا واجب ہے۔ اگر اُن کے درمیان اتنا فاصلہ پیدا کرے کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ تیمّم کر رہا ہے تو اُس کا تیمّم باطل ہے۔

7 اعمال کو خود انجام دینا

مسئلہ ۳۸۴: واجب ہے کہ اختیاری حالت میں تیمّم کے اعمال کو خود انجام دے اور کسی سے مدد نہ لے، اگر بیماری یا کسی عضو کے شل ہونے وغیرہ کی وجہ سے خود تیمّم نہ کر سکے تو دوسرے کو نائب بنائے۔ بس! نائب پر واجب ہے کہ اُس کے ہاتھ پکڑ کر اُن سے اُس کو تیمّم کروائے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نائب اپنے ہاتھوں کو زمین پر مار کر عاجز شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کا مسح کرے۔

شرائط تیمّم سے متعلق ایک مسئلہ

مسئلہ ۳۸۵: تیمّم میں شرط نہیں ہے کہ اعضائے تیمّم یعنی چہرہ اور ہاتھوں کا ظاہری حصّہ پاک ہو اگرچہ احتیاط پاک ہونے میں ہے۔

تیمّم کے احکام

مسئلہ ۳۸۶: اگر ایسی کوئی چیز نہ ہو کہ جس پر تیمّم کرنا صحیح ہوتا ہے تو اپنے کپڑے اور لباس وغیرہ کے غبار پر تیمّم کرے۔ وہ فرش جس کو بیٹھنے کے لئے بچھایا جاتا ہے اگر اُس پر بھی قادر نہ ہو تو کیچڑ پر تیمّم کرے

اور اگر ان میں سے کچھ بھی نہ ہو جیسے ہوائی جہاز وغیرہ میں سفر کرنے والا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وقت کے اندر بغیر وضو اور تیمّم کے نماز پڑھے پھر بعد میں وضو یا تیمّم کے ساتھ اُس کی قضا پڑھے۔

مسئلہ ۳۸۷: جس کی تکلیف شرعی تیمّم ہو، احتیاطاً وقت داخل ہونے سے پہلے نماز کے لئے تیمّم کرنا اس کے لئے صحیح نہیں ہے لیکن اگر کسی اور واجب یا مستحب عمل کے لئے نماز کا وقت ہونے سے پہلے اُس نے تیمّم کیا ہو اور نماز کا وقت ہو جانے کے بعد بھی اُس کا عذر باقی ہو تو مذکورہ تیمّم سے اُس کے لئے نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۳۸۸: جس کو علم ہو کہ اُس کا عذر آخر وقت تک برطرف ہو جائے گا تو اُس کے لئے تیمّم کر کے اول وقت میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے' بلکہ اُس پر واجب ہے کہ وہ انتظار کرے اور عذر برطرف ہونے کے بعد نماز کو وضو یا غسل کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۳۸۹: اگر کوئی غسل کے بدلے میں تیمّم کرے اور اُس کے بعد اُس سے حدث اصغر سرزد ہو جائے مثلا، پیشاب تو جب تک تیمّم کا جواز پیدا کرنے والا عذر برطرف نہ ہوا احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کے بدلے میں تیمّم کرے اور اُس کے بعد وضو کرے اور اگر وضو سے بھی معذور ہو تو وضو کے بدلے میں بھی تیمّم اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۳۹۰: پانی کے فقدان یا کسی اور عذر کی بنا پر اگر تیمّم کرے اُس کے بعد عذر برطرف ہو جائے تو تیمّم باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۹۱: جو چیز وضو کو باطل کرتی ہے وہی وضو کے بدلے میں تیمّم کے لئے بھی مبطل ہے اور جو چیز غسل کو باطل کرتی ہے وہی اُس کے بدلے میں تیمّم کے لئے مبطل ہے۔

مسئلہ ۳۹۲: جو تیمّم غسل کے بدلے میں ہو اس پر وہ تمام آثار مرتب ہوں گے جو غسل پر ہوتے ہیں (مگر یہ کہ تیمّم بدلے غسل کے وقت کی تنگی کی بنا پر ہو) بنابراین غسلِ جنابت کے بدلے میں تیمّم کر لینے کے بعد مسجدوں میں داخل ہونے' نماز پڑھنے' قرآن کریم کی کتابت کو مس کرنے اور طہارت سے مشروط دیگر اعمال انجام دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

اَحکامِ نماز

تمام عبادتوں میں نماز سب سے اہم عبادت شمار ہوتی ہے اور اگر نماز کو صحیح بجالائے اور توجہ کے ساتھ پڑھے تو اُس کی روح کو پاک کر دیتی ہے۔ قلب کو منور کر دیتی ہے اور اسے صفات رذیلہ کو ترک کرنے پر قادر کر دیتی ہے یعنی نماز فرد کو اور سماج کو تدریجاً، ناپاکیوں اور کثافتوں سے پاک کر دیتی ہے۔ افضل یہ ہے کہ انسان نمازوں کو ان کی فضیلت کے اول وقت میں حضور قلب کے ساتھ اور خود پسندی اور ریاکاری سے دور رہتے ہوئے پڑھے، نماز گزار کو ہر کلمہ پر دھیان رکھنا چاہیے، کیونکہ نماز کی حالت میں وہ اللہ سے محوِ گفتگو ہوتا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

نمازوں کی اَقسام

واجب اور مستحب نمازیں

مسئلہ ۳۹۳: نماز

واجب نمازیں

- یومیہ نمازیں۔
- نمازِ طواف: جو خانۂ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد واجب ہوتی ہے۔
- نماز آیات: جو چاند گرہن اور سورج گرہن اور زلزلے وغیرہ کے وقت واجب ہوجاتی ہے۔
- نمازِ میّت: جو میّت پر پڑھی جاتی ہے۔
- ماں اور باپ کی قضا نمازیں: جو بڑے بیٹے پر واجب ہوتی ہیں۔
- وہ نماز جو عہد، قَسم، نَذر اور اجارے سے واجب ہوتی ہے۔

مستحبی نمازیں (جیسے نوافلِ یومیہ)

مستحبی نمازیں کثیر تعداد میں ہیں جن کو" نافلہ" کہتے ہیں اور تمام نوافل میں نوافل شب وروز کے بارے میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

نوافلِ یومیہ

مسئلہ ۳۹۴: پانچوں نمازوں کے ساتھ کچھ مستحبی نمازیں بھی ہیں جن کو" نوافل" کہا جاتا ہے، ان کو ادا کرنا نہایت اہمیت کا حامل ہے اوران کے لئے بہت بڑے اجروثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔

ان نوافل کے علاوہ رات کے آخری ثلث میں نوافل شب (تہجد) کوادا کرنا مستحب ہے جن کے بے شمار معنوی آثاروخصائص ہیں، ان کی پابندی کرنا افضل ہے۔

نوافلِ یومیہ (تعداداور رکعتیں)

- ظہر کے نوافل آٹھ رکعت ہیں۔
- عصر کے نوافل بھی آٹھ رکعت ہیں۔
- مغرب کے نوافل چار رکعت ہیں۔
- عشا کے نوافل کی دو رکعتیں ہیں، جن کو عشا کے بعد بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔
- صبح کے نوافل دو رکعت ہیں، جو نماز صبح سے پہلے پڑھے جاتے ہیں۔
- شب کے نوافل گیارہ رکعت ہیں اوران کا وقت آدھی رات سے نمازِ صبح تک ہے اور افضل، رات کا آخری ثلث ہے۔

مسئلہ ۳۹۵: عشا کے نوافل کی دو رکعتیں چونکہ ایک رکعت شمار ہوتی ہیں، لہٰذا نوافلِ یومیہ مجموعی طور پر چونتیس (۳۴) رکعت ہیں جو واجب نمازوں کے دو گنا ہیں۔

مسئلہ ۳۹۶: نوافل ظہر وعصر کو اگر نمازِ ظہر وعصر کے بعد پڑھے، لیکن فضیلت کے وقت کے اندر پڑھے تو اس حالت میں احتیاط واجب کی بنا پر اَدا وقضا کی نیت کے بغیر انھیں قُرْبَةً اِلَى اللهِ کی نیت سے پڑھے۔

مسئلہ ۳۹۷: نمازِ شب گیارہ (۱۱) رکعت ہے۔آٹھ رکعتیں جو دو دو رکعتیں کر کے پڑھی جاتی ہیں

ان کو نمازِ شب کہتے ہیں، دو رکعتیں نماز "شفع" کے عنوان سے اور ایک رکعت "وتر" کے عنوان سے پڑھی جاتی ہے۔ "وتر" میں سورۂ حمد (فاتحہ) کے بعد سورۂ توحید (اخلاص) اور سورۂ معوذتین (فلق و ناس) کو پڑھنا چاہیے۔ اس کی قنوت میں استغفار و دُعا مومنین کے لئے اور اللہ تعالیٰ سے کتابوں میں مذکورہ ترتیب کے ساتھ حاجتیں طلب کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۳۹۸: نمازِ شب میں سورے، استغفار اور دُعا جز شرط نہیں ہے بلکہ ہر رکعت میں نیت، تکبیرۃ الاحرام، سورۂ حمد (فاتحہ) اور اس کے بعد اگر چاہے تو کوئی سورہ پڑھنا۔ اس کے بعد رکوع سجدے اور ان کا ذکر پڑھنا اور تشہد اور سلام پڑھ لینا کافی ہے۔

مسئلہ ۳۹۹: نمازِ شب کو تاریکی میں یا دوسروں سے مخفی طور پر پڑھنا شرط نہیں ہے۔ ہاں! اس میں ریاکاری جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۰۰: نوافل کو دو دو کر کے پڑھنا واجب ہے مگر نمازِ "وتر" جو صرف ایک رکعت ہے بنابرایں نماز شب کو چار چار رکعت کر کے پڑھنا پھر دو رکعت کر کے پڑھنا اور نماز وتر پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۰۱: نوافل کو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے۔

مسئلہ ۴۰۲: سفر میں ظہر، عصر اور عشا کے نوافل ساقط ہو جاتے ہیں۔ پس! ان کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۰۳: نوافلِ یومیہ میں سے ہر ایک کا وقت معین ہے۔

نماز گزار کا لباس

وہ مقدار جس کا نماز میں چھپانا واجب ہے

مسئلہ ۴۰۴: مرد پر نماز کی حالت میں اپنی دونوں شرم گاہوں کو چھپانا واجب ہے، چاہے اس کو کوئی نہ دیکھے، بہتر یہ ہے کہ ناف اور گھٹنوں کے درمیانی حصّے کو چھپائے۔

مسئلہ ۴۰۵: نماز کی حالت میں عورت پر واجب ہے کہ اپنے تمام بدن اور بالوں کو ایسے لباس سے ڈھکے جو اس کے تمام بدن کو ڈھانپ لے، البتہ چہرے کو چھپانا اتنا کہ جتنا وضو میں دھونا واجب ہے۔ اسی طرح ہاتھوں کو کلائیوں تک اور دونوں پاؤں کو دونوں پنڈلیوں کے جوڑ تک واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۰۶: چونکہ ٹھوڑی چہرے کا جز ہے لہٰذا نماز کی حالت میں عورت پر اس کو چھپانا واجب نہیں ہے، لیکن ٹھوڑی کے نچلے حصّے کا چھپانا واجب ہے۔

مسئلہ ۴۰۷: عورت پر واجب ہے کہ دونوں پاؤں کو پنڈلیوں تک اجنبی دیکھنے والوں کی موجودگی میں چھپائے۔

مسئلہ ۴۰۸: عورت نماز پڑھ رہی ہو اور متوجہ ہو کہ نماز میں اس کے بال کھلے ہوئے ہیں تو ان کو فوراً چھپائے اور اگر اس نے عمداً بال نمایاں نہیں کئے ہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۰۹: جب نماز گزار کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد پتا چلے کہ جس حصے کو چھپانا واجب تھا لباس اس کو چھپا نہیں رہا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

نماز گزار کے لباس کی شرائط

- پاک ہو۔
- غصبی نہ ہو۔
- مردار کے اَجزا کا بنا ہوا نہ ہو۔
- ایسے حیوان کا نہ ہو جس کا گوشت حرام ہے۔
- سونے کا نہ ہو۔
- خالص ابریشم کا نہ ہو۔

پانچویں اور چھٹی شرطیں مردوں سے مخصوص ہیں عورتوں کے لئے نہیں ہیں۔

1 لباس پاک ہو

مسئلہ ۴۱۰: شرط ہے کے نمازی کا لباس پاک ہو۔

مسئلہ ۴۱۱: جو شخص نہ جانتا ہو کہ نجس بدن یا لباس میں نماز باطل ہے اور بدن یا لباس میں موجود نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اگر اس کی جہالت تقصیر (کوتاہی) کی بنا پر ہو۔

مسئلہ ۴۱۲: جو شخص نجس بدن یا لباس میں نماز پڑھے اور نجاست کی موجودگی کا علم نہ ہو اور نماز کے بعد اس کو نجاست کا پتا چلے، تو اس کی نماز صحیح ہے۔ ہاں! اگر پہلے سے نجاست کا علم ہو، تاہم بھول جائے اور اس میں نماز پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۱۳: نمازی کو نماز کے دوران اگر بدن یا لباس کے نجس ہونے کا پتا چلے تو اگر نماز کے منافی کام کئے بغیر ازالہ نجاست ممکن ہو تو واجب ہے کہ ایسا کرے اور نماز کو مکمل کرے، لیکن اگر حقیقت

نماز کی حفاظت کے ساتھ نجاست کو زائل کرنا ممکن نہ ہو اور وقت میں گنجائش موجود ہو تو واجب ہے کہ وہ نماز کو توڑ دے اور دوبارہ پاک بدن اور لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۴۱۴: اگر نجس لباس کو دھوئے اور اس کی طہارت کا یقین ہو اور اس میں نماز پڑھے لیکن نماز کے بعد پتا چلے کہ لباس پاک نہیں ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن بعد کی نمازوں کے لئے پاک کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۴۱۵: وہ لباس جس کا نجس ہونا مشکوک ہو اس پر طہارت کا حکم نافذ ہوگا اور اس میں نماز صحیح ہوگی، اس بنا پر ایسے معطر لباس میں نماز پڑھنا جن پر لگے ہوئے عطر میں الکحل ملا ہو اور عطر کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو بلا اشکال ہے، یہی حکم اس مجبور شخص کا ہے جو پیشاب کے مقام کو کنکری، لکڑی یا کسی اور چیز سے پاک کرنے پر مجبور ہو اور پھر بعد میں جب گھر جائے تو اس کو پانی سے پاک کرے۔ پس! اگر اس کو پیشاب کی رطوبت سے لباس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو تو اس پر اس کو پاک کرنا یا بدلنا واجب نہیں ہے۔

2 لباس غصبی نہ ہو

مسئلہ ۴۱۶: شرط ہے کہ نمازی کا لباس مباح ہو (غصبی نہ ہو)۔

مسئلہ ۴۱۷: اگر لباس کے نجس ہونے کو نہ جانتا ہو یا بھلا دے اور اس میں نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب اس بات کو نہ جانتا ہو کہ غصبی لباس میں نماز پڑھنا حرام ہے۔ بنا بر ایں اگر ایک شخص ایک مدت تک ایسے لباس میں نماز پڑھتا رہے کہ جس میں خمس واجب ہو، اگر وہ شخص لباس میں خمس کے وجوب کو نہ جانتا ہو یا اس میں تصرف کے حکم سے آگاہ نہ ہو تو جو نماز اس نے سابق میں پڑھی ہے وہ صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۴۱۸: جب ایسے مال سے کپڑا خریدے کہ جس کا خمس یا زکات اَدا نہیں کی ہے تو اس کی نماز اس میں باطل ہے۔

3 لباس مردار کے اجزا کا نہ بنا ہو

مسئلہ ۴۱۹: شرط ہے کہ مصلّٰی کا لباس خون جہندہ رکھنے والے مردار حیوان سے نہ بنا ہو اور احتیاط

واجب کی بنا پر خون جہندہ نہ رکھنے والے حیوان کے مردار سے بھی نہ بنا ہو۔

مسئلہ ۴۲۰: اگر مصلّٰی کے پاس خون جہندہ رکھنے والے حیوان کے مردار کے اجزا میں سے کچھ ہوتو بنا بر احتیاط واجب اس کی نماز باطل ہے، لیکن اگر وہ ایسی چیز ہو جس میں زندگی نہیں ہوتی، جیسے بال، روئی، اُون، سینگ، ہڈی یا ان جیسی کوئی چیز اور وہ ایسے حیوان کی ہو جس کا گوشت حلال ہوتا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۴۲۱: ایسا حیوان جس کا تزکیہ مشکوک ہو وہ کھائے جانے اور اس کی کھال میں نماز کے صحیح نہ ہونے کے اعتبار سے مردار کے حکم میں ہے، لیکن طہارت ونجاست کے لحاظ سے محکوم بالطہارت ہے اور وہ نمازیں جو اس نے اس لباس میں جاہل حکم ہونے کی حالت میں پڑھی ہیں تو وہ صحیح ہیں، بنا برایں وہ طبیعی کھال جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ شرعاً تذکیہ شدہ حیوان کی ہے یا نہیں تو وہ نجس نہیں ہے لیکن اس میں نماز صحیح نہیں ہے۔

4لباس ایسے حیوان کے اجزا سے نہ ہو کہ جس کا کھانا حرام ہو

مسئلہ ۴۲۲: نماز گزار کے لباس کے لئے شرط ہے کہ وہ ایسے حیوان سے نہ ہو جس کا کھانا حرام ہو، لہٰذا اگر اس کی کوئی چیز نمازی کے لباس پر لگی ہو یا بدن پر ہو تو نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۴۲۳: اگر نمازی کے لباس یا بدن پر حرام گوشت حیوان کا لعاب دہن، ناک کا پانی یا کوئی دوسری رطوبت ہو تو اس کی نماز اس میں باطل ہے مگر یہ کہ وہ سوکھ گئی ہو اور اصل نجاست زائل ہوگئی ہو، لہٰذا اگر نمازی کے لباس یا بدن پر حرام گوشت پرندوں کا فضلہ ہو تو اس میں نماز باطل ہے، لیکن جب وہ سوکھ کر نمازی کے جسم یا لباس سے اُتر جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۲۴: اگر مصلّٰی کے لباس یا بدن پر انسان کا تھوک، پسینہ، یا اس کے بال ہوں، یا موم، صدف اور لؤلؤ وغیرہ ہو تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۲۵: ایسے لباس میں نماز پڑھنا کہ جس میں شک ہو کہ حلال گوشت حیوان سے ہے یا حرام سے تو بلا اِشکال ہے۔

5لباس سونے کا نہ ہو

مسئلہ ۴۲۶: مردوں پر سونا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز باطل ہے۔ ہاں! اس میں عورتوں کے لئے کوئی اِشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۲۷: مرد پر سونے کی چین، انگوٹھی، ہار اور گھڑی کی چین پہننا حرام ہے اور بنا بر احتیاط ان چیزوں میں نماز پڑھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۴۲۸: مردوں کے لئے سونا پہننے کے حرام ہونے کا معیار زینت کا صادق آنا نہیں ہے، بلکہ ان کے لئے سونا پہننا کسی بھی حالت میں حرام ہے، چاہے انگوٹھی ہو، یا گردن بند ہو یا زنجیر ہو یا ان جیسی کوئی چیز جو لوگوں کی نظر میں شادی کی علامت ہو نہ کہ زینت کے لئے ہو، یہاں تک کہ وہ دوسروں کی نظر میں مخفی کیوں نہ ہو، ہاں! آپریشن کرنے اور دانت بنانے کے لئے اگر مرد سونے کا استعمال کریں تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۲۹: مردوں پر سونا پہننا حرام ہے چاہے طویل مدت کے لئے ہو یا تھوڑی دیر کے لیے۔ جیسے نکاح کے وقت تھوڑی دیر کے لئے انگوٹھی پہننا۔

مسئلہ ۴۳۰: "سفید سونا" جس کو کہا جاتا ہے اگر وہ زرد سونا ہو لیکن اس کو مادّے کے ساتھ مخلوط کر کے سفید کر دیا گیا ہو تو اس کی انگوٹھی پہننا حرام ہے البتہ اگر اس میں سونے کی مقدار بہت کم ہو کہ عُرف میں سونا شمار نہ ہوتا ہو تو اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۳۱: پلاٹینم سونا نہیں ہے اور اس پر سونے کا حکم نافذ نہیں ہوتا، لہٰذا اس سے استفادہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

6لباس خالص اَبریشم کا نہ ہو

مرد نماز گزار کے لئے شرط ہے کہ اس کا لباس خالص ابریشم کا نہ ہو البتہ ابریشم کے رومال وغیرہ کو جیب میں رکھ سکتے ہیں اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۴۳۲: وہ موارد کہ جن میں نماز گزار کے بدن اور لباس کا پاک ہونا شرط نہیں ہے۔

۞ بدن یا لباس جو پھوڑے یا خون سے نجس ہو۔

۞ بدن یا لباس جو درہم بغلی (انگوٹھے کی مساحت سے) کم خون سے نجس ہو۔

۞ وہ نجس لباس جس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے، جیسے جوراب وغیرہ جو شرم گاہ کو نہیں چھپا سکتا۔

7 جو شخص نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو

1 بدن یا لباس جو پھوڑے یا زخم کے خون سے نجس ہو

مسئلہ ۴۳۳: اگر نمازی کا لباس یا بدن پھوڑے یا زخم کے خون سے نجس ہو جائے تو اگر اس کو پاک کرنا یا تبدیل کرنا باعث مشقت ہو یا اس شخص کے لئے حرج کا سبب ہو تو شفا یاب ہونے تک اس میں نماز پڑھنا جائز ہے، یہی حکم اس پاک چیز یا دوا کا ہے جس میں خون ملا ہو۔

مسئلہ ۴۳۴: ایسے پھوڑے اور زخم کا خون جو تیزی سے ٹھیک ہو رہا ہو اور آسانی سے اس کو پاک کرنا ممکن ہو گزشتہ مسئلے کے حکم کے تحت نہیں آتا یعنی اس سے نجس شُدہ بدن یا لباس میں نماز باطل ہے۔

2 درہم (انگشت شہادت کے جوڑ) سے کم خون کے ساتھ نجس بدن یا لباس

مسئلہ ۴۳۵: جب نمازی کا لباس یا بدن مذکورہ خون کے علاوہ کسی اور خون سے نجس ہو تو اگر اس کی مقدار اُنگشتِ شہادت کے جوڑ سے کم ہے تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں، لیکن اگر اس سے زیادہ ہو تو اس میں نماز صحیح نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۴۳۶: درہم سے کم خون کی شرائط:

۞ وہ خون حیض کا نہ ہو' اگر حیض کا ہو تو اس میں نماز باطل ہوگی، چاہے وہ بہت تھوڑا ہی کیوں نہ ہو اور احتیاط واجب ہے کہ نفاس اور استحاضہ کا خون بھی نہ ہو۔

۞ وہ خون نجس العین حیوان، خشکی کے کُتے' خنزیر' غیر کتابی کافر، حرام گوشت حیوان، یا مردار کا نہ ہو۔

۞ وہ خون باہر کی رطوبت کے ساتھ مخلوط نہ ہو، مگر یہ کہ اس میں محو ہو جائے اور مجموعی طور پر اُنگشتِ شہادت کے جوڑ سے زیادہ نہ ہو اس لئے کہ ایسی صورت میں یہ خون نماز کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے، لیکن اس کے علاوہ کسی اور حالت میں ہو تو بنا بر احتیاط اس میں نماز صحیح نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۴۳۷: اگر لباس یا بدن خون سے نجس نہ ہو لیکن وہ خون سے نجس شُدہ چیز سے نجس ہو جائے اور وہ نماز میں معاف نہ ہو تو اس میں نماز پڑھنی صحیح نہیں ہوگی۔

3 ایسا نجس لباس جس میں نماز نہیں ہوسکتی، جیسے، جوراب وغیرہ جو شرمگاہ کو چھپا نہیں سکتا

مسئلہ ۴۳۸: ایسے نجس لباس میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے جس میں نماز نہیں ہوسکتی، کیونکہ وہ شرمگاہ کا پردہ نہیں کرسکتا، جیسے جوراب ٹوپی وغیرہ اور یہی حکم انگوٹھی اور پٹے وغیرہ کا بھی ہے۔

مسئلہ ۴۳۹: اگر چھوٹا سا نجس رومال کسی کے پاس ہو جو شرمگاہ کو نہ چھپا سکتا ہو تو اس میں نماز پڑھنا بلا اشکال ہے، یہی حکم نجس چابی، بیگ اور چُھری وغیرہ کو ساتھ رکھنے کا ہے۔

4 جو شخص نجس لباس یا بدن کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو

مسئلہ ۴۴۰: اگر نجس لباس یا بدن کے ساتھ نماز پڑھنے پر سردی یا پانی کی عدم دستیابی کی بنا پر کہ جس سے پاک کرسکے مجبور ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مکانِ مصلّی

مسئلہ ۴۴۱: نمازی کی جگہ کی شرائط:

- وہ جگہ مباح ہو (غصبی نہ ہو)۔
- وہ جگہ ساکن ہو، متحرک نہ ہو۔
- نماز گزار کی جگہ ایسی نہ ہو کہ جس میں ٹھہرنا حرام ہے۔
- نبیؐ اور ائمہؑ کی قبر سے آگے نہ ہو۔
- پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو۔
- ایسی جگہ نہ ہو کہ جس کی نجاست، بدن یا لباس میں سرایت کرتی ہے۔
- ہموار ہو یعنی اُونچی، نیچی نہ ہو۔
- بنابر احتیاط عورت اور مرد کے کھڑے ہونے کی جگہ میں فاصلہ کم سے کم ایک بالشت کا ہو۔
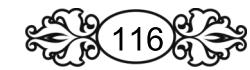
1 نمازی کی جگہ مباح ہو

مسئلہ ۴۴۲: شرط ہے کہ نمازی جس جگہ نماز پڑھتا ہے وہ مباح ہو، اگر غصبی جگہ پر نماز پڑھے گا تو

نماز باطل ہوجائے گی، چاہے وہ غیر غصبی جا نماز یا تخت پر کھڑا ہو۔

مسئلہ ۴۴۳: اگر نادانی کی وجہ سے یا بھولے سے غصبی جگہ پر نماز پڑھ لے تو اُس کی نماز صحیح ہے۔ یہی حکم ہوگا اگر غصبی جگہ میں تصرف کے حرام ہونے کے بارے میں نہ جانتا ہو، بنا برایں اگر ایک عرصہ تک لاعلمی کی بنا پر ایسی جا نماز پر نماز پڑھتا رہا ہو کہ جس میں خمس واجب ہو، مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ اس میں خمس واجب ہے یا غصبی چیز پر تصرف کرنا حرام ہے تو اس کی گزشتہ نمازیں صحیح ہوں گی۔

مسئلہ ۴۴۴: اگر کسی زمین وغیرہ میں کسی کے ساتھ شریک ہو اور تقسیم نہ ہوئی ہو تو شریک کی اجازت کے بغیر اس میں نماز پڑھنی صحیح نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۴۴۵: جب ایسی زمین وغیرہ خریدے کہ جس کے عین مال میں خمس یا زکات واجب ہو تو اس میں نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۴۴۶: ایسی زمین پر نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں جو سابق میں موقوف تھی اور حکومت نے اس میں تصرف کر کے وہاں مدرسہ بنا دیا، بشرطیکہ قابلِ توجہ احتمال ہو کہ حکومت کے تصرف کے لئے شرعی جواز موجود تھا یہی حکم مدارس کی ان زمینوں کا بھی ہے کہ جن کو ان کے مالکوں سے ان کی مرضی کے بغیر لے لیا گیا ہو، مگر یہ احتمال موجود ہو کہ جو خاص ذمہ دار ہے اُس نے ان زمینوں پر مدرسہ کی تعمیر قانون اور شرعی جواز کے ہوتے ہوئے کی ہے۔

مسئلہ ۴۴۷: جو شخص حکومت کے دیے ہوئے مکان میں رہتا ہو اور سکونت کی مدت تمام ہوگئی ہے اور اُس کو مکان خالی کرنے کے لئے کہا جاچکا ہو لیکن وہ مدت گزر جانے کے بعد بھی اُس گھر میں رہے اور اگر مدت گزر جانے کے بعد متعلقہ ذمہ دار کی اجازت کے بغیر اُس گھر میں رہے تو اُس کے تمام تصرفات منجملہ نماز غصب کے حکم میں ہیں اور باطل ہیں۔

مسئلہ ۴۴۸: جو زمینیں سابق میں قبرستان تھیں مگر اب اُن پر گھر بنا دیے گئے ہیں اُن میں تصرف کرنے اور نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے مگر یہ کہ از راہ شرعی ثابت ہو جائے کہ وہ زمین جس پر گھر بنائے گئے ہیں وہ مرُدوں کو دفن کرنے کے لئے وقف تھی اور جو تصرف اُس میں ہوا ہے وہ غیر شرعی ہے۔

مسئلہ ۴۴۹: موجودہ تفریحی مقامات سے فائدہ اٹھانے، جیسے اُن میں نماز وغیرہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے صرف یہ احتمال دینا کہ وہ غصبی ہے اور ان کے مالک ناشناختہ ہیں قابلِ اعتنا نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۵۰: وہ زمین جس کا مالک اُس کو حکومت کی ملکیت میں دینے پر راضی نہ ہو اور اُس نے

اعلان بھی کر دیا ہو کہ وہ اُس میں نماز وغیرہ قائم کرنے پر راضی نہیں ہے۔ یہاں اگر زمین کو اُس کے مالک سے اُس قانون کی بنا پر لیا گیا ہو جس کو مجلس شوریٰ نے بنایا ہو اور شورائے حفظِ قانون نے اُس کی تائید کی ہو تو اُس میں تصرفات اور نماز وغیرہ میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۵۱: وہ ادارے اور کمپنیاں جو اس وقت حکومت کے زیر تصرف ہیں اور جن کو اُن کے مالکوں سے شرعی عدالت کے حکم سے ضبط کیا گیا ہے، اگر یہ احتمال ہو کہ وہ قاضی جس نے ضبطی کا حکم دیا تھا قانونی صلاحیت رکھتا تھا اور اس نے حکم، شرعی اور قانونی ضابطوں کے مطابق صادر کیا تھا، تو اُس کا یہ کام صحیح ہوگا بنا برایں اس مکان میں تصرف کرنا اور نماز پڑھنا صحیح ہوگا اور اُس پر غصب کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۴۵۲: وہ جگہیں جن پر غاصب حکومت مسلط ہوتی ہے' اگر اُن کے غصبی ہونے کا علم ہو تو اُن پر مغصوب کے احکام وآثار مرتب ہوں گے، لہٰذا اُن میں نماز اور دیگر تصرفات جائز نہیں ہوں گے۔

2 مکان ساکن ہو متحرک نہ ہو

مسئلہ ۴۵۳: شرط ہے کے نماز گزار کی جگہ ساکن ہو متحرک نہ ہو' اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اُس پر نماز کے لئے کھڑا ہو تو اُس پر سکون کے ساتھ اور اضطراب کے بغیر نماز پڑھ سکے، لہٰذا متحرک اور مضطرب مقامات پر نماز پڑھنا جیسے گاڑی اور بعض خاص قسم کے تختوں وغیرہ پر باطل ہے، مگر یہ کہ وقت کی تنگی وغیرہ کی وجہ سے ایسی جگہوں پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

مسئلہ ۴۵۴: شہروں کے درمیان جو گاڑیاں چلتی ہیں اُن پر سفر کرنے والے مسافروں پر واجب ہے کہ وہ ڈرائیور سے کسی مناسب جگہ پر گاڑی روکنے کو کہیں تاکہ وہ نماز پڑھ سکیں اور ڈرائیور پر اُن کی بات ماننا واجب ہے۔ پس! اگر ڈرائیور بغیر کسی معقول عذر کے یا بلا سبب منع کر دے تو مسافروں کی ذمہ داری ہے کہ اگر اُنھیں وقت نکل جانے کا خوف ہو تو چلتی گاڑی میں ہی جتنا ممکن ہو رو بہ قبلہ قیام اور رکوع وسجود کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھیں۔

مسئلہ ۴۵۵: جن لوگوں کو چھوٹی کشتی (لانچ) میں ڈیوٹی پر بھیجا جاتا ہے اور نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور اُس وقت اگر وہ نماز نہیں پڑھتے تو اُس کے بعد وقت کے رہتے ہوئے نماز پڑھنے پر قادر نہیں ہوں گے تو اُن پر واجب ہے کہ کشتی کے اندر ہی جس طریقے سے ممکن ہو نماز پڑھیں۔

3 وہ جگہ ایسی نہ ہو کہ جس پر ٹھہرنا حرام ہو

مسئلہ ۴۵۶: نمازی کی جگہ کے لئے شرط ہے کہ وہ ایسی نہ ہو کہ جس پر ٹھہرنا حرام ہو جیسے ایسی جگہ جس میں انسان کی زندگی کو خطرہ ہو اسی طرح وہ جگہ جس پر کھڑے ہونا یا بیٹھنا حرام ہے جیسے ایسا فرش کہ جس پر ہر جگہ اللہ تعالیٰ کا نام اور آیات کریمہ لکھی ہوں۔

4 نمازی کی جگہ نبیؐ اور ائمہؑ کی قبر سے آگے نہ ہو

مسئلہ ۴۵۷: شرط ہے کے نمازی نبیؐ اور ائمہؑ کی قبروں کے آگے نہ کھڑا ہو لیکن برابر کھڑے ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

5 پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو

مسئلہ ۴۵۸: شرط ہے کہ نمازی کی پیشانی رکھے جانے کی جگہ پاک ہو، بنابرایں اگر پیشانی کی جگہ پاک ہو اور دوسرے تمام اعضا رکھنے کی جگہ نجس ہو تو نماز صحیح ہوگی۔

6 جگہ ایسی نہ ہو کہ جس سے نجاست بدن یا لباس تک سرایت کر جائے

مسئلہ ۴۵۹: مصلّے کے نماز پڑھنے کی جگہ اگر نجس ہو تو شرط یہ ہے کہ وہ اتنی تر نہ ہو کہ جس کی رطوبت سرایت کرتی ہو کہ وہ مصلّی کے بدن یا لباس کو لگ جائے بنابرایں اگر نماز پڑھنے کی جگہ نجس ہو لیکن اُس کی نجاست بدن یا لباس تک نہ پہنچتی ہو اور پیشانی کی جگہ پاک ہو تو اُس پر نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

7 مرد اور عورت کے کھڑے ہونے کی جگہ میں علَی الاحوط کم سے کم ایک بالشت کا فاصلہ ہو

مسئلہ ۴۶۰: احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت اور مرد کے کھڑے ہونے کی جگہ میں کم سے کم فاصلہ ایک بالشت کا ہو، پس! ایسی صورت میں اگر عورت مرد کے برابر ہو یا کھڑے ہونے کی جگہ میں اُس

سے آگے ہوتو اُس کی نماز صحیح ہے۔

8 جگہ ہموار ہو

مسئلہ ۴۶۱: واجب ہے کہ نماز گزار کے سجدے کی جگہ اُس کے گھٹنوں اور انگوٹھوں کی جگہ سے چار اُنگلیوں سے زیادہ اُونچی یا نیچی نہ ہو۔ یہاں دو مسئلے ہیں جو مکان (جگہ) مصلّٰی سے مربوط ہیں:

مسئلہ ۴۶۲: کعبہ کے اندر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ کعبہ کی چھت پر بھی نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ ۴۶۳: ایسی جا نماز پر نماز پڑھنا جس پر تصویریں اور نقش ہوں یا سجدہ گاہ جس پر نقش و نگار ہوں فِي نفسِہٖ اشکال سے خالی ہے، لیکن اگر ایسی شکل میں ہو جس سے شیعوں پر تہمت لگانے والوں کو بہانہ ملتا ہو تو ایسی جا نمازیں اور سجدہ گاہیں بنانا اور اُن پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر اُن سے توجہ اِدھر اُدھر ہوتی ہو اور دل ڈانواں ڈول ہوتا ہو تو اُن پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

اَحکامِ مسجد

مسئلہ ۴۶۴: مسجدوں کے محرمات:

- مسجد کو نجس کرنا۔
- مسجد کو سونے سے مزین کرنا، اگر فضول خرچی شمار ہوتا ہو۔
- ایسے اعمال جو مسجد کی شان اور اُس کے احترام کے منافی ہوں۔
- کافروں کا مسجد میں داخل ہونا۔
- مسجد کو گرانا یا ویران کرنا۔
- وقف مسجد کی کیفیت کے خلاف کوئی کام کرنا۔

1 مسجد کو نجس کرنا

مسئلہ ۴۶۵: مسجد کے فرش، چھت اور اُس کی دیواروں کو نجس کرنا حرام ہے اور اگر نجس ہو جائیں تو فوراً پاک کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۴۶۶: اگر مسجد کو غصب کر لیا جائے یا اُس کو گرا دیا جائے یا اُس کو ترک کر دیا جائے اور اُس کی

جگہ عمارت تعمیر کی جائے یا ترک کر دیے جانے کی بنا پر اُس سے آثار مسجد مٹا دیئے جائیں اور اُمید نہ ہو کہ کوئی اُس میں واپس آئے گا اور اسے دوبارہ مسجد بنائے گا مثلاً شہر کے باشندے شہر ہی چھوڑ دیں تو اُس صورت میں اُس کو نجس کرنا حرام نہیں ہے' اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ اُس کو نجس نہ کیا جائے۔

2 مسجد کو سونے سے مزین کرنا اگر فضول خرچی شمار ہوتا ہے

مسئلہ ۴۶۷: مسجد کا سونے سے مزین کرنا اگر فضول خرچی میں آتا ہو تو حرام ہے اور اُس کے علاوہ مکروہ ہے۔

3 مسجد کے احترام اور اُس کی شان کے منافی اعمال

مسئلہ ۴۶۸: مسجد کی شان، منزلت اور حرمت کی رعایت کرنا واجب ہے اور اُن اعمال سے اجتناب کرنا واجب ہے جو مسجد کی شان و منزلت اور قدر و قیمت کے منافی ہوں بنا برایں:

الف۔ مسجد ورزش کرنے کی اور ورزش کی مشقیں کرنے کی جگہ نہیں ہے۔

ب۔ اگر موسیقی کا نشر کرنا مسجد کی شان کے منافی ہو تو حرام ہے چاہے لہو ولعب کی خاطر نہ ہو۔

4 کفار کا مسجد میں داخل ہونا

مسئلہ ۴۶۹: کفار کا مسلمانوں کی مسجدوں میں داخل ہونا جائز نہیں ہے، چاہے تاریخی آثار دیکھنے کی غرض سے کیوں نہ ہو' اس لحاظ سے مسجد الحرام اور دوسری مساجد میں کوئی فرق نہیں اور نہ اس اعتبار سے کوئی فرق ہے کہ ان کا داخل ہونا حرمت شکنی کہلاتا ہے یا نہیں کہلاتا۔

5 مسجد کو گرانا یا ویران کرنا

مسئلہ ۴۷۰: مسجد کو یا اس کے کسی حصّے کو گرانا جائز نہیں ہے، مگر کوئی ایسی مصلحت ہو کہ جس سے چشم پوشی نہ کی جا سکتی ہو۔

مسئلہ ۴۷۱: اگر مسجد کو گرا دیا جائے یا ویران کر دیا جائے تو اس حال میں بھی وہ مسجد ہی رہے گی اور اس کے آثار شرعیہ باقی رہیں گے، مگر جس مسجد کو چھوڑ دیا گیا ہو اور اس کی جگہ کچھ اور بنا دیا گیا ہو یا چھوڑ دینے کی وجہ سے اس سے مسجد کے آثار مٹا دیے گے ہوں اور اس کے دوبارہ مسجد بننے اور نئی تعمیر ہونے کی کوئی اُمید نہ ہو، اس بنا پر وہ زمین جو مسجد کے چھت والے حصّے کا جز تھی، اگر وہ سڑک

میں آ رہی ہو اور مجبوراً اس کے ایک حصّے کو گرا دیا گیا ہو اگر اس کے دوبارہ مسجد بننے کا احتمال بہت ہی ضعیف اور بعید ہو تو اس پر مسجد کے شرعی آثار مرتب نہیں ہوں گے۔

6 وقف شدہ مسجد کی کیفیت کے خلاف عمل کرنا

مسئلہ ۴۷۲: وقف مسجد کی کیفیت کے خلاف عمل کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس کو بدلنا یا تبدیل کرنا جائز ہے اس بنا پر:

❁ مسجد کے صحن یا ایوان سے جوانوں کی فکری، ثقافتی، عقیدتی، یا فوجی تربیت کے لئے استفادہ کرنا صحن مسجد اور اس کے ایوان کے وقف کی کیفیت پر منحصر ہے۔ واجب ہے کہ اس طرح کے کام مسجد کے امام جماعت اور کمیٹی کی نگرانی میں ہوں۔ اس کے باوجود کہ نوجوانوں کا مسجد میں آنا اور امام جماعت اور مسجد کی کمیٹی کی موافقت سے دینی دروس قائم کرنا مطلوب اور مستحسن امر ہے۔

❁ مسجد کو ایسے مکان میں تبدیل کرنا کہ جہاں فلمیں دکھائی جائیں جائز نہیں ہے' البتہ کبھی کبھی دینی، اخلاقی فلمیں جو مفید مطالب پر مشتمل ہوں ان کو بعض خاص مواقع پر امام جماعت کی نگرانی میں دکھانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

❁ مسجد کے وسائل، جیسے، بجلی، پنکھے، وغیرہ سے مجالس عزا یا مردوں کے لئے فاتحہ وغیرہ کرانے میں استعمال کرنا وقف کی یا ان وسائل کی نذر کی کیفیت سے مربوط ہے۔

❁ مسجد کے چھت والے حصّے کے فرش کو کھودنا جائز نہیں ہے چاہے وہ کارخانہ بنانے کے لئے یا مسجد کی خدمت کے لئے عمومی سہولیات والی چیزیں بنانے کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔

❁ صحن مسجد کے کسی کونے میں کتابخانہ یا میوزیم بنانا اس صورت میں کہ مسجد کے صحن کے وقف کی کیفیت کے خلاف ہو یا مسجد کی عمارت میں ردوبدل کا باعث بنے جائز نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مذکورہ غرض کے لئے مسجد کے پاس ہی کسی جگہ کو آمادہ کیا جائے۔

❁ مسجد کے پانی کو پینے یا چائے بنانے میں استعمال کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ اس بات کا علم نہ ہو کہ پانی صرف نمازیوں کے وضو کرنے کے لئے وقف ہے اور عُرفِ عام میں مسجد کے پڑوسی یا ادھر سے گزرنے والے اس پانی سے اس قسم کا استفادہ کرتے ہوں، اگرچہ اس سلسلے میں احتیاط مطلوب ہے۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ جب مسجد قبرستان کے پاس ہو

اور اس سے قبروں پر چھڑکنے کے لئے پانی لیا جاتا ہو اور یہ چیز لوگوں کے درمیان رائج ہو نہ اس پر کوئی اعتراض کرتا ہو اور نہ اس کو ناپسند کرتا ہو اور اس پر کوئی دلیل نہ ہو کہ پانی صرف وضو اور طہارت کے لئے وقف ہے۔

❁ اگر مسجد کی چھت والے حصّے کے نیچے کچھ کمرے بنا دیے جائیں اور ایسا شرعی احکام سے ناواقفیت کی بنا پر ہو تو ان کو گرا کر مسجد کو پہلی حالت میں لے آنا واجب ہے، یہی حکم اس وقت بھی ہے کہ اگر کوئی کمرہ چائے وغیرہ بنانے کے لئے کسی ایسی جگہ بنایا جائے جو مسجد کا جز ہو اور مسئلے سے ناواقفیت کی بنا پر ایسا کرے، چنانچہ اس جگہ کو مسجد والی حالت میں لانا واجب ہے۔

❁ مسجد کے صحن سے چند درختوں کو اُکھاڑنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، بشرطیکہ یہ عمل وقف میں ردو بدل نہ شمار ہوتا ہو۔

❁ مسجد میں مردوں کو دفن کرنا جائز نہیں ہے اور اس سلسلے میں میت کی وصیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے، مگر یہ کہ صیغۂ وقف پڑھتے وقت مردوں کو دفن کرنا مستثنیٰ کیا گیا ہو۔

❁ مسجد میں نمازیوں کے لئے مزاحمت پیدا کرنا جائز نہیں ہے بنا بر ایں قُرآن کریم ،اَحکامِ شرعیہ اور اَخلاقِ اسلامیہ کی تعلیم دینا اور انقلابی ترانوں کی مشق کرنا اگر نمازیوں کے لئے مزاحمت نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔

❁ مسجد کے تہہ خانے کو تین شرطوں کے تحت کرائے پر دینا جائز ہے۔

❁ تہ خانہ مسجد کے عنوان کے تحت نہ آتا ہو۔

❁ وہ تہ خانہ مفاد عامہ کا حصّہ نہ ہو اور مسجد کو اس کی ضرورت نہ ہو۔

❁ تہ خانہ انتفاع کے لئے وقف نہ ہو بلکہ منفعت کے لئے ہو۔

مسئلہ ۴۷۳: مسجد کے مستحب اَحکام:

❁ مسجد کو صاف ستھرا اور آباد رکھنا۔

❁ مسجد میں جانے کے لئے خوشبو لگانا اور نئے اور پاک کپڑے پہننا۔

❁ اپنے پاؤں اور جوتوں کا دھیان رکھنا تا کہ مسجد نجس یا نجاست سے آلودہ نہ ہو جائے۔

❁ سب سے پہلے مسجد میں جانا اور سب سے آخر میں مسجد سے خارج ہونا۔

❁ مسجد میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر کرتے ہوے اور دل میں اُس کا خشوع رکھتے

ہوئے داخل ہونا۔

اَحکامِ مسجد سے متعلق بعض اُمور

مسئلہ ۴۷۴: مسجد میں سونا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۴۷۵: مسجد میں نماز کی فضلیت صرف مردوں سے مخصوص نہیں بلکہ عورتیں بھی اس میں شامل ہیں۔

مسئلہ ۴۷۶: دوسری مسجد کی جماعت میں شریک ہونے کے لئے محلے کی مسجد میں نماز نہ پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے خصوصاً اگر وہ جماعت شہر کی جامع مسجد میں ہو۔

مسئلہ ۴۷۷: جامع مسجد اس مسجد کو کہتے ہیں جس کو شہر میں تمام لوگوں کے اجتماع کے لئے کسی خاص قبیلے یا جماعت سے مخصوص کئے بغیر بنایا گیا ہو۔

مسئلہ ۴۷۸: اگر کچھ کوآپریٹو کمپنیاں مل کر اجتماعی طور پر رہائشی مکان تعمیر کرنا چاہیں اور شروع میں ہی اتفاق کر لیں کہ ان مکانوں میں رہنے والوں کے لئے کچھ عام استعمال کے مکان جیسے مساجد وغیرہ بنائی جائیں، لیکن ان کمپنیوں کے بعض حصّے دار، اپنا اپنا مکان تحویل میں لینے سے پہلے اس اتفاق سے منحرف ہو جائیں اور یہ کہیں کہ وہ مسجد بنانے پر راضی نہیں ہیں اب اگر ان کا انکار مسجد کی تعمیر ہو کر وقف کر دیے جانے کے بعد ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اگر ان کا انکار شرعی طور پر مسجد کے وقف ہو جانے سے پہلے ہو تو کمپنی کے حصہ داروں کی رقم سے ایسی جگہ پر مسجد بنانا جو تمام حصّے داروں کی ہو ان کی مرضی کے بغیر جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ پہلے سے تمام حصّہ داروں کے لئے یہ شرط ہو اور وہ بھی عقد لازم کے ضمن میں ہو کہ کمپنی سے متعلق زمین کا ایک ٹکڑا مسجد بنانے کے لئے مخصوص کریں گے اور کمپنی کے حصّے دار اس شرط کو مان لیں، تو ایسی صورت میں وہ انکار کا حق نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کے انکار کا کوئی اثر ہوگا۔

مسئلہ ۴۷۹: اپنے مال سے یا اہلِ خیر کے مال سے، جس مسجد کی تعمیر کی ضرورت ہو اس کے لئے حاکم شرع کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۸۰: کفار کے ہاتھوں تعمیر شُدہ مسجد میں نماز پڑھنا بلا اشکال ہے۔ اسی طرح اگر وہ مسجد کی تعمیر میں مالی تعاون کرنا چاہیں تو اس کو قبول کرنے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۸۱: مسجد میں جو سامان آتا ہے یا ضرورت کی چیزیں آتی ہیں اگر اس مسجد میں اس کی

ضرورت نہ ہوتو انھیں دوسری مسجدوں کواستعمال میں لانے کے لئے دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔
مسئلہ ۴۸۲: صرف مسجد کا نام بدل دینے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔مثلاً پہلے مسجد کا نام "مسجد صاحب الزمان" ہو جسے بدل کر مسجد جامع کر دیا جائے ،لیکن اس صورت میں کہ مسجد کے نام کومسجد کے وقف کے صیغے میں ذکر نہ کیا گیا ہو۔

دینی جگہوں کے بارے میں کچھ اَحکام

مسئلہ ۴۸۳: امام باڑے اورعزاخانے مسجد کاحکم نہیں رکھتے۔
مسئلہ ۴۸۴: جس امام باڑے کوشرعاً صحیح طور پر امام باڑے کےعنوان سے وقف کیا گیا ہوا سے مسجد میں تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔اسی طرح اس کی پاس والی مسجد کے ساتھ ملا دینا اس عنوان سے کہ وہ مسجد ہے جائز نہیں ہے۔
مسئلہ ۴۸۵: وہ امام باڑہ جس کو دینی مجالس قائم کرنے کے لئے وقف عام کیا گیا ہواس کوملکیت بنانا جائز نہیں ہے جیسا کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ کچھ خاص معین افراد کے نام اس کو رجسٹر کروایا جائے۔ بہرحال اگر اس کو چند افراد کے نام رجسٹر کروانا ہوتو اس کے لئے ان سب لوگوں کی اجازت ضروری ہے،جنھوں نے اس کے بنانے میں شرکت کی ہے۔
مسئلہ ۴۸۶: وہ فرش اور سامان جس کواولا دِائمہؑ میں سے کسی کے مرقد کے لئے نذر کیا گیا ہواس کو محلے کی جامع مسجد کے کام میں لانا بلا اِشکال ہے۔اگر مرقد اوراس کے زائرین کی ضرورت سے زیادہ ہو۔

قبلہ

اَحکامِ قبلہ

مسئلہ ۴۸۷: نمازی پرواجب ہے کہ وہ نماز کے دوران اس طرف منہ کرے جہاں کعبہ ہےاوراسی وجہ سے اس کوقبلہ کہا جاتا ہےاور چونکہ یقینی طور پر کعبے کے روبرو ہونا ان کے لئے جو دور دراز کے رہنے والے ہیں ممکن نہیں ہے،لہٰذا سمتِ کعبہ کی طرف منہ کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ عُرفِ عام میں یہ کہا جائے کہ وہ

قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہے۔

مسئلہ ۴۸۸: استقبال واجب کا معیار کُرۂ ارض سے بیت عتیق کی طرف رخ کرنا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ زمین کی سطح کے اُوپر سے کعبے کی طرف رخ کرے، جو سرزمین مکہ مکرّمہ میں بنا ہوا ہے بنابرایں اگر زمین کے کسی ایک مقام پر کھڑا ہوا اور اس سے نکلنے والے خطوط مستقیم جو کعبہ تک جاتے ہوں چاروں طرف سے برابر ہوں تو اس کو اختیار ہے کہ کسی بھی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے لیکن اگر بعض اطراف کی مسافت کم ہو اور عرفاً قبلہ رخ ہونا صادق نہ آتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ جس طرف کی مسافت کم ہے اسی طرف رخ کرے۔

مسئلہ ۴۸۹: مستحبی نمازوں کو چلتے ہوئے یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز ہے تو ایسے میں قبلے کی طرف رخ کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۹۰: نماز گزار پر واجب ہے کہ قبلہ رخ ہونے کا یقین یا اطمینان حاصل کرے، چاہے اس کو یہ چیز قبلہ نما کے ذریعے حاصل ہو یا شاخص یا سورج کے ذریعے یا ستاروں کے ذریعے (جو لوگ ان سے استفادہ کی مہارت رکھتے ہوں) یا ان کے علاوہ دوسرے طریقوں سے کہ جو اطمینان کا موجب ہوتے ہیں۔ پس! اگر اطمینان حاصل نہ ہو تو جس سمت میں قبلہ کا گمان رکھتا ہے اسی سمت منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۴۹۱: جس کے پاس قبلہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو اور کسی ایک سمت قبلہ ہونے کا گمان بھی نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ چاروں سمت میں نماز پڑھے اور اگر چاروں سمت نماز پڑھنے کا وقت نہ ہو تو جتنا وقت ہے اس میں جس سمت میں قبلے کا احتمال ہو اُدھر رُخ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۴۹۲: جو شخص قبلے کی جہت کا علم نہ رکھتا ہو کہ ان اعمال کو انجام دے سکے کہ جن میں رو بہ قبلہ ہونا شرط ہے جیسے ذبح کرنا وغیرہ، تو اس پر واجب ہے کہ گمان پر عمل کرے اور اگر گمان بھی حاصل نہ ہو تو جس طرف مرضی رخ کر کے عمل کو انجام دے، اس کا عمل صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۴۹۳: اگر مکلف کو قبلہ نما یا شاخص کے ذریعے سمت قبلہ کا اطمینان ہو جائے تو اس پر اعتماد کرنا صحیح ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور صورت میں قبلے کی تشخیص کے لئے مسجدوں کے محراب اور مسلمانوں کی قبروں پر بھی اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۴۹۴: گزشتہ بحث میں بیان شدہ شاخص جو قبلے کی تشخیص کے لئے ہوتی ہے اس سے مراد یہ

ہے کے ماہ خرداد کی چار تاریخ (مطابق ۲۵ رمئی) اور ماہ تیر کی ۲۶ رتاریخ (مطابق ۱۷ رجولائی) کو خانۂ کعبہ کے اُوپر سورج کی کرنیں عمودی پڑتی ہیں اور یہ وہی وقت ہے جب کعبہ سے اذان کی آواز بلند ہوتی ہے، اس وقت ایک سیدھی لکڑی یا لوہے کے ٹکڑے کو زمین میں عمودی طور پر کھڑا کیا جائے تو وہ سمت جو شاخص کے سائے کی مخالف سمت میں ہوگی وہی قبلے کی سمت ہوگی۔

یومیہ نمازیں

یومیہ نمازوں کی اہمیت

مسئلہ ۴۹۵: یومیہ پنجگانہ نمازیں شریعت اسلامی کے اہم ترین واجبات میں سے ہیں بلکہ یہ دین کا ستون ہیں۔ان کو چھوڑنا اور اہمیت نہ دینا شرعاً حرام ہے اور عذاب کا حقدار ہونے کا باعث بنتا ہے۔

مسئلہ ۴۹۶: نماز چھوڑنا کسی بھی حالت میں حتّٰی جنگ میں بھی جائز نہیں ہے، بنا برایں جو شخص محاذ جنگ پر موجود ہو اور سورۂ فاتحہ پڑھنے اور رکوع سجود بجالانے پر جنگ کی شدت اور مسلسل جھڑپوں کی وجہ سے قادر نہ ہو تو اُس پر واجب ہے کہ جس کیفیت کے ساتھ ممکن ہو نماز پڑھے اور اگر رکوع وسجود پر قادر نہ ہو تو اشارے پر اکتفا کرے۔

یومیہ نمازوں کی تعداد

مسئلہ ۴۹۷: یومیہ نمازوں کی تعداد اور رکعتیں:

- صبح کی نماز دو (۲) رکعت
- ظہر کی نماز چار (۴) رکعت
- عصر کی نماز چار (۴) رکعت
- مغرب کی نماز تین (۳) رکعت
- عشاء کی نماز چار (۴) رکعت

مسئلہ ۴۹۸: سفر میں ظہر، عصر اور عشا کی نمازیں چار کے بدلے دو رکعت ہو جاتی ہیں۔اس سلسلے کے کچھ مزید احکام اور خصوصیات ہیں جن کو ہم بعد میں بیان کریں گے۔

یومیہ نمازوں کے اوقات

نماز صبح کا وقت

مسئلہ ۴۹۹: نماز صبح کا وقت طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب سے قبل تک ہے۔
مسئلہ ۵۰۰: نماز صبح کے وقت کا شرعی معیار صبح صادق ہے (کاذب نہیں) اور اس کو معلوم کرنا مکلف کی اپنی تشخیص پر موقوف ہے۔
مسئلہ ۵۰۱: طلوع فجر میں چاند والی راتوں اور دوسری راتوں میں کوئی فرق نہیں اگر چہ اس سلسلے میں احتیاط بہتر ہے۔
مسئلہ ۵۰۲: محترم مومنین پر (اللہ تعالیٰ ان کی تائید فرمائے) لازم ہے کہ نماز صبح کو احتیاط کی رعایت کی خاطر ریڈیو یا ٹی وی سے اذان کے نشر ہونے کے ۵ یا ۶ منٹ بعد ادا کریں۔
مسئلہ ۵۰۳: نماز صبح کا وقت ختم ہونے کا معیار طلوع آفتاب اور مکان مصلّٰی کے اُفق میں اس کا دیکھا جانا ہے۔ اس کے نور کا زمین پر پہنچ جانا معیار نہیں ہے۔

نماز ظہر کا وقت

مسئلہ ۵۰۴: نمازِ ظہر کا وقتِ اول زوال سے شروع ہوتا ہے، یعنی اس وقت سے کہ جب سایہ کم ہوتے ہوتے انتہا تک پہنچ کر دوبارہ بڑھنا شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے کہ جب نماز عصر کی چار رکعت کا وقت باقی رہ جائے۔

نماز عصر کا وقت

مسئلہ ۵۰۵: نماز ظہر کی چار رکعت گزر جانے کے بعد نمازِ عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور غروبِ آفتاب سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔

نمازِ مغرب کا وقت

مسئلہ ۵۰۶: نمازِ مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے مشرق کی طرف بلند ہونے والی سُرخی کے زائل

ہوجانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب صرف نمازِ عشا کی چار رکعت ادا کرنے کا وقت آدھی رات سے پہلے بچ جائے اس وقت ختم ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۵۰۷: غروبِ آفتاب اور سرخی، زائل ہونے کے درمیان کا فاصلہ، موسموں کے بدلنے کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

نمازِ عشا کا وقت

مسئلہ ۵۰۸: نمازِ عشا کا وقت اس وقت کے بعد شروع ہوتا ہے کہ جس میں نماز مغرب ادا ہوجائے اور آدھی رات تک رہتا ہے۔

مسئلہ ۵۰۹: احتیاط واجب یہ ہے کہ نمازِ مغرب وعشا وغیرہ کے لئے آدھی رات کا حساب اول غروب سے اَذان صبح تک لگایا جائے، بنابرایں نمازِ مغرب وعشا کا آخری وقت، ظہر کے شرعی وقت سے سوا گیارہ گھنٹے کے بعد ہوتا ہے۔

اَوقاتِ نماز کے اَحکام

نماز کا وقت معلوم کرنے کے طریقے

- وقت داخل ہوجانے کا یقین یا اطمینان ہوجانا۔
- دو عادل مرد وقت داخل ہونے کی گواہی دیں۔
- ایسے مُؤَذِّن کی اذان' جس کے وقت شناس ہونے کا بھروسا ہو۔

مسئلہ ۵۱۰: جب تک وقت کی شناخت کے لئے مقرر کردہ طریقوں میں سے کسی طریقے سے وقت داخل ہوجانے کا یقین نہ ہوجائے، اس وقت تک نماز شروع کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۱۱: وقت داخل ہونے کا یقین حاصل ہونے کے بعد نماز شروع کردے لیکن نماز کے دوران شک ہوجائے کہ وقت داخل ہوا یا نہیں ہوا تو اس کی نماز باطل ہوگی، لیکن اگر وقت داخل ہونے کا یقین ہو اور وہ نماز میں ہو اور شک ہو کہ نماز کی جو مقدار اُس نے پڑھی ہے وہ وقت کے اندر تھی یا نہیں؟ تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۵۱۲: وقت نماز کے داخل ہونے کا معیار یہ ہے کہ مکلف کو اطمینان حاصل ہوجائے اس بنا

پر: ایسے نشریاتی وسائل جو ہر روز آنے والے دن کے اَوقاتِ شرعیہ کے بارے میں بتاتے ہیں ان پر اعتماد کرنا جائز ہے بشرطیکہ مکلف کو وقت داخل ہو جانے کا اطمینان ہو جائے۔

مسئلہ ۵۱۳: نماز شروع کرنے کے لئے اذان کے ختم ہونے کا انتظار کرنا واجب نہیں ہے۔ اگر وقت داخل ہونے کا اطمینان ہو جائے تو نماز کو شروع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۱۴: یومیہ نمازوں کے اَوقات جاننے کے لئے مکلف پر واجب ہے کہ اُس جگہ کے اُفق کی رعایت کرے جہاں وہ رہتا ہے۔

مسئلہ ۵۱۵: دو علاقوں کے طلوعِ فجر، زوالِ آفتاب اور غروبِ آفتاب میں فرق کی مقدار کے یکساں ہونے کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ دوسرے اوقات میں بھی ان میں اتحاد ہو، بلکہ مختلف شہروں میں جو فرق کی مقدار ہے جو اوقات ثلاثہ میں غالباً مختلف ہوتی ہے مثلاً اگر دو علاقوں کے ظہر کے وقت میں ۲۵ رمنٹ کا فرق ہو تو یہ فرق صبح اور عشا کے وقت میں بدل کر ممکن ہے کہ ۲۵ رمنٹ سے کم یا زیادہ ہو جائے۔

مسئلہ ۵۱۶: اگر صرف ایک رکعت نماز پڑھنے کا وقت بچا ہو تو پوری نماز کو ادا کی نیت سے بجالانا واجب ہے، لیکن جان بوجھ کر آخر وقت تک نماز کو ٹالنا جائز نہیں ہے اور اگر شک ہو کہ ایک رکعت کے لئے وقت کافی ہے یا نہیں تو اس پر واجب ہے کہ (مَافِی الذِّمَّہ) کی نیت سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۵۱۷: مغرب، عشا یا ظہر و عصر کا وقت داخل ہو جانے کے بعد مکلف کو اختیار ہے کہ دونوں نمازوں کو یکے بعد دیگرے پڑھے یا ہر نماز کو اس کی فضیلت کے وقت میں بجالائے۔

مسئلہ ۵۱۸: مستحب ہے کہ نمازی، نماز کو اس کے اول وقت میں بجالائے اور شریعتِ اسلام نے اس امر کی بہت تاکید کی ہے اور اگر اول وقت میں نہ بجالا سکے تو اول وقت کے قریب ترین وقت میں اَدا کرے، مگر یہ کہ تاخیر کرنا کسی بہتر غرض سے ہو، مثلاً وہ نماز جماعت کا انتظار کر رہا ہو۔

مسئلہ ۵۱۹: اگر قرض والا اپنے قرض کا مطالبہ کرے اور وہ ادا کرنے پر قادر ہو تو اس پر واجب ہے کہ پہلے قرض اَدا کرے اس کے بعد نماز پڑھے، یہی حکم اس وقت ہے کہ جب کوئی دوسرا واجب فوری اس کے سامنے آجائے، ہاں! اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو واجب ہے کہ پہلے نماز پڑھے۔

نمازوں کے درمیان ترتیب

مسئلہ ۵۲۰: واجب ہے کے ظہر، عصر، مغرب وعشا کو ترتیب سے بجالائے۔ پہلے ظہر پڑھے اس کے بعد عصر اور پہلے مغرب پڑھے اس کے بعد عشا۔ پس! اگر عصر کو ظہر سے اور عشا کو مغرب سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۵۲۱: اگر غفلت یا اشتباہ کی بنا پر عصر کو ظہر اور عشا کو مغرب سے پہلے پڑھے لیکن نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد متوجہ ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۵۲۲: ظہر کی نیت سے اگر نماز شروع کر دے، مگر نماز کے دوران متوجہ ہو کہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے تو واجب ہے کہ اس کو توڑ کر نمازِ عصر بجالائے اور یہی حکم مغرب اور عشا کا بھی ہے۔

مسئلہ ۵۲۳: اگر یہ سوچ کر نمازِ عصر شروع کرے کہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے لیکن درمیان میں یاد آجائے کہ ابھی ظہر نہیں پڑھی ہے تو اگر یہ صورت حال دو نمازوں کے مشترک وقت میں پیش آئے تو اُس پر لازم ہے کہ نیت کو عصر سے ظہر کی طرف موڑ دے اور ظہر مکمل کرنے کے بعد نماز عصر بجالائے، لیکن اگر ظہر کے اختصاصی وقت میں ایسا ہو (یعنی اول وقت سے چار رکعت کے بقدر وقت کے اندر) تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نیت میں ظہر کی طرف عدول کرے اور نماز کو مکمل کرے، اُس کے بعد ظہر وعصر کو ترتیب سے بجالائے، یہی حکم مغرب وعشا کا بھی ہے۔

اذان اور اقامت

مسئلہ ۵۲۴: یومیہ واجب نمازوں سے پہلے اذان اور اقامت مستحب ہے اور اس استحباب کی نماز صبح اور مغرب میں بہت تاکید کی گئی ہے، خاص طور پر جماعت میں، لیکن غیر یومیہ واجب نمازوں، جیسے آیات وغیرہ میں مستحب نہیں ہے۔

اذان

اذان کے اٹھارہ (۱۸) فقرے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- اَللّٰهُ اَکْبَرُ (چار مرتبہ)
- اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (دو مرتبہ)
- اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (دو مرتبہ)
- حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ (دو مرتبہ)
- حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (دو مرتبہ)
- حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ (دو مرتبہ)
- اَللّٰهُ اَکْبَرُ (دو مرتبہ)
- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (دو مرتبہ)

مسئلہ ۵۲۵: اذان میں ذکر شدہ ترتیب کے مطابق اقامت کے ۱۷ فقرے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ پہلے فقرے میں مکلف تکبیر کو دو مرتبہ پڑھتا ہے اور آخری فقرے میں "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"، کو ایک مرتبہ پڑھتا ہے اور "حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ" کے بعد دو مرتبہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة" پڑھتا ہے۔

اذان اور اقامت سے متعلق کچھ اُمور

مسئلہ ۵۲۶: قول "اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَّلِيُّ اللّٰهِ" اذان و اقامت کا جز نہیں ہے لیکن اس عنوان سے بجالانا کہ وہ شیعیت کا شعار ہے نہایت اچھا اور مستحسن امر ہے اور قربت مطلقہ کی نیّت سے اس شہادت کو ادا کرے۔

مسئلہ ۵۲۷: اذان اور اقامت میں لفظِ "صَلٰوةِ" پر اگر وقف کرنا چاہے تو واجب ہے کہ "ۃ" کو "ہ" میں بدل دے۔

مسئلہ ۵۲۸: اذان وہ اعلان ہے جس کو وقت داخل ہونے کی دلیل کے طور پر کہا جاتا ہے اور یہ اذان یومیہ فرائض کے اوّل وقت میں کہی جاتی ہے اور سننے والوں کے لئے اونچی آواز میں اس کو

دُہرانا تاکید شُدہ شرعی مستحبات میں سے ہے۔

مسئلہ ۵۲۹: عمومی راستوں پر اذان کہنے میں اور وہ بھی جماعت کی شکل میں کوئی اشکال نہیں ہے، بشرطیکہ دوسروں کے لئے اذیت اور راستہ بند ہو جانے کا باعث نہ بنے۔

مسئلہ ۵۳۰: چھت کے اُوپر معمول کے مطابق اُونچی آواز میں خاص کر نماز صبح کے لئے اذان کہنے میں کوئی اشکال نہیں ہے چاہے بعض ہمسایوں کو اس پر اعتراض کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۵۳۱: لاوڈ اسپیکر سے نماز صبح کا وقت داخل ہو جانے کے اعلان کے طور پر معمول کے مطابق اذان کہنے میں کوئی اشکال نہیں، لیکن لاوڈ اسپیکر سے مسجد میں آیاتِ قرآنیہ اور دعا وغیرہ نشر کرنا اگر پڑوسیوں کے لئے اذیت کا باعث ہو تو شرعاً اس کا کوئی جواز نہیں ہے بلکہ اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۵۳۲: مرد کا عورت کی اذان پر اکتفا کرنا بعید نہیں ہے کہ جائز ہو بشرطیکہ اس کی تمام فصلیں اس سے سُنی جائیں۔

❁❁❁❁❁

واجباتِ نماز

مسئلہ ۵۳۳: واجبات نماز گیارہ ہیں:

۞ نیت، ۞ تکبیرۃ الاحرام، ۞ قیام، ۞ قرأت، ۞ رکوع ۞ سجدے، ۞ ذکر، ۞ تشہد، ۞ سلام، ۞ ترتیب، ۞ موالات (اعمال کو پے در پے انجام دینا)

کچھ واجبات نماز کا رُکن کہلاتے ہیں، یعنی اگر ان میں سے کوئی ایک نماز میں کم یا زیادہ ہوجائے، جان بوجھ کر یا بھولے سے تو نماز باطل ہوجاتی ہے۔ کچھ واجبات ایسے ہیں جو رُکن نہیں ہوتے، جو اگر بھولے سے کم یا زیادہ ہوجائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی، لیکن اگر عمداً ایسا ہو تو اس صورت میں نماز باطل ہوجاتی ہے۔

اَرکانِ نماز

ارکان نماز پانچ ہیں:

۞ نیّت ۞ تکبیرۃالاحرام قیام (تکبیر کی حالت میں اور رکوع میں جانے سے پہلے)
۞ رکوع ۞ دوسجدے

1نیّت

نیّت کا مطلب اور اس کا حکم

مسئلہ ۵۳۴: نماز میں نیّت واجب ہوتی ہے۔ نیّت سے مراد ہے خدا کے حکم کو مانتے ہوئے کسی معیّن نماز کو پڑھنے کا ارادہ کرنا۔

مسئلہ ۵۳۵: نماز میں جو نیّت واجب ہے وہ اللہ کا قُرب حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھنے کا ارادہ کرنا، اس کو دل میں یاد کرنا یا زبان پر جاری کرنا یا اپنے دل میں اس کا تصور کرنا کافی ہے اور یہ کہنا کہ "میں چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں یا پڑھتی ہوں قُرْبَةً إِلَى الله" واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۳۶: واجب ہے کہ نماز پڑھنے والا یہ جانتا ہو کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے، بنا برایں اگر چار

رکعت نماز پڑھنے کی نیّت کرے اور معین نہ کرے کہ وہ ظہر کی ہے یا عصر کی تو اس کی نماز باطل ہے۔
مسئلہ ۵۳۷: نماز گزار پر واجب ہے کہ وہ نماز کو اللہ کا حکم بجا لانے کی خاطر پڑھے بنا برایں اگر دکھاوے کے لئے یعنی لوگوں کے درمیان تَدَیُّن (دینداری) کا اظہار کرنے کے لئے یا دوسرے اغراض و مقاصد کی خاطر نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے، مختصر یہ کہ اگر پوری نماز یا اس کا کچھ حصہ غیر اللہ کے لئے ہو تو نماز باطل ہے۔

نیّت میں عدول

مسئلہ ۵۳۸: وہ موارد جن میں عدول واجب ہوتا ہے۔ظہر وعصر کے مشترک وقت میں اگر عصر کی نماز میں ہو اور یاد آ جائے کہ ظہر نہیں پڑھی ہے تو ظہر کی طرف عدول کرنا، مغرب وعشا کے مشترک وقت میں اگر نماز کے دوران متوجہ ہو کہ مغرب نہیں پڑھی ہے اور محل عدول سے تجاوز نہ کیا ہو تو مغرب کی طرف عدول کرنا۔ دو ترتیبی قضا نمازوں جیسے ظہر وعصر میں اگر بعد والی نماز بھولے سے شروع کر دے اور پہلے والی نہ پڑھی ہو تو پہلے والی کی طرف عدول کرنا۔
مسئلہ ۵۳۹: وہ موارد جن میں عدول مستحب ہے۔

- ادا نماز سے قضا نماز کی طرف اس صورت میں عدول کرنا کہ جب ادا نماز کی فضیلت کا وقت ہاتھ سے نہ نکل رہا ہو۔
- جماعت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے واجب سے مستحب کی طرف عدول کرنا۔
- جمعہ کے دن ظہر کے وقت اگر ظہر کی نماز پڑھ رہا ہو اور یاد آ جائے کہ سورۂ جمعہ اور دوسرا سورہ پڑھنا بھول گیا ہے اور نصف تک پہنچا ہو یا اس سے گزر گیا ہو تو مستحب ہے کہ واجب نماز سے مستحب کی طرف عدول کرے تاکہ بعد میں واجب نماز کو سورۂ جمعہ کے ساتھ پڑھ سکے۔

2 تکبیرۃ الاحرام

تکبیرۃ الاحرام کا مطلب اور اُس کا حکم

مسئلہ ۵۴۰: نماز میں تکبیرۃ الاحرام واجب ہے اس سے مراد ہے نماز کے آغاز میں "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا۔
مسئلہ ۵۴۱: آغاز نماز میں عمداً یا سہواً تکبیرۃ الاحرام نہ کہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ یہی حکم ہے

اگرآغازِ نماز میں تکبیرۃ الاحرام صحیح طور پر کہے اور دوسری مرتبہ پھراسی نیّت کے ساتھ کہے، اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ عمداً کہے یا سہواً کہے۔

مسئلہ ۵۴۲: تکبیرۃ الاحرام کے واجبات:

تکبیرۃ الاحرام کواس طرح اَدا کرنا واجب ہے کہ عُرفِ عام میں اس کا تلفظ کرنا شمار ہواوراس کی علامت یہ ہے کہ جو کہتا ہے یا پڑھتا ہے وہ سنا جاسکے، بشرطیکہ وہ بہرہ نہ ہو یااس کے اردگرد اتنا شور نہ ہو جو سننے نہ دے۔

مسئلہ ۵۴۳: تکبیرۃ الاحرام کوعربی میں صحیح ادا کرنا واجب ہے۔ اگر فارسی میں یا غلط عربی میں ادا کرےتو صحیح نہیں ہوگی مثلاً اللہ کے آخر میں پیش کے بجائے زبر لگا کرادا کرے۔

مسئلہ ۵۴۴: اگرنماز پڑھنے والا تکبیرۃ الاحرام کوصحیح طریقے سے ادا کرنا نہ جانتا ہوتو اس پر اس کا سیکھنا واجب ہے اوراس پر قادر نہ ہوتو معذور ہے۔

مسئلہ ۵۴۵: تکبیرۃ الاحرام کی حالت میں بدن میں ٹھہراؤ اور اطمینان کا ہونا واجب ہے۔ اگر تکبیرۃ الاحرام کے وقت عمداًاوراختیاراًبدن کوحرکت دےتو اس کی نماز باطل ہے۔

تکبیرۃ الاحرام میں شک

مسئلہ ۵۴۶: اصل تکبیر میں شک کرنا کہ تکبیر بجالا یا ہے کہ نہیں۔

- اگرقرأت میں مشغول ہونے کے بعد شک ہوتو شک پر کوئی توجہ نہیں دے گا، نماز کومکمل کرے گا اوراس کی نماز صحیح ہے۔
- اگرقرأت میں مشغول ہونے سے پہلے شک ہوتو تکبیر بجالانا واجب ہے۔
- تکبیر کے صحیح ہونے میں شک ہو۔ (یعنی شک ہو کہ جو تکبیر کہی ہے وہ صحیح تھی یا نہیں؟)

تواس صورت میں شک پر دھیان نہیں دے گا اور نماز کو صحیح سمجھے گا۔

۳۔ قیام

قیام کی اقسام

مسئلہ ۵۴۷: واجب قیام: رُکن:

❁ تکبیرۃ الاحرام کی حالت میں قیام۔

❁ رکوع میں جانے سے پہلے قیام (متصل با رکوع)۔

غیر رکن

❁ قرأت کی حالت میں قیام۔

❁ رکوع کے بعد قیام۔

مسئلہ ۵۴۸: جو شخص قیام پر قادر ہو اور معذور نہ ہو اس پر واجب ہے کہ نماز کے آغاز سے لے کر رکوع میں جانے تک قیام کرے۔ اسی طرح رکوع کے بعد اور سجدوں میں جانے سے پہلے بھی اس پر قیام واجب ہے ان حالات میں عمداً قیام نہ کرنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۵۴۹: تکبیر کی حالت میں قیام اور اسی طرح قرأت تمام کرنے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے قیام رکن ہے اور اس قیام کو چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، چاہے سہو ونسیان کی بنا پر ہو۔

مسئلہ ۵۵۰: اگر رکوع کو بھول جائے اور سورۂ حمد اور (دوسرا کوئی) سورۂ پڑھنے کے بعد سجدے میں جھک جائے تب اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ قیام کرے اور قیام سے رکوع میں جائے پس! اگر نہ کھڑا ہو بلکہ کمان کی طرح رکوع کے لئے اُٹھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

واجباتِ قیام

مسئلہ ۵۵۱: قیام کی حالت میں نمازی پر واجب ہے کہ اُس کا بدن ساکن وغیر متحرک ہو ٹیڑھا اور واضح طور پر کسی ایک جانب جھکا ہوا نہ ہو اور نہ ہی کسی چیز پر ٹیک لگائے ہو۔ ہاں! اگر کسی مجبوری یا سہو ونسیان کی بنا پر ایسا کرے تو نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

مسئلہ ۵۵۲: اگر نماز کی حالت میں نمازی تھوڑا آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہونا چاہے تو اس پر واجب ہے کہ اس وقت ذکر کو چھوڑ دے۔

بعض مستحبات قیام

❁ بدن معتدل ہو۔

❁ شانے ڈھیلے ہوں۔

- دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھے۔
- اُنگلیوں کو جوڑ کر رکھے۔
- سجدے کی جگہ پر نگاہ رکھے۔
- بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر مساوی ہو۔
- خضوع وخشوع پایا جاتا ہو۔
- پاؤں کو آگے پیچھے نہ کرے۔

قیام کے احکام

مسئلہ ۵۵۳: جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اس پر واجب ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے لیکن اگر کسی چیز پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵۵۴: جو بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اس پر واجب ہے کہ لیٹ کر نماز پڑھے اور احتیاطاً واجب یہ ہے کہ دائیں کروٹ لیٹے اور اس کا چہرہ اور بدن قبلے کی طرف ہوں۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو بائیں کروٹ لیٹے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اس طرح چت لیٹے کہ پاؤں کے تلوے قبلے کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۵۵۵: بیٹھ کر نماز پڑھنے والا اگر سورۂ حمد (فاتحہ اور دوسرا کوئی) سورۂ پڑھنے کے بعد کھڑا ہو سکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قیام سے رکوع کرے۔

مسئلہ ۵۵۶: جو شخص لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر نماز کے دوران اس کے لئے بغیر کسی حرج اور مشقت کے کھڑے ہونا ممکن ہو تو اس پر واجب ہے کہ جس قدر ممکن ہو ایسا کرے اور یہی حکم اس کا ہے جو بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے۔

مسئلہ ۵۵۷: جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہو' اگر اس کو کھڑے ہونے کی بنا پر ضرر یا مرض کا خوف ہو تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر نماز کے دوران بیٹھنے سے ایسا خوف لاحق ہو جائے تو لیٹ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۵۵۸: جس کو احتمال ہو کہ آخر وقت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہو جائے گا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ انتظار کرے لیکن اگر بر بنائے عذر اوّل وقت بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور آخر وقت تک اس کا عذر برطرف نہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۵۹: اوّل وقت قیام سے عاجز شخص کو اگر یقین ہو جائے کہ عذر آخر وقت تک باقی رہے گا اور نماز پڑھ لے لیکن اتفاقاً آخر وقت میں عذر برطرف ہو جائے اور کھڑے ہونے کی قدرت حاصل ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ کھڑے ہو کر نماز کو دوبارہ پڑھے۔

4 قرأت

قرأت کے اَجزا

مسئلہ ۵۶۰: یومیہ واجب نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ حمد (فاتحہ) کو پڑھنا واجب ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے بعد ایک پورا سورۂ پڑھے اور آخری دو رکعتوں میں واجب ہے کہ صرف سورۂ حمد پڑھے یا تسبیحاتِ اَربعہ ایک مرتبہ پڑھے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ تین مرتبہ پڑھے۔

مسئلہ ۵۶۱: یومیہ واجب نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں "تَكْبِيْرَةُ الْاِحْرَامْ" کے بعد واجب ہے کہ سورۂ حمد پڑھے اور پھر احتیاط واجب یہ ہے کہ (دوسرا کوئی) ایک سورہ پورا پڑھے ایک آیت یا چند آیتیں پڑھ لینا کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۲: نماز کی آخری دو رکعتوں میں اختیار ہے کہ سورے کے بغیر سورۂ حمد پڑھے یا تسبیحاتِ اَربعہ "سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرْ" پڑھے۔

پہلی دو رکعتوں میں قرأت کے اَحکام

مسئلہ ۵۶۳: دو سورتیں، سورۃ اَلْفِيْلِ، اور سورۃ لِاِيْلَافِ، ایک سورے کے حکم میں ہیں۔ یہی حالت۔"سورۂ ضُحٰی" اور "سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ" کی بھی ہے۔ پس! سورۂ حمد کے بعد ان میں سے ایک سورے کو پڑھ لینا کافی نہیں ہے۔ اگر حکم کو نہ جاننے کی بنا پر صرف" سورۃ اَلْفِيْلِ" یا "سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ" کو پڑھ لے تو اگر اس نے اس مسئلے کو سیکھنے میں سستی نہ کی ہو تو اس کی گزشتہ نمازیں صحیح ہوں گی۔

مسئلہ ۵۶۴: یومیہ واجب نمازوں میں سورۂ حمد اور (دوسرا کوئی) پورا سورۂ پڑھنے کے بعد قرآن کی چند آیتیں پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۵: اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا سورۂ حمد کے بعد (دوسرا کوئی) سورہ پڑھنے کی صورت میں"

چور" "درندے" یا "کسی اور چیز کا خوف ہو" تو ایسی صورت میں (دوسرا کوئی) سورہ کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۶: اگر غلطی سے سورۂ حمد سے پہلے (کوئی دوسرا) سورہ پڑھ لے اور رکوع میں جانے سے پہلے متوجہ ہو جائے تو واجب ہے کہ پھر سے "سورۂ حمد" پڑھ کر (کوئی دوسرا) سورہ پڑھے۔ اگر (دوسرا کوئی) سورہ پڑھتے وقت یاد آ جائے تو اسے چھوڑ کر پہلے سورۂ حمد کی تلاوت کرے، اس کے بعد پھر سے (دوسرا کوئی) سورہ پڑھے۔

مسئلہ ۵۶۷: اگر "سورۂ حمد" یا (دوسرا کوئی) سورہ یا کسی ایک کو بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۵۶۸: اگر رکوع میں جانے سے پہلے دھیان آ جائے کہ اس نے "سورۂ حمد" یا (دوسرا کوئی) سورہ یا صرف (دوسرا کوئی) سورہ نہیں پڑھا ہے تو واجب ہے کہ پہلے اس کو پڑھے اس کے بعد رکوع کرے۔ اب اگر یاد آئے کہ اس نے "سورہ حمد" نہیں پڑھا ہے تو واجب ہے کہ اس کو پڑھے اور بعد میں پھر سے (دوسرا کوئی) سورہ پڑھے اور اگر رکوع کے لئے جھک جائے لیکن رکوع میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے کہ اس نے "سورۂ حمد" اور (دوسرا کوئی) سورہ یا کسی ایک کو نہیں پڑھا ہے تو واجب ہے کہ کھڑا ہو جائے اور اسی سلسلے میں ذکر شدہ طریقے پر عمل کرے۔

مسئلہ ۵۶۹: روزانہ کی واجب نمازوں میں سجدے والے سوروں میں سے کسی ایک کا پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے ایسا سورہ پڑھے یہاں تک کہ آیۂ سجدہ پر پہنچ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ آیۂ سجدہ کی تلاوت کی صورت میں سجدہ تلاوت بجالائے، اس کے بعد کھڑا ہو اور اگر سورہ مکمل نہ ہوا ہو تو اس کو پورا کرے اور نماز کا اعادہ کرے اور اگر آیۂ سجدہ نہ پڑھی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سورے کو چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھے، نماز مکمل کرے اور بعد میں نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۵۷۰: اگر نماز کی حالت میں آیۂ سجدہ کو سنے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن سجدۂ تلاوت کے بدلے اشارہ کر دے۔

مسئلہ ۵۷۱: اگر سورۂ حمد کے بعد سورۂ اخلاص یا سورۂ کافرون کو شروع کر دے تو ان کو چھوڑ کر دوسرے سورے کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر جمعہ کی نماز پڑھ رہا ہو اور مذکورہ

سوروں میں سے کسی ایک کو سہواً یا نسیان کی بنا پر شروع کر دے تو ان کو ترک کر کے "سورۂ منافقون" یا "سورۂ جمعہ" کی طرف عدول کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۵۷۲: اگر سورۂ حمد کے بعد "سورۂ اخلاص" اور "سورۂ کافرون" کے علاوہ کسی اور سورے کو شروع کر دے تو نصف تک پہنچنے سے پہلے اس سے دوسرے سورے کی طرف عدول کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۷۳: جس سورے کو شروع کیا ہے اگر اس کے بعض حصّے کو بھول جائے یا تنگیٔ وقت یا کسی اور عذر کی بنا پر اسے پورا نہ کرنے پر مجبور ہو تو واجب ہے کہ اس سورے کو چھوڑ دے اور دوسرا سورہ پڑھے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ نصف تک پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو اور اس میں کہ جو سورہ شروع کیا ہے وہ "سورۂ اخلاص" یا "سورۂ کافرون" میں سے ہو یا ان دو کے علاوہ کوئی اور ہو۔

مسئلہ ۵۷۴: مستحبی نمازوں میں (دوسرا کوئی) سورہ پڑھنا واجب نہیں ہے چاہے وہ نماز نذر وغیرہ سے واجب ہی کیوں نہ ہوئی ہو، ہاں! کچھ مستحبی نمازیں ایسی ہیں کہ جن کی کیفیت میں کوئی خاص سورہ پڑھنا ہوتا ہے جیسے نمازِ والدین، تو یہاں اگر اس کیفیت پر عمل کرنا چاہے تو وہ سورہ پڑھنا واجب ہوگا۔

آخری دو رکعتوں میں قرأت کے احکام

مسئلہ ۵۷۵: آخری دو رکعتوں میں تسبیحاتِ اَربعہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" کو ایک مرتبہ پڑھنا کافی ہے، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ تین بار پڑھے۔

مسئلہ ۵۷۶: جس کو معلوم نہ ہو کہ تسبیحاتِ اربعہ کو تین مرتبہ یا کم و بیش پڑھا ہے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے لیکن اگر ابھی رکوع نہ کیا ہو تو تسبیحاتِ اربعہ کو کم قرار دیتے ہوئے پھر پڑھے تاکہ تین مرتبہ پڑھنے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۵۷۷: جس کو آخری دو رکعتوں میں تسبیحاتِ اربعہ پڑھنے کی عادت ہو لیکن وہ ان کی جگہ سورۂ حمد پڑھنا چاہے اور از روئے غفلت تسبیحاتِ اربعہ پڑھ دے تو اس کی نماز درست ہے۔ یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب سورۂ حمد پڑھنے کا عادی ہو اور اس کی جگہ تسبیحاتِ اربعہ پڑھنا چاہے۔

مسئلہ ۵۷۸: اگر نماز کے دوران کسی کو شبہ ہو جائے اور آخری دو رکعتوں میں بھی سورۂ حمد و (دوسرا کوئی) سورہ پڑھے اور نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد اس طرف متوجہ ہو تو اس کی نماز

صحیح ہے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۷۹: اگر نمازی کو شک ہو اور اس پر اٹک جائے کہ اس نے سورۂ حمد یا تسبیحات اربعہ پڑھی ہے یا نہیں تو اس پر سورۂ حمد یا تسبیحاتِ اَربعہ پڑھنا واجب ہے، لیکن اگر مستحبی استغفار پڑھتے وقت اسے شک ہو جائے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۸۰: اگر تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں داخل ہونے کے بعد شک ہو کہ تسبیحاتِ اَربعہ یا سورۂ حمد پڑھی ہے یا نہیں تو شک پر دھیان نہ دے۔ ہاں! اگر حد رکوع تک پہنچنے سے پہلے مذکورہ شک ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کھڑے ہو کر سورۂ حمد یا تسبیحاتِ اَربعہ پڑھے۔

قرأت میں "جہر" و "اِخفات"

پہلی دو رکعتوں میں "سورۂ حمد" اور دوسرا کوئی سورہ

مسئلہ ۵۸۱: صبح، مغرب اور عشا کی نماز میں مرد پر واجب ہے کہ سورۂ حمد و (دوسرا کوئی) سورہ آواز کے ساتھ پڑھے۔ عورت کے لئے جائز ہے کہ آواز کے ساتھ یا بغیر آواز کے پڑھے، لیکن اگر اس کی آواز سننے والا اجنبی موجود ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ بغیر آواز کے پڑھے۔

مسئلہ ۵۸۲: نماز ظہر و عصر میں واجب ہے کہ قرأت بغیر آواز کے ہو، بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کے علاوہ چاہے نمازی مرد ہو یا عورت۔

"سورۂ حمد" یا "تسبیحاتِ اَربعہ" آخری دو رکعتوں میں

مسئلہ ۵۸۳: سورۂ حمد یا تسبیحاتِ اربعہ کو مرد و عورت دونوں کے لئے بغیر آواز کے پڑھنا واجب ہے لیکن اگر پڑھے تو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کو آواز سے پڑھنا۔ فرادیٰ نماز میں جائز ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر آواز کے پڑھے اور یہ احتیاط نمازِ جماعت میں واجب ہے۔

مسئلہ ۵۸۴: مردوں کے لئے صبح، مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ حمد اور (دوسرے کوئی) سورے کو آواز سے پڑھنا واجب ہے اور ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں بغیر آواز کے پڑھنا واجب ہے لیکن عورتوں کے لئے ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ حمد و (دوسرے کوئی) سورے کو بغیر آواز کے پڑھنا واجب ہے جبکہ صبح، مغرب و عشا کی پہلی دو رکعتوں میں ان کو

اختیار ہے کہ جب کوئی اجنبی سننے والا نہ ہوتو آواز سے پڑھیں اور اگر اجنبی سننے والا ہوتو افضل یہ ہے کہ بغیر آواز کے پڑھیں۔

مسئلہ ۵۸۵: مردوں اور عورتوں، دونوں پر واجب ہے کہ نماز کی آخری دو رکعتوں میں سورۂ حمد یا تسبیحاتِ اَربعہ کو بغیر آواز کے پڑھیں۔ ہاں !اگر سورۂ حمد پڑھنا ہو تو فرادیٰ نماز میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو آواز کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر آواز کے پڑھے اور یہ احتیاط نماز جماعت میں واجب ہے۔

مسئلہ ۵۸۶: نمازِ صبح ،مغرب وعشا میں جہر کا واجب ہونا اور ظہر وعصر میں اِخفات کا یہ صرف سورۂ حمد و(دوسرے کوئی) سورے کی قرأت سے مخصوص ہے، جیسا کہ مغرب وعشا کی پہلی دو رکعتوں کے علاوہ دوسری رکعتوں میں اِخفات کا واجب ہونا آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ حمد یا تسبیحاتِ اربعہ کی قرأت سے مخصوص ہے لیکن رکوع وسجود اور تشہد وسلام کے ذکر اور دوسرے تمام اذکار میں نماز یومیہ میں مکلف کو جہر واخفات میں اختیار ہے۔

مسئلہ ۵۸۷: واجب نمازوں میں جہر واخفات کے وجوب میں اَدا اور قضا نمازوں میں کوئی فرق نہیں ہے، یہاں تک کہ نماز احتیاط ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۵۸۸: اِخفات میں معیار آواز کے جوہر کا ترک کرنا نہیں ہے بلکہ جہر کے مقابلے میں آواز کے جوہر کا ظاہر نہ کرنا ملاک ہے کہ جو جوہر صوت کا اظہار ہے۔

مسئلہ ۵۸۹: اگر اِخفات کی جگہ جہر اور جہر کی جگہ اِخفات سے جان بوجھ کر کام لے تو اس کی نماز باطل ہوگی، لیکن اگر سہو یا جہالت کی بنا پر ہو تو نماز صحیح ہوگی۔ اگر سورۂ حمد و(دوسرا کوئی) سورہ پڑھتے وقت متوجہ ہو کہ جہر و اِخفات میں اشتباہ ہوگیا ہے تو جتنی مقدار میں جہر یا اخفات کے اعتبار سے اپنے وظیفے کے خلاف قرأت کر چکا ہے اس کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے۔ اگر سورۂ حمد یا (دوسرا کوئی) سورہ پڑھتے وقت معمول سے زیادہ جہر کرے مثلاً چیخے یا چلّائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

واجباتِ قرأت

مسئلہ ۵۹۰: قرأت میں الفاظ کو اس طرح اَدا کرنا واجب ہے کہ اس پر عنوانِ قرأت صادق آئے لٰہذا دل میں پڑھنا جو قرأت نہیں کہلاتا نماز میں کافی نہیں ہے۔ قرأت صادق آنے کی علامت یہ

ہے کہ جو پڑھ رہا ہے اس کو خود سنے اور اس کو زبان پر جاری کرے بشرطیکہ بہرہ نہ ہو اور ایسا شور وغل نہ ہو جو سننے نہ دے۔

مسئلہ ۵۹۱: جو شخص گونگا ہونے کی وجہ سے بول نہ سکتا ہو لیکن اس کے حواس ٹھیک ہوں اگر اشارے سے نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح اور کافی ہے۔

مسئلہ ۵۹۲: واجب ہے کہ قرأت صحیح ہو اور اس میں خطا نہ ہو اب جو شخص صحیح تلفظ پر قادر نہ ہو اور نہ اس کے لئے سیکھنا ممکن ہو تو اس پر واجب ہے کہ جیسی قرأت کر سکتا ہو ویسی کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ ماموم بن کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۵۹۳: جو شخص سورۂ حمد و(دوسرا کوئی) سورہ اور نماز کے دیگر واجبات کو اچھے طریقے سے انجام نہ دے سکتا ہو، مگر اس کے لئے سیکھنا ممکن ہو تو اس پر سیکھنا واجب ہے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو اِمکان کی صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ ماموم بن کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۵۹۴: قرأت کے صحیح ہونے کا معیار عربی زبان کے قواعد کی رعایت کرنا اور حروف کو ان کے مخارج سے اس طرح اَدا کرنا کہ اہلِ زبان کہیں کہ اس نے فلاں حرف ادا کیا ہے کوئی اور نہیں۔

مسئلہ ۵۹۵: قرأت میں تجوید کے اَحکام کی رعایت کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۹۶: اگر سورۂ حمد کے کلمات میں سے کسی لفظ کو نہ جانتا ہو یا جان بوجھ کر چھوڑ دے یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دے، جیسا کہ "ض" کی جگہ "ز" پڑھے یا لفظوں کی حرکتیں بدل دے یا تشدید کو ادا نہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۵۹۷: اگر سورۂ حمد و(دوسرے کوئی) سورے کی قرأت میں غلطی کرے یا اِعراب یا حرکات کو غلط کر دے مثلاً یُوَلَّد کے لام پر زبر کے بجائے زیر کے ساتھ پڑھے اگر ایسا جان بوجھ کر کرے یا اس نے قدرت ہونے کے باوجود سیکھنے میں کوتاہی کی ہو تو نماز باطل ہے اور اگر کوتاہی کی بنا پر یا عمداً ایسا نہ کیا ہو تو صحیح ہے۔ ہاں! گزشتہ نمازوں میں اگر مذکورہ طریقے پر کی گئی قرأت کے صحیح ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو تو ان نمازوں کی قضا یا ان کو دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ وہ صحیح ہوں گی۔

مسئلہ ۵۹۸: آیۂ "مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ" میں کچھ قرأتوں میں لفظ "مٰلِكِ" کے بجائے "مَلِكِ" پڑھا جاتا ہے، جو کہ دونوں طرح سے صحیح ہے، اگرچہ پہلے کو ترجیح حاصل ہے اور اس سلسلے میں احتیاط میں کوئی اِشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۹۹: قرأت کے صحیح ہونے میں شرط نہیں ہے کہ جب ایک آیت بعد والی آیت سے ملانا چاہتا ہو تو آخری حرف کو متحرک رکھے مثلاً "مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" میں نون کو ساکن کر دے اور اسے اِيَّاكَ نَعْبُدُ سے ملا دے تو قرأت میں کوئی اشکال نہیں ہوگا اور اس کو "وصل بالسکون" کہتے ہیں۔ ایک آیت کے کلمات کا بھی یہی حکم ہے؛ اگر چہ آخری مورد میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ وصل بالسکون نہ کرے۔

مسئلہ ۶۰۰: اگر آیۂ "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ" پر توقف کرے اور پھر عطف فوری کے بغیر "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" پڑھے، تو اگر یہ فصل اور وصل وحدت جملہ میں خلل انداز نہ ہو تو اس قرأت میں کوئی اِشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۰۱: جب کسی آیت کو پڑھنے کے بعد اس کے صحیح ہونے میں شک کرے تو شک پر دھیان نہ دے اور اسی طرح اگر آیت کا کچھ حصہ پڑھے اور اس کو مکمل کرنے کے بعد اس کے صحیح ہونے میں شک کرے مثلاً جملہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ" کو پڑھنے کے بعد شک کرے کہ اس کو صحیح پڑھا ہے یا نہیں البتہ ان تمام صورتوں میں اگر از روئے احتیاط مشکوک حصے کو دوبارہ پڑھے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۰۲: سورۂ حمد و (دوسرا کوئی) سورہ یا تسبیحات اربعہ پڑھتے وقت واجب ہے کہ بدن میں ٹھہراؤ اور اطمینان ہو اگر تھوڑا سا آگے پیچھے ہونا چاہے یا تھوڑا سا بدن پر کسی ایک طرف جھکنا چاہے تو واجب ہے کہ قرأت یا ذکر کو حرکت کی حالت میں ترک کر دے۔

قرأت کا طریقہ

قرأت کے چند مستحبات

مسئلہ ۶۰۳: پہلی رکعت میں سورۂ حمد پڑھنے سے پہلے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۰۴: ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو آواز کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۰۵: مستحب ہے کہ سورۂ حمد و (دوسرے کوئی) سورے کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھے۔

مسئلہ ۶۰۶: آیت کے آخر میں وقف کرنا اور اس کو بعد والی آیت سے نہ ملانا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۰۷: سورۂ حمد اور اس کے بعد والے سورے کی آیتوں کے معانی پر دھیان دینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۰۸: مستحب ہے کہ سورۂ حمد کی قرأت کے خاتمے پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" کہے چاہے جماعت ہو یا فرادیٰ اور چاہے امام ہو یا ماموم۔

مسئلہ ۶۰۹: "سورۂ اخلاص" کی تلاوت کے بعد ایک بار، دو بار یا تین بار "کَذٰلِکَ اللّٰہُ رَبِّیْ" کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۱۰: سورۂ حمد اور اسی طرح دوسرے سورے کی تلاوت کے بعد مستحب ہے کہ ایک لمحہ کے لئے توقف کرے اس کے بعد نماز کو آگے بڑھائے۔

مسئلہ ۶۱۱: آخری دو رکعتوں میں تسبیحاتِ اَربعہ پڑھنے کے بعد مستحب ہے کہ استغفار پڑھے مثلاً "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ" یا "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ" کہے۔

قرأت کے کچھ مکروہات

مسئلہ ۶۱۲: یومیہ نماز میں کسی ایک نماز میں بھی سورۂ اخلاص نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۶۱۳: سورۂ اخلاص کے علاوہ کسی اور دوسرے سورے کو ایک نماز کی دونوں رکعتوں میں تکرار کرنا مکروہ ہے۔

5 رکوع

معنی رکوع اور اس کا حکم

مسئلہ ۶۱۴: قرأت کے بعد ہر رکعت میں رکوع کرنا واجب ہے۔ رکوع کا مطلب ہے اتنی مقدار میں جھکنا کہ جس کے بعد دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جا سکے۔

مسئلہ ۶۱۵: اگر رکوع کرے، اور بدن مستقر ہوجائے پھر پلٹے اور رکوع سے اُٹھ کھڑا ہو پھر دوبارہ رکوع کی نیّت سے جھکے تو نماز باطل ہوجائے گی چونکہ رکوع رُکن ہے اور اس کی زیادتی مبطلِ نماز ہے۔

مسئلہ ۶۱۶: واجبات رکوع:

- اتنا جھکنا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جا سکے۔
- ذکر
- ذکر رکوع کے وقت ساکن ہونا

۞ رکوع کے بعد قیام

۞ رکوع کے بعد بدن کا ساکن ہونا

1 اتنا جھکنا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جا سکے

مسئلہ ۶۱۷: ہر رکعت میں قرأت کے بعد اتنا جھکنا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جا سکے واجب ہے بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ اُنگلیوں کے سرے گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

مسئلہ ۶۱۸: احتیاط واجب یہ ہے کہ رکوع کی حالت میں اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے۔

مسئلہ ۶۱۹: واجب ہے کہ جھکنا رکوع کی نیّت سے ہو۔ پس! اگر کسی اور وجہ سے جھکے مثلاً کسی حیوان کو مارنے یا کسی چیز کو اُٹھانے کے لئے جھکے تو اس کو رکوع شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ واجب ہے کہ کھڑا ہو اور پھر سے رکوع کی نیّت سے جھکے اور اس عمل کی زیادتی، رکنی زیادتی شمار نہیں ہوگی اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۶۲۰: جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اس کے لئے رکوع کی خاطر اتنا جھکنا کافی ہے کہ اس کا چہرہ گھٹنوں کے مقابل آجائے۔

2 ذکر

مسئلہ ۶۲۱: رکوع کا واجب ذکر ہے "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ" ایک مرتبہ یا "سُبْحَانَ اللهِ" تین مرتبہ اور اس کو بدل کر مثلاً "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" یا "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" وغیرہ کہے تو وہ بھی کافی ہے بشرطیکہ اسی مقدار میں ہو۔

3 ذکر رکوع کے وقت سکون

مسئلہ ۶۲۲: رکوع کے ذکر واجب کے وقت واجب ہے کہ بدن کو قرار ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ رکوع کے مستحبی اَذکار کے وقت بھی بدن کو قرار ہونا چاہیے، مثلاً سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ کو تکرار کرتے وقت بھی ایسا ہی ہو۔

مسئلہ ۶۲۳: رکوع کے واجب ذکر کے وقت اگر بدن غیر اختیاری طور پر حرکت کرے اور واجب

مقدار میں جتنا قرار لازم ہے اس میں خلل واقع ہوتو واجب ہے کہ بدن کو ٹھہرا کر ایک بار پھر واجب ذکر بجالائے۔

مسئلہ ۶۲۴: جو شخص جانتا ہو کہ رکوع کے واجب ذکر کے وقت طمانیت (سکون) واجب ہے۔

۞ اگر وہ حد رکوع تک پہنچنے سے پہلے واجب ذکر کو بجالائے اور بدن مستقر نہ ہوا ہو۔

۞ اگر عمداً ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۞ اگر سہواً ایسا کرے تو واجب ہے کہ حد رکوع تک پہنچنے کے بعد جب اطمینان ہوجائے تو دوبارہ واجب ذکر بجالائے۔

۞ اگر ذکر واجب تمام کرنے سے پہلے رکوع سے سر اُٹھالے۔

۞ اگر عمداً ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۞ رسہواً ایسا کرے تو: اگر حد رکوع سے نکلنے سے پہلے اس طرف متوجہ ہوتو اس پر واجب ہے کہ پہلے ٹھہرے اور پھر اسی حالت میں ذکر رکوع بجالائے۔ اگر حد رکوع سے خارج ہو نے کے بعد اس طرف متوجہ ہوتو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۲۵: جو شخص کسی بیماری یا کسی اور وجہ سے رکوع میں تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللهِ" کہنے پر قادر نہ ہو تو اگر ایک مرتبہ ہی کہہ دے تو وہی کافی ہے۔ اگر صرف ایک لمحے کے لئے رکوع کرنے پر قادر ہوتو اسی وقت ذکر رکوع شروع کر دے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اس کو پورا کرے۔

4و5 رکوع کے بعد قیام اور سکون

مسئلہ ۶۲۶: ذکر رکوع سے فارغ ہونے کے بعد نمازی پر واجب ہے کہ سیدھا کھڑا ہو اور بدن کے ٹھہراؤ کے بعد سجدے میں جائے۔ پس! اگر کھڑے ہوئے بغیر جان بوجھ کر سجدے میں چلا جائے یا ابھی بدن میں ٹھہراؤ نہ آیا ہوتو اس کی نماز باطل ہے۔

جو رکوع کرنا بھول جائے

مسئلہ ۶۲۷: اگر پہلے سجدے سے پہلے یاد آجائے تو کھڑا ہو کر رکوع کرے اور اس کے بعد سجدے میں جائے۔ رکوع کے لئے کمان کی شکل میں یا ٹیڑھا کھڑا ہونا کافی نہیں ہے ورنہ نماز باطل ہوجائے گی۔

مسئلہ ۶۲۸: اگر دوسرے سجدے میں پہنچنے کے بعد یاد آجائے تو اس کی نماز باطل ہے (چونکہ ایک رکن چھوڑ کر دوسرے رکن میں داخل ہو چکا ہے)۔

مسئلہ ۶۲۹: اگر دوسرے سجدے سے پہلے یاد آجائے (یعنی پہلے سجدے میں داخل ہونے سے پہلے یا اس سے سر اُٹھانے کے بعد اور دوسرے میں پہنچنے سے پہلے) تو واجب ہے کہ کھڑا ہو کر رکوع کرے اور اس کے بعد دو سجدے کرے، نماز کو مکمل کرنے کے بعد بنا بر احتیاط واجب ایک سجدہ زیادہ ہونے کی وجہ سے، سہو کے دو سجدے بجالائے۔

رکوع کے مستحبات

- رکوع میں جھکنے سے پہلے قیام کی حالت میں تکبیر کہے۔
- رد اپنے گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دبائے، لیکن عورت نہ دبائے۔
- سر کو جھکا کے نہ رکھے بلکہ پیٹھ کے ساتھ سیدھا رکھے۔
- ہاتھوں کو گھٹنوں پر ستون کی طرح رکھے۔
- اپنے دونوں پاؤں کے درمیان نظریں جمائے۔
- ذکر رکوع سے پہلے یا بعد میں محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلوات پڑھے۔
- رکوع سے سر اُٹھا کر سیدھا کھڑا ہو اور سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے۔
- عورت اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں سے اُوپر اپنے دونوں رانوں پر رکھے۔

6 سجدے

سجدوں کا مطلب اور اس کا حکم

مسئلہ ۶۳۰: واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں اور رکوع کے بعد نمازی پر واجب ہے کہ دو سجدے کرے اور سجدوں کا مطلب ہے، اللہ کے حضور میں خضوع کے ساتھ پیشانی کو زمین پر رکھنا۔

مسئلہ ۶۳۱: ہر رکعت میں دو سجدے رکن ہیں۔ پس! اگر عمداً یا سہواً دونوں کو چھوڑ دے یا دو سجدے زیادہ کرے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶۳۲: اگر عمداً ایک سجدہ زیادہ کرے تو نماز باطل ہو گی لیکن اگر سہواً ہو جائے تو باطل نہیں ہو گی

بلکہ اس کے کچھ خاص اَحکام ہیں جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

مسئلہ ۶۳۳: سجدوں کے واجبات:

۞ ات اعضا کو زمین پر رکھنا۔

۞ ذکر۔

۞ سجدوں کی حالت میں طمانیّت (سکون)۔

۞ ذکرِ سجدہ کے وقت سات اَعضا کا زمین پر رہنا۔

۞ زمین سے سر اُٹھانا اور دو سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔

۞ کھڑے ہونے کی جگہ اور سجدہ کرنے کی جگہ میں چار جڑی ہوئی اُنگلیوں سے زیادہ فرق نہ ہونا۔

۞ پیشانی کی جگہ کا پاک ہونا۔

۞ پیشانی اور سجدے کی جگہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔

۞ پیشانی کو ایسی چیز پر رکھنا جس پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے۔

۞ احتیاط واجب کی بنا پر جن رکعتوں میں تشہُّد نہیں ہوتا ان میں دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا۔

ا۔ سات اعضا کا زمین پر رکھنا:

مسئلہ ۶۳۴: سجدے میں سات اعضائے سجدہ کا زمین پر رکھنا واجب ہے:

۞ پیشانی۔ ۞ دونوں ہتھیلیاں۔ ۞ دونوں گھٹنے۔ ۞ دونوں پاؤں کے اُنگوٹھوں کے سرے۔

مسئلہ ۶۳۵: نماز میں سجدوں کی حالت میں ہاتھوں کو ایسے فرش پر رکھنے میں کہ جس میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۳۶: سجدوں کی حالت میں پاؤں کے انگوٹھوں کے علاوہ پاؤں کی بعض اُنگلیوں کو زمین پر رکھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۳۷: اگر عمداً یا سہواً پیشانی کو زمین پر نہ رکھے تو سجدہ نہیں ہوگا اگر چہ دوسرے چھ اعضا

(دونوں گھٹنے، دونوں ہتھیلیاں، دونوں پاوں کے انگوٹھے) زمین پر ہوں لیکن اگر پیشانی کو زمین پر رکھ دے اور دوسرے اعضا کو سہواً نہ رکھے یا سجدوں کی حالت میں ذکرِ سجدہ بھول جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۳۸: اگر زمین پر پیشانی رکھنا ممکن نہ ہو تو واجب ہے کہ جتنا جھک سکتا ہو اتنا جھکے اور تربت یا اس چیز کو کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اُٹھا کر اُونچی جگہ پر رکھے اور اس پر اس طرح سجدہ کرے کہ اس کو سجدہ کرنا کہا جاسکے لیکن اگر ممکن ہو تو اس پر واجب ہے کہ دوسرے تمام اعضا یعنی ہتھیلیاں، پاوں کے انگوٹھوں اور گھٹنوں کو زمین پر رکھے اور اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو کہ جس پر تربت وغیرہ کو رکھ سکے تو واجب ہے کہ اسے اپنے ہاتھ پر بلند کرے اور اس پر سجدہ کرے۔

مسئلہ ۶۳۹: جو شخص سجدہ گاہ وغیرہ پر سجدہ نہ کرسکتا ہو یہاں تک کہ اس کو اُٹھا کر بھی ممکن نہ ہو تو واجب ہے کہ سجدوں کے لئے سر سے اشارہ کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو آنکھوں سے اشارہ کرے۔

مسئلہ ۶۴۰: ایسا شخص جو جسمانی طور پر اتنا معذور ہو کہ سجدوں کی حالت میں سات اعضا کو زمین پر نہ رکھ سکتا ہو اور ہمیشہ کرسی اپنے ساتھ رکھتا ہو، اگر کرسی کے بازو یا کسی اور چیز جیسے میز وغیرہ پر سجدہ گاہ رکھ کے سجدہ کرسکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ اسی طرح سجدہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے ورنہ جس طرح ممکن ہو سجدہ کرے چاہے رکوع اور سجدے کے لئے سر کا اشارہ کرے یا آنکھ سے اشارہ کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۴۱: اگر ایسی زمین پر نماز پڑھے جہاں کیچڑ ہو تو اگر کیچڑ کے لباس یا بدن پر لگ جانے کی وجہ سے حرج یا مشقت کا سامنا ہوتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اشاروں سے سجدہ اور رکوع کرے اور قیام کی حالت میں تشہد اور سلام پڑھے۔

2ذکر

مسئلہ ۶۴۲: سجدوں میں واجب ہے کہ ایک مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَ بِحَمْدِهٖ" یا تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھے، اگر اس کے علاوہ کچھ اور جیسے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" یا "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنا چاہے، تو تین مرتبہ ہونے کی صورت میں کافی ہے۔

3 سجدوں کے ذکر کی حالت میں طمانیّت (سکون)

مسئلہ ۶۴۳: ذکرِ سجدہ کرتے وقت واجب ہے کہ بدن ساکن ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ مستحبی ذکر کے موقع پر بھی کہ جس کو سجدوں میں انجام دینا چاہتا ہے بدن ساکن ہو جیسا کہ اگر "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ" وغیرہ جیسے اذکار کو تین مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ ۶۴۴: جو شخص یہ جانتا ہو کہ سجدوں کا واجب ذکر بجالاتے وقت سکون واجب ہے وہ:

اگر پیشانی کو زمین پر رکھے اور بدن کے ساکن ہونے سے پہلے ذکر بجالائے تو۔ اگر ایسا جان بوجھ کر کرے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

اگر سہواً ایسا کرے تو:

اگر سجدوں کے دوران ہی اس طرف متوجہ ہو جائے تو واجب ہے کہ بدن کے ساکن ہو جانے کے بعد دوبارہ ذکر بجالائے۔ اگر سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد متوجہ ہو تو نماز صحیح ہے۔

ذکر واجب پورا ہونے سے پہلے اگر سجدے سے سر اُٹھائے:

اگر عمداً ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اگر سہواً ایسا ہو جائے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۴۵: اگر ایسے گدّے وغیرہ پر سجدہ کرے جس پر ابتدا میں تو بدن ساکن نہیں ہوتا مگر بعد میں ساکن ہو جائے تو سجدوں میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

4 سجدوں میں ذکر کرتے وقت ساتوں اعضا کا زمین پر لگنا

مسئلہ ۶۴۶: سجدوں سے واجب ذکر کی حالت میں اگر جان بوجھ کر اپنے ساتوں اعضا کو زمین سے اُٹھالے تو نماز باطل ہوگی، لیکن اگر ذکر میں مشغول نہ ہو تو پیشانی کے علاوہ دوسرے اَعضا کو اُٹھا کر دوبارہ زمین پر رکھ لے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۴۷: اگر سہواً ذکر سجدہ تمام ہونے سے پہلے پیشانی کو زمین سے اُٹھالے تو دوبارہ زمین پر نہیں رکھ سکتا بلکہ اس کو ایک سجدہ شمار کرے، لیکن اگر سہواً دوسرے اعضا کو زمین سے اُٹھالے تو واجب ہے کہ ان کو دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر بجالائے۔

مسئلہ ۶۴۸: اگر سجدوں کے وقت پیشانی زمین پر لگے اور مجبوراً اُٹھ جائے تو واجب ہے کہ پیشانی

کودوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر بجالائے اور اسے ایک سجدہ شمار کرے۔

5 سر کو زمین سے اُٹھانا اور دو سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا

مسئلہ ۶۴۹: سجدے کا ذکر پورا کرنے کے بعد واجب ہے کہ اطمینان سے بیٹھے اور اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے۔

6 قدموں اور پیشانی کی جگہ کا مساوی ہونا اور چار جڑی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اُونچی نیچی نہ ہونا

مسئلہ ۶۵۰: سجدوں کی حالت میں واجب ہے کہ پیشانی کی جگہ گھٹنوں اور پاؤں کے انگوٹھوں کی جگہ سے چار بند انگلیوں سے زیادہ اُونچی یا نیچی نہ ہو۔

7 سجدوں میں پیشانی کی جگہ کا پاک ہونا

مسئلہ ۶۵۱: واجب ہے کہ سجدوں میں پیشانی کی جگہ جیسے سجدہ گاہ یا وہ چیز جس پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے پاک ہو، لیکن اگر سجدہ گاہ وغیرہ کو نجس جگہ جیسے چٹائی وغیرہ پر رکھے یا اس کی ایک سمت نجس ہو تو پیشانی کو اس طرف رکھے جو پاک ہو۔

8 پیشانی اور جس چیز پر سجدہ کیا جاتا ہے اس کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہو

مسئلہ ۶۵۲: واجب ہے کہ پیشانی اور جس چیز پر سجدہ کیا جاتا ہے اس کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہو لہٰذا اگر ان کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو جیسے سر کے بال ہوں یا سجدہ گاہ کالی ہوگئی ہو یا اتنی میلی ہو چکی ہو کہ پیشانی تربت سے متصل نہ ہوتی ہو یا اس کے علاوہ کچھ ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۶۵۳: سجدہ کرتے وقت اگر نمازی کو احساس ہو جائے کہ اس کی پیشانی کسی رکاوٹ جیسے عبا یا سر کے رومال کی وجہ سے سجدہ گاہ وغیرہ تک نہیں پہنچ رہی ہے تو واجب ہے کہ پیشانی کو حرکت دے اور ہاں! سر کو زمین سے اٹھائے بغیر، تاکہ وہ تربت تک پہنچ جائے۔ پس! اگر سر کو زمین سے اُٹھالے تو اگر یہ کام جہالت یا فراموشی کی بنا پر ہو اور ایک رکعت کے دو سجدوں میں سے ایک سجدے میں ایسا ہو

تو نماز صحیح ہے اور دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے لیکن اگر جان بوجھ کر عمداً ایسا کرے یا ایک رکعت کے دونوں سجدوں میں ایسا ہو جائے تو نماز باطل ہے اور دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

9 پیشانی کو اس چیز پر رکھنا جس پر سجدہ صحیح ہوتا ہے

مسئلہ ۶۵۴: واجب ہے کہ انسان پیشانی کو اس چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۵۵: احتیاط واجب یہ ہے کہ جن رکعتوں میں تشہد نہیں ہوتا ان میں انسان دوسرے سجدے کے بعد بیٹھے۔

مسئلہ ۶۵۶: احتیاط واجب یہ ہے کہ چار رکعتی نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد بیٹھے اور اس کے بعد اگلی رکعت کے لئے قیام کرے۔

مسئلہ ۶۵۷: وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے وہ ہے زمین اور وہ چیزیں جو زمین سے اُگتی ہیں۔

- وہ کھائی جانے والی نہ ہوں۔
- وہ پہنی جانے والی نہ ہوں۔
- وہ معدنیات میں سے نہ ہوں۔

مسئلہ ۶۵۸: واجب ہے کہ سجدہ زمین پر ہو یا لکڑیوں اور پتوں پر ہو جن کو کھایا نہ جاتا ہو جیسے مٹی، پتھر، لکڑی، درختوں کے پتے، وغیرہ لہٰذا جو چیزیں کھائی اور پہنی جاتی ہیں جیسے روٹی، گندم اور معدنیات وغیرہ جو زمین کا حصہ شمار نہیں ہوتے جیسے لوہا، شیشہ وغیرہ تو ان پر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۵۹: سنگ مرمر اور دوسرے ان پتھروں پر جن کو عمارت کی زینت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے سجدہ کرنا صحیح ہے اور اسی طرح عقیق، فیروزہ اور دُر وغیرہ پر بھی سجدہ کرنا صحیح ہے، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ آخر میں ذکر شدہ پتھروں پر سجدہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶۶۰: جو چیزیں زمین سے اُگتی ہیں اور حیوان ان کو کھاتے ہیں جیسے ہری گھاس اور بھوسا وغیرہ تو ان پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۶۱: بنابر احتیاط سبز چائے کے پتے پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے لیکن قہوہ کے درخت کے پتے پر کہ جس کو کھانے میں استعمال نہیں کیا جاتا اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۶۲: گلاب اور دوسرے پھولوں اور اسی طرح زمینی جڑی بوٹیوں پر، جنھیں صرف علاج کے

لئے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے بنفشہ کے پھول اور ختمی بوٹی کے پھول پر سجدہ کرنا صحیح ہے، لیکن وہ نباتات جو طبی معالجے کے علاوہ بھی استعمال ہوتے ہیں چونکہ ان میں بعض طبی خواص پائے جاتے ہیں اور ان کو کھایا بھی جاتا ہے، جیسے خاکشیر کی بوٹی (ایسی طبیعی بوٹی ہے جس کے دانے سرخ اور خشخاش کی مانند ہوتے ہیں) تو ان پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۶۳: وہ نباتات جن کو کچھ علاقوں میں کچھ لوگ کھاتے ہیں لیکن دوسروں کے نزدیک وہ غیر ماکول ہیں ان کا شمار بھی ماکول میں ہوتا ہے ان پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۶۴: اینٹ، ٹھیکرے، کلس، چونے اور سیمنٹ پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۶۵: جوٹ اور روئی کے علاوہ لکڑی اور نباتات سے بنے ہوئے مصنوعی پتوں پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۶۶: جب کوئی ایسی چیز نہ ہو کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے یا سردی، گرمی وغیرہ کی وجہ سے اس پر سجدہ نہ کرسکے تو جوٹ اور روئی یا ان دونوں کی جنس سے بنے ہوئے اپنے لباس پر سجدہ کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان دونوں کے علاوہ جو لباس ہو، اس پر اس وقت تک سجدہ نہ کرے جب تک ان دونوں چیزوں کے جنس کا لباس موجود ہو اور اگر نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرے۔

مسئلہ ۶۶۷: اگر نماز کے دوران اس چیز کو گم کردے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے اور ایسی کوئی چیز اس کے پاس موجود نہ ہو تو اگر وقت میں گنجائش ہو تو نماز توڑ دے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو گزشتہ مسئلے میں جو ترتیب بتائی گئی ہے اس پر عمل کرے۔

مسئلہ ۶۶۸: اگر تقیہ کا محل ہو تو جانماز وغیرہ پر سجدہ کرنا جائز ہے اور اس پر دوسری جگہ نماز پڑھنا واجب نہیں لیکن اگر جہاں ہے وہیں پر ایسی جگہ پر سجدہ کرنے پر قادر ہو کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے جیسے چٹائی اور پتھر وغیرہ تو اس پر واجب ہے کہ ایسا کرے ورنہ تقیہ کی بنا پر جانماز پر ہی سجدہ کرے۔

مسئلہ ۶۶۹: اگر پہلے سجدے میں سجدہ گاہ پیشانی کے ساتھ چپک جائے تو دوسرے سجدے کے لئے اس کو الگ کرنا واجب ہے۔ پس! اگر اس کو الگ نہ کرے اور دوسرا سجدہ کردے تو اس کی نماز کا صحیح ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۶۷۰: سجدے کے لئے خاک سب سے افضل ہے اور وہ زمین جو اللہ کے حضور میں خضوع

وخشوع کی علامت ہے اور سب سے افضل مٹی تربتِ سیّد الشہداؑ ہے۔

مستحباتِ سجدہ

مسئلہ ۶۷۱: شروع سجدے اور آخر سجدے میں جب بدن ساکن ہوجائے تو تکبیر کہے۔

مسئلہ ۶۷۲: دو سجدوں کے درمیان اور بدن کے استقرار کی حالت میں "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْه" پڑھے۔

مسئلہ ۶۷۳: سجدوں کو طول دے اور ذکر، دعا، طلبِ حاجات دینی و دنیوی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلؑ پر درود میں مشغول رہے۔

مسئلہ ۶۷۴: سجدوں کے بعد ران پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔

مسئلہ ۶۷۵: سجدوں کی حالت میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔ (بایں معنی کہ اس کا ثواب کم ہے)

سجدوں سے متعلق دو اُمور کا بیان باقی ہے:

مسئلہ ۶۷۶: سجدہ غیر اللہ کے لئے حرام ہے اور یہ جو بعض لوگ حرم ائمہ علیہم السلام کی چوکھٹ پر پیشانی رکھتے ہیں اگر ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی نیّت سے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے وگرنہ حرام ہے۔

مسئلہ ۶۷۷: قرآن کریم کے چار سوروں میں ایسی آیتیں ہیں کہ جن کو خود پڑھنے یا سننے پر سجدہ واجب ہوجاتا ہے اور اگر اس وقت سجدہ کرنا بھول جائے تو جب یاد آئے سجدہ کرنا واجب ہے۔

آیات سجدہ

- سورۂ سجدہ آیت ۱۵ سورہ ۳۲
- سورۂ فصلت آیت ۳۷ سورہ ۴۱
- سورۂ نجم آیت ۶۲ سورہ ۵۳
- ورۂ علق آیت ۱۹ سورہ ۹۶

مسئلہ ۶۷۸: ریڈیو سے یا دوسرے نشر کرنے والے آلات سے اگر آیتِ سجدہ کو سنے تو واجب ہے کہ سجدہ کرے۔

مسئلہ ۶۷۹: تلاوت کے واجب سجدوں میں واجب ہے کہ سجدہ اس چیز پر ہو جو سابقہ بیان شدہ ان

چیزوں میں ہو جن پر سجدہ کرنا صحیح ہوتا ہے، لیکن دوسرے شرائط جو نماز کے سجدے میں معتبر ہیں جیسے قبلہ رُخ اور وضو سے ہونا وغیرہ وہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۸۰: تلاوت کے واجب سجدوں میں کافی ہے کہ پیشانی کو زمین پر رکھے اس میں ذکر واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے، بہتر یہ ہے کہ یہ پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا، لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ اِيْمَانًا وَّ تَصْدِيْقًا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَبُوْدِيَةً وَّ رِقًّا، سَجَدْتُ لَكَ يَا رَبِّ تَعَبُّدًا وَّ رِقًّا، لَا مُسْتَنْكِفًا وَّ لَا مُسْتَكْبِرًا، بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِيْلٌ ضَعِيْفٌ خَآئِفٌ مُّسْتَجِيْرٌ

7 ذکر

ذِکر کا مطلب

مسئلہ ۶۸۱: ہر عبارت جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہو وہ ذکر ہے جیسے اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ اور محمد اور آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا یہ سب اَذکار میں سب سے افضل ہیں لیکن ذِکر رکوع اور سجود میں صرف اسی پر اکتفا کرنا مشکل ہے۔

واجباتِ ذکر

مسئلہ ۶۸۲: اذکار کو نماز میں اس طرح پڑھنا واجب ہے کہ وہ تلفظ کیا جانا شمار ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اگر بہرہ نہ ہو یا اس کے اطراف میں شور و غل نہ ہو تو جو وہ پڑھ رہا ہے اس کو خود سن سکے۔

مسئلہ ۶۸۳: نماز کے تمام اذکار کا صحیح عربی میں ہونا واجب ہے۔ اگر نمازی عربی کے الفاظ کو نہ جانتا ہو اس کیفیت کے ساتھ کہ جس کے ساتھ پڑھنا واجب ہے تو اس پر واجب ہے کہ سیکھے اور سیکھنے سے عاجز ہو تو معذور ہے۔

مسئلہ ۶۸۴: واجبی اور مستحبی اذکار کو ٹھہر کر اور اطمینان کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ پس! اگر حرکت کرنا یا آگے پیچھے ہونا چاہے یا دائیں بائیں جھکنا چاہے تو حرکت کے عالم میں واجب ہے کہ ذکر کو قطع کر دے۔ ہاں! مطلق ذکر کی نیّت سے حرکت کی حالت میں ذکر بجالانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

ذِکر سے متعلق کچھ یاددہانی

مسئلہ ۶۸۵: اگر سہواً رکوع میں سجدے والا اور سجدے میں رکوع والا ذکر پڑھ دے تو نماز کے صحیح ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر عمداً ایسا کرے تو نماز صحیح نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کو مطلق ذکر کے ارادے سے بجالایا ہو۔

مسئلہ ۶۸۶: اگر نمازی کو رکوع یا سجدوں کے بعد احساس ہو کہ ذکرِ رکوع یا ذکرِ سجدہ میں غلطی ہوگئی ہے تو اگر محلِّ رکوع وسجود سے آگے بڑھ چکا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۸۷: رکوع اور سجود میں افضل ترین ذکر، واجب ذکر بجالانے کے بعد اسی کو تکرار کرنا ہے۔ افضل یہ ہے کہ طاق پر تمام کرے (یعنی تین، پانچ، سات وغیرہ) سجدوں میں مذکورہ چیزوں کے علاوہ مستحب ہے کہ محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود بھیجے اور دینی اور دنیاوی حاجتوں کی برآوری کے لئے دعا کرے۔

مسئلہ ۶۸۸: رکوع میں جانے اور سجدوں میں جانے سے پہلے اور سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد تکبیر کہنا مستحب ہے لیکن واجب ہے کہ تکبیر کو، رکوع کے لئے جھکتے ہوئے نہیں بلکہ سکون کی حالت میں کہے اور اسی طرح سجدوں کے لئے جھکتے ہوئے یا سر اُٹھاتے ہوئے نہ کہے۔ ہاں! مطلق ذکر کے قصد سے کسی بھی حالت میں رکوع میں جاتے ہوئے یا سجدوں میں جاتے ہوئے یا ان سے سر اُٹھاتے ہوئے تکبیر کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۸۹: سجدوں سے آنے والی رکعت کے لئے اُٹھتے وقت "بِحَوْلِ اللهِ وَ قُوَّتِهٖ اَقُوْمُ وَاَقْعُدُ" پڑھنا مستحب ہے۔

8 تشہد

تشہد کا مطلب اور اس کا حکم

مسئلہ ۶۹۰: تمام نمازوں میں نمازی پر دوسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد، نیز مغرب میں تیسری رکعت کے بعد اور چار رکعتی نمازوں یعنی ظہر، عصر اور عشا کی چوتھی رکعت کے بعد واجب ہے کہ سکون کے ساتھ بیٹھے اور تشہدّ پڑھے۔

مسئلہ ۶۹۱: تشہد اس طرح ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

مسئلہ ۶۹۲: تشہد سے پہلے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ خَيْرُ الْاَسْمَآءِ لِلّٰهِ کہنا مستحب ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوران کی آل پر درود کے بعد "وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ وَ اَرْفَعْ دَرَجَتَهٗ کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۹۳: تشہد میں لفظ "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ" میں ٹھہر کر اس کے بعد "آل محمد" کہنا اگر وحدت جملہ کے لئے مضر نہ ہوتو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

تشہد بھول جانا

مسئلہ ۶۹۴: اگر تشہد بھول جائے اور تیسری رکعت کے لئے اُٹھ کھڑا ہو اور رکوع کرنے سے پہلے یاد آجائے تو اس پر واجب ہے کہ بیٹھ کر پہلے تشہد پڑھے اس کے بعد کھڑا ہو اور تیسری رکعت بجالائے اور نماز کو مکمل کرے اور جب نماز سے فارغ ہوجائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر بے جا اُٹھ کھڑا ہوجانے کی وجہ سے سہو کے دو سجدے کرے۔

مسئلہ ۶۹۵: اگر تشہد بھول جائے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور اس کو رکوع کے بعد یاد آئے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھی ہے تو اس پر واجب ہے کہ نماز کو مکمل کرے اور سلام کے بعد تشہد بھول جانے کی وجہ سے دو سجدے سہو بجالائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سہو کے سجدوں سے پہلے بھولے ہوئے تشہد کی قضا بجالائے۔

9 سلام

سلام سے مراد اور اس کا حکم

مسئلہ ۶۹۶: سلام نماز کا آخری حصہ ہے اور اس پر نماز مکمل ہوجاتی ہے نماز میں جو سلام واجب ہے وہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" ہے۔ افضل یہ ہے کہ "وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" کو بھی اس کے ساتھ جوڑے یا یہ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

مسئلہ ۶۹۷: سلام سے پہلے یہ کہنا مستحب ہے اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام کو فراموش کر دینا

مسئلہ ۶۹۸: اگر سلام پڑھنا بھول جائے مگر نماز کی صورت بگڑنے سے پہلے اور عمداً یا سہواً مبطل نماز کا مرتکب ہونے سے پہلے، مثلاً قبلے سے منہ موڑنے سے پہلے یاد آ جائے تو واجب ہے کہ سلام پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

0 ترتیب

ترتیب کا مطلب اور اس کا حکم

مسئلہ ۶۹۹: نمازی پر واجب ہے کہ سابقہ ترتیب کے مطابق نماز پڑھے۔ پس! ہر جز کو اس کے موقع ومحل پر انجام دے، لہٰذا اگر عمداً ترتیب میں خلل ڈالے جیسا کہ اگر دوسرے سورے کو سورۂ حمد سے پہلے پڑھے یا رکوع سے پہلے سجدے کرے تو نماز باطل ہوگی۔

سہواً ترتیب میں خلل ڈالنا: یعنی ایک جز کو دوسرے جز پر سہواً مقدم کرنا۔

مسئلہ ۷۰۰:۔ اگر ایک رکن کو دوسرے پر مقدم کر دے جیسا کہ سجدے بھول کر اگلی رکعت کا رکوع بجالائے اور بعد میں سجدوں کی یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۰۱: اگر غیر رکن کو رکن پر مقدم کر دے مثلاً سجدوں کو بھول کر تشہد شروع کر دے لیکن اسے یاد آ جائے تو واجب ہے کہ پہلے سجدے کرے پھر دوبارہ تشہد پڑھے جسے پہلے پڑھ دیا تھا اس طرح اس کی نماز صحیح ہوگی۔

مسئلہ ۷۰۲: اگر رکن کو غیر رکن پر مقدم کر دے جیسا کہ اگر حمد بھول جائے اور رکوع کرے، پس! یاد آ جائے یہاں نماز صحیح ہے اور اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۰۳: اگر غیر رکن کو غیر رکن پر مقدم کرے مثلاً سورۂ حمد بھول جائے اور دوسرے سورے میں مشغول ہو جائے اور رکوع میں جانے سے پہلے یاد آ جائے تو واجب ہے کہ پہلے سورۂ حمد کو پڑھے اس کے بعد اس چیز کو پڑھے جس کو سورۂ حمد سے پہلے پڑھا تھا جیسے سورہ، تو اس کی نماز صحیح ہے۔

11 موالات (اعمال کو پے در پے انجام دینا)

مسئلہ ۷۰۴: نمازی پر واجب ہے کہ افعالِ نماز کو یکے بعد دیگرے بجالائے اور اس کو "موالات" کہتے ہیں یعنی افعال کے درمیان لمبا اور غیر معمولی فاصلہ نہ ڈالے۔ پس! اگر افعال کے درمیان غیر معمولی فاصلہ پیدا کرے کہ جس سے عرفاً نماز کی صورت باقی نہ رہے تو اس کی نماز باطل ہوگی۔

مسئلہ ۷۰۵: اگر کلمات یا ایک کلمے کے حروف کے درمیان سہواً غیر معمولی فاصلہ ہو جائے لیکن نماز کی صورت بگڑنے کا باعث نہ بنا ہو تو اگر بعد والے رکن میں داخل ہونے کے بعد متوجہ ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور ان کلمات یا جملوں کو دہرانا واجب نہیں ہوگا، لیکن اگر رکن میں داخل ہونے سے پہلے متوجہ ہو جائے تو واجب ہے کہ ان کلمات کو دہرائے۔

قنوت

قنوت کا مطلب اور اس کا حکم

مسئلہ ۷۰۶: تمام واجب اور مستحب نمازوں میں دوسری رکعت میں سورۂ حمد و دوسرا سورہ پڑھنے کے بعد اور رکوع سے پہلے مستحب ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اُٹھائے اور دعا کرے اور اس عمل کو "قنوت" کہتے ہیں۔

مسئلہ ۷۰۷: نمازِ جمعہ میں دو قنوت ہوتے ہیں: ایک پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسرا دوسری رکعت میں رکوع کے بعد۔

مسئلہ ۷۰۸: عید فطر اور عید قربان کی نماز میں پانچ قنوت پہلی رکعت میں اور چار قنوت دوسری رکعت میں ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۷۰۹: قنوت میں ہر ذکر یا دعا یا قرآنی آیت کی تلاوت کافی ہے، بلکہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر ایک مرتبہ درود پڑھ لینا کافی ہے یا سُبْحَانَ اللهِ یا بِسْمِ اللهِ یا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، ہی کہہ دے، لیکن افضل ان دعاؤں کا پڑھنا ہے، جو قرآن میں ذکر ہوئی ہیں جیسے "رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا وہ اذکار پڑھے جو ائمۂ معصومین علیہم السلام سے منقول ہیں: جیسے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ. سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ، وَ مَا فِيْهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ، وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

تعقیباتِ نماز

مسئلہ ۷۱۰: تعقیبات کا عربی میں ہونا شرط نہیں ہے لیکن افضل یہ ہے کہ وہ دعائیں اوراذکار پڑھے جو معصومینؑ سے نقل ہوئی ہیں۔ ان میں سب سے افضل تسبیح فاطمہ زہرا علیہا السلام ہے جو مشہور و معروف ہے اور اس میں ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دعاؤں کی کتابوں میں ایسی تعقیبات وارد ہوئی ہیں جو ائمۂ معصومینؑ سے منقول ہیں اور خوب صورت عبارتوں اور اعلیٰ مرتبہ مضامین پر مشتمل ہیں۔

مسئلہ ۷۱۱: نماز سے فارغ ہونے کے بعد مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں خاص کر توفیق نماز کی نعمت پر اس کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ کرے۔ جس کا مطلب ہے پیشانی کو زمین پر رکھنا اور افضل یہ ہے کہ سجدے میں تین مرتبہ یا اس سے زیادہ "شُکْرًا لِلّٰہِ" کہے۔

مبطلاتِ نماز

مسئلہ ۷۱۲: مبطلات نماز درجہ ذیل ہیں:

- جن امور کی نماز میں رعایت واجب ہے جیسے سترِ واجب یا مکان کا غصبی نہ ہونا۔
- وضو باطل ہو جانا۔
- نماز میں قبلے کی طرف پیٹھ پھیرنا۔
- کلام کرنا۔
- ہاتھ باندھنا، جیسا کہ بعض اسلامی فرقے کرتے ہیں۔
- سورۂ فاتحہ کے بعد "آمین" کہنا۔

۞ زور سے ہنسنا۔

۞ رونا۔

۞ نماز کی صورت بگاڑنا، جیسے تالی بجانا یا ہوا میں اُچھلنا۔

۞ کھانا اور پینا۔

۞ مبطل نماز شک کا طاری ہونا جیسے دو رکعتی یا سہ رکعتی نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک کرنا۔

۞ نماز کے اَرکان میں سے کسی رکن کو کم یا زیادہ کرنا جیسے رکوع کو کم یا زیادہ کرنا۔

مسئلہ ۷۱۳: وہ اُمور جو نماز کو باطل کر دیتے ہیں ان کو ''مبطلاتِ نماز'' کہا جاتا ہے۔

1 نماز میں جن امور کی رعایت واجب ہے ان میں سے کسی کا چھوٹ جانا

مسئلہ ۷۱۴: جن امور کی نماز میں رعایت واجب ہوتی ہے اگر ان میں سے کوئی امر چھوٹ جائے تو نماز باطل ہوجاتی ہے، جیسا کہ نماز کے دوران پتا چلے کہ جگہ غصبی ہے یا لباس ساتر نہیں ہے۔

2 وضو کا باطل ہونا

مسئلہ ۷۱۵: دورانِ نماز اگر مبطلاتِ وضو یا غسل میں سے کوئی امر حادث ہوجائے مثلاً نماز میں سو جائے یا پیشاب نکل جائے وغیرہ تو نماز باطل ہوجاتی ہے۔

3 نماز میں قبلے کی طرف پشت ہوجانا

مسئلہ ۷۱۶: اگر اپنے چہرے، بدن یا کسی ایک کو قبلے سے اس طرح منحرف کر دے کہ دائیں جانب یا بائیں جانب آسانی سے دکھائی دے تو اس کی نماز باطل ہوگی اور اگر سہواً ایسا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر تب بھی نماز باطل ہے۔ ہاں! اگر چہرہ معمولی سا دائیں یا بائیں مڑ جائے تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

4 کلام کرنا

مسئلہ ۷۱۷: نماز میں اگر عمداً کلام کرے چاہے ایک لفظ ہی ہو تو نماز باطل ہوجائے گی۔

مسئلہ ۷۱۸: اگر نماز کے دوران دوسروں کو آگاہ کرنے کے لئے کوئی شخص آیات یا اَذکار میں آواز

اُونچی کرے تو اس سے اگر نماز کی صورت نہ بگڑتی ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، بشرطیکہ قرأت یا ذکر کو قرأت یا ذکر کی نیّت سے اَدا کرے۔

مسئلہ ۷۱۹: اگر کوئی شخص پوری جماعت کو سلام کرے اور کہے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ جَمِيْعًا" اور ان میں سے ایک نماز پڑھ رہا ہو تو اگر کوئی دوسرا سلام کا جواب دے تو نمازی پر پہلے جواب دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۲۰: نماز کے دوران اگر کوئی سلام کے پیرائے میں سلام نہ کرے تو اس کا جواب دینا جائز نہیں ہے، لیکن اگر نماز میں نہ ہو اور ایسا کلام ہو جسے عُرف میں سلام شمار کیا جاتا ہو تو احتیاط واجب ہے کہ جواب دے۔

سلام کے بارے میں کچھ مسئلے

مسئلہ ۷۲۱: باشعور بچوں کو سلام کا جواب دینا واجب ہے چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں، جیسا کہ عورتوں اور مردوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۷۲۲: اگر کوئی شخص سلام کو سنے لیکن غفلت یا کسی اور بنا پر جواب نہ دے اور تھوڑا سا وقت گزر جائے تو اگر تاخیر اتنی ہو جائے کہ اب جواب دینا جواب شمار نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۲۳: اگر کوئی شخص "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ" کے بجائے صرف "سَلَامٌ" کہے تو اگر عُرف میں اسے سلام کہا جاتا ہو تو جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۷۲۴: اگر ایک شخص ایک بار میں متعدد مرتبہ سلام کرے تو سب کے لئے ایک ہی جواب دینا کافی ہے اور اگر چند افراد ایک وقت میں ایک ساتھ سلام کریں تو سب کے لئے ایک ہی جواب دینا کافی ہوگا، بشرطیکہ ایسے صیغے کے ساتھ ہو جو سب کو شامل ہو اور ان کے سلام کے جواب کی نیّت سے ہو۔

5 نماز میں ہاتھ باندھنا

مسئلہ ۷۲۵: اگر نماز میں عمداً ہاتھ باندھے جیسا کہ بعض اسلامی فرقے کرتے ہیں تو اس کی نماز باطل ہوگی لیکن اگر سہواً باندھے تو باطل نہیں ہوگی البتہ تقیہ کی بنا پر کوئی مانع نہیں ہے۔

6 سورۂ حمد کے بعد "آمین" کہنا

مسئلہ ۷۲۶: سورۂ حمد کے بعد لفظ "آمین" کہنا جائز نہیں ہے۔ اگر عمداً ایسا کرے تو نماز باطل ہوگی لیکن اگر تقیہ کی بنا پر کہے تو باطل نہیں ہوگی۔

7 زور سے ہنسنا

مسئلہ ۷۲۷: "قہقہہ" آواز کے ساتھ ہنسنے کو کہتے ہیں، اگر عمداً ایسا کرے تو نماز باطل ہے۔

8 بُکا (رونا)

مسئلہ ۷۲۸: اس سے مراد آواز کے ساتھ رونا ہے، کسی دنیاوی چیز کے چھوٹ جانے کی خاطر عمداً ایسا کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

9 نماز کی صورت بگاڑنا (جیسے تالی بجانا یا ہوا میں اُچھلنا)

مسئلہ ۷۲۹: اگر نماز کے دوران ایسا کام کرے جس سے نماز کی صورت بگڑ جائے تو نماز باطل ہو جائے گی جیسے تالی بجانا یا ہوا میں اُچھلنا وغیرہ۔

مسئلہ ۷۳۰: اگر نماز میں ہاتھوں کو یا ابروؤں کو یا آنکھوں کو حرکت دے کسی شخص کو کچھ سمجھانے کے لئے یا کسی کا جواب دینے کے لئے تو یہ عمل اگر اتنا مختصر ہو کہ قرار و سکون اور نماز کی صورت کے منافی نہ ہو تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

0 کھانا پینا

مسئلہ ۷۳۱: اگر نماز کے دوران نمازی کچھ کھائے یا پیئے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے چاہے کھانا پینا کم ہی ہو۔

11 نماز کو باطل کرنے والا شک طاری ہونا

مسئلہ ۷۳۲: س مسئلے کے بارے میں مفصّل بحث کی جائے گی۔

12 رکن کی کمی یا زیادتی

مسئلہ ۷۳۳: اس کے بارے میں رکوع و سجود کی بحث میں مکمل گفتگو ہو چکی ہے۔

مبطلات سے متعلق کچھ باتیں

مسئلہ ۷۳۴: نماز میں آنکھ بند کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے اور نہ اس سے نماز باطل ہوتی ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ ۷۳۵: نماز کی حالت میں قنوت کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۷۳۶: دوسروں کے لئے حسد، دشمنی اور کینہ کا اظہار کرنا جائز نہیں ہے لیکن ان اُمور سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

شکیاتِ نماز

مسئلہ ۷۳۷: نماز میں شک کل ۲۳ رقسم کے ہوتے ہیں:۔

آٹھ (۸) شک اس طرح کے ہیں جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

چھ (۶) شک ایسے ہوتے ہیں جن پر دھیان نہیں دینا چاہیے۔

نو (۹) شک ایسے ہیں جو صحیح ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۷۳۸: ایسے شک جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے:

- دو رکعتی نماز جیسے نماز صبح اور نماز مسافر کی رکعتوں کے بارے میں شک۔
- تین رکعتی نماز جیسے نمازِ مغرب کی رکعتوں کے بارے میں شک۔
- چار رکعتی نماز کی رکعتوں کے بارے میں پہلی رکعت کو شامل کر کے شک کرنا جیسا کہ اگر یہ شک ہو کہ یہ تیسری رکعت ہے یا پہلی رکعت ہے۔
- دوسرا سجدہ پورا کرنے سے پہلے چار رکعتی نماز کی رکعتوں کے بارے میں شک کرنا، جبکہ شک میں ایک جانب دوسری رکعت ہو، مثلاً شک کرنا کہ دوسری رکعت میں ہے یا تیسری رکعت میں جب کہ دو سجدے پورے نہ ہوئے ہوں۔

- شک کرے کہ دوسری رکعت ہے یا پانچویں رکعت یا اس سے زیادہ ہے۔
- تیسری یا چھٹی رکعت یا اس سے زیادہ میں شک کرنا۔
- چوتھی اور چھٹی یا اس سے زیادہ میں شک کرنا۔
- نماز کی رکعتوں کے بارے شک ہو یعنی اصلاً معلوم نہ ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

مسئلہ ۷۳۹: وہ شک جو قابلِ اعتنا نہیں ہوتے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- موقع و محل کے بعد شک ہونا، جیسا کہ رکوع میں داخل ہونے کے بعد شک کرے کہ سورۂ حمد اور دوسرا کوئی سورہ پڑھا ہے یا نہیں۔
- سلام پڑھنے کے بعد شک ہونا۔
- وقت گزرنے کے بعد شک ہونا۔
- جو شخص بہت زیادہ شک کرتا ہو اس کا شک۔
- امام یا ماموم میں سے کوئی ایک شک کرے جب کہ دوسرے کو یاد ہو۔
- مستحبی نمازوں میں شک۔

مسئلہ ۷۴۰: جو شخص نماز کی تیسری رکعت میں ہو اور شک ہو جائے کہ قنوت پڑھا تھا یا نہیں وہ اس شک پر توجہ نہیں دے گا، اس کی نماز صحیح ہے اور اس کو کچھ نہیں کرنا ہے۔

مسئلہ ۷۴۱: کئی برسوں بعد اگر کوئی شک کرے کہ اس کی نمازیں صحیح تھیں یا باطل؟ وہ شک پر دھیان نہیں دے گا (چونکہ عمل کے بعد شک قابل توجہ نہیں ہوتا)۔

مسئلہ ۷۴۲: کثیر الشک جس چیز میں شک کرے اس کے واقع ہونے پر بنا رکھے۔ مگر یہ کہ اس کا ایسا کرنا نماز کے باطل ہو جانے کا باعث ہو تو اس صورت میں اس کے واقع نہ ہونے پر بنا رکھے، اس میں رکعات، افعال اور اقوال میں کوئی فرق نہیں۔ مثال کے طور پر شک کرے کہ اس نے سجدہ یا رکوع کیا ہے یا نہیں تو وہ اس عمل کے واقع ہو جانے پر بنا رکھے، چاہے وہ موقع و محل سے آگے نہ بڑھا ہو، لیکن اگر شک کرے کہ اس نے صبح کی دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعتیں، تو وہ دو پر بنا رکھے۔

مسئلہ ۷۴۳: نمازِ نافلہ کے اَقوال و اَفعال میں شک کا حکم وہی ہے جو فریضہ میں ہے، یعنی اگر محل سے تجاوز نہ کیا ہو تو شک پر دھیان دے اور محل سے آگے بڑھ گیا ہو تو دھیان نہ دے، مثلاً اگر شک کرے کہ سورۂ حمد یا رکوع بجا لایا یا نہیں تو اگر محل سے تجاوز نہ کیا ہو تو مشکوک کو بجا لائے اور اگر تجاوز

کر چکا ہو تو شک پر دھیان نہ دے۔

3 صحیح شک

مسئلہ ۷۴۴: چار رکعتی نماز کی رکعات کی تعداد میں شک نو (۹) صورتوں میں صحیح ہوتا ہے:

- دوسری اور تیسری میں شک دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد۔
- دوسری اور چوتھی میں شک دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد۔
- دوسری، تیسری اور چوتھی میں شک دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد۔
- چوتھی اور پانچویں میں شک قیام کی حالت میں۔
- تیسری اور چوتھی میں شک چاہے نماز میں کہیں بھی ہو۔
- چوتھی اور پانچویں میں شک قیام کی حالت میں۔
- تیسری اور پانچویں میں شک قیام کی حالت میں۔
- پانچویں اور چھٹی میں شک قیام کی حالت میں۔
- تیسری، چوتھی اور پانچویں میں شک قیام کی حالت میں۔

نماز میں شک سے متعلق دو مسئلے

مسئلہ ۷۴۵: نمازِ احتیاط جو نماز کی رکعتوں میں شک ہو جانے کی صورت میں پڑھی جاتی ہے اور اس کی تعداد اتنی ہے جتنا نماز میں کمی کا احتمال ہو، لہٰذا اگر دوسری اور چوتھی میں شک ہو تو دو رکعت نماز احتیاط پڑھی جائے گی اور تیسری اور چوتھی میں شک ہو تو ایک رکعت کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھی جائے گی۔

مسئلہ ۷۴۶: نماز کے اَذکار میں سے اگر کوئی لفظ یا قرآنی آیت میں سے کوئی آیت یا قنوت کی دعاؤں میں سے کوئی دعا غلط پڑھ دے تو اس پر سہو کے سجدے واجب نہیں ہوں گے۔

❁❁❁❁❁

نماز جمعہ

نمازِ جمعہ کے احکام

مسئلہ ۷۴۷: نماز جمعہ کو جمعہ کے دن ظہر کے بدلے میں پڑھا جاتا ہے، بارہویں امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے زمانے میں یہ نماز واجب تخییری ہے، اب جب کہ ایران میں عادل اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کو ترک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۷۴۸: واجب تخییری کا مطلب یہ ہے کہ مکلف کو جمعہ کے دن اختیار ہے کہ وہ نماز ظہر پڑھے یا نماز جمعہ کو اختیار کرے۔

مسئلہ ۷۴۹: نماز جمعہ اگر چہ موجودہ دور میں واجب تخییری ہے اور اس میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے، تاہم اس کے فوائد اور اس میں حاضر ہونے کی اہمیت کے پیش نظر مومنین کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ بے کار بہانے بنا کر اپنے آپ کو اس قسم کی نماز میں شرکت کی برکتوں سے محروم رکھیں۔

مسئلہ ۷۵۰: عورتوں کے نماز جمعہ میں شریک ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور انھیں اس کا ثواب بھی ملے گا۔

مسئلہ ۷۵۱: نماز جمعہ جیسی سیاسی عبادت میں ہمیشہ شریک نہ ہونے کی کوئی شرعی وجہ نہیں ہے۔ اگر عدم شرکت لا پرواہی کی بنا پر ہو تو یہ چیز شرعاً قابلِ مذمت ہے۔

مسئلہ ۷۵۲: نماز جمعہ میں شرکت نہ کرنے والے کے لئے ظہر وعصر کو اوّل وقت میں پڑھنا جائز ہے۔ نماز جمعہ ختم ہونے کا انتظار کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۵۳: جہاں نماز جمعہ ہو رہی ہو اس کے قریب میں ہی نماز ظہر وعصر کو جماعت سے پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور جمعہ کے وجوبِ تخییری کو دیکھتے ہوئے، مکلف اس نماز کی بنا پر جمعہ کے دن کے فریضے سے سبکدوش ہو جاتے ہیں، لیکن جمعہ کے دن جہاں نماز جمعہ ہو رہی ہو اس کے قریب ہی نماز ظہر کو جماعت سے پڑھنا مؤمنین کی صفوں میں تفرقہ ڈالنا کہلاتا ہے اور کبھی کبھی لوگوں کی نظروں میں امام جمعہ کی توہین کا باعث بنتا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ لوگ نماز جمعہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے لہٰذا مومنین کے لئے ایسی جماعت قائم کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ اس سے اگر کوئی خرابی

اور فعل حرام کا ارتکاب لازم آئے تو ایسا نہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۷۵۴: نماز جمعہ، نماز ظہر کے بدلے میں کافی ہے (یعنی اس کا بدل ہے)۔

مسئلہ ۷۵۵: نماز جمعہ اگر چہ کافی ہے اور ظہر کی ضرورت نہیں ہے مگر از روئے احتیاط جمعہ کے بعد ظہر پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، چاہے امام جمعہ، نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر نہ پڑھے، لیکن اگر احتیاط کی رعایت کرنا چاہے تو نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھے۔ اس کے بعد جماعت سے نماز عصر پڑھے، احتیاط کامل اس مقام پر یہ ہے کہ نماز عصر میں اسی شخص کی اقتدا کرے جو نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً نماز ظہر پڑھتا ہے۔

مسئلہ ۷۵۶: یورپی ممالک وغیرہ میں جو جمعہ کی نمازیں یونیورسٹی کے طلاب کی طرف سے قائم کی جاتی ہیں جن میں سے اکثر شرکت کرنے والے اور امام جمعہ اہل سنت ہوتے ہیں ان میں شرکت کرنے میں، اگر اسلام و مسلمین کے درمیان حفظِ اتحاد کی خاطر ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے اور ایسی صورت میں نماز جمعہ کے بعد نمازِ ظہر پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۵۷: مسافر اگر ماموم ہو تو اس کی نماز جمعہ صحیح ہے اور ظہر کے بدلے میں کافی ہے، جنگ کے ایسے زخمی جن کی رگ نخاع کٹ جانے کی وجہ سے انھیں پیشاب کی شکایت رہتی ہو ان کے لئے نماز جمعہ میں شرکت جائز ہے، لیکن چونکہ ان پر واجب ہے کہ وضو کے فوراً بعد نماز شروع کر دیں، لہٰذا ان کے لئے وہی وضو کافی ہے جو انھوں نے نماز جمعہ میں شرکت کے لئے خطبہ جمعہ سے پہلے کیا ہے بشرطیکہ وضو کے بعد ان سے حدث سرزد نہ ہوا ہو۔

مسئلہ ۷۵۸: نماز جمعہ کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

- جماعت سے پڑھی جائے۔
- نمازیوں کی تعداد پانچ سے کم نہ ہو جن میں امام بھی شامل ہے۔
- نماز جماعت میں ضروری تمام شرائط کی رعایت کرنا جیسے صفوں کا متصل ہونا۔
- جمعہ کی دو جماعتوں کے درمیان فاصلہ کم سے کم ایک فرسخ کا ہو۔

1 جماعت سے پڑھی جائے

مسئلہ ۷۵۹: نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ اس کو جماعت کے ساتھ پڑھا جائے۔ اس

کو فرادیٰ پڑھنا صحیح نہیں ہے چاہے اس شخص کے پاس ہی کھڑا ہو جو جماعت سے پڑھ رہا ہو۔

2 نمازیوں کی تعداد پانچ سے کم نہ ہو

کم سے کم تعداد جس کے بعد نماز جمعہ منعقد ہوسکتی ہے وہ ہے ایک امام اور چار ماموین۔

3 نماز جماعت میں ضروری تمام شرائط کی رعایت کرنا جیسے صفوں کا متصل ہونا

مسئلہ ۷۶۰: نماز جماعت کے لئے ضروری تمام شرائط کی رعایت نمازِ جمعہ میں بھی واجب ہے جیسے مثال کے طور پر صفیں متصل ہوں۔

مسئلہ ۷۶۱: واجب ہے کہ امام جمعہ عادل ہو۔ پس! غیر عادل یا جس کی عدالت مشکوک ہو اس کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں! ظاہراً اتحاد کی خاطر جماعت میں حاضر ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔ بہرحال چاہے نماز میں شریک ہو یا نہ ہو اس کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں کو نماز جمعہ میں حاضر نہ ہونے پر اُکسائے۔

مسئلہ ۷۶۲: اگر امام جمعہ کی عدالت میں شک ہو یا یقین ہو کہ وہ عادل نہیں ہے لیکن نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایسا ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۶۳: اگر امام جمعہ کو مقرر کیا جانا ماموم کے لئے اس کی عدالت کے سلسلے میں اطمینان یا وثوق کا باعث بنے تو اس کی اقتدا کے صحیح ہونے میں اتنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۷۶۴: نماز جمعہ کو قائم کرنے کے لئے اصل جواز امامت، حاکم شرعی کے اجازے پر موقوف نہیں ہے لیکن نصب امام جمعہ کے جو اَحکام ہیں وہ اسی وقت مرتب ہوں گے جب وہ ولیٔ امر مسلمین کی طرف سے منصوب ہو اور یہ حکم ہر اس شہر و دیار پر نافذ ہوگا جہاں ولیٔ امر مسلمین کی اطاعت کی جاتی ہے۔

مسئلہ ۷۶۵: منصوب امام جمعہ کے لئے وقتی طور پر اپنا نائب بنانا جائز ہے، لیکن نائب کی امامت پر ولیٔ فقیہ کی طرف سے نصب کے اَحکام نافذ نہیں ہوں گے۔

مسئلہ ۷۶۶: منصوب نائبِ امام کی امامت میں نماز جمعہ قائم کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، جیسا کہ نائب کے مقرر کردہ امام کی اقتدا کرنے میں بھی کوئی مانع نہیں ہے۔

4 جمعہ کی دو جماعتوں کے درمیان فاصلہ کم سے کم ایک فرسخ ہو

مسئلہ ۷۶۷: واجب ہے کہ دو جمعہ کے درمیان فاصلہ ایک فرسخ سے کم نہ ہو اور جمعہ کی دو جماعتوں کے درمیان فاصلہ اس سے کم ہو تو پہلی صحیح اور دوسری باطل ہوگی اور دونوں ایک ہی وقت میں ہوں تو دونوں باطل ہوں گی۔

نمازِ جمعہ کا وقت

مسئلہ ۷۶۸: نمازِ جمعہ کا وقتِ اوّل زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اوائل زوال سے جو عرف میں ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے ہوتا ہے زیادہ تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔

نمازِ جمعہ کا طریقہ

مسئلہ ۷۶۹: نمازِ جمعہ صبح کی طرح دو رکعت ہے، لیکن اس میں دو خطبے ہوتے ہیں جن کو امام، نماز سے پہلے پڑھتا ہے۔

مسئلہ ۷۷۰: نمازِ جمعہ کی قرأت کو آواز سے اَدا کرنا مستحب ہے جیسا کہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون پڑھنا مستحب ہے۔ اسی طرح مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں قنوت رکوع سے پہلے اور دوسری میں رکوع کے بعد پڑھے۔

مسئلہ ۷۷۱: اگر خطبہ بالکل نہ سن پائے اور سیدھا جمعہ میں ملحق ہو تو اس کی نماز صحیح ہے حتّٰی اگر دوسری رکعت کے رکوع میں پہنچ جائے تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۷۲: ائمۂ مسلمین کا عنوان جن پر امام دوسرے خطبے میں سلام اور درود پڑھتا ہے وہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو شامل نہیں ہے لہٰذا خطبۂ جمعہ میں بی بی کے اسم مبارک کا ذکر کرنا واجب نہیں ہے لیکن تبرک کی خاطر آپ سلام اللہ علیہا کے اسم مبارک کو ذکر کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ امر مطلوب ہے اور اس میں بڑا اجر وثواب ہے۔

مسئلہ ۷۷۳: نماز جمعہ کے خطبوں کو زوال سے پہلے پڑھنا جائز ہے، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ خطبوں کا کچھ حصہ زوال کے بعد، وقت کے اندر ہو اور اس سے زیادہ احتیاط یہ ہے کہ دونوں خطبے وقت داخل ہو جانے کے بعد ہوں۔

نماز جمعہ سے متعلق بعض اُمور

مسئلہ ۷۷۴: ایسا کوئی کام کرنا جس سے مسلمانوں کی صفوں میں اختلاف اور تفرقہ پھیلتا ہو جائز نہیں ہے، تو پھر ایسا کرنا نماز جمعہ کے بہانے جو اسلام کے شعائر اور مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کا مظہر ہے کیونکر جائز ہوگا۔ لہٰذا جس شہر میں نمازِ جمعہ ہو رہی ہو اس میں دوسری نماز جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۷۵: جمعہ کے دن امام جمعہ کے علاوہ کسی اور کی اقتدا میں نمازِ عصر پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۷۶: نمازِ جمعہ میں امامِ جمعہ کی اِقتدا میں جمعہ کے علاوہ کسی اور واجب نماز کا صحیح ہونا محلِّ اشکال ہے۔

نمازِ مسافر

سفر میں قصر کا وجوب

مسئلہ ۷۷۷: سفر میں چار رکعتی نمازوں کو قصر کرنا واجب ہے، لہٰذا ان شرطوں کے تحت کہ جن کا بیان آنے والا ہے، چار رکعتی نماز دو رکعتی ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۷۷۸: قصر صرف یومیہ چار رکعتی نمازوں میں واجب ہے اور وہ ہیں: ظہر، عصر اور عشا رہ گئی صبح اور مغرب کی نماز تو وہ قصر نہیں ہوتی۔

نمازِ مسافر کی شرائط

مندرجہ ذیل آٹھ شرطیں موجود ہونے کی صورت میں ہی مسافر چار رکعتی نمازوں کو قصر کر سکتا ہے۔

پہلی شرط: سفر بقدر مسافت ہو اور مسافت کی مقدار آٹھ فرسخ ہے۔ جس میں آنا یا جانا یا آنا جانا دونوں اس شرط کے ساتھ کہ صرف جانا چار فرسخ سے کم نہ ہو شامل ہے۔

دوسری شرط: سفر کے لئے گھر سے نکلنے سے لے کر سفر تک مسافت طے کرنے کا ارادہ ہو۔ پس! اگر

مسافت کا ارادہ نہ کرے یا اس سے کم کا ارادہ کرے اور مقصد پر پہنچنے کے بعد دوسری جگہ کی طرف چل پڑے کہ اس جگہ اور پہلی جگہ کے درمیان کا فاصلہ شرعی مسافت کے برابر نہ ہو لیکن دونوں سفر ملا کر یعنی گھر سے دوسرے مقصد تک مسافت کے برابر ہو تو واجب ہے۔ کہ نماز پوری پڑھے۔

تیسری شرط: مسافت پوری کرنے تک نیّت پر باقی رہے اگر چار فرسخ سفر طے کرنے سے پہلے نیّت کو توڑ دے یا اس میں تردد ہو جائے تو اس پر سفر کا حکم اس کے بعد لگے گا' اگر چہ جو قصرِ نماز اس نے نیّت توڑنے سے پہلے پڑھی ہے وہ صحیح ہے۔

چوتھی شرط: سفر کی نیّت کو اس طرح نہ توڑے کہ راستے میں اس کا ارادہ وطن سے گزرنے کا ہو یا جس جگہ جانا چاہتا ہو وہاں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو یا اس سے زیادہ۔

پانچویں شرط: سفر اس کے لئے شرعاً جائز ہو' بنا برایں اگر سفر معصیت پر ہو اور حرام ہو خواہ خود سفر حرام ہو جیسے جہاد سے بھاگنا یا سفر کی غرض وغایت حرام ہو جیسے ڈاکہ ڈالنے کے لئے جانا تو اس پر سفر کا حکم نافذ نہیں ہوگا بلکہ نماز پوری پڑھے گا۔

چھٹی شرط: سفر کرنے والا خانہ بدوش نہ ہو جیسے اہلِ بادیہ' جن کے پاس مکان نہیں ہوتا بلکہ وہ صحراؤں میں چلتے رہتے ہیں اور جہاں چارہ پانی دکھائی دیتا ہے وہاں ڈیرا ڈال دیتے ہیں۔

ساتویں شرط: سفر مسافر کا پیشہ نہ ہو جیسے کرائے پر چلنے والے ڈرائیور، کشتی چلانے والے اور ان کی طرح کے لوگ اور جس کا کام سفر میں ہو وہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہوگا۔

آٹھویں شرط: حدِ ترخص تک پہنچ جائے، یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں بنا بر احتیاط مستحب بستی کی اذان کی آواز سنائی نہ دیتی ہو اور بستی کی دیواریں بھی دکھائی نہ دیتی ہوں۔

1 مسافت شرعی آٹھ فرسخ ہے

مسئلہ ۷۷۹: اگر جانے کا سفر چار فرسخ سے کم ہو اور صرف واپس آنے کا راستہ بھی شرعی مسافت کے بقدر نہ ہو تو ایسا شخص نماز کو پوری پڑھے گا، لہٰذا وہ ملازم حضرات جن کے وطن اور نوکری کرنے کی جگہ کے درمیان کا فاصلہ شرعی مسافت کے بقدر نہ ہو تو ان پر مسافر کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۷۸۰: اگر کسی خاص جگہ کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے اور اس مقام پر پہنچ کر اس کو ادھر سے اُدھر آنا جانا پڑے تو مقصد پر پہنچ کر جو آنا جانا ہوگا اس کو سفر میں شمار نہیں کیا جائیگا۔

مسئلہ ۷۸۱: آٹھ فرسخ کا حساب شہر کے آخری گھروں سے کیا جائے گا اور شہر کے آخر کی تعیین عُرفِ عام کے ذمے ہے۔اس بنا پر اگر کالونیاں، کمپنیاں اور کارخانے عرف کی نظر میں شہر کا حصہ نہ ہوں، تو مسافت کا حساب وہاں سے نہیں بلکہ شہر کے آخری گھروں سے کیا جائے گا۔

2 مسافت طے کرنے کی نیّت

مسئلہ ۷۸۲: وہ مسافر جو تین فرسخ تک جانے کا ارادہ رکھتا ہو،لیکن شروع سے اس کی نیّت یہ ہو کہ راستے میں ایک فرسخ کا سفر کسی خاص کام کے لئے کرے گا اور واپس وہیں آجائے گا جہاں سے ایک فرسخ کا سفر شروع کیا تھا۔اس کے بعد اپنے اصلی سفر کو جاری رکھے گا،تو ایسے شخص پر مسافر کا حکم عائد نہیں ہوگا اور اصلی راستے سے ہٹ کر اس نے جو سفر کیا تھا اس کو مسافت پوری کرنے کے لئے اصلی سفر کے ساتھ ملانا کافی نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۷۸۳: جو شخص اپنی سکونت کی جگہ سے دوسری جگہ کا سفر کرے جو مسافت شرعی سے کم ہو اور ہفتے کے دنوں میں کئی مرتبہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہو کہ جس کا مجموعی سفر آٹھ فرسخ سے زیادہ ہو جاتا ہو؛ اگر یہاں پر اس نے گھر سے نکلتے وقت مسافتِ شرعیہ کا قصد نہیں کیا تھا اور فاصلہ اس کے پہلے مقصد اور ان جگہوں پر اس کے مقاصد میں مسافتِ شرعیہ کے بقدر نہ ہو تو اس پر مسافر کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

3 مسافت پوری کرنے کی نیّت پر باقی رہنا

مسئلہ ۷۸۴: اگر شرعی مسافت طے کرنے کی نیّت کرے لیکن چار فرسخ طے کرنے سے پہلے ارادہ بدل دے یا سفر جاری رکھنے میں متردد ہو تو مسافر کا حکم اس پر نافذ نہیں ہوگا، بلکہ وہ نماز کو پوری پڑھے گا۔

4 دورانِ سفر وطن یا محلِّ اقامت سے گزرنے کا ارادہ نہ ہو

مسئلہ ۷۸۵: اگر شرعی مسافت طے کرنے کی نیّت کرے لیکن راستے میں اس کا گزر اپنے وطن سے ہو تو سفر ختم ہو جائے گا اور نماز پوری پڑھے گا۔اسی طرح اگر سفر پر نکلے اور ایسی جگہ پہنچ جائے کہ

جہاں دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا ہو تو نماز پوری پڑھے گا۔

5 سفر معصیت

مسئلہ ۷۸۶: اگر کوئی شخص قصد معصیت کے بغیر سفر کرے لیکن راستے میں نیّت بدل جائے اور معصیت کی خاطر سفر پورا کرنے کا ارادہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ اس وقت سے نماز پوری پڑھے جب سے اس نے سفر کو معصیت میں پورا کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اگر کچھ نمازیں اس دوران قصر پڑھی ہیں تو واجب ہے کہ ان کو دوبارہ پڑھے اور نئے سرے سے ان نمازوں کو پوری پڑھے۔

مسئلہ ۷۸۷: اگر جانتا ہو کہ جس سفر کا اس نے ارادہ کیا ہے اس میں گناہ اور حرام کاموں میں مبتلا ہو گا تو جب تک اس کا سفر ترک واجب اور فعلِ حرام کی خاطر نہ ہو اس پر تمام مسافروں جیسا حکم نافذ ہوگا اور وہ نماز کو قصر پڑھے گا۔

مسئلہ ۷۸۸: اگر اس کو معلوم ہو کہ سفر میں بعض واجبات نماز چھوٹ جائیں گے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس طرح کے سفر کو ترک کرے مگر یہ کہ اس کو ترک کرنے میں نقصان اور حرج ہو' بہرحال مطلقاً نماز کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

6 مسافر خانہ بدوش نہ ہو

مسئلہ ۷۸۹: وہ قبائل جو مہینے یا دو مہینے کے لئے اپنی اقامت گاہ سے چلے جاتے ہیں لیکن سال کے باقی دنوں میں اپنے گرمی اور سردی کے ٹھکانوں پر سکونت اختیار کرتے ہیں' اگر انھوں نے اپنی زندگی کا دائمی دستور یہی بنا لیا ہو گرمی اور سردی کے ٹھکانوں کو انھوں نے اپنے دو دائمی وطن کے طور پر اختیار کیا ہو تو ان دو ٹھکانوں پر وہ نماز پوری پڑھیں گے۔

7 سفر شغلی

جس کا شغل سفر ہو (یعنی جس کے کام اور شغل کی بنیاد ہی سفر ہو) جیسے ڈرائیور، پائلٹ' ملاح' چرواہا اور ان کے مانند تو ان پر واجب ہے کہ پہلے اور دوسرے شغلی سفر میں نماز قصر کریں اور ان دو کے علاوہ میں پوری پڑھیں۔

مسئلہ ۷۹۰: جس کا شغل سفر نہ ہو لیکن سفر اس کے کام کا مقدمہ ہو جیسے معلم، ملازم، کام کرنے والا اور فوجی جو ایک شہر میں رہتے ہیں لیکن کام کے لئے پردیس میں ایک مرتبہ سفر کرنا پڑتا ہے، تو ان کا حکم بھی وہی ہے جو اس کا ہے جس کا شغل سفر ہو۔

مسئلہ ۷۹۱: علم حاصل کرنا شغل نہیں ہے' لہٰذا کالجوں کے وہ طلاب جو ہر ہفتے یا ہر روز علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرتے ہیں وہ سفر میں نماز قصر پڑھیں گے۔ ہاں! اگر وہ تدریس کرنے والے معلم کی طرف سے طلب علم پر مامور ہوں لیکن ان سے کہا گیا ہو کہ وہ علم حاصل کرنے کے لئے کسی جگہ کا سفر کریں تو اس سفر میں نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

مسئلہ ۷۹۲: زیارت شغل نہیں ہے۔ بنا بر ایں جو شخص حضرت معصومہؑ کی زیارت کے لئے سفر کرتا ہے یا جمکران کی مسجد میں اعمال انجام دینے کے لئے قم مقدسہ کا سفر کرنا چاہتا ہے اس سفر میں اس کا حکم وہی ہے جو دوسرے مسافروں کا ہوتا ہے۔ پس! اس کی نماز قصر ہوگی۔

مسئلہ ۷۹۳: گاڑی چلانا جس کا دائمی کام نہ ہو لیکن کچھ مدت سے گاڑی چلانا اس کا پیشہ بن چکا ہو جیسے وہ فوجی کہ جس کو ڈرائیوری کا کام دیا گیا ہو اگر عرفاً مختصر عرصے میں گاڑی چلانا اس کا کام شمار ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو سارے ڈرائیوروں کا ہے۔

مسئلہ ۷۹۴: اگر جانا اور واپس آنا عُرف کی نظر میں ایک سفر شمار ہوتا ہو جیسے وہ معلم جو تدریس کے لئے اپنے وطن سے دوسری جگہ جاتا ہے اور اسی روز عصر کے وقت یا دوسرے دن واپس آجاتا ہے تو اس صورت میں جانا اور آنا پہلا سفر شمار ہوگا، لیکن اگر جانا آنا عُرف کی نظر میں ایک سفر شمار نہ ہوتا ہو، جیسے کہ وہ ڈرائیور جو سامان لے کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے اور وہاں سے مسافر یا سامان لے کر دوسری جگہ جاتا ہے، پھر اپنے وطن لوٹ آتا ہے تو اس حالت میں اس کا پہلا سفر اس کے پہلے مقصد پر پہنچ کر ختم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۷۹۵: جس شخص کا شغل سفر ہو اگر اپنے اصلی شغل کے علاوہ کسی اور کام کے لئے سفر کرے تو اس سفر میں اس کا حکم وہی ہے جو عام مسافر کا ہوتا ہے۔ پس! وہ نماز قصر پڑھے گا لیکن اس کا سفر اگر اپنے کام کی جگہ پر اپنے کام کے لئے ہو اور اسی اثنا میں وہ اپنے کام کی جگہ پر کچھ خاص کام انجام دینے کے لئے رکتا ہو جیسے دوستوں اور رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے اور ایک رات یا اس سے زیادہ وہاں قیام کرتا ہے، تو اس کا حکم وہی ہے جو کام کے لئے سفر کا حکم ہوتا ہے اور ان اُمور کی

انجام دہی سے حکم نہیں بدلے گا، بلکہ وہ نماز پوری پڑھے گا اور یہی حال اس وقت بھی ہے جب وہ اپنے شغل اور جاری سفر میں اپنے خاص شخصی اُمور انجام دے، ان اُمور کو انجام دینے کے بعد، اس لئے کہ اس دفتری کام کی وجہ سے اس کے سفر کا حکم نہیں بدلے گا۔

مسئلہ ۷۹۶: گاڑی کا ڈرائیور اگر کسی حادثے کی بنا پر کچھ عرصے کے لئے اپنے کام سے بے کار ہو جائے اور ڈرائیوری نہ کر سکے، پھر وہ اپنی صحت یابی کے لئے دوائیں خریدنے کی خاطر کسی شہر کا سفر کرے، تو یہاں اگر سفر میں اس کا کام گاڑی چلانا نہ ہو اور عرف میں اس کو شغلی سفر نہ کہا جا سکے تو اس کا حکم بھی دوسرے تمام مسافروں کا ہے۔

مسئلہ ۷۹۷: اگر تبلیغ، اِرشاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عُرفاً کسی مبلغ کا دینی شغل ہو تو سفر میں اس کا حکم اس سفر کا حکم ہوگا جو عمل و شغل کے لئے کیا جاتا ہے اور اگر وہ کبھی تبلیغ کے علاوہ کسی اور کام کے لئے سفر کرے تو اس سفر پر دوسرے تمام مسافروں کے سفر کا حکم نافذ ہوگا۔ پس! اس کی نماز قصر ہوگی۔

مسئلہ ۷۹۸: جس کا شغل سفر ہو جب وہ کسی جگہ دس دن یا اس سے زیادہ قیام کرے چاہے وہ اس کا وطن ہو یا نہ ہو تو اس پر قصر واجب ہے۔ اس سفرِ اوّل کی نمازوں میں جسے وہ دس دن قیام کے بعد کرے۔

8 حدِّ ترَخُّص

مسئلہ ۷۹۹: حدِّ ترَخُّص معین کرنے میں اَذان کا نہ سنائی دینا ہی کافی ہے؛ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک ساتھ دونوں علامتوں کی رعایت کرے (یعنی اذان کی آواز سنائی نہ دینے اور بستی کی دیواریں دکھائی نہ دینے کی)۔

مسئلہ ۸۰۰: حدِّ ترَخُّص کا معیار اس سمت کے شہر کے آخر کی اذان کا سنائی نہ دینا ہے جدھر سے سفر پر نکلتا ہے یا شہر میں داخل ہوتا ہے (شہر کے وسط یا دوسری سمت کی اذان کا سنائی نہ دینا معیار نہیں ہے)۔

وہ امور کہ جن سے سفر، سفر نہیں رہتا

- وطن سے گزرنا
- دس دن ٹھہرنے کی نیّت کرنا
- ایک جگہ تیس دن تک ٹھہرنا

مسئلہ ۸۰۱: جواُمور سفر کو منقطع کر دیتے ہیں انھیں" قواطع سفر" کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۸۰۲: مسافر اپنے وطن سے نکلنے کے بعد ایسے راستے سے گزرے جس میں اس کے وطن کی اذان سنائی دیتی ہو یا گھروں کی دیواریں دکھائی دیتی ہوں تو جب تک وطن سے نہ گزرے اس چیز سے نہ سفر کو کوئی نقصان ہوتا ہے اور نہ سفر ٹوٹتا ہے لیکن جب تک وہ وطن اور حدِّ ترخّص کے درمیان ہے اس پر سفر کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

وطن

وطن کی اقسام

وطن کی دو اقسام ہیں:

مسئلہ ۸۰۳: **اصلی وطن**: وہ جگہ ہے جہاں پلا بڑھا ہو اور ایک مدت تک رہا ہو۔

مسئلہ ۸۰۴: **نیا وطن**: دوسرا وطن۔

اختیاری وطن: وہ جگہ ہے جسے مکلف، ہمیشہ رہنے کے لئے اختیار کرتا ہے چاہے سال میں چند مہینے ہی رہنا ہو۔

مسئلہ ۸۰۵: کسی شہر میں پیدا ہونے سے وہ شہر اس کا وطن نہیں بن جاتا بلکہ ضروری ہے کہ ایک مدت تک اس میں رہے پلے بڑھے اور زندگی گزارے، مثلاً اگر تہران میں پیدا ہوا ہے لیکن وہاں پلا بڑھا نہ ہو تو تہران اس کا اصلی وطن شمار نہیں ہوگا۔ اس کا وطن تو ماں و باپ کا وطن ہے۔ جہاں پیدا ہونے کے بعد ماں اور باپ کے ساتھ گیا ہو اور وہاں زندگی بسر کی ہو۔ اگر اصفہان ماں و باپ کے وطن میں ہو جس میں وہ رہتے ہیں تو بچے کا اصلی وطن بھی وہی شہر ہوگا۔

نئے وطن کی شرائط

نیا وطن وجود میں آنے کے لئے تین شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں:

مسئلہ ۸۰۶: واجب ہے کہ قطعی طور پر اس جگہ کو وطن بنانے کا قصد کرے بنا بر ایں جب تک اس کو وطن نہیں بنا لیتا یا دوسرے لفظوں میں جب تک طویل مدت تک رہنے کے لئے اس کو اختیار نہیں کرتا وہ اس کا وطن شمار نہیں ہوگا مگر یہ کہ وطن کا قصد کئے بغیر وہ اتنی طویل مدت تک وہاں رہے کہ عرف

عام میں اس کا وطن شمار ہونے لگے اور عُرفِ عام کا نظریہ معلوم کرنا مکلف کی ذمّہ داری ہے۔ اس بنا پر وہ لوگ جو غیر معیّن مدت کے لئے کسی شہر کا سفر کرتے ہیں جیسے طلّاب دینیہ جو درس حاصل کرنے کے لئے مدارس علمیہ کا سفر کرتے ہیں یا وہ حکومت کے ملازم جن کو کسی شہر میں کام کے لئے غیر معیّنہ مدت کے لئے بھیجا جاتا ہے تو ان کے لئے اس شہر پر جس میں وہ پڑھتے ہیں یا کام کرتے ہیں وطن کا حکم نافذ نہیں ہوگا، مگر یہ کہ وہ اس میں اتنی لمبی مدت تک رہیں کہ وہ ان کا وطن شمار ہونے لگے۔ اس سلسلے میں کافی ہے کہ وہ لوگ سات یا آٹھ سال رہنے کا قصد کریں تا کہ عنوان وطن صادق آئے اور اس طرح یہی حکم اس شخص کا ہے جو کسی شہر میں کئی سال تک رہتا ہے اور اس پر فی الحال اپنے اصل وطن واپس لوٹنے پر پابندی ہے، لیکن وہ جانتا ہے کہ دیر سے سہی ایک دن وہ اپنے وطن جائے گا تو اس شہر میں اس کا حکم وہی ہے جو دوسرے تمام مسافروں کا ہے۔

مسئلہ ۸۰۷: واجب ہے کہ کسی شہر کو وطن بنائے پورے ملک کو وہ اپنا وطن نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ ۸۰۸: جس شہر کو وطن بنایا ہے اس میں اتنی مدت تک سکونت اختیار کرنا واجب ہے کہ عُرفِ عام میں وہ وہاں کا باشندہ شمار ہونے لگے۔ ہاں! یہ شرط نہیں ہے کہ چھے ماہ تک لگا تار وہاں رہے بلکہ مذکورہ قصد کرنے کے بعد ایک مدت تک رہنا کافی ہے چاہے رات میں ہی رہے تا کہ وہ اس کا وطن شمار ہو۔

مسئلہ ۸۰۹: نئے وطن کے لئے گھر وغیرہ کا ہونا شرط نہیں ہے۔

ایک سے زیادہ وطن

مسئلہ ۸۱۰: ہر انسان کے دو وطن ہو سکتے ہیں بلکہ تین بھی ہو سکتے ہیں۔ اس کے پیش نظر وہ قبائل جو ہمیشہ گرمیوں میں ایک جگہ اور سردیوں میں دوسری جگہ یا اس کے برعکس سال کے کچھ دن گزارتے ہیں اور وہ دونوں جگہوں کو ہمیشہ کے لئے زندگی گزارنے کے لئے انتخاب کر لیتے ہیں، تو وہ دونوں مقام ان کا وطن شمار ہوں گے اور دونوں جگہ ان پر وطن کا حکم جاری ہوگا اور اگر ان دو وطنوں کے درمیان کی مسافت، مسافت شرعی کے برابر ہو تو ایک جگہ سے دوسری جگہ کے سفر کے راستے میں وہ مسافروں کے حکم میں ہوں گے اور یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جس نے اپنی عمر کے کچھ سال اس گاؤں میں گزارے ہوں جہاں وہ پیدا ہوا تھا اور کچھ سال شہر میں گزارے ہوں اور اس وقت وہ

دوسرے شہر میں رہتا ہو تو جب تک وہ گاؤں سے روگردانی نہیں کرتا اس پر اس گاؤں میں اصلی وطن کا حکم نافذ ہوگا اور وہ شہر جس میں اس نے کچھ سال گزارے تھے تو اگر اس کو وطن بنا لیا تھا تو جب تک اس سے منصرف نہ ہو وہ اس کا نیا وطن کہلائے گا اور وہ شہر جس میں فی الحال رہ رہا ہے اگر اس کو وطن بنانے کا ارادہ کر لیا ہے اور اس میں رہتے ہوئے اتنی مدت ہوگئی ہے کہ عُرف میں وہ اس کا وطن شمار ہونے لگا ہے تو جب تک اس سے دوری اختیار نہیں کرتا وہ بھی اس کا وطن شمار ہوگا۔

وطن سے دوری اختیار کرنا

مسئلہ ۸۱۱: وطن سے دوری اختیار کرنے کا مطلب ہے اس جگہ سے اس نیّت سے کوچ کرنا کہ پھر کبھی رہنے کے لئے لوٹ کر وہاں نہیں آئے گا۔

مسئلہ ۸۱۲: جب تک وطن سے دور نہ ہو جائے وطن کا حکم اپنے حال پر باقی رہے گا اور اس میں نماز پوری پڑھے گا لیکن وطن سے دور ہو جانے کی صورت میں اس پر وطن کا حکم اس وقت تک عائد نہیں ہو گا جب تک وہ دوبارہ ایک لمبے عرصے تک وہاں سکونت اختیار نہ کرے۔ اس کو دیکھتے ہوئے ایسا شخص جو گاؤں کا رہنے والا ہو لیکن فی الوقت وہ تہران میں سکونت پذیر ہو لیکن اس کے ماں اور باپ اب بھی گاؤں میں ہوں اور وہاں ان کی جائداد ہو اور وہ بھی ان کی دیکھ بھال اور مساعدت کے لئے جاتا رہتا ہو لیکن اسے گاؤں واپس جانے کا کوئی شوق نہ ہو تو اگر وہ گاؤں میں جا کر رہنے کی نیّت نہیں رکھتا بلکہ اس کا ارادہ نہ جانے کا ہے تو اس پر وہاں وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

{زوجہ اور اولاد کا وطن اور ترک وطن کے سلسلے میں تابع ہونا}

مسئلہ ۸۱۳: صرف زوجہ ہونا اجباری طور پر تابع ہونے کا موجب نہیں ہوتا، لہٰذا زوجہ کو یہ حق ہے کہ وہ وطن اختیار کرنے یا وطن ترک کرنے میں شوہر کی پیروی نہ کرے۔ بنا برایں کسی جگہ کا شوہر کا وطن ہونا باعث نہیں بنتا کہ وہ زوجہ کا بھی وطن ہو۔ پس! زوجہ پر وہاں وطن کا حکم نافذ نہیں ہوتا لہٰذا یہ شخص کہ جس کا ایک وطن ہے لیکن فی الحال وہ وہاں نہیں رہتا مگر اپنی بیوی کے ساتھ کبھی کبھی وہاں جاتا ہے اس کی زوجہ پر واجب ہے کہ وہ وہاں قصر نماز پڑھے۔ اسی طرح صرف شادی ہو جانا اور زوجہ کا اپنے شوہر کے ہمراہ دوسرے شہر میں جانے کا لازمہ یہ نہیں کہ زوجہ کے لئے اپنے اصلی وطن کو ترک کرنے کا باعث ہو، بنا برایں وہ جوان جو دوسرے شہر کی کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو جب

بیوی اپنے باپ کے گھر جاتی ہے تو جب تک وہ اپنے اصلی وطن کو ترک نہیں کرتی اس کی نماز وہاں پوری ہوگی لیکن اگر بیوی وطن اختیار کرنے میں یا اس کو ترک کرنے میں شوہر کی تابع ہو تو اس کے لئے شوہر کی نیّت ہی کافی ہے۔ پس! جس شہر میں شوہر اپنی بیوی کے ساتھ رہنے کے لئے جاتا ہے اور اپنا وطن بناتا ہے وہی بیوی کا وطن بھی ہوگا۔ اسی طرح شوہر اگر دونوں کے مشترک وطن کو ترک کر کے دوسری جگہ جاتا ہے تو وہ بیوی کی طرف سے بھی ترکِ وطن شمار ہوگا۔

مسئلہ ۸۱۴: اولاد اگر اپنی مرضی وارادے سے زندگی گزارنے میں آزاد نہ ہو بلکہ اپنی طبیعت وفطرت کے مطابق وطن کے انتخاب اور ترک میں باپ کے تابع ہو تو وہ نیا وطن جس کو باپ نے ہمیشہ رہنے کے لئے انتخاب کیا ہے اولاد کا وطن بھی ہوگا اس کے علاوہ کسی صورت میں وہ باپ کے تابع نہیں ہوں گے۔ بنا بر ایں جو شخص بالغ ہونے سے پہلے ہی اپنے پیدائشی وطن کو چھوڑ کر اپنے باپ کے ساتھ دوسرے شہر میں چلا جائے اور باپ کا ارادہ وہاں سے واپس آ کر زندگی گزارنے کا نہ ہو تو اس جگہ اس پر وطن کا حکم نافذ نہیں ہوگا بلکہ باپ کا نیا وطن ہی اس کا وطن ہوگا۔

دس دن ٹھہرنے کی نیّت کرنا

مسئلہ ۸۱۵: مسافر اگر کم سے کم دس دن لگاتار ایک جگہ رہنا چاہے اور اس کو پتا چلے کہ اس کو دس دن ایک جگہ رہنا ہے تو اس پر واجب ہے کہ نمازیں پوری پڑھے (اور فقہی اصطلاح میں اس کو "قصدِ اقامت" کہتے ہیں) لیکن اگر دس دن سے کم رہنے کا ارادہ ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو دوسرے تمام مسافروں کا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۸۱۶: فوجی یا وہ لوگ جن کو لشکر میں یا فوجی چھاؤنیوں میں کام پر رکھا جاتا ہے جب ایک جگہ دس دن تک یا اس سے زیادہ رہنے کا ارادہ کریں (جیسے فوجی چھاؤنیوں یا سرحدوں پر .....) یا اجباراً ان کو معلوم ہو کہ انھیں دس دن یا اس سے زیادہ رہنا ہی ہوگا تو وہ نماز پوری پڑھیں گے۔

مسئلہ ۸۱۷: جو شخص جانتا ہو کہ وہ جہاں کا سفر کر رہا ہے اس منزل پر دس دن نہیں رہے گا تو اگر وہ دس دن کی نیّت کرتا ہے تو اس کا کوئی مطلب اور اثر نہیں ہے بلکہ اس پر وہاں نماز کو قصر کرنا واجب ہے۔ پس! مثلاً اگر کوئی شخص حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے سفر کرے اور اسے معلوم ہو کہ وہاں دس دن نہیں رہے گا اس کے باوجود وہ نماز پوری پڑھنے کے لئے دس دن کی نیّت کرے

تو اس نیّت کا کوئی اثر نہیں بلکہ اس کو نماز قصر پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ ۸۱۸: واجب ہے کہ ایک ہی جگہ پر دس دن رہنے کی نیّت کرے (جیسے کسی شہر یا گاؤں وغیرہ میں) اس بنا پر دو جگہوں پر دس دن رہنے کی نیّت نہیں کر سکتا۔ پس! مثال کے طور پر جو شخص دو جگہ تبلیغ کرتا ہوا گر وہ عُرف میں دو جگہیں شمار ہوتی ہوں تو اس پر واجب ہے کہ کسی معین جگہ پر اقامت کی نیت کرے۔ اگر وہ کچھ دن ایک جگہ اور کچھ دن دوسری جگہ رہنا چاہے تو دونوں جگہوں پر رہنے کی نیت نہیں ہو سکتی، بلکہ اس صورت میں وہ دونوں جگہ قصر نماز پڑھے گا۔ اگر مسافر شہر کے کسی محلّے میں دس دن ٹھہرنے کی نیّت کر لے تو اس کا دوسرے محلوں میں جانا چاہے اس محلّے اور دوسرے محلوں کے درمیان مسافت شرعیہ ہی کیوں نہ ہو اس محلے میں قصدِ اقامت اور اس کے حکم کے لئے مضر نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۱۹: اگر مسافر کسی ایک جگہ دس دن یا اس سے زیادہ رہنے کی نیّت کرے اور پہلے سے ہی اس کی نیت دس دنوں کے دوران آس پاس کی جگہوں پر جانے کی ہو (جیسے باغ اور کھیت وغیرہ جو اس کے محلِّ اقامت کی حدود میں ہوں) تو یہ قصد، قصدِ اقامت کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے بلکہ وہ نماز پوری پڑھے گا یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب وہ اپنے محلِّ اقامت سے ایک تہائی رات یا دن سے زیادہ عرصے کے لئے نہیں نکلنا چاہتا ہو اور جہاں جانا چاہتا ہے وہ جگہ شرعی مسافت سے کم فاصلے پر ہو اور ایک بار یا کئی بار جانا چاہتا ہو تو یہ قصد اس کے قصدِ اقامت کے لئے مضر نہیں بلکہ وہ نماز پوری پڑھے گا لیکن اگر اس سے زیادہ عرصے کے لئے نکلے تو ایسا کرنا اقامت میں مانع ہوگا اور وہ اس صورت میں نماز قصر پڑھے گا۔

مسئلہ ۸۲۰: اگر کوئی مسافر دس دن رہنے کا قصد کرے پھر وہ اپنے محلِّ اقامت سے چاہے ایک مرتبہ اور چند منٹ کے لئے ہی سہی چار فرسخ تک جانے کا ارادہ کرے یا اس سے زیادہ کا ارادہ تو اس سے قصد اقامت پورا نہیں ہوگا بلکہ وہ نماز قصر پڑھے گا۔

مسئلہ ۸۲۱: اگر مسافر ایک جگہ ٹھہرنے کی نیّت کرے لیکن ظہر، عصر یا عشا میں سے کوئی ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے اپنے قصد سے پلٹ جائے یا اس میں متردد ہوجائے تو اقامت کا قصد نہیں ہو پائے گا بلکہ وہ جب تک اس جگہ رہے گا نماز قصر پڑھے گا، لیکن اگر اس نے قصدِ اقامت کے بعد ایک چار رکعتی نماز وہاں پڑھ لی ہو تو قصدِ اقامت ہوجائے گا اور نماز پوری ہوگی، اب اگر وہ ارادہ بدل دے یا متردد ہوتا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بنا بر ایں جب تک وہ اس مقام پر رہے اور نیا سفر نہ کرے نمازیں پوری ہی پڑھتا رہے گا (چاہے وہ اقامت پوری ہو

جانے کے بعد ایک دن ہی وہاں رہے)

مسئلہ ۸۲۲: قصد اقامت دو چیزوں سے ہوتا ہے:

❁ قصد اقامت کے ساتھ ایک چار رکعتی نماز پڑھنا۔

❁ اقامت کی نیت کر کے ایک جگہ دس دن لگا تار رہے (چاہے اس مدت میں ایک بھی نماز نہ پڑھی ہو)۔

مسئلہ ۸۲۳: اقامت کے حکم میں آجانے کے بعد اگر شرعی مسافت سے کم سفر محلِ اقامت سے کرتا ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں چاہے ایک مرتبہ سے زیادہ ہو اور طویل مدت کے لئے ہو اور اس کی نماز وہاں پر پوری ہو گی لیکن اگر شرعی مسافت کے برابر کا سفر کرتا ہے تو دوسرے تمام مسافروں کی طرح وہ بھی قصر نماز پڑھے گا۔ اس بنا پر اگر کسی معین شہر میں دس دن ٹھہرنے کی نیت کرنے کے بعد کسی دوسرے شہر کا سفر کرتا ہے جو اس شہر سے شرعی مسافت سے زیادہ دور ہو تو اس مدت میں اس کی اقامت ختم ہو جائے گی۔ اب اگر لوٹ کر اس شہر میں جاتا ہے تو واجب ہے کہ دس دن ٹھہرنے کی نیّت کرے تاکہ نماز پوری پڑھ سکے۔

مسئلہ ۸۲۴: وطن کے سلسلے میں زوجہ اور اولاد کی پیروی کے سلسلے میں جو ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب کچھ قصدِ اقامت میں بھی آتا ہے۔

بغیر قصد اقامت کے ایک ماہ تک رہنا

مسئلہ ۸۲۵: اگر کوئی مسافر شرعی مسافت یعنی آٹھ فرسخ سفر کرے اور اپنے ٹھکانے پر جا کر قیام پذیر ہو مگر معلوم نہ ہو کہ کتنے دن رکنا ہے دس دن یا کم وبیش تو جب تک یہی صورت حال رہے تو اس پر واجب ہے کہ نمازِ قصر پڑھے، لیکن تیس دن گزر جانے کے بعد واجب ہے کہ آنے والے دن نماز پوری پڑھے چاہے اسی دن نکلنے کا ارادہ ہو۔

بلاد کبیرہ (بڑے شہر)

مسئلہ ۸۲۶: اَحکامِ سفر، قصدِ وطنیت اور قصدِ اقامت میں بڑے اور چھوٹے شہروں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ یہاں تک بڑے شہروں میں سے کسی ایک کو وطن بنانے کا قصد کرے اور کسی خاص محلے کو معین کئے بغیر اس میں ایک مدت تک ٹھہرے تو شہر کے تمام محلوں میں اس پر وطن اصلی کا حکم جاری ہوگا اور

ہر محلے میں نماز پوری پڑھے گا۔ یہی حکم ہے اس قسم کے شہروں میں محلّے کی تعیُّن کئے بغیر دس دن ٹھہر نے کی نیّت کرنے کا۔ پس! شہر کے تمام محلوں میں اس پر پوری نماز پڑھنے کا حکم نافذ ہوگا۔

قضا نمازیں

مسئلہ ۸۲۷: جو شخص وقت کے اندر نماز نہ پڑھے اس پر واجب ہے کہ قضا پڑھے، چاہے وہ ادا کے پورے وقت میں سویا رہا ہو یا بیماری یا بیہوشی کی وجہ سے اس نے نماز نہ پڑھی ہو لیکن اگر پورے وقت میں غش میں رہا ہو تو اس پر قضا واجب نہیں ہے اور یہی حکم اس کافر کا ہے جو مسلمان ہو جائے اور حیض اور نفاس والی عورت کا بھی ہے کہ ان پر بھی قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۸: نماز کا وقت نکل جانے کے بعد اگر پتا چلے کہ اس نے جو نماز پڑھی تھی وہ باطل تھی تو اس پر قضا واجب ہے مثلاً غسلِ جنابت کا صحیح طریقہ نہ جانتا ہو اور باطل طریقے سے غسل کرے تو اس پر ان نمازوں کی قضا واجب ہے جو اس نے حدثِ اکبر کے ہوتے ہوئے پڑھی تھیں۔

مسئلہ ۸۲۹: ان نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے چھوٹ جانے کا یقین ہو یا باطل ہونے کا، لیکن اگر اس کو شک ہو یا گمان ہو کہ اس کی پہلے کی کچھ نمازیں باطل تھیں یا چھوٹ گئی تھیں تو اس پر ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۳۰: ایک دن کی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی جو نمازیں چھوٹ گئی ہوں ان کو ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح ترتیب حاصل کرنے کے لئے "دور" یعنی نمازوں کی تکرار بھی واجب نہیں ہے۔ بنا برایں جو شخص ایک سال کی قضا نمازیں پڑھنا چاہتا ہو تو وہ اس طریقے پر نمازوں کو پڑھ سکتا ہے، صبح کی نماز بیس مرتبہ پڑھے' ظہر وعصر کی بیس بیس مرتبہ پڑھے پھر مغرب وعشا کی بیس مرتبہ پڑھے اسی طرح پڑھتا رہے یہاں تک کہ ایک سال کی نمازیں پوری ہو جائیں اور ایسا بھی کر سکتا ہے کہ کسی ایک نماز سے شروع کرے اور جس طرح یومیہ نمازیں پڑھی جاتی ہیں اسی طرح ترتیب سے پڑھتا چلا جائے۔

مسئلہ ۸۳۱: جس کے ذمّے قضا نمازیں ہوں لیکن وہ نہ جانتا ہو کہ کتنی ہیں مثلاً نہ جانتا ہو کہ دو نمازیں چھوٹی ہیں یا تین تو اس کے لئے کم مقدار میں قضا پڑھ لینا کافی ہے (یعنی جس مقدار کے چھوٹ

جانے کا یقین ہو)۔

مسئلہ ۸۳۲: اگر تین غسلِ جنابت مثلاً بیسویں، پچیسویں اور ستائیسویں دن کرے اس کے بعد یقین ہو جائے کہ تین اَغسال میں سے کوئی ایک باطل تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اتنی قضا نمازیں پڑھے کہ اسے بری الذمّہ ہونے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۸۳۳: نافلہ اور مستحبی نمازیں قضا نماز کی جگہ نہیں لے سکتیں۔ بنا برایں اگر کسی کے ذمّے قضا نماز ہو تو اُنھیں قضا کی نیّت سے پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۸۳۴: وہ اَفراد جو موجودہ وقت میں چھوٹی ہوئی تمام نمازوں کی قضا نہیں پڑھ سکتے ان کے لئے جس قدر ممکن ہو قضا پڑھیں اور باقی نمازوں کے لئے ان پر واجب ہے کہ وصیّت کریں۔

نمازِ اِجارہ

مسئلہ ۸۳۵: جو شخص زندہ ہو اس کی قضا نمازیں نائب بن کر پڑھنا صحیح نہیں ہے، چاہے وہ قضا پڑھنے سے عاجز کیوں نہ ہو۔ ہاں! جب مر جائے تو اس کی طرف سے قضا پڑھنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔ مکلف پر شرعاً واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں کو اپنی زندگی میں جیسے بھی ممکن ہو خود پڑھے۔ جب تک زندہ ہے نائب کی نماز اس کی طرف سے کافی نہیں ہے چاہے اُجرت پر ہو یا اُجرت کے بغیر۔

مسئلہ ۸۳۶: نمازِ اِجارہ میں میّت کی خصوصیات کا ذکر کرنا شرط نہیں ہے۔ ہاں! ظہر، عصر، مغرب اور عشا میں ترتیب کی رعایت کرنا شرط ہے اور عقد اُجرت میں اگر اَجیر کے لئے خاص شرائط ذکر نہ کی گئی ہوں مثلاً یہ نہ ذکر کیا گیا ہو کہ نماز کو مسجد میں پڑھنا واجب ہے یا فلاں وقت میں پڑھنا ہے اور کوئی خاص کیفیّت بھی نہ پائی جاتی ہو کہ عقد اجارہ میں جو اِطلاق ہے وہ اسی کیفیّت کی طرف منصرف ہو تو اجیر پر واجب ہے وہ نماز معمول کے مطابق مستحبات کے ساتھ بجالائے مگر یہ کہ ہر نماز کے لئے اذان کہنا واجب نہیں ہے۔

والدین کی قضا نمازیں

مسئلہ ۸۳۷: والدین کی جو نمازیں چھوٹ گئی ہوں بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان

کی قضا پڑھے، بشرطیکہ انھوں نے نمازیں خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے نہ چھوڑی ہوں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس صورت میں بھی ان کی قضا نمازیں پڑھے۔

مسئلہ ۸۳۸: اگر ماں یا باپ بالکل نماز نہ پڑھتے ہوں تو بنابر احتیاط واجب اس صورت میں بھی ان کی قضا نماز واجب ہے۔

مسئلہ ۸۳۹: بڑے بیٹے سے مراد، والدین کی وفات کے بعد لڑکوں میں جو سب سے بڑا ہو بنابر ایں اگر بڑا بیٹا چاہے نابالغ ہو، ماں اور باپ کی زندگی میں مرجائے تو ماں اور باپ کے فوت ہوجا نے کے بعد جو بڑا بیٹا زندہ ہو اسی پر ان دونوں کی نمازوں کی قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۸۴۰: بڑے بیٹے پر ماں اور باپ کی نمازوں کی قضا واجب ہونے کا معیار وہ بڑا بیٹا ہے جو بیٹوں میں سب سے بڑا ہو، بنابر ایں اگر میّت کی بڑی اولا دلڑکی ہو اور دوسرا لڑکا ہو تو ماں یا باپ کی قضا نماز دوسرے فرزند پر واجب ہوگی جو بیٹا ہے۔

مسئلہ ۸۴۱: کوئی شخص اگر ماں یا باپ کی قضا نمازیں پڑھ دے تو بڑے بیٹے پر سے قضا کا وجوب ساقط ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۸۴۲: ماں یا باپ کی جو نمازیں چھوٹ جانے کا یقین ہو صرف انہی نمازوں کی قضا بڑے بیٹے پر واجب ہے، اگر نہ جانتا ہو کہ ان کی نمازیں فوت ہوئی ہیں یا نہیں؟ تو پوچھنا اور جستجو کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۴۳: بڑے بیٹے پر والدین کی نمازوں کی قضا جیسے بھی ممکن ہو واجب ہے اور اگر اس سے عاجز ہو اور کسی کو اجیر بھی نہ بنا سکے تو معذور ہے۔

مسئلہ ۸۴۴: بڑے بیٹے پر اگر اپنی قضا نمازیں بھی ہوں اور ماں و باپ کی قضا نمازیں بھی اس پر واجب ہوجائیں تو اسے دونوں میں سے کسی کو بھی پہلے پڑھنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ ۸۴۵: والدین کی قضا نمازیں واجب ہونے کے بعد اگر بڑا بیٹا مرجائے تو دوسروں پر کچھ بھی واجب نہیں یعنی ماں اور باپ کی قضا نمازیں اس کے بڑے بیٹے یا اس کے بھائی پر واجب نہیں ہیں۔

نمازِ آیات

مسئلہ ۸۴۶: نماز آیات واجب ہونے کے شرعی اسباب نماز آیات چار موقعوں پر واجب ہوتی ہے:

- سورج گرہن کے موقع پر چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔
- چاندگرہن کے موقع پر چاہے مختصر ہی کیوں نہ ہو۔
- زلزلے کے موقع پر۔
- ہر غیر طبیعی حادثے کے مواقع پر جس سے اکثر لوگ خائف ہو جائیں جیسے غیر معمولی سیاہی، زرد یا سرخ آندھیاں یا شدید تاریکی، خوفناک آوازیں، چیخ چنگھاڑ یا آگ جو آسمان میں ظاہر ہو یا زمین دھنس جائے۔

مسئلہ ۸۴۷: سورج گرہن، چاندگرہن اور زلزلے کے علاوہ دوسرے حوادث کے لئے شرط ہے کہ ان سے اکثر لوگ خوف زدہ ہوں۔ اگر ایسا نہ ہو یا ان سے شاذ و نادر ہی کوئی ڈرے تو ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۸۴۸: جس شہر میں آیت (حادثہ) پیش آئے نماز آیات اسی شہر کے رہنے والے پر واجب ہوگی اور اس سے ملے ہوئے شہر میں رہتے ہوں کہ جو دونوں شہر ایک ہی شمار ہوتے ہوں وہ بھی اسی سے ملحق ہوں گے۔

مسئلہ ۸۴۹: اگر زلزلے کا پتا لگانے والے مرکز سے کسی علاقے میں زلزلے کے ہلکے ہلکے متعدد جھٹکے محسوس کئے جانے کے بارے میں اعلان کیا جائے لیکن اس علاقے کے رہنے والے ان جھٹکوں کو محسوس نہ کریں نہ ان کے وقوع کے وقت اور نہ بلا فاصلہ ان کے بعد تو اس صورت میں ان پر نماز آیات واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۰: ہر زلزلے کے لئے چاہے وہ ہلکا ہو یا شدید اگر وہ زلزلہ شمار ہو تو علیٰحدہ نماز آیات پڑھی جائے گی۔

نماز آیات پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۸۵۱: نماز آیات دو رکعت ہے، ہر رکعت میں پانچ رکوع اور دو سجدے ہیں اور اس کو پڑھنے کے چند طریقے ہیں۔

1 پہلا طریقہ: نیت اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورۂ حمد اور (دوسرا کوئی) سورہ پڑھے، رکوع میں جائے اور رکوع سے سر کو اُٹھا کر پھر سورۂ حمد و (دوسرا کوئی) سورہ پڑھے، پھر رکوع میں جائے، پھر سر اُٹھا کر سورۂ حمد و (دوسرا کوئی) سورہ پڑھے اسی طرح پڑھے یہاں تک کہ ایک رکعت میں پانچ رکوع مکمل ہو جائیں اور ہر رکوع سے پہلے اس نے سورۂ حمد و (دوسرا کوئی) سورہ پڑھا ہو اس کے بعد سجدے میں جائے اور دو سجدے کرے۔ سجدوں کے بعد کھڑے ہو کر دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھے اور سجدے اور تشہد اور سلام کے بعد نماز مکمل کرے۔

2 دوسرا طریقہ: نیت اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورۂ حمد اور ایک آیت یا سورہ سے کم یا ایک آیت سے زیادہ پڑھے پھر رکوع میں جائے، پھر رکوع سے سر اُٹھائے اور سورے کا دوسرا حصہ تلاوت کرے جیسا کہ بتایا جا چکا ہے، اس کے بعد پھر رکوع میں جائے اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد سورے کا تیسرا حصہ پڑھے پانچواں رکوع مکمل ہونے تک اسی ترتیب سے پڑھے تا کہ پانچویں رکوع سے پہلے وہ سورہ مکمل کرے جس کو شروع کیا تھا، پھر پانچویں رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد سجدے میں جائے اور دو سجدے کرنے کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت کو بھی مکمل کرے اور سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد تشہد اور سلام پر نماز ختم کرے اور اگر ہر رکوع سے پہلے ایک آیت یا اس سے کم یا بیش پڑھنا چاہتا ہو تو سورۂ حمد کو رکعت کی ابتدا میں صرف ایک مرتبہ پڑھے گا۔

3 تیسرا طریقہ: پہلی رکعت ایک طریقے پر بجا لائے اور دوسری رکعت دوسرے طریقے پر یا اس کے برعکس بجا لائے۔

4 چوتھا طریقہ: اس سورے کو جس کی کچھ آیتوں کو پہلے دوسرے تیسرے یا چوتھے قیام میں پڑھا تھا مکمل کرے، پس! یہاں رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد واجب ہے کہ سورۂ حمد کو دوبارہ پڑھے اور اس کے ساتھ پورا سورہ پڑھے یا اس کی کچھ آیتیں پڑھے۔ اگر پانچویں قیام سے پہلے پڑھنا ہو تو

اب اگر پانچویں رکوع سے پہلے کچھ آیتوں کو پڑھتا ہے تو پانچویں رکوع سے پہلے سورے کو مکمل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۸۵۲: احتیاط واجب یہ ہے کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کو سورے کا جز شمار نہ کرتے ہوئے صرف اس کی قرأت پر اکتفا نہ کرے۔

نماز عیدین

مسئلہ ۸۵۳: عیدین کی نماز غیبت کبریٰ کے زمانے میں واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ ۸۵۴: نماز عید دو رکعت ہے اور اس میں نو (۹) قنوت ہیں، پس! پہلی رکعت میں سورۂ حمد اور (دوسرے کوئی) سورے کے بعد پانچ تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے، پانچواں قنوت ختم کرنے کے بعد رکوع میں جائے اور اس کے بعد دو سجدے کرے، دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد قنوت پڑھے، پھر چوتھا قنوت ختم کرنے کے بعد رکوع کرے اور پھر دو سجدوں کے بعد تشہد اور سلام پر نماز کو مکمل کرے۔

مسئلہ ۸۵۵: اس میں کوئی اشکال نہیں کہ قنوت لمبا ہو یا مختصر، اس سے نماز باطل نہیں ہوتی، لیکن مذکورہ تعداد سے ایک قنوت کم یا زیادہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۶: عید کی نماز میں اقامت نہیں ہے، لیکن اگر امام جماعت عیدین کی نماز کے لئے اقامت کہہ دے تو وہ اس کی اپنی اور ماموین کی نماز کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۷: نماز عید کی قضا نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۸۵۸: ولیٔ فقیہ کے مجاز نمائندے کے لئے نماز عید قائم کرنا جائز ہے، یہی حکم ائمۂ جمعہ کا ہے جو ولیٔ فقیہ کی طرف سے منصوب ہوں کہ وہ عصر حاضر (یعنی امام زمانہؑ کی غیبت) میں نماز عید جماعت سے قائم کر سکتے ہیں، ان کے علاوہ دوسروں کے لئے احتیاط یہ ہے کہ وہ نماز کو فرادیٰ پڑھیں، رجاً جماعت سے بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن اس مقصد کے ساتھ نہیں کہ نماز عید جماعت سے وارد ہوئی ہے، البتہ اگر مصلحت کا تقاضا ہو کہ کسی شہر میں ایک ہی نماز عید پڑھی جائے تو افضل یہ ہے کہ ولیٔ فقیہ کی طرف سے منصوب امام جمعہ کے علاوہ کوئی اور شخص نہ پڑھائے۔

مسئلہ ۸۵۹: نمازعیدکو جماعت کے ساتھ دوسرے ماموین کے لئے دوبارہ پڑھانا اشکال رکھتا ہے۔

نماز جماعت

نمازِ جماعت کی اہمیت

مسئلہ ۸۶۰: نماز جماعت اہم ترین مستحبات اور بزرگ ترین شعائر دینیہ میں سے ہے اور یہ دوافراد سے منعقد ہوجاتی ہے جن میں ایک امام اور دوسرا ماموم ہو۔

مسئلہ ۸۶۱: امام جماعت اگر بغیر قصد امامت اور جماعت کے نماز شروع کردے تو دوسروں کے لئے اس کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں جماعت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ماموم اقتدا کی نیّت کرے، لیکن امام کی نیّت جماعت میں شرط نہیں ہے البتہ اگر امام جماعت کی فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اسے امامت اور جماعت کی نیّت کرنا پڑے گی۔

مسئلہ ۸۶۲: احتیاطی قضا نماز میں جماعت کی امامت کرنا صحیح نہیں ہے، بنابرایں جو شخص چند جگہوں پر جماعت قائم کرنا چاہتا ہو تو احتیاطی قضا نماز کی نیّت سے قائم کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۶۳: امام جماعت کی رضایت اقتدا کے صحیح ہونے میں شرط نہیں ہے بنابرایں دوسروں کے لئے ایسے شخص کی اقتدا کرنے میں جو اس پر راضی نہ ہو کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۶۴: ماموم جب تک نماز جماعت میں ہو اور ماموم ہو اس کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہے، لیکن اگر ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کے بارے میں نہ جانتا ہو کہ وہ ماموم ہے۔ پس! اگر وہ رکوع وسجود میں انفرادی نماز پڑھنے والے کی ذمہ داری پر عمل کررہا ہو یعنی اس نے عمداً یا سہواً رکن میں کمی یا زیادتی نہ کی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۶۵: فرائضِ یومیہ میں دوسرے ماموین کے لئے دوسری مرتبہ صرف ایک بار نماز جماعت قائم کرنے میں کوئی اشکال نہیں، بلکہ ایسا کرنا مستحب ہے، لیکن ایک مرتبہ سے زیادہ جائز نہیں ہے، بنابرایں ایک امام جماعت دومسجدوں میں ایک ہی نماز کو دوبار پڑھا سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۶۶: یومیہ نمازوں میں کسی بھی نماز کی جماعت کے ساتھ کوئی بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ مثلاً

اگرعشا کی نماز میں ہوتو جومغرب کی نماز پڑھ رہا ہواس کی اقتدا جائز ہے اور برعکس بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۸۶۷:عورتوں کی شرکت نماز جماعت میں بلااِشکال ہےاوراُنھیں جماعت کا ثواب بھی ملتا ہے۔

مسئلہ ۸۶۸: ایسی نماز جماعت میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں کہ ماموم کی نظر میں جس کے امام میں اقتداًاور جماعت کی شرائط موجود ہوں، چاہے وہ جگہ مسجد کے قریب ہی کیوں نہ ہو کہ جس میں اسی وقت جماعت سے نماز پڑھی جارہی ہو، ہاں! مومنین کے لئے مناسب ہے کہ وہ نماز جماعت جیسی دینی رسم کی عظمت کودوبالا کرنے کے لئے ایک جگہ اکٹھے ہوکر جماعت میں شرکت کریں۔

نماز جماعت کوتو اتحاد اور محبت کے پنپنے کا ذریعہ ہونا چاہیے نہ کہ اختلاف اور تفرقہ پھیلنے کا۔ پس! اگرمسجد کےقریب جماعت اختلاف اور تفرقہ کا سبب بنےتو جائزنہیں ہے۔

مسئلہ ۸۶۹: اگرامام،نماز کے آخری تشہد میں ہواورکوئی شخص جماعت میں شرکت کے لئے آئےتو اگروہ جماعت کا ثواب لیناچاہتا ہوتو واجب ہے کہ جماعت کی نیّت کر کےتکبیرۃ الاحرام کہےاوردو زانو ہوکر بیٹھ جائے' امام کے ساتھ تشہد پڑھےمگرسلام نہ پڑھے بلکہ تھوڑی دیررُکے تاکہ امام سلام تمام کرے' اس کے بعد کھڑا ہوجائے اوراپنی نماز مکمل کرے،یعنی سورۂ حمد و(دوسرا کوئی) سورہ پڑھے اوروہ اس کی پہلی رکعت ہوگی۔ یہ طریقہ نماز جماعت کے آخری تشہد سے مخصوص ہے تین رکعتی اور چاررکعتی نماز کے پہلےتشہد(یعنی دوسری رکعت کےتشہد) میں ایسا کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۸۷۰:تقلید میں اختلاف اقتدا کےصحیح ہونے میں رکاوٹ نہیں بنتا جوشخص مسافر کی نماز میں کسی دوسرے مرجع کی تقلید کرتا ہو وہ شخص اس کی اقتدا کرسکتا ہے جواس نماز میں کسی دوسرے مرجع کی تقلید کرتا ہولیکن اس شخص کی اقتدا صحیح نہیں ہے کہ جس کی نماز ماموم کے مرجع تقلید کےفتوے کے مطابق قصر ہواس نماز میں جوامام کے مرجع تقلید کےفتوے کےمطابق پوری ہو یااس کے برعکس ہو۔

مسئلہ ۸۷۱:اگر جماعت ہورہی ہواورفرادیٰ نماز پڑھنا نماز جماعت کی اہانت یااس کوکمزورکرنا ہو یاامام جماعت کی بےاحترامی ہوتی ہو کہ لوگ جس کی عدالت کےمعتقد ہیں توفرادیٰ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۷۲: اگرنماز جماعت میں شرکت کرنے کی غرض عقلائی ہو اور الزام دورکرنا مقصد ہوتو ظاہری طور پر دکھانے کے لئے جماعت میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہےلیکن جہری نماز وں میں جیسے مغرب وعشاء میں سورۂ حمد و(دوسرے کوئی) سورے کو آہستہ پڑھنا امام جماعت کی

اقتدا کے اظہار کی خاطر کافی اور صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۷۳: سرکاری دفتر میں جو نماز قائم ہوتی ہے اس کے درمیان یا اس سے پہلے یا اس کے بعد لمبی دعائیں پڑھنا، جیسے دعائے توسل یا دوسری تمام لمبی دعائیں اور مستحب اعمال انجام دینا جیسے مستحبی نمازیں کہ جن سے نماز جماعت کا وقت لمبا ہوتا ہے' اس سے دفتر کے اوقات ضائع ہوتے ہیں اور ضروری کام کرنے میں تاخیر ہوتی ہے اِشکال سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۷۴: امام جماعت کے لئے نماز جماعت کی اُجرت لینا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اُجرت جماعت میں شرکت کے مقدمات کے سلسلے میں لی جائے۔

مسئلہ ۸۷۵: نماز کے سلام کے بعد جو جماعت سے ہو رہی ہو درود والی آیت پڑھنا اور نبیؐ پر اور ان کی اولاد پر درود بھیجنا نہ صرف یہ کہ اشکال سے خالی ہے بلکہ ایک مستحبی امر ہے اور اس میں ثواب بھی ہے۔ اسی طریقے سے اسلامی نعرے اور اسلامی و انقلابی نعرے جیسے تکبیر اور اس کے ملحقات کی پابندی کرنا جو اسلامی انقلاب ایران اور رسالت کی یاددہانی کراتے ہیں یہ بھی مطلوب امر ہے۔

مسئلہ ۸۷۶: اول وقت اور جماعت کی فضیلت درک کرنے کے لئے افضل یہ ہے کہ دفتر کے کاموں کو اس طرح مرتب کرے کہ فوجی ٹھکانوں یا دوسرے دفتروں میں جو ملازم وغیرہ ہوتے ہیں وہ نماز جماعت کا فریضہ کم سے کم ممکن وقت میں اَدا کرسکیں۔

نماز جماعت کی شرائط

مسئلہ ۸۷۷: نمازِ جماعت کی شرائط اس طرح ہیں:

- درمیان میں کوئی حائل نہ ہو۔
- امام کے قیام کی جگہ ماموم کی قیام کی جگہ سے اونچی نہ ہو۔
- امام اور ماموم کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔
- ماموم کے کھڑے ہونے کی جگہ امام سے آگے نہ ہو۔

1 درمیان میں کوئی حائل نہ ہو

مسئلہ ۸۷۸: اگر جماعت کی ایک صف پوری کی پوری ایسے لوگوں پر مشتمل ہو جن کی نماز قصر ہے اور بعد والی صف ان لوگوں کی ہو جن کی نماز پوری ہے تو پہلی صف کے نمازی جیسے ہی سلام کے لئے

بیٹھیں تو بنا بر احتیاط واجب ہے کہ ان کے بعد کی صفوں کے مصلّے فرادیٰ کی نیّت کر کے الگ ہو جائیں، چاہے آگے والی صف کے نمازی سلام کے بعد فوراً اُٹھ کھڑے ہوں اور دوسری دو رکعتوں میں جماعت کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوں یا نہ ہوں۔

مسئلہ ۸۷۹: اگر کچھ تعداد میں نابالغ بچے جماعت کی صفوں میں کھڑے ہو جائیں اور ان کے بعد کچھ بالغ بھی کھڑے ہوں تو ان صفوں میں جو بالغ افراد ہیں ان کی نماز جماعت کے صحیح ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۸۰: عورتیں نماز جماعت میں مردوں کے پیچھے اپنی صف بنا کر کھڑی ہوں تو ان کے درمیان حائل اور پردے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر ایک سمت میں کھڑے ہوں تو ان کے درمیان حائل ضروری ہے، تا کہ عورت کے مرد کے ساتھ کھڑی ہونے کی کراہت ختم ہو جائے اور یہ وہم پیدا کرنا کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان نماز کے دوران حائل کا ہونا عورتوں کی اہانت، کسر شان اور ان کی رسوائی ہے یہ صرف ایک خیال سے زیادہ نہیں ہے، اور مزید یہ کہ شخصی نظریات کو فقہ میں داخل کرنا صحیح نہیں ہے۔

2 امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ماموم کے کھڑے ہونے کی جگہ سے اونچی نہ ہو

مسئلہ ۸۸۱: اگر امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ماموم کے قیام کی جگہ سے شرعاً ممسوح بہ (یعنی چار جُڑی ہوئی انگلیوں) سے زیادہ بلند ہو تو نماز جماعت باطل ہو جائے گی۔

3 امام اور ماموم کے درمیان فاصلہ نہ ہونا

مسئلہ ۸۸۲: اگر ماموم پہلی صف میں بالکل کنارے پر کھڑا ہو تو اگر وہ مامومین جو اس کے اور امام کے درمیان واسطہ ہیں وہ امام جماعت کے بعد جماعت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں تو جماعت کی نیّت سے وہ بھی نماز میں شامل ہوسکتا ہے۔

4 ماموم کا امام سے آگے نہ ہونا

مسئلہ ۸۸۳: نماز جماعت میں شرط ہے کہ امام کی جائے قیام ماموم کی جائے قیام سے پیچھے نہ ہو، بلکہ احتیاط یہ ہے کہ ماموم کی جائے قیام پیچھے ہو چاہے تھوڑی ہی ہو۔

5 نماز جماعت کے اَحکام

مسئلہ ۸۸۴: ماموم کے لئے اخفاتی نمازوں جیسے ظہر وعصر میں سورۂ حمد اور (دوسرا کوئی) سورہ پڑھنا جائز نہیں ہے، چاہے ذہن کی یکسوئی کے لئے ہی ایسا کرنا ہو۔

مسئلہ ۸۸۵: اگر کوئی نماز عشا کی تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور ماموم دوسری رکعت میں تو ماموم پر واجب ہے کہ بغیر آواز کے سورۂ حمد و (دوسرا کوئی) سورہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۸۶: اگر کوئی شخص جماعت میں پہنچے اور اس وقت جماعت نماز کی دوسری رکعت میں ہو لیکن مسئلہ نہ جاننے کی بنا پر وہ آنے والی رکعت میں تشہد اور قنوت نہ پڑھے تو اس وقت کی نماز صحیح ہو گی لیکن اس پر واجب ہے کہ احتیاطاً تشہد کی قضا بجالائے اور یہ بھی احتیاطاً واجب ہے کہ سہو کے دو سجدے کرے۔

مسئلہ ۸۸۷: جو شخص تیسری رکعت میں جماعت میں شامل ہو اور یہ سوچ کر کہ امام پہلی رکعت میں ہے کچھ بھی نہ پڑھے' اب اگر امام کے رکوع کرنے سے پہلے متوجہ ہو جائے تو قرأت کا تدارک کرنا اس پر واجب ہے لیکن رکوع کرنے کے بعد اگر متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے' اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ قرأت ترک کرنے کی بنا پر سہو کے دو سجدے بجالائے۔

مسئلہ ۸۸۸: اگر امام جماعت تکبیرۃ الاحرام کے بعد رکوع کے لئے جھک جائے اور اس نے سورۂ حمد و (دوسرا کوئی) سورہ نہ پڑھا ہو تو اگر ماموم نماز جماعت میں شامل ہونے کے بعد اور رکوع کرنے سے پہلے اس طرف متوجہ ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ انفرادی طور پر سورۂ حمد و (دوسرا کوئی) سورہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۸۹: اگر امام جماعت نماز کے دوران کسی لفظ کی ادائیگی کے بارے میں اس سے تجاوز کر جانے کے بعد شک کرے اور نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد علم ہو جائے کہ اس نے اس لفظ کو غلط

پڑھاتھاتو اس کی اور ماموین کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۹۰: اسلامی اتحاد کی حفاظت کی خاطر اہلِ سنت کی جماعت کی اقتدا کرنا جائز ہے اور اگر وحدت کے تحفظ کا تقاضہ یہ ہو کہ وہی تمام اعمال انجام دیے جائیں جو اہل سنت انجام دیتے ہیں تو وہ جماعت کے صحیح ہونے کے لئے مضر نہیں ہیں بلکہ وہی کافی اور صحیح ہیں، چاہے اس میں جانماز وغیرہ ہی پر سجدہ کیوں نہ کرنا پڑے لیکن ہاتھ باندھنا ان کے ساتھ جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ ضرورت اس امر کی متقاضی ہو کہ ہاتھ باندھا جائے۔

امام جماعت کی شرائط

مسئلہ ۸۹۱: شرائط امام جماعت مندرجہ ذیل ہیں:

۞ بالغ ہو۔ ۞ عاقل ہو۔ ۞ عادل ہو۔ ۞ حلال زادہ ہو۔ ۞ ایمان رکھتا ہو۔ ۞ نماز صحیح پڑھتا ہو۔ ۞ مرد ہو (اگر ماموم مرد ہوں

1 بالغ ہونا

مسئلہ ۸۹۲: غیر بالغ کی امامت صحیح نہیں ہے چاہے ماموم غیر بالغ ہی ہو۔

2 عاقل ہونا

مسئلہ ۸۹۳: مجنون کی نماز صحیح نہیں ہے چاہے اس پر نماز کے دوران جنون طاری ہو یا نہ ہو۔

3 عادل ہونا

مسئلہ ۸۹۴: اگر امام جماعت کوئی ایسی بات کرے یا ایسا مزاح کرے جو عالم دین کی شان اور منزلت کے مناسب نہ ہو تو جب تک وہ چیز خلاف شرع نہ ہو اس سے عدالت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

مسئلہ ۸۹۵: اگر امام امر بالمعروف و نہی از منکر نہیں کرتا اور ایسا مکلف کی نظر میں کسی معقول عذر کی بنا پر ہو تو اس سے عدالت پر حرف نہیں آتا اور نہ وہ اقتدا کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

مسئلہ ۸۹۶: اگر امام جماعت، جماعت پڑھانے کے لئے جانے میں سائیکل پر سفر کرتا ہو اور سفر کے قوانین کی رعایت کرتا ہو تو اس سے نہ اس کی عدالت پر آنچ آتی ہے اور نہ اس کی جماعت کی

امامت کے صحیح ہونے میں کوئی فرق پڑتا ہے۔

مسئلہ ۸۹۷: اگر کوئی شخص امام جماعت کے عادل اور متقی ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو لیکن ساتھ میں یہ اعتقاد بھی رکھتا ہو کہ اس نے بعض مواقع پر ظلم کیا ہے تو جب تک یہ پتا نہ چل جائے کہ امام جماعت کا وہ کام جو اس کے عقیدے کے مطابق ظلم ہے اور وہ علم و ارادے، اختیار اور بغیر شرعی جواز کے ہے اس پر فسق کا حکم جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۸۹۸: امام جماعت کی اقتدا کے صحیح ہونے میں اس کی حقیقی شناخت ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ ماموم کو چاہے جیسے بھی ہو اتنا پتا چل جائے کہ امام عادل ہے بس وہی کافی ہے اور اس صورت میں اس کی اقتدا صحیح ہے اور اس کی نماز بھی جماعت میں اس کے پیچھے صحیح ہے۔

4 حلال زادہ ہو

مسئلہ ۸۹۹: زنازادے کے پیچھے جماعت میں نماز صحیح نہیں ہوتی۔

5 مومن ہو

مسئلہ ۹۰۰: غیر مومن کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوگی مگر تقیّہ کی حالت میں۔

6 اس کی نماز صحیح ہو

مسئلہ ۹۰۱: اگر کسی شخص کی قرأت صحیح نہ ہو اور سیکھنے پر بھی قادر نہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن دوسروں کے لئے نماز میں اس کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۹۰۲: اگر ماموم کی نظر میں امام کی قرأت صحیح نہ ہو تو نتیجہ یہ ہوا کہ ماموم کی نظر میں اس کی نماز درست نہیں ہے تو اب ماموم اس کی اقتدا نہیں کرسکتا۔ اگر اقتدا کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی اور اس کا اعادہ واجب ہوگا۔

7 امام جماعت مرد ہو:

مسئلہ ۹۰۳: اگر عورتوں کی جماعت ہو رہی ہو اور صرف عورتوں کی ہو تو عورت کے لئے امامت کرنا جائز ہے۔

امام جماعت کی شرائط سے متعلق کچھ اُمور

مسئلہ ۹۰۴: اگر عالم دین تک رسائی ممکن نہ ہو تو غیر عالم دین کی اقتدا کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۰۵: امام جماعت اگر قیام کی حالت میں طبیعی طور پر سکون و اطمینان کے ساتھ کھڑا ہو سکتا ہو اور اسی حالت میں سورۂ حمد و (دوسرا کوئی) سورہ پڑھ سکتا ہو اور نماز کے تمام اَذکار اور اَفعال انجام دے سکتا ہو اور بطور کامل رکوع اور سجدہ پر قادر ہو اور صحیح وضو بھی کر سکتا ہو تو امامت کے تمام شرائط معلوم کر لینے کے بعد دوسروں کے لئے اس کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اس کی اقتدا میں نماز جماعت صحیح ہوگی۔ ہاں! اگر اس کا پاؤں یا ہاتھ بالکل کٹا ہو یا شل ہو تو نماز جماعت کے لئے اس کی امامت میں اشکال ہے، لیکن اگر اس کے پاؤں کا صرف انگوٹھا کٹا ہو تو اس کی امامت صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۰۶: اگر کوئی شخص غسل سے معذور ہو تو وہ غسل کے بدلے تیمّم کر سکتا ہے اور اس کا جماعت کی امامت کرانا صحیح ہے اور دوسروں کے لئے اس کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۰۷: ایسا شخص جس کی اقتدا صحیح نہیں تھی شرعی مسئلہ نہ جانتے ہوئے اگر کچھ لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہو تو ان کی سابقہ نماز صحیح ہوگی اور ان پر اس کا اعادہ یا قضا واجب نہیں ہے مثلاً ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھی ہو جس کا داہنا ہاتھ کٹا ہو۔

نماز کے متفرق مسائل

مسئلہ ۹۰۸: نماز صبح کے لئے اس کے وقت پر اہل و عیال کو جگانے اور بیدار کرنے کے لئے کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۰۹: بچے کے ولی (سرپرست) کے لئے مستحب ہے کہ وہ سنِ تمیز پر پہنچنے کے بعد بچے کو شرعی احکام اور عبادات کی تعلیم دے۔

مسئلہ ۹۱۰: یہ جو کہا جاتا ہے کہ جو شخص شراب پیئے اس کی چالیس دن تک نماز نہیں ہوتی اس سے مراد یہ ہے کہ اس مدت میں اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر وہ شراب پیئے تو نماز کی ادائیگی اس سے ساقط ہو جائے گی اور اس پر اس کو قضا پڑھنا واجب ہوگا یا اس پر یہ بھی واجب ہوگا کہ وہ اَدا بھی پڑھے اور قضا بھی (ایسا نہیں ہے)۔

مسئلہ ۹۱۱: سلام پھیرنے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد مصافحہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے بلکہ مومن کے ساتھ مصافحہ کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۹۱۲: جب کسی شخص کو مشاہدہ کرے کہ وہ نماز کے بعض افعال غلط انجام دے رہا ہے تو اس سلسلے میں اس پر واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کی خطا حکم شرعی نہ جاننے کی بنا پر ہو تو اس صورت میں بنا بر احتیاط اس کو سکھانا اور اس کی ہدایت کرنا واجب ہے۔

❁❁❁❁❁

صوم (روزہ)

صوم کا مطلب

مسئلہ ۹۱۳: شریعت مقدس اسلام میں روزہ کا مطلب یہ ہے کہ مکلف کھانے پینے سے اور ان ساری چیزوں سے کہ جن کا بیان آنے والا ہے، پورا دن طلوع فجر سے غروبِ آفتاب تک، اللہ کا حکم بجا لانے کی خاطر باز رہے۔

مسئلہ ۹۱۴: روزے کے وقت کا شرعی معیار صبح صادق ہے اور اس کا پتا لگانا مکلف کی تشخیص پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۹۱۵: چاندنی راتوں اور دوسری راتوں میں طلوع فجر اور روزے کے لئے امساک کے واجب ہونے کے وقت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۱۶: مومنین ذوی الاحترام پر لازم ہے کہ وہ روزے کے اِمساک میں احتیاط کی رعایت کی خاطر امساک اس وقت سے شروع کریں جب ریڈیو وغیرہ سے اذان شروع ہو۔

مسئلہ ۹۱۷: اگر روزے دار کو اطمینان ہو جائے کہ وقت داخل ہوتے ہی اذان شروع ہو چکی ہے تو اذان شروع ہوتے ہی اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے۔ اس پر اذان ختم ہونے کا انتظار واجب نہیں ہے۔

روزے کی اقسام

- واجب روزے: جیسے ماہ مبارک رمضان کے روزے۔
- مستحبی روزے: جیسے ماہ رجب اور شعبان کے روزے۔
- مکروہ روزے: جیسے روز عاشورہ کا روزہ۔
- حرام روزے: جیسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ۔

مسئلہ ۹۱۸: جو شخص یہ جانتا ہو کہ روزہ اس کے لئے ضرر کا سبب بنے گا یا روزے سے اس کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ پس! اگر وہ روزہ رکھے گا بھی تو صحیح نہیں ہوگا بلکہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کو یقین ہو یا شخصی تجربے کی بنا پر

خوف ہو یا امین طبیب کی رائے ہو یا کوئی دوسرا عقلی سبب ہو۔

مسئلہ ۹۱۹: روزہ بیماری پیدا کرنے میں یا اس میں شدّت لانے میں یا ضعف ایجاد کرنے میں کتنا مؤثر ہے یا یہ طے کرنے کا معیار کہ آدمی روزے پر اصلاً قادر نہیں ہے خود روزے دار کی اپنی تشخیص ہے۔ بنابرایں اگر ڈاکٹر کہے کہ روزہ نقصان دہ ہے لیکن وہ اپنے شخصی تجربے کی بنا پر یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ مضر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس پر روزہ واجب ہے۔ اسی طرح اگر ڈاکٹر کہے کہ روزہ نقصان دہ نہیں ہے لیکن اس کا اپنا اعتقاد ہو کہ نقصان دہ ہے یا روزے سے نقصان کا خوف ہو تو اس حالت میں اس کے لئے روزہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۲۰: اگر یہ عقیدہ رکھتے ہوئے روزہ رکھے کہ مضر نہیں ہے اس کے بعد پتا چلے کہ روزے سے نقصان ہوگا تو روزہ باطل ہو جائے گا اور اس پر قضا رکھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۹۲۱: اگر ڈاکٹر اپنے مریضوں کو روزہ رکھنے سے باز رکھیں کہ اس میں ان کے لئے ضرر ہے تو مکلف کے لئے اُن کا قول اسی وقت حجّت ہوگا جب ان کو ڈاکٹروں کی بات سے نقصان کا اطمینان حاصل ہو جائے یا ان کے قول کی بنا پر نقصان کا خوف پیدا ہو جائے، ان دو صورتوں کے علاوہ ان کا قول شرعاً معتبر نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۹۲۲: واجب روزے درج ذیل ہیں۔

- ماہ مبارک رمضان کے روزے۔
- قضا روزے۔
- کفارے کے روزے۔
- والدین کے قضا روزے۔
- وہ مستحب روزے جو نذر، عہد یا قسم کی بنا پر واجب ہو جائیں۔
- ایّامِ اعتکاف میں تیسرے دن کا روزہ۔
- حج تمتع میں قربانی کے بدلے کا روزہ۔

مسئلہ ۹۲۳: روزہ واجب ہونے کی شرائط:

۞ بالغ ہونا۔ ۞ عاقل ہونا۔ ۞ قادر ہونا۔ ۞ غش میں نہ ہونا۔ ۞ مسافر نہ ہونا۔ ۞ حیض اور نفاس سے پاک ہونا۔ ۞ روزے میں کوئی نقصان نہ ہو۔ ۞ روزے میں

کوئی حرج نہ ہو۔

مسئلہ ۹۲۴: مذکورہ شرطیں جس شخص میں پائی جاتی ہوں اس پر روزہ رکھنا واجب ہے بنا برایں نا بالغ، مجنون، جو غش میں ہو، جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو، مسافر ہو اور وہ عورت جو حیض یا نفاس میں ہو، وہ شخص جس کے لئے روزہ ضرر کا سبب ہو، ان سب پر روزہ واجب نہیں ہے اور آئندہ مسائل میں اس سلسلے میں مزید وضاحت آنے والی ہے۔

مسئلہ ۹۲۵: صرف کمزوری کی بنا پر روزہ چھوڑ دینا مکلف کے لئے جائز نہیں ہے، لیکن اگر کمزوری اتنی ہو کہ اس کے ساتھ روزے کو تحمل کرنا سخت مشقت پر مبنی ہو تو روزہ چھوڑنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح اگر روزے میں ضرر ہو یا اس سے ضرر کا خوف ہو، بنا برایں وہ لڑکیاں جن کے قمری حساب سے نو سال پورے ہو جائیں بنا برمشہور ان پر روزہ رکھنا واجب ہے، مشکل اور ضعف بدن وغیرہ کی بنا پر ان کے لئے روزہ چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ ہاں! اگر روزہ ان کے لئے نقصان دہ ہو یا اس کو برداشت کرنے میں بڑی مشقت ہو تو ان کے لئے افطار کرنا جائز ہوگا۔

مسئلہ ۹۲۶: روزہ صحیح ہونے کی شرطیں:

۞ مسلمان ہو۔ ۞ مؤمن ہو۔ ۞ عاقل ہو۔ ۞ غش میں نہ ہو۔ ۞ مسافر نہ ہو۔ ۞ حیض اور نفاس کی حالت میں نہ ہو۔ ۞ روزے میں نقصان نہ ہو۔ ۞ نیّت کے ساتھ ہو۔ ۞ روزہ توڑنے والی چیزوں کو ترک کرے۔ ۞ اس کے ذمّے کوئی واجب روزہ نہ ہو، یہ شرط اس شخص کے لئے ہے جو مستحبی روزہ رکھنا چاہتا ہو۔

مسئلہ ۹۲۷: بیان شدہ شرطیں جس شخص کے اندر پائی جاتی ہوں اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ بنا برایں کافر کا بنا برمشہور، مجنون کا روزہ، جو غش میں ہو اس کا روزہ، مسافر کا روزہ، حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ، اس شخص کا روزہ جس کے لئے روزہ ضرر کا سبب ہو اور اس کا روزہ جس نے روزے کی نیّت نہ کی ہو اور اس کا روزہ جس نے روزہ توڑنے والی کوئی چیز جان بوجھ کر استعمال کی ہو اور اسی طرح اس شخص کا مستحبی روزہ اور جس کے ذمّے واجب روزہ ہو، صحیح نہیں ہوگا۔

روزے کی نیّت

نیت کا مطلب اور اس کا وجوب

مسئلہ ۹۲۸: دوسری تمام عبادتوں کی طرح روزے میں بھی نیّت واجب ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مکلف کھانے پینے اور روزہ توڑنے والے تمام امور سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کی خاطر باز رہے، نیّت کے لئے ارادہ ہی کافی ہوتا ہے زبان سے تلفظ کرنا واجب نہیں ہے۔

نیّت کا وقت

مسئلہ ۹۲۹: **مستحبی روزہ:** اس میں نیّت کا وقت اول شب سے لے کر مغرب سے پہلے اس وقت ہے کہ جس میں نیّت کر سکے۔

واجبی روزہ: معین روزہ جیسے ماہ مبارک کا روزہ

فجر طلوع ہونے سے پہلے اس کی نیّت صحیح ہے۔ زوال کے بعد اس کی نیّت صحیح نہیں ہے۔
زوال سے پہلے: اگر بھول جائے یا نہ جانتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے کی نیّت کر کے روزہ رکھے اور بعد میں قضا بجالائے۔ اگر عمداً نیّت نہ کرے تو روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

واجب غیر معین جیسے ماہ رمضان کی قضا

زوال سے پہلے اس کی نیّت کرنا صحیح ہے۔ زوال کے بعد اس کی نیّت کا صحیح نہیں ہوگی۔
مسئلہ ۹۳۰: چونکہ روزہ طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے۔ پس! نیّت کو اس سے ایک لحظہ کے لئے بھی مؤخر نہ کرنا واجب ہے۔ افضل یہ ہے کہ طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیّت کرے۔
مسئلہ ۹۳۱: اگر رات میں ہی اگلے دن کے روزے کی نیّت کرے اس کے بعد سو جائے اور صبح کی اذان کے بعد بیدار ہو یا کسی کام میں مشغول ہو اور غفلت میں صبح طلوع ہو جائے اس کے بعد متوجہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔
مسئلہ ۹۳۲: اگر طلوع فجر کے وقت جان بوجھ کر ماہ رمضان کے روزے کی نیّت نہ کرے اور بیچ میں نیّت کی

تجدید کرے تو اس کا روزہ باطل ہے، لیکن اس پر واجب ہے کہ تمام روزے توڑنے والی چیزوں سے غروب تک باز رہے اور پھر رمضان کے بعد اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۹۳۳: اگر بھولے سے یا جہالت کی بنا پر ماہ مبارک رمضان کے روزے کی نیّت نہ کرے اور دن میں اس کی طرف متوجہ ہو تو اگر روزہ توڑنے والی چیز استعمال کر چکا ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور واجب ہے کہ غروب تک روزہ توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرے، لیکن اگر نیّت کی طرف متوجہ ہونے تک اس نے روزہ توڑنے والی چیز کا استعمال نہ کیا ہو تو اگر ظہر کے بعد متوجہ ہوا ہو تو روزہ باطل ہے اور اگر ظہر سے پہلے ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے کی نیّت کر کے روزہ رکھے پھر بعد میں اس کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۹۳۴: اگر ماہ مبارک رمضان کے علاوہ کسی اور واجب روزے جیسے کفارے کے روزے، یا قضا کے روزے کی نیّت ظہر سے پہلے تک نہ کرے اور اس وقت تک روزہ توڑنے والی کوئی چیز استعمال نہ کی ہو تو روزے کی نیّت کر سکتا ہے اور روزہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۹۳۵: مستحبی روزے کی دن میں کسی وقت بھی نیّت کر سکتا ہے۔ اگر اس نے افطار کرنے والی کوئی چیز استعمال نہ کی ہو اور روزہ رکھنا چاہتا ہو تو جب بھی نیّت کرے اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۹۳۶: جس پر ماہ مبارک رمضان کے قضا روزے فرض ہوں اس کا مستحبی روزہ صحیح نہیں ہوگا، چاہے وہ اس وقت مستحبی روزے کی نیّت کرے جب واجب روزے کی نیّت کا مقررہ وقت نکل چکا ہو (یعنی ظہر کے بعد) تب بھی اس کا مستحبی روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ اگر بھول جائے کہ اس کے ذمّے واجب روزہ ہے اور مستحبی روزے کی نیّت کرے اور دن میں کسی وقت یاد آئے تو اس کا مستحبی روزہ باطل ہو جائے گا (چاہے زوال سے پہلے یاد آئے یا زوال کے بعد) لیکن اگر ظہر سے پہلے یاد آ جائے تو واجب روزے جیسے قضا ماہ رمضان کی نیّت کر سکتا ہے اور اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۹۳۷: جس پر ماہ مبارک رمضان کا روزہ فرض ہو اگر وہ مستحبی روزہ رکھے تو جو روزہ اس نے استحباب کی نیّت سے رکھا ہے وہ قضا کے بدلے میں شمار نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۹۳۸: اگر جانتا ہو کہ اس پر قضا روزہ فرض ہے اور وہ اس طرح نیّت کر کے روزہ رکھے کہ جس روزے کا فی الحال حکم دیا گیا ہے چاہے وہ قضا روزہ ہو یا مستحبی ہو، وہ روزہ رکھتا ہوں، اس کے بعد ثابت ہو کہ اس کے ذمّے قضا روزہ ہے تو اس صورت میں جو روزہ اس نے رکھا ہے وہ قضا کے

بدلے میں شمار ہوگا۔

مسئلہ ۹۳۹: اگر مریض دن میں شفایاب ہوجائے تو اس کے اُوپر تجدید نیّت اور اس دن کا روزہ واجب نہیں، لیکن اگر ظہر سے پہلے ٹھیک ہوجائے اور افطار والی چیز استعمال نہ کی ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ روزے کی نیّت کرکے روزہ رکھے پھر بعد میں قضا بجالائے۔

یوم الشک کے روزے کی نیّت

مسئلہ ۹۴۰: جس دن کے بارے میں شک ہو کہ وہ شعبان کا آخری دن ہے یا رمضان کا پہلا دن تو مکلف پر اس دن کا روزہ واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان کی نیّت سے روزہ رکھنا صحیح نہیں ہوگا بلکہ وہ ماہ شعبان کے مستحبی روزے یا اگر اس کے ذمّے قضا ہو تو قضا روزے کی نیّت سے روزہ رکھ سکتا ہے پھر جب پتا چلے کہ وہ ماہ رمضان تھا تو وہی روزہ کافی ہوگا قضا واجب نہیں ہو گی۔ اگر دن کے وسط میں پتا چلے کہ وہ رمضان کا دن ہے اور اس وقت ماہ رمضان کی نیّت کرے تو صحیح ہوگا اور وہی روزہ کافی ہوگا۔

نیّت میں استمرار

مسئلہ ۹۴۱: واجب روزے میں واجب ہے کہ صبح سے مغرب تک نیّت میں اِستمرار رہے۔

وہ اُمور جو نیّت کے استمرار میں خلل ڈالتے ہیں

مسئلہ ۹۴۲: روزہ توڑنے کی نیّت کرنا: اس کا مطلب یہ ہے کہ روزے کے دوران روزے کی نیّت سے پھر جائے اس طرح کہ روزہ رکھنے کا ارادہ نہ ہو اس صورت میں روزہ باطل ہوگا۔ قضا واجب ہوجائے گی اور اگر پھر سے روزے کا قصد کرنا چاہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۹۴۳: روزے کی نیّت پر باقی رہنے میں مردّد ہونا یعنی ابھی روزہ باطل کرنے کا ارادہ نہیں کیا ہے یہاں احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے کو پورا کرے اور بعد میں قضا بجالائے۔

مسئلہ ۹۴۴: نیّت قاطع: یعنی ایسی چیز کی نیّت کرنا جو روزہ توڑ دے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا کام کرنے کا ارادہ کرلیا ہو جو روزے کو توڑ دیتا ہے لیکن وہ کام کیا نہیں ہے یہاں بھی احتیاط واجب یہ

ہے کہ روزہ رکھے اور بعد میں قضا بجالائے۔

مسئلہ ۹۴۵: اب تک ہم نے جو کچھ بتایا ہے اس کا تعلق واجب روزے جیسے ماہ رمضان یا نذر معین وغیرہ کے روزے سے ہے، رہ گیا مستحبی روزہ اور وہ روزہ جو واجب غیر معین ہو یعنی جس کا وجوب کسی معین دن سے مخصوص نہ ہو تو اگر اس روزے کو توڑنے کی نیّت کرے لیکن توڑنے والی چیز استعمال نہ کرے اور دوبارہ روزے کی نیّت کر لے (ظہر سے پہلے واجب میں اور غروب سے پہلے مستحب میں) تو اس کا روزہ صحیح ہوگا اور اس کے ذمّے کچھ بھی نہیں۔

روزہ باطل کرنے والی چیزیں

مسئلہ ۹۴۶: روزہ باطل کرنے والی چیزیں

۞ کھانا اور پینا۔ ۞ ہمبستری کرنا۔ ۞ منی نکالنا۔ ۞ خدا، انبیا اور بنا بر احتیاط واجب معصومینؑ کی طرف جھوٹی نسبت دینا۔ ۞ بنا بر احتیاط واجب غبار غلیظ کو حلق تک پہنچانا۔ ۞ احتیاط واجب کی بنا پر پورے سر کو پانی میں ڈبونا۔ ۞ طلوع فجر تک حیض، نفاس اور جنابت پر عمداً باقی رہنا۔ ۞ سیال چیز سے حقنہ لینا۔ ۞ عمداً قے کرنا۔

یہ اُمور جو روزے کے بطلان کا موجب بنتے ہیں انھیں "مفطرات" کہا جاتا ہے۔

1 کھانا اور پینا

مسئلہ ۹۴۷: اگر روزہ دار جان بوجھ کر کچھ کھائے یا پیئے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا چاہے کھانا یا پینا معمول کا ہو، جیسے روٹی اور پانی یا غیر معمولی چیز، جیسے پتے، مٹی اور کپڑا وغیرہ اور چاہے کم کھائے یا پیئے یا زیادہ، چاہے پانی کا ایک قطرہ ہو یا روٹی کا چھوٹا سا ایک ٹکڑا ہو۔

مسئلہ ۹۴۸: دانتوں کے درمیان جو کھانا رہ جاتا ہے اگر روزہ دار عمداً اس کو نگل لے تو روزہ باطل ہو جائے گا لیکن اگر اس کو دانتوں کے درمیان کھانے کے موجود ہونے کا پتا نہ ہو یا اس کے حلق تک پہنچنے کا علم نہ ہو یا عمداً اس کو نہ نگلے بلکہ غفلت میں حلق سے اُتر جائے تو روزہ باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۹۴۹: اگر سہو یا نسیان کی حالت میں کچھ کھا پی لے تو روزہ باطل نہیں ہوتا اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ روزہ واجب ہو یا مستحب۔

مسئلہ ۹۵۰: تھوک نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۹۵۱: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے دار، طاقت والا، غذائیت والا اور رگ والا ٹیکا لگوانے سے پرہیز کرے۔ اسی طرح قطرے کی قسموں سے پرہیز کرے لیکن عضلات میں ٹیکا لگانا اس کو بیہوش کرنے کے لئے یا زخم کی دوا کے طور پر یا درد کم کرنے کے لئے ٹیکا لگوانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۵۲: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار منشیات کا استعمال نہ کرے، جن کو ناک کے ذریعے سونگھا جاتا ہے یا زبان کے نیچے رکھا جاتا ہے۔

مسئلہ ۹۵۳: کھانا کھانے میں مصروف ہو اور معلوم ہو جائے کہ صبح ہو گئی ہے تو واجب ہے کہ جو کھانا منہ میں ہے اسے باہر نکال دے۔ پس! اگر عمداً نگل جائے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۹۵۴: ناک کا مواد اور بلغم اگر فضائے دہن تک نہ پہنچا ہو اور اسے نگل لے تو روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن فضائے دہن تک پہنچنے کے بعد احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو نہ نگلے۔

مسئلہ ۹۵۵: اگر روزے کے دوران بلڈ پریشر کی گولی کھانا ضروری ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اس کے کھانے سے روزہ باطل ہو جائے گا یعنی ٹکیہ کھانے پر کھانے کا عنوان صادق آتا ہے۔

مسئلہ ۹۵۶: مسوڑوں سے خون خارج ہونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو نہ نگلے اور اگر وہ لعاب دہن میں مخلوط ہو کر مٹ جائے تو پاک ہے اور اس کو نگلنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا، وہی حال اس وقت ہے جب شک کرے کہ تھوک کے ساتھ خون تھا یا نہیں اس لئے کہ اس کے نگلنے میں بھی کوئی اشکال نہیں اور وہ روزہ کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے۔ منہ سے محض خون نکلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اس کے حلق تک پہنچنے سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

2.جماع

مسئلہ ۹۵۷: جماع سے روزہ باطل ہو جاتا ہے چاہے اس سے منی نہ نکلے۔

مسئلہ ۹۵۸: اگر بھول جائے کہ روزے سے ہے اور دن میں جماع کر لے تو روزہ باطل نہیں ہوگا لیکن جس وقت یاد آئے فوراً پرہیز کرے ورنہ روزہ باطل ہو جائے گا۔

3 منی نکالنا

مسئلہ ۹۵۹: اگر روزہ دار جان بوجھ کر ایسی حرکت کرے جو منی نکلنے کا موجب بنے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۹۶۰: روزے کی حالت میں اِحتلام ہونا (یعنی نیند کی حالت میں منی نکلنا) روزے کو باطل نہیں کرتا اور اگر جانتا ہو کہ دن میں سوئے گا تو احتلام ہو جائے گا تو اس پر نیند سے اجتناب واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۶۱: اگر روزہ دار اِحتلام کی حالت میں نیند سے بیدار ہو جائے تو منی نکلنے سے کنٹرول کرنا واجب نہیں ہے۔

4 خدا، انبیاء اور ائمہ معصومینؑ کی طرف جھوٹی نسبت دینا

مسئلہ ۹۶۲: خدا، انبیاء اور، ائمۂ معصومینؑ کی طرف جھوٹی نسبت دینے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ ایسا احتیاط واجب کی بنا پر ہے، چاہے بعد میں توبہ کرے اور یہ کہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا۔

مسئلہ ۹۶۳: کتابوں میں جو روایات ہوتی ہیں اگر نہ جانتا ہو کہ یہ جھوٹی ہیں تو ان کو نقل کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کو کتاب کا حوالہ دے کر بیان کرے، مثلاً یوں کہے: "فلاں کتاب میں منقول ہے کہ نبیؐ نے فرمایا

5 غبار غلیظ حلق تک پہنچانا

مسئلہ ۹۶۴: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار غبار غلیظ کو حلق تک نہ پہنچنے دے جیسے جھاڑو کا غبار، یا خاک کا غبار، ہاں! غبار کا منہ یا ناک میں داخل ہو جانا جبکہ حلق تک نہ پہنچے روزے کو باطل نہیں کرتا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے میں سگریٹ اور دوسری دخانیات کا استعمال نہ کرے۔

مسئلہ: ۹۶۵: جب روزہ دار شدید طور پر تنگیٔ تنفس کا شکار ہو اور وہ اس کی مخصوص دوا (انہیلر) استعمال کرے، جس میں پریشر سے سیال مادہ نکلتا ہے جس کی جھاگ منہ میں داخل ہوتی ہے جس میں پاوڈر رہتا ہے جو پھیپھڑوں میں جاتا ہے، پس! اگر اس پریشر والی ہوا کے ساتھ دوا ہو چاہے وہ غبار کی شکل میں ہو یا گھسا ہوا پاوڈر رہوا اور وہ حلق میں داخل ہو جائے تو اس کے ساتھ روزے کا صحیح

رہنا مشکل ہے اور اگر مذکورہ دوا استعمال کئے بغیر روزہ رکھنا مشکل ہو یا اس میں مشقت ہو تو اس کا استعمال جائز ہے، لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا "مفطر" (روزہ توڑنے والی چیز کا) استعمال نہ کرے اور اگر بعد میں دوا استعمال کئے بغیر روزہ رکھنے پر قادر ہو جائے تو ان دنوں کی قضا بجالائے۔

6 سر کو پانی میں ڈبونا

مسئلہ ۹۶۶: اگر روزہ دار پورے سر کو جان بوجھ کر پانی میں ڈبو دے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ باطل ہو جائے گا اور قضا بجالانا ہوگی۔

مسئلہ ۹۶۷: سابقہ مسئلے میں خالی سر کو ڈبونے یا پورے بدن کو ڈبونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۶۸: اگر آدھا سر ڈبو کر نکال لے اس کے بعد باقیماندہ آدھے سر کو ڈبوے تو روزہ باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۹۶۹: اگر پورا سر پانی میں چلا جائے بس تھوڑے سے بال باہر رہ جائیں تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۹۷۰: اگر شک ہو کہ پورا سر پانی میں ڈبویا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۷۱: اگر روزہ دار بے اختیار پانی میں گر جائے اور اس کا پورا سر پانی میں ڈوب جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، لیکن اس پر واجب ہے کہ فوراً سر کو پانی سے باہر نکالے، اسی طرح اگر بھول جائے کہ روزے سے ہے اور اپنے سر کو پانی میں ڈبو دے تو روزہ باطل نہیں ہوگا، لیکن جوں ہی یاد آئے اس پر واجب ہے کہ سر کو فوراً پانی سے باہر نکالے۔

مسئلہ ۹۷۲: اگر روزہ دار غوطہ خوروں کا لباس پہن کر پانی میں غوطہ لگائے اور پانی سے اس کا بدن نہ بھیگے، تو اگر لباس اس کے سر سے چپکا ہوا ہو تو اس کے روزے کا صحیح ہونا محلِّ اشکال ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر اس روزے کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۹۷۳: برتن سے سر پر پانی ڈالنا یا سر پر پانی کے چھینٹے وغیرہ دینا روزے کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے۔

7 جنابت، حیض اور نفاس پر طلوع فجر تک باقی رہنا

مسئلہ ۹۷۴: اگر رمضان کی شب میں کوئی شخص مجنب ہو جائے تو طلوع فجر سے پہلے اس پر غسل کرنا واجب ہے۔ پس! اگر جان کر طلوع فجر تک غسل نہ کرے تو روزہ باطل ہو جائے گا، یہی حکم ماہ رمضان کے قضا روزے کے سلسلے میں بھی آئے گا۔ اگر ماہ رمضان کی رات میں مجنب ہو جائے اور طلوع صبح تک غسل کے بغیر رہے لیکن جان کر ایسا نہ کرے مثال کے طور پر رات میں احتلام ہوا اور سوتا رہے اور بیدار نہ ہو یہاں تک کہ صبح ہو جائے، تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۷۵: جنابت پر باقی رہنے سے روزہ اسی صورت میں باطل ہوتا ہے جب جان بوجھ کر ماہ مبارک اور اس کی قضا کے روزے میں صبح تک مجنب رہے۔ روزوں کی دوسری واجب اور مستحب اقسام خاص کر مستحبی روزے کا یہ حکم نہیں ہے اور یہ روزے اس سے باطل نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۹۷۶: اگر ماہِ رمضان کے روزوں میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور صبح تک مجنب رہے تو روزہ باطل ہو جائے گا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ماہ رمضان کے قضا روزے کو بھی اسی سے ملحق کیا جائے، رہ گئے دوسرے روزے تو وہ اس طرح مجنب رہنے سے باطل نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۹۷۷: اگر جنابت کی حالت میں کئی دن تک روزے رکھتا رہے اور اسے یہ پتا نہ چلے کہ جنابت سے پاک ہونا روزہ صحیح ہونے کی شرط ہے تو اس کے روزے باطل ہوں گے اور ان دنوں کی قضا اس پر واجب ہوگی۔

مسئلہ ۹۷۸: اگر ماہ مبارک رمضان میں نجس پانی سے غسل جنابت کرے اور چند دن گزرنے کے بعد پتا چلے تو اس کے روزے باطل نہیں ہوں گے بلکہ ان پر صحیح ہونے کا حکم نافذ ہوگا۔

مسئلہ ۹۷۹: ماہ رمضان کی کسی ایک رات میں اگر کسی پر غسل واجب ہو جائے لیکن وقت کی تنگی یا پانی کے نقصان دہ ہونے کی بنا پر غسل نہ کر سکے تو اس پر واجب ہے کہ غسل کے بدلے تیمّم کرے، چنانچہ اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۹۸۰: جس شخص کی شرعی ذمہ داری غسل کے بدلے تیمّم ہو تو ماہ رمضان کی راتوں میں عمداً مجنب ہونا اس کے لئے جائز ہے، بشرطیکہ اس کے پاس مجنب ہونے کے بعد تیمّم کرنے کے لئے وقت کافی ہو۔

مسئلہ ۹۸۱: اگر اذان سے پہلے غسل جنابت یا اس کے بدلے میں تیمّم کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے، چاہے اس کے بعد بے اختیاری میں اس کی منی خارج کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۹۸۲: ماہ رمضان میں دن میں محتلم ہونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ بنا براین اگر صبح کی نماز کے بعد یا اس سے پہلے سو جائے اور نیند میں محتلم ہو اور پھر اذان کے بعد بیدار ہو جائے تو اس فرض میں جنابت اس دن کے روزے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ہاں! نماز کے لئے اس پر غسل کرنا واجب ہے اور غسل کو نماز کے وقت تک تاخیر میں ڈال سکتا ہے۔ اگر ماہ رمضان کے دن یا اس کے علاوہ دوسرے ایام میں محتلم ہو جائے تو روزہ باطل نہیں ہوگا اور بیدار ہوتے ہی غسل کرنا بھی واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۹۸۳: جو شخص ماہِ رمضان کی شب میں مجنب ہو جائے یا جب بیدار ہو تو پتا چلے کہ محتلم ہو گیا ہے اور جانتا ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح سے پہلے غسل کے لئے نہیں اُٹھ پائے گا، تو غسل کئے بغیر سونا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ پس! اگر سو جائے اور صبح سے پہلے غسل نہ کرے تو روزہ باطل ہوگا، لیکن اگر یہ احتمال دیتا ہو کہ فجر سے پہلے غسل کے لئے بیدار ہو جائے گا اور بیدار ہونے کے بعد اس نے طے کر رکھا ہو کہ غسل کرے گا اور وہ سو جائے، لیکن صبح سے پہلے جاگ نہ پائے تو اس کا روزہ صحیح ہے، لیکن اگر دوسری مرتبہ سوئے اور صبح سے پہلے بیدار نہ ہو تو اس پر قضا اور احتیاط واجب کی بنا پر کفارہ بھی واجب ہے۔ ماہ مبارک کی شب میں اذانِ صبح سے پہلے اگر مکلف کو شک ہو کہ اس کو احتلام ہوا ہے یا نہیں، تو وہ شک کی پرواہ نہ کرے اور دوبارہ سو جائے اور اذانِ صبح کے بعد بیدار ہو اور پتا چلے کہ وہ صبح سے پہلے محتلم تھا، یہاں صورت حال یہ ہے کہ اگر وہ پہلی بار نیند سے جاگنے کے بعد احتلام کا اثر مشاہدہ نہ کرے صرف احتمال ہو کہ احتلام ہوا ہے اور وہ کوئی جستجو نہ کرے اور سو جائے اور اذان کے بعد اُٹھے تو اس کا روزہ صحیح ہے، چاہے بعد میں پتا چلے کہ اس کا احتلام اَذانِ صبح سے پہلے تھا، یہی حکم اس وقت بھی ہے کہ جب اذان صبح سے پہلے بیدار ہو اور پتا نہ چلے کہ وہ محتلم ہے اور دوبارہ سو جائے اور پھر اذان کے بعد نیند سے بیدار ہو اور پتا چلے کہ وہ اذان سے پہلے محتلم تھا تب بھی اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۸۴: اگر عورت حیض سے پاک ہو اور اس پر غسل واجب ہو یا نفاس سے پاک ہو اور اس پر غسل واجب ہو جائے تو ماہ مبارک میں اگر غسل کرنے میں اتنی تاخیر کرے کہ صبح ہو جائے تو اس کا

روزہ باطل ہوجائے گا۔

مسئلہ ۹۸۵: اگر روزہ دار عورت دن میں حیض یا نفاس میں مبتلا ہوجائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا چاہے مغرب کا وقت قریب ہو۔

مسئلہ ۹۸۶: اگر نذر معین کے روزے کے دوران عورت کو حیض آجائے تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا اور پاک ہونے کے بعد اس پر اس کی قضا واجب ہوگی۔

8 سیال چیز سے حقنہ لینا

مسئلہ ۹۸۷: سیال (بہنے والی) چیز سے حقنہ کرانا روزے کو باطل کر دیتا ہے چاہے علاج کے لئے ہی ہو۔

مسئلہ ۹۸۸: بعض ایسی دوائیاں جنھیں عورتوں کی بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور رحم کے اندر رکھا جاتا ہے ان سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

9 جان بوجھ کر قے کرنا

مسئلہ ۹۸۹: اگر روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے چاہے کسی بیماری کی وجہ سے ہو تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا لیکن اگر سہواً یا اختیاری طور پر ہوجائے تو روزے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۹۰ اگر روزہ دار کے منہ میں ڈکار کے ساتھ کھانا آجائے تو اس کو تھوک دینا واجب ہے ہاں اگر غیر اختیاری طور پر واپس چلا جائے تو روزہ باطل نہیں ہوگا۔

مفطرات سے مربوط بعض اُمور

مسئلہ:۹۹۱: اگر روزہ دار عمداً اور اختیاراً ایسا کام کرے جس سے روزہ باطل ہوجاتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا لیکن اگر وہ عمداً ایسا نہ کرے مثلاً پاوں پھسل جائے اور پانی میں گر جائے یا بھولے سے کچھ کھالے یا جبریہ اس کے حلق میں ڈال دیا جائے تو روزہ باطل نہیں ہوگا اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ روزہ واجب ہو یا مستحب، رمضان کا ہو یا غیر رمضان کا۔

مسئلہ ۹۹۲: اگر روزہ دار روزہ توڑنے والی چیز کو دوسرے کے مجبور کرنے پر تناول کرے، دوسرے

لفظوں میں کوئی اور اسے روزہ توڑنے پر مجبور کرے، مثلاً اس کو دھمکی دے کہ اگر اس نے کھانا نہ کھایا تو اسے جان کا نقصان پہنچے گا، وہ اس طرح کے ضرر سے بچنے کے لئے کھانا نوش کرلے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۹۹۳: اگر روزہ دار سہواً ایسا کام کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہو اور وہ خیال کرے کہ روزہ باطل ہو چکا ہے لہٰذا وہ دوبارہ کچھ کھالے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۹۹۴: اگر شک کرے کہ روزہ توڑنے والی چیز تناول کی ہے یا نہیں تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، مثال کے طور پر اگر شک کرے کہ غبار غلیظ حلق میں داخل ہوا تھا اسے نگل گیا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ماہِ مبارک رمضان میں عمداً روزہ توڑنے کا کفارہ

کفارہ کا وجوب اور اُس کے موارد

مسئلہ ۹۹۵: اگر ماہ رمضان میں عمداً اور اختیاراً اور بغیر کسی شرعی عذر کے ایسا کام کرے جو روزے کے باطل ہو جانے کا باعث ہو تو قضا کے ساتھ ساتھ اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا چاہے افطار کے وقت کفارہ واجب ہونے کا علم رکھتا ہو یا نہ۔

مسئلہ ۹۹۶: اگر کسی شخص کو یہ احتمال ہو کہ کسی عذر کی بنا پر روزہ اس پر واجب نہیں ہے لہٰذا وہ ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھے بعد میں اس کو پتا چلے کہ روزہ اس پر واجب تھا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے، چونکہ صرف اس احتمال کی بنا پر کہ روزہ واجب نہیں ہے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں! اگر اس کے افطار کرنے کی وجہ روزے سے ہونے والے نقصان کا خوف رہا ہو اور اس خوف کا منشائے عقلائی ہو تو اس صورت میں اس پر کفارہ نہیں ہے لیکن قضا واجب ہے۔

مسئلہ ۹۹۷: اگر حکم شرعی کو نہ جانتے ہوئے ایسی چیز کا مرتکب ہو جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہو مثلاً نہ جانتا ہو کہ سر کو پانی میں ڈبونا روزے کو باطل کر دیتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور قضا بھی واجب ہوگی لیکن کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۹۹۸: اگر کسی عمل کے حرام ہونے کا علم ہو لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ مبطل صوم ہے اور اس کا ارتکاب کر بیٹھے، تو احتیاط واجب کی بنا پر قضا کے ساتھ ساتھ اس پر کفارہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۹۹۹: اگر کسی شخص کے لئے کسی سبب سے روزہ چھوڑنا جائز یا واجب ہو جیسا کہ روزہ توڑنے پر مجبور ہو یا ڈوبنے والے کو بچانے کے لئے پانی میں کود پڑے تو اس پر صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔

مسئلہ ۱۰۰۰: اگر معدے سے کوئی چیز روزہ دار کے منہ میں آ جائے تو پھر سے اس کو نگلنا جائز نہیں ہے۔ پس! اگر عمداً نگل جائے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ ۱۰۰۱: جب ایسا شخص رات کے داخل ہو جانے کی خبر دے جس کی بات پر اعتبار نہیں کیا جاتا اور روزہ دار افطار کرے بعد میں پتا چلے کہ رات نہیں ہوئی تھی تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ ۱۰۰۲: ماہ مبارک میں دن میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرے اور بیوی بھی اس پر راضی ہو تو دونوں پر قضا اور کفارہ واجب ہوگا۔

1 کفارے کی مقدار اور اس کا طریقہ

مسئلہ ۱۰۰۳: ماہ مبارک میں عمداً روزہ توڑنے کا کفارہ مندرجہ ذیل تین میں سے ایک چیز ہے۔

- غلام کو آزاد کرنا
- لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنا
- ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا

مسئلہ ۱۰۰۴: ظاہراً موجودہ زمانے میں غلام ہی نہیں کہ ان کو آزاد کیا جائے لہٰذا مکلف کو اختیار ہے کہ وہ روزہ رکھے یا کھانا کھلائے۔

مسئلہ ۱۰۰۵: کفارے کی مقدار میں کوئی فرق نہیں ہے کہ حلال چیز سے روزہ توڑا ہو یا حرام شے سے جیسے زنا سے، استمنا سے یا حرام کھانے پینے سے، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر حرام چیز سے روزہ توڑا ہو تو تینوں کفارے ادا کرے۔

مسئلہ ۱۰۰۶: اگر تینوں کفارے دینے پر قادر نہ ہو تو واجب ہے کہ حسب استطاعت فقیر کو صدقہ دے اور احتیاط یہ ہے کہ استغفار بھی کرے، لیکن اگر صدقہ بھی نہ دے سکتا ہو تو دل و زبان سے (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ) کہنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۷: اگر روزہ رکھنے، کھانا کھلانے اور صدقہ دینے پر قادر نہ ہونے کی بنا پر صرف استغفار کرنا ذمہ داری قرار پائے، لیکن بعد میں روزے رکھنے یا کھانا کھلانے پر قادر ہو جائے، تو ایسی

صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوگا، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی اَدا کرے۔

مسئلہ: ۱۰۰۸: جس کو لگا تار دو مہینے کے روزے رکھنا ہوں اس پر واجب ہے ایک مہینہ پورا اور دوسرے مہینے میں ایک دن لگا تار روزے رکھے اور اس کے بعد دوسرے مہینے کے دنوں میں اگر بطور متفرق روزے رکھتا ہے تو اس میں کوئی اِشکال نہیں ہے۔

مسئلہ: ۱۰۰۹: اگر کوئی عورت لگا تار دو مہینے کے روزے رکھنا چاہے لیکن درمیان میں حیض وغیرہ میں مبتلا ہو جائے تو اس سے تسلسل پر کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ روزہ مکمل کرے اس پر نئے سرے سے روزے رکھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: ۱۰۱۰: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی دو صورتیں ہیں:

- کھانا تیار کر کے انھیں پیٹ بھر کر کھلائے۔
- ہر ایک کو ایک مد یعنی ۷۵۰ گرام غذائی اَجناس جیسے گیہوں، آٹا، چاول وغیرہ دے۔

مسئلہ: ۱۰۱۱: جو شخص ساٹھ مسکینوں کو گزشتہ مسئلے میں بیان شدہ کیفیت کے مطابق کھانا دینا چاہے، اگر اس کو مذکورہ تعداد میں مسکین مل جائیں تو اس پر واجب ہے کہ ساٹھ میں سے ہر ایک کو مقرر شدہ مقدار میں کھانا دے۔ ایک شخص کو دو حصے یا کم یا زیادہ دینا کافی نہیں ہوگا، البتہ ایک فقیر کو اتنا دے سکتا ہے جتنے اس کے گھر کے اَفراد ہیں؛ تا کہ وہ ان کو کھلائے۔

مسئلہ ۱۰۱۲: فقیر کے مرد، عورت، چھوٹا اور بڑا ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اَحکامِ کفارہ

مسئلہ: ۱۰۱۳: اگر روزہ دار ایک دن میں کئی مرتبہ روزہ توڑنے والی چیز استعمال کرے تو اس پر صرف ایک کفارہ واجب ہوگا۔ ہاں اگر وہ روزہ توڑنے والی چیز جماع یا استمنا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ جتنی مرتبہ ایسا کرے اتنے کفارے ادا کرے۔

مسئلہ: ۱۰۱۴: اگر روزہ دار جان بوجھ کر روزہ توڑ دے اور اس کے بعد سفر کرے تو کفارے کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔ بنا بر ایں اگر رات میں جاگے اور معلوم ہو جائے کہ مجنب ہے، لیکن غسل نہ کرے یا طلوعِ فجر سے پہلے تیمّم کر لے، پھر آنے والے دن میں روزے سے بچنے کے لئے سفر کا ارادہ کرے اور اذان کے فوراً بعد سفر پر نکل جائے تو نہ رات میں سفر کا ارادہ کرنا اور نہ دن میں سفر

پر نکل جانا کفارہ ساقط ہونے کے لئے کافی ہوگا۔

مسئلہ:۱۰۱۵: جس شخص پر کفارہ واجب ہوجائے اس پر اسے فوراً ادا کرنا واجب نہیں لیکن اتنی تاخیر کرنا بھی جائز نہیں کہ واجب کی ادائیگی میں سستی کرنے کا مرتکب قرار پائے۔

مسئلہ:۱۰۱۶: اگر کئی سال تک کفارہ نہ دے تو مزید کوئی چیز اس پر واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ:۱۰۱۷: روزے کے کفارے میں قضا اور کفارے کے درمیان ترتیب واجب نہیں ہے۔

رمضان کے قضا روزے کو توڑنے کا کفارہ

کفارہ کا وجوب اور اس کے موارد

مسئلہ:۱۰۱۸: ماہ رمضان کے قضا روزے کو زوال کے بعد توڑنا جائز نہیں ہے۔ پس! اگر عمداً توڑ دے تو کفارہ واجب ہوجائے گا۔

مسئلہ ۱۰۱۹: ماہ رمضان کے قضا روزے کو زوال سے پہلے توڑنا جائز ہے بشرطیکہ اس کا وقت تنگ نہ ہو، پس! اگر وقت تنگ ہو مثلاً کسی کے ذمے پانچ روزوں کی قضا ہو اور اگلا رمضان شروع ہونے میں صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہوں تو بنا بر احتیاط ظہر سے پہلے (اور اسی طرح ظہر کے بعد) اس کے لئے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر توڑ دے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

مسئلہ:۱۰۲۰: اگر کسی شخص کو میت کی طرف سے ماہ مبارک کے قضا روزے رکھنے کے لئے اجیر بنایا جائے اور وہ زوال کے بعد روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

کفارے کی مقدار

مسئلہ:۱۰۲۱: ماہ رمضان کا قضا روزہ توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

تاخیر کا کفارہ

کفارہ کا وجوب اور اس کا محل

مسئلہ: ۱۰۲۲: اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں کسی عذر کی بنا پر روزہ توڑ دے، لیکن سستی کی بنا پر اور بغیر کسی عذر کے قضا میں تاخیر کرے، تو واجب ہے کہ قضا رکھے اور ہر دن کے بدلے میں کفارہ ادا کرے، لیکن اگر ماہ رمضان کے قضا روزوں کو آئندہ رمضان تک تاخیر میں ڈالے اور ایسا اسی عذر کے جاری رہنے کی بنا پر ہو جو روزہ رکھنے سے مانع تھا، مثلاً مستقل سفر میں ہو تو کافی ہے کہ ان ایام کی قضا بجالائے جبکہ تاخیر کا کفارہ واجب نہیں ہوگا، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ قضا و کفارہ دونوں ادا کرے، رہ گیا بیماری کا مسئلہ تو اس کی مزید وضاحت بعد میں آئے گی۔

مسئلہ: ۱۰۲۳: ماہ رمضان کے قضا روزوں کو آئندہ سال تک مؤخر کرنے کا کفارہ ساقط نہیں ہوتا چاہے اس کے وجوب کا علم نہ رکھتا ہو، بنا برایں جو شخص آئندہ رمضان تک قضا میں تاخیر کرے، اس بات سے جہالت کی بنا پر کہ اگلا رمضان آنے سے پہلے قضا روزے رکھنا واجب ہے، تو اس پر واجب ہے کہ قضا کے ساتھ ہر دن کے بدلے میں کفارہ ادا کرے۔

مسئلہ: ۱۰۲۴: ماہ رمضان کے روزوں میں تاخیر کرنے کا کفارہ صرف ایک مرتبہ واجب ہوتا ہے چاہے کئی سال تک قضا میں تاخیر کرے، برسوں کی تعداد کے برابر اس پر تکرار واجب نہیں ہوتا بنا برایں اگر ماہ مبارک کے قضا روزے رکھنے میں چند سال تاخیر کرے تو اس پر قضا واجب ہوگی اور ہر دن کے بدلے میں جس میں تاخیر کی تھی ایک کفارہ واجب ہوگا۔

کفارے کی مقدار

مسئلہ: ۱۰۲۵: تاخیر کا کفارہ ہر دن کے بدلے مسکین کو ایک مدّ طعام دینا ہے۔

مسئلہ: ۱۰۲۶: جس شخص پر ہر دن کے بدلے ایک مد طعام واجب ہو وہ چند دنوں کے چند کفارے ایک فقیر کو دے سکتا ہے۔

فدیہ

موارِدفدیہ

یعنی وہ لوگ جنھیں روزے کے بدلے فدیہ دینا ہوتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

- بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جن کے لئے روزہ رکھنا باعثِ مشقت ہو۔
- جس شخص کو پیاس لگنے کی بیماری ہو اور روزہ رکھنا اس کے لئے مشقت کا باعث ہو۔
- حاملہ عورت جس کی مدت وضع حمل قریب ہو اور روزہ اس کے بچے کے لئے نقصان دہ ہو۔
- وہ دودھ پلانے والی عورت جس کا شیر کم ہو اور روزہ دودھ پینے والے بچے کے لئے ضرر کا باعث ہو۔
- وہ مریض جس کو روزہ نقصان دیتا ہو اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک جاری رہے۔

مسئلہ: ۱۰۲۷: ایسی حاملہ عورت جس کے جنین کے لئے خوف ہو کہ روزہ نقصان دے گا اس پر واجب ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن کے بدلے میں فدیہ دے اور بعد میں قضا رکھے۔

مسئلہ: ۱۰۲۸: اگر دودھ پلانے والی عورت کا دودھ روزہ رکھنے سے سوکھ جاتا ہو یا کم ہو جاتا ہو اور وہ ڈرتی ہو کہ بچے کو نقصان ہو گا اس پر واجب ہے کہ افطار کرے اور ہر دن کے بدلے میں فدیہ دے اور بعد میں قضا بجالائے۔

مسئلہ: ۱۰۲۹: ایسا بیمار جو بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک جاری رہے، اس پر قضا واجب نہیں ہے بلکہ جتنے دن اس نے روزہ نہیں رکھا ہے ہر دن کے بدلے اس پر فدیہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۰: وہ عورت جو بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور ہو اور آئندہ رمضان تک بیماری کا سلسلہ جاری رہنے کی وجہ سے قضا بھی نہ رکھ سکے، خود اس پر واجب ہے کہ فدیہ دے مگر اس کے شوہر پر کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ: ۱۰۳۱: اگر کوئی عورت دو سال حاملہ رہے اور عذر شرعی کی بنا پر دونوں سال روزہ نہ رکھ سکے تو اس پر صرف قضا واجب ہے، لیکن اگر افطار کرنے کا اس کا عذر روزے کی وجہ سے حمل یا بچے کو نقصان پہنچنے کا خوف ہو تو اس پر قضا کے ساتھ ہر دن کے بدلے فدیہ بھی واجب ہے اور اگر بغیر کسی

عذر شرعی کے قضا میں آئندہ رمضان تک تاخیر کرے تو اس پر قضا اور فدیہ کے ساتھ تاخیر کا کفارہ بھی واجب ہوگا۔

فدیے کی مقدار

مسئلہ ۱۰۳۲: فدیے کی مقدار اتنی ہی ہے جتنی کفارۂ تاخیر کی ہے یعنی فقیر کو ایک مدّ طعام دینا۔

کفارے سے متعلق مسائل

مسئلہ ۱۰۳۳: اگر کسی معین دن کے روزے کی نیت کرے اور عمداً اس روز روزہ چھوڑ دے یا توڑ دے تو اس پر کفارہ واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۰۳۴: نذر کا کفارہ وہی ہے جو یمین کا ہے دس مسکینوں کو سیر کرنا یا لباس پہنانا اور اگر نہ کر سکے تو تین دن روزہ رکھے۔

وہ مواقع جہاں پر صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں

مسئلہ ۱۰۳۵: اگر کوئی شخص رمضان میں روزے کی نیت ترک کردے یا دکھاوے کے لئے روزہ رکھے لیکن کچھ کھائے پیئے نہیں تو اس کا روزہ باطل ہوجائے گا، مگر اس کے ذمے صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔

مسئلہ ۱۰۳۶: اگر کوئی شخص رمضان میں غسلِ جنابت کرنا بھول جائے اور ایک روز یا چند روز تک جنابت کی حالت میں روزہ رکھے، تو اس کا روزہ باطل ہوگا اور اس پر قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۰۳۷: جو شخص ماہ رمضان کی سحر میں تحقیق اور طلوع فجر کی رعایت کئے بغیر روزہ توڑنے والی چیز استعمال کرے، بعد میں پتا چلے کہ صبح پہلے ہی ہوچکی تھی، تو روزہ باطل ہوگا اور اس پر قضا واجب ہوگی، لیکن اگر تحقیق اور رعایت سے کام لے اور یقین ہوجائے کہ فجر طلوع نہیں ہوئی ہے اور کچھ کھا پی لے بعد میں علم ہو کہ صبح طلوع ہوچکی تھی تو روزہ باطل نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۰۳۸: اگر ماہ رمضان میں تاریکی کے سبب رات کے داخل ہونے کا یقین ہوجائے یا کوئی شخص اس کو رات کے داخل ہونے کی خبر دے اور اس کی خبر شرعاً حجت ہو، لہٰذا وہ افطار کرے بعد میں پتا چلے کہ رات شروع نہیں ہوئی تھی تو اس کا روزہ باطل ہوگا اور اس پر قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۰۳۹: اگر بادل ہوں اور شب کے داخل ہو جانے کا گمان ہونے کی بنا پر افطار کرے بعد میں پتا چلے کہ شب داخل نہیں ہوئی تھی تو اس پر قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۰۴۰: ماہ رمضان کی سحر میں جب تک طلوع فجر کا یقین نہ ہو جائے "مفطر" کا استعمال کر سکتا ہے لیکن اگر بعد میں پتا چلے کہ صبح ہو چکی تھی تو اس کا حکم وہی ہے جو بعد والے مسئلہ (۱۰۴۱) میں بیان ہوگا۔

مسئلہ ۱۰۴۱: ماہ مبارک میں جب تک رات ہو جانے کا یقین نہ ہو جائے روزہ کھولنا جائز نہیں ہے، پس! اگر یقین حاصل ہو جائے کہ رات ہو چکی ہے اور افطار کر بیٹھے، بعد میں پتا چلے کہ رات داخل نہیں ہوئی تھی تو اس کا حکم وہی ہے جو مسئلہ ۱۰۴۲۔ میں بیان ہوگا۔

مسئلہ ۱۰۴۲: اگر روزہ دار مستحب پر عمل کرتے ہوئے وضو سے پہلے کلّی کرے اور بے اختیار پانی حلق میں چلا جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، بلکہ روزہ صحیح ہے اور قضا بھی نہیں ہے لیکن اگر پانی کو منہ میں کلّی کی خاطر نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے داخل کرے مثلاً ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے اور پانی حلق میں پہنچ جائے تو ایسی صورت میں صرف قضا واجب ہوگی۔

روزے کی قضا کے اَحکام

مسئلہ ۱۰۴۳: جو شخص ایک دن یا اس سے زیادہ غشی میں رہے اور غشی کی حالت میں اس کا واجب روزہ چھوٹ جائے تو ان دنوں کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۴: نشے کے سبب اگر کسی کا روزہ چھوٹ جائے، جیسا کہ نشے کی حالت میں روزے کی نیت چھوٹ جائے، تو اگر چہ دن میں روزہ توڑنے والی چیز استعمال نہ کرے تب بھی اس پر ان دنوں کی قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۰۴۵: جو شخص آنے و لے دن کے روزے کی نیت کرے پھر نشہ چھا جائے اور پورا دن یا اس کا کچھ حصہ نشے کی حالت میں گزر جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے کو مکمل کرے اور بعد میں قضا رکھے، خاص کر اگر نشہ اتنا زیادہ ہو کہ اس کی عقل کو زائل کر دے۔

مسئلہ ۱۰۴۶: گزشتہ دو مسئلوں میں کوئی فرق نہیں کہ مسکر کا تناول کرنا حرام ہو یا بیماری کی وجہ سے حلال ہو یا اصلاً موضوع کے بارے میں نہ جانتا ہو۔

مسئلہ ۱۰۴۷: جس عورت کے روزے حیض یا نفاس کی حالت میں چھوٹ جائیں رمضان کے بعد اس پر ان کی قضا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۸: اگر ماہ رمضان میں کسی عذر کی بنا پر چند دن تک روزہ نہ رکھے مگر یہ نہ معلوم ہو سکے کہ کتنے دن نہیں رکھے ہیں، مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ آیا اس نے ماہ رمضان کی ۲۵ رتاریخ کو سفر کیا تھا کہ چھوٹ جانے والے روزوں کی تعداد ۶ ہو یا ۲۶ کو کیا تھا کہ پانچ روزے چھوٹے ہوں تو یہاں اتنے روزوں کی قضا بجالائے جتنے یقینی طور پر چھوٹے ہوں، لیکن اگر یہ جانتا ہو کہ عذر کب شروع ہوا تھا (مثلاً سفر) جیسا کہ اتنا معلوم ہو کہ ۵ تاریخ کو سفر شروع کیا تھا لیکن دسویں کی شب میں واپس لوٹا کہ جس کے نتیجے میں پانچ روزے چھوٹے ہوں یا گیارہویں کی شب میں آیا تھا کہ چھے روزے چھوٹے ہوں تو یہاں پر بنابر احتیاط واجب زیادہ روزوں کی قضا بجالائے گا۔

مسئلہ ۱۰۴۹: اگر چند ماہ کے کچھ روزے کسی کے ذمے قضا ہوں تو قضا میں کسی کو بھی مقدم رکھنے میں کوئی مانع نہیں ہے، لیکن آخری مہینے کی قضا کا وقت اگر تنگ ہو جیسا کہ آخری رمضان کے پانچ دن چھوٹ گئے ہوں اور آنے والے رمضان میں صرف پانچ دن رہ گئے ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر آخری ماہ مبارک کے روزوں کو مقدم کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۰۵۰: ماہ رمضان کے روزوں کی قضا رکھنے والا زوال سے پہلے افطار کرسکتا ہے، بشرطیکہ قضا کا وقت تنگ نہ ہو لیکن زوال کے بعد افطار کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۱: گر بیماری کی وجہ سے ماہ رمضان کے روزے چھوٹ جائیں اور بیماری اگلے رمضان تک ختم نہ ہو تو ان دنوں کی قضا اس پر واجب نہیں ہے بلکہ صرف فدیہ دینا کافی ہے، لیکن اگر کسی دوسرے عذر جیسے سفر کی بنا پر روزے چھوٹے ہوں اور دوسرے رمضان تک وہ عذر باقی رہے تو جن دنوں کے روزے چھوٹے ہیں ان کی قضا اس پر واجب ہے، یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب بیماری کی وجہ سے روزے چھوٹے ہوں لیکن بیماری سے شفایاب ہو چکا ہو اور دوسرا عذر لاحق ہو جائے کہ قضا روزے نہ رکھ پائے جیسے سفر، تو اس پر قضا واجب ہوگی۔

روزوں کی قضا کے متعلق مسائل

مسئلہ ۱۰۵۲: روزے اور ان کی قضا سے کمزوری اور عدم قدرت کی بنا پر عاجز ہونا قضا کے ساقط

ہونے کا موجب نہیں بنتا، بنا برایں جو بچی سنِ تکلیف تک پہنچ چکی ہو لیکن جسمانی ساخت کی کمزوری کی بنا پر ماہ رمضان کے روزے اور ان کی قضا نہ رکھ سکے اور دوسرا رمضان آجائے تو جتنے روزے چھوٹ گئے ہوں ان کی قضا اس پر واجب ہوگی۔ یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جس نے کئی سال کے روزے چھوڑ دیئے ہوں اور پھر اللہ کی طرف رجوع کیا ہو اور چھوٹے ہوئے روزوں کا تدارک کرنے کا اس نے عزم کرلیا ہو۔ پس! اس پر ان دنوں کی قضا واجب ہے کہ جن میں اس نے روزے نہیں رکھے اور اس سے قضا ساقط نہیں ہوگی چاہے وہ رکھنے پر قادر نہ ہو بلکہ قضا اس کے ذمہ رہے گی۔

والدین کے قضا روزوں کے اَحکام

مسئلہ ۱۰۵۳: اگر باپ اور بنا بر احتیاط ماں سفر کے علاوہ کسی اور عذر کی بنا پر روزے چھوڑ دیں اور وہ دونوں قضا رکھنے پر قادر ہوں لیکن انھوں نے فوت شدہ روزوں کی قضا نہ رکھی ہو تو ان کی موت کے بعد بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ یا ان کی طرف سے خود قضا رکھے یا کسی شخص کو اس کام کے لئے اجیر کرے، لیکن جو روزے سفر کے سبب چھوٹے ہوں تو ان کی قضا واجب ہے، چاہے ان کو قضا رکھنے کی مہلت یا قدرت حاصل نہ ہو۔

مسئلہ ۱۰۵۴: جب ماں یا باپ جان بوجھ کر روزے ترک کریں تو احتیاط واجب اس میں ہے کہ بڑا بیٹا ان کے مرنے کے بعد یا خود قضا روزے رکھے یا کسی کو اس کام پر اجیر کرے۔

مسئلہ:۱۰۵۵: اگر میت کی اولاد نرینہ نہ ہو اور اس کے ذمے نماز اور روزوں کی قضا ہو اور اس کا اتنا مال بچا ہو جس سے صرف ایک کی قضا کروائی جاسکتی ہو تو اس صورت میں روزے اور نماز کی قضا میں سے کسی کو بھی ترجیح نہیں ہے اور وارثوں پر واجب نہیں ہے کہ جو مال اس نے چھوڑا ہے اسے نماز اور روزوں کی قضا پر صرف کریں، مگر یہ کہ اس نے وصیت کی ہو تو وصیت پر عمل کرنا واجب ہے، یعنی ایک تہائی مال میں سے اتنا دے جو قضا کے لئے کافی ہو۔

مسافر کے روزوں کے اَحکام

مسئلہ ۱۰۵۶: جو شخص ماہ رمضان میں مسافر ہو اگر نماز قصر کرنا اس پر واجب ہوگی تو روزہ چھوڑنا بھی واجب ہوگا اور اگر نماز پوری پڑھنا واجب ہوگا تو روزے رکھنا بھی واجب ہوگا، جیسا کہ وہ مسافر

جو کسی جگہ دس دن تک رہنا چاہتا ہو یا وہ مسافر کہ سفر جس کا پیشہ ہو یا جس کے پیشے کا مقدمہ ہو (مگر وہ مواقع جو اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں)۔

مسئلہ ۱۰۵۷: اگر روزہ دار زوال کے بعد سفر کرے تو اس دن کے روزے کو مکمل کرنا اس پر واجب ہوگا، لیکن اگر زوال سے پہلے سفر کرے تو اس کا روزہ باطل ہوگا، لیکن حدِّ تَرَخّص سے پہلے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے۔ پس! اگر حدِّ تَرَخّص سے پہلے ہی توڑ دے تو بنا بر احتیاط واجب اس پر کفارہ واجب ہے (اور وہ ہے رمضان میں عمداً روزہ توڑنے کا کفارہ)۔

مسئلہ ۱۰۵۸: اگر مسافر زوال سے پہلے وطن لوٹ آئے یا اس شہر میں زوال سے پہلے پہنچ جائے جس میں اس نے دس دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہو تو اگر اس نے روزہ توڑنے والی چیز استعمال نہ کی ہو تو اس پر روزہ واجب ہوگا لیکن اگر حدِّ تَرَخّص سے پہلے اس نے "مفطر" کا استعمال کر لیا ہو تو قضا واجب ہوگی لیکن اگر زوال کے بعد اپنے وطن یا محلِّ اقامت پر پہنچے تو روزہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۱۰۵۹: ماہِ رمضان میں سفر کرنا جائز ہے چاہے روزوں سے بچنے کے لئے سفر کرے لیکن افضل یہ ہے کہ سفر نہ کرے مگر سفر کسی رجحان والے یا واجب عمل کے لئے ہو۔

مسئلہ ۱۰۶۰: اگر مسافر مسجد الحرام میں اعتکاف کرنا چاہے تو اگر مکہ مکرمہ میں دس دن رہنے کی نیت کرے یا نذر کرے کہ سفر میں روزہ رکھے گا تو دو دن کے بعد اس پر واجب ہے کہ تیسرے دن کا اعتکاف روزہ رکھ کر مکمل کرے، لیکن اگر دس دن رہنے کا قصد نہ کرے اور سفر میں روزے کی نذر بھی نہ کرے تو سفر میں اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا اور جب روزہ صحیح نہیں ہوگا تو اعتکاف بھی صحیح نہیں ہوگا۔

اَحکامِ رُوٴیتِ ہلال

مسئلہ ۱۰۶۱: مہینے کی پہلی تاریخ مندرجہ ذیل طریقوں سے ثابت ہوگی:

- مکلف بذات خود چاند دیکھے۔
- دو عادل افراد چاند دیکھنے کی گواہی دیں۔
- ایسی شہرت جس سے یقین ہوجائے۔
- تیس دن گزرجائیں۔
- حاکم حکم دے کہ پہلی تاریخ ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۲: مہینے کی پہلی ثابت ہونے کا معیار وہ چاند ہے جو غروبِ آفتاب کے بعد ڈوبے اور غروب سے پہلے جس کا دیکھا جانا ممکن ہو۔ پس! وہ چاند جو غروب آفتاب سے پہلے ڈوب جائے یا اس کے ساتھ ساتھ ڈوبے وہ مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۳: دوربین لگا کر یا خالی آنکھ سے چاند دیکھنے سے حکم مختلف نہیں ہوتا بلکہ دوربین والی آنکھ سے بھی چاند دیکھنا معتبر اور معیار رُوٴیَت کا صادق آنا ہے، بنابرایں آنکھ، دوربین یا ٹیلیسکوپ سے دیکھنے کا حکم ایک ہی ہے، البتہ چاند کی صورت کو کمپیوٹر وغیرہ میں ڈال کر دیکھنا کہ جس پر رُوٴیَت کا عنوان صادق نہیں آتا محلِ اِشکال ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۴: چاند دیکھنا بذات خود شرعاً واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۵: چاند کا چھوٹا ہونا، نیچا ہونا' بڑا ہونا، بلندی پر ہونا، چوڑا یا باریک ہونا اس امر کی شرعی دلیل نہیں کہ وہ پہلی رات کا ہے یا دوسری رات کا ہے۔ ہاں! اگر مکلف کو اس سے یقین حاصل ہو جائے، تو اس سلسلے میں اس کے لئے اپنے علم پر عمل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۶: علمی حساب کتاب یا ماہرین فلکیات کے حساب سے چاند ثابت نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس سے یقین حاصل ہوجائے۔

مسئلہ ۱۰۶۷: اگر کسی شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہوجائے تو قریبی شہر میں اس کے ثبوت کے لئے وہ کافی ہے، اسی طرح دور والے شہروں کے لئے بھی کافی ہے بشرطیکہ ان کا اُفق ایک ہو، اگر

مشرقی شہروں میں چاند ثابت ہو جائے تو وہ ان لوگوں کے لئے کافی ہے جو مغربی شہروں میں رہتے ہیں لیکن اس کے برعکس نہیں ،مثلاً اگر مشہد مقدس میں چاند کی پہلی ہو جائے تو مسلم ہے کہ تہران والوں کے لئے بھی ثابت ہو گی ۔

مسئلہ ۱۰۶۸: اتحاد اُفق سے مراد وہ شہر ہیں جو ایک ہی طول البلد پر واقع ہوں (طول البلد علم جغرافیہ کی اصطلاح ہے) تو ان کو یہ کہا جائے کہ ان کا اُفق ایک ہی ہے ۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ دو شہروں کے اُفق میں اگر اتنا فرق ہو کہ اگر ایک میں چاند نظر آ جائے تو دوسرے میں نظر آنا ممکن نہ ہو تو اب اگر مغربی شہر کے رہنے والے چاند دیکھتے ہیں تو وہ مشرقی شہر کے رہنے والوں کے لئے کافی نہیں ہوگا' جن میں سورج ان سے پہلے غروب ہوتا ہے کہ جو شہر مغرب میں ہیں ، برخلاف اس کے ، اس کی مثال یہ ہے کہ اگر ایران میں رُوَیَتِ ہلال ثابت ہو جائے جو جاپان کے مغرب میں واقع ہے تو وہ جاپان کے رہنے والوں کے لئے معتبر دلیل نہیں ہے ۔

مسئلہ ۱۰۶۹: جب تک حاکم حکم نہ دے کہ چاند ہو گیا ہے' صرف اس کے نزدیک چاند کا ثابت ہو جانا کافی نہیں ہے کہ دوسرے اس کا اتباع کریں ،مگر یہ کہ ان کو اس سے چاند کے ثابت ہو جانے کا اطمینان ہو جائے ۔

مسئلہ ۱۰۷۰: اگر کوئی شخص چاند کو دیکھے اور اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے شہر کے حاکم کے لئے کسی وجہ سے چاند دیکھنا ممکن نہیں ہے ،تو اس پر حاکم کو بتانا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ نہ بتانے سے کوئی خرابی لازم آتی ہو ۔

مسئلہ ۱۰۷۱: گر حاکم حکم دے کہ کل عید ہے اور اس کا حکم تمام شہروں کو شامل ہو تو ان ملکوں کے تمام شہروں کے لئے اس کا حکم شرعاً معتبر ہو گا ۔

مسئلہ ۱۰۷۲: جو حکومت چاند ثابت ہونے کا اعلان کرتی ہے اس کی پیروی کرنے کا معیار یہ نہیں کہ وہ اسلامی حکومت ہے بلکہ معیار جس علاقے میں مکلف رہتا ہے اس میں چاند دکھائی دینے کا اطمینان حاصل ہوجانا ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۳: اگر کسی شہر میں چاند دکھائی نہ دے لیکن ریڈیو اور ٹی' وی سے پہلی تاریخ کا اعلان ہو جائے ،تو اگر اس سے چاند ثابت ہونے کا اطمینان ہو جائے یا اس کے ثابت ہونے کا حکم ولیٔ فقیہ کی طرف سے صادر ہوا ہو تو وہ کافی ہو گا اور تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی ۔

مسئلہ ۱۰۷۴: اگر رَوَیتِ ہلال سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہو حتّٰی کہ ایک ہی اُفق پر واقع قریب

کے شہروں سے بھی پتا نہ چلے اور نہ ہی دو عادلوں کی گواہی سے ثابت ہوا اور نہ حاکم کے حکم سے ثابت ہوتو احتیاط واجب ہے کہ مہینے کی پہلی تاریخ ہونے کا یقین حاصل کرے۔

مسئلہ ۱۰۷۵: اگر ماہ رمضان کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہوتو روزہ رکھنا واجب نہیں لیکن اگر بعد میں ثابت ہو جائے کہ جس روز روزہ نہیں رکھا تھا وہی مہینے کی پہلی تاریخ تھی تو اس روز کے روزے کی قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۰۷۶: جس دن کے بارے میں شک ہو کہ ماہ رمضان کی آخری تاریخ ہے یا شوال کی پہلی تاریخ ہے تو اس دن کا روزہ رکھنا واجب ہوگا، لیکن اگر درمیان میں ثابت ہو جائے کہ وہ شوال کی پہلی ہے تو اس دن افطار کرنا واجب ہوگا، چاہے مغرب قریب ہی کیوں نہ ہو۔

روزے کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۰۷۷: ایسی جگہوں پر جہاں اکثر لوگ راتوں کو قرآن کریم کی تلاوت اور دعائیں پڑھنے کے لئے اور دینی مراسم وغیرہ میں شرکت کرنے کے لئے جاگتے رہتے ہوں مسجدوں سے مائک پر سحری کے خاص پروگرام نشر کرنے میں کوئی اشکال نہیں تاکہ اس کو تمام لوگ سنیں، لیکن اگر وہ مسجد کے پڑوسیوں کے لئے اذیت کا باعث ہوتو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۸: ماہ مبارک رمضان میں وہ خاص دعائیں، جو پہلے دن اور دوسرے دن کی دعاؤں کے عنوان سے وارد ہوئی ہیں اگر رجاء مطلوبیت اور ثواب کی نیت سے پڑھی جائیں تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۹: اگر مستحبی روزہ رکھا ہوتو اس کو پورا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ جس وقت چاہے افطار کر سکتا ہے بلکہ اگر برادر مؤمن اس کو افطار کرنے کی دعوت دے تو روزے کے دوران اس کی دعوت کو افطار کے لئے قبول کرنا شرعاً پسندیدہ ہے اور برادر مومن کی دعوت قبول کر کے کھانا کھا لینے سے اگرچہ روزہ باطل ہو جائے گا مگر روزہ دار اس کے ثواب و اجر سے محروم نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۰۸۰: اگر روزہ دار اپنے شہر میں غروبِ آفتاب کے بعد روزہ افطار کر کے ایسے شہر میں جائے جہاں ابھی سورج غروب نہ ہوا ہوتو اس کا روزہ صحیح ہے اور اس کے لئے جائز ہے کہ جہاں ابھی سورج غروب نہیں ہوا ہے وہاں وہ کھا پی سکتا ہے چونکہ یہ غروب کے بعد اپنے شہر سے افطار کر کے آیا ہے

لیکن ملا عام میں اس کے لئے غروب سے پہلے اس شہر میں مفطرات کا استعمال جائز نہیں ہے۔
مسئلہ ۱۰۸۱: اگر کوئی شخص اپنے شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ سے ستائیسویں تاریخ تک روزہ رکھے اور اٹھائیسویں کی صبح کو دوسرے شہر کا سفر کرے جو اسی افق پر واقع ہو جس پر اس کا شہر ہے اور انتیسویں کے دن وہاں پہنچے، وہاں دیکھے کہ لوگوں نے عید کا اعلان کر دیا ہے تو اگر انتیسویں تاریخ کو عید کا اعلان شرعی طور صحیح ہو تو اس دن کی قضا اس پر واجب نہیں ہوگی، لیکن اس سے یہ پتا چل جاتا ہے کہ اول ماہ سے ایک روزہ چھوٹ گیا ہے لہذا جس روزے کا چھوٹ جانا یقینی ہو اس کی قضا اس پر واجب ہوگی۔

اِحکامِ خمس

خمس کا مطلب

خمس کا لغوی مطلب ہے پانچ کا ایک یعنی ۱:۵ اور اصطلاح میں دین اسلام کے اہم ترین مالی واجبات میں سے ایک کا نام "خمس" ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مکلف جس میں شرائط پائے جاتے ہوں اس پر واجب ہے کہ کچھ خاص شرائط کے تحت اپنے مال کے پانچ حصّوں میں سے ایک حصہ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۰۸۲: حکومت جمہوری اسلامی نے قانون کے مطابق جو ٹیکس عائد کیا ہے اگر چہ جو شخص اس ضابطے کے تحت آتا ہے اس پر ٹیکس دینا واجب ہے اور ہر سال اس کا شمار بھی سال کے اخراجات میں ہوگا لیکن اس کو خمس میں حساب نہیں کیا جائے گا بلکہ سال کے منافع جو اخراجات سے زیادہ ہوں ان کا مستقل طور پر خمس ادا کرنا واجب ہے۔

وجوبِ خمس

مسئلہ ۱۰۸۳: وجوبِ خمس ضروریات اسلامیہ میں سے ہے اور اس کے انکار سے اگر رسالت کا انکار ہوتا ہو اور نبی اکرمؐ کی تکذیب ہوتی ہو تو وہ کفر وارتداد ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۴: صرف قادر نہ ہونا یا خمس ادا کرنا مشکل ہونا، بری الذمّہ ہونے اور شرعی تکلیف کے ساقط ہونے کا باعث نہیں بنتا، بنابرایں وہ لوگ جن پر خمس واجب ہے اور انھوں نے ابھی تک نہیں دیا ہے اور اب وہ ادا کرنے سے عاجز ہیں یا اس میں ان کے لئے مشکل ہے تو ان کے اوپر واجب ہے کہ جس وقت بھی ادا کرنے پر قادر ہوں ان کے ذمے جو خمس ہے وہ اسے ادا کریں اور وہ ولیٔ امر خمس یا اس کے وکیل کے ساتھ مصالحت کر کے تدریجاً اپنی استطاعت کے بقدر جس وقت اور جتنا چاہیں ادا کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۸۵: جس سال خمس واجب ہو اس سے اس کو دوسرے سال تک ٹالنا جائز نہیں ہے چاہے جب بھی ادائیگی کا موقع ملے اسی وقت ادا کریں۔

مسئلہ ۱۰۸۶: اگر نابالغ بچے کے مال میں خمس واجب ہو (جیسے معدنیات اور وہ مال حلال جو حرام سے مخلوط ہو جائے) تو اس کے ولیٔ شرعی پر واجب ہے کہ خمس ادا کرے مگر اس کے مال تجارت سے جو فائدہ حاصل ہو یا اس کی کمائی سے جو منفعت حاصل ہو تو ولی پر اس کا خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ بنا بر احتیاط بالغ ہونے کے بعد بچے پر واجب ہے کہ اگر اس کی ملکیت پر منفعت بالغ ہونے تک باقی رہے تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۰۸۷: خمس صرف حقیقی شخصیات پر واجب ہے (فرد یا افراد پر) شخصیات حقوقی جیسے حکومت، بینک، ادارے اور دفاتر وغیرہ پر واجب نہیں ہے، بنا بر ایں اگر کسی ادارے کو منفعت حاصل ہوتی ہے تو سال کے اخراجات نکالنے کے بعد اس پر خمس نکالنا واجب نہیں ہے ہاں! اگر وہ ادارہ یا موسسہ کسی شخص کی ملکیت ہو تو اس کے مالک پر واجب ہے کہ ادارے سے جتنا فائدہ ہو اس کا خمس ادا کرے اس لئے وہ فائدہ اس کے مالک کی ملکیت ہے، چاہے وہ ادارے کی طرف منسوب ہو۔

مسئلہ ۱۰۸۸: خمس کے موارد سات ہیں:

۞ فائدہ (کام اور کسب کے فوائد) ۞ معدنیات۔ ۞ خزانہ۔ ۞ وہ مال جو حرام سے مخلوط ہو جائے۔ ۞ وہ جواہرات جو غوطہ لگا کر نکالے جاتے ہیں۔ ۞ جنگی غنائم۔ ۞ وہ زمین جس کو کافر ذمی مسلمان سے خریدے۔

خمس کی عدم ادائیگی پر مرتب ہونے والے بعض بُرے اثرات

مسئلہ ۱۰۸۹: ان اُمور میں تصرف کرنا جن پر خمس واجب ہو چکا ہے غصب کا حکم رکھتا ہے (یعنی حرام ہے اور ضامن ہونے کا باعث بنتا ہے) مگر یہ کہ ولیٔ امر خمس یا اس کے وکیل کی اجازت سے تصرف کرے۔

اس چیز کے پیش نظر

مسئلہ ۱۰۹۰: مکلف نے اگر مال کا خمس ادا نہیں کیا ہے تو اس کے لئے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ پس! اگر خمس اِدا کرنے سے پہلے تصرف کرتا ہے تو پانچویں حصہ کا ضامن ہوگا۔ اب اگر اس مال سے کہ جس کا خمس اَدا نہیں کیا ہے زمین یا کوئی چیز وغیرہ خریدے تو پانچویں حصہ کا معاملہ فضولی

ہوگا اور ولیٔ امرِ خمس یا اس کے وکیل کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ پس! اگر وہ اجازت دے دے تو زمین یا جنس کا خمس موجودہ قیمت کے حساب سے دینا اس پر واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۰۹۱: اگر ایسے اشخاص کے ساتھ معاملہ کرے جو خمس نہیں دیتے یا ان کے ہاں آتا جاتا کھاتا پیتا اور ان کے اموال میں تصرف کرتا ہو تو اگر ان کے اس مال میں وجوبِ خمس کا یقین ہو جس کو ان سے خرید و فروخت کرتا ہے یا جب ان کے ہاں جاتا ہے تو ان اموال میں تصرف کرتا ہے، تو جتنی مقدار میں خمس ان کے اموال میں موجود ہے یا جو اموال خرید و فروخت کے ذریعے ان سے لیتا ہے تو ان میں معاملہ فضولی ہوگا اور ولیٔ امر خمس یا اس کے وکیل کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ پس! ان کے اَموال میں تصرف جائز نہیں ہوگا مگر یہ کہ ان کے ساتھ معاشرت ترک کرنے میں یا ان کے ساتھ کھانا پینا چھوڑنے میں اور ان کے اموال میں تصرف ترک کرنے میں اس پر حرج ہو تو اس حالت میں اس پر تصرف جائز ہے، لیکن ان کے اموال میں جتنا تصرف کیا ہے اس کے پانچویں حصے کا ضامن ہوگا۔

مسئلہ ۱۰۹۲: اگر یقین ہو کہ جس رقم کو کوئی مسجد میں دینا چاہتا ہے اس پر خمس واجب ہے اور اس نے نہیں نکالا ہے تو اس سے لینا جائز نہیں ہے اور اگر لیتا ہے تو اس مال کے پانچویں حصے کے سلسلے میں ولیٔ امر خمس یا اس کے وکیل کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۳: ایسے شخص کے ساتھ شریک ہونا کہ جس کے اصل مال میں خمس واجب ہوا اور اس نے نہ دیا ہو پانچویں حصے میں فضولی ہوگا، اس سلسلے میں ولیٔ امر خمس یا اس کے وکیل کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ ۱۰۹۴: اگر میت نے وصیت کی ہو کہ اس کے ترکے میں سے کچھ مال بعنوان خمس ادا کیا جائے یا وارثوں کو یقین ہو کہ مرنے والا خمس کی ایک مقدار کا مقروض ہے تو وارث جب تک میت کے ترکے میں سے جتنی اس نے وصیت کی ہے یا جس مقدار کا اس کو یقین ہے کہ میت پر واجب الادا ہے ادا نہ کر دیں ان کے لئے اس کے اموال میں تصرف جائز نہیں ہوگا اور خمس دینے سے پہلے ان کے تمام تصرفات کہ جس کی میت نے وصیت کی ہے یا جو اس کے اوپر قرض ہے، وصیت یا قرض کی حد تک غصبی کہلائیں گے اور وہ اس کے بھی ضامن ہوں گے کہ جو تصرفات وہ کر چکے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۹۵: ان اموال میں نماز کہ جن میں خمس واجب ہے اور ادا نہیں کیا ہے باطل ہے، بنا بر ایں

اگر کوئی شخص ایسی جانماز پر یا ایسے لباس میں نماز پڑھے کہ جن میں ایک عرصہ سے خمس واجب ہو چکا ہو تو اس میں جتنی نمازیں پڑھی ہیں وہ سب باطل ہوں گی مگر یہ کہ اس حالت میں اسے خمس واجب ہونے کا علم نہ ہو یا تصرف کے حکم سے ناواقف ہو۔

فائدہ کا خمس

مسئلہ ۱۰۹۶: ہر مکلف پر کہ جس میں شرائط پائے جاتے ہوں واجب ہے کہ فائدے میں سے سال کے اخراجات نکالنے کے بعد جو بچت آتی ہے اس کا خمس ادا کرے۔

فائدہ کا مطلب

مسئلہ ۱۰۹۷: فائدہ سے مراد وہ مال اور ثروت ہے جو اقتصادی میدان میں محنت سے حاصل ہو اور عنوانِ کسب کی اس میں مداخلت ہو۔

مسئلہ ۱۰۹۸: فائدہ کی قسمیں یہ ہیں:

- زراعت کا فائدہ جو زراعت کے کاموں سے حاصل ہوتا ہے۔
- تجارت کا فائدہ جو تجارت کے کاموں سے حاصل ہوتا ہے۔
- املاک کا فائدہ جو چیزوں کو کرائے پر دینے سے حاصل ہوتا ہے جیسے گھر یا گاڑی وغیرہ کو کرایہ پر دینے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہو یا کانوں کو کھودنے کا آلہ یا موزہ بنانے والی مشین وغیرہ، کرایہ پر دینے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہو۔
- تنخواہ کی صورت میں حاصل ہونے والا فائدہ جو اپنے آپ کو کام پر لگانے سے حاصل ہوتا ہے، جیسے تدریس کے کام کے بدلے میں معلم کی تنخواہ، یا فنی اُمور انجام دینے کے عوض انجینئر کی تنخواہ، یا مزدور جو اپنے معمول کے کاموں کے بدلے میں تنخواہ لیتا ہے، اسی طرح ہر وہ اجرت جو کسی شخص کو اپنی جسمانی طاقت کو دوسروں کے لئے صرف کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

کچھ وہ چیزیں جن پر فائدے کا اطلاق نہیں ہوتا

1 ارث

مسئلہ ۱۰۹۹: میراث میں اور اس کی فروخت کی قیمت میں خمس نہیں ہے چاہے قیمت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، بشرطیکہ وہ قیمت تجارت کی نیت سے قیمت چڑھنے کی خاطر حفاظت سے رکھنے سے نہ چڑھی ہو۔ اگر ایسا ہوا تو چڑھی ہوئی مقدار پر خمس واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۰۰: چھوٹے بچوں کی طرف جو میراث منتقل ہوتی ہے اس پر خمس واجب نہیں ہوتا، لیکن اگر وہ بالغ ہونے تک ان کی ملکیت میں رہے تو اس سے جو فائدہ ہوگا احتیاط واجب کی بنا پر جب وہ بالغ ہو جائیں تو ہر ایک کو فائدہ کا خمس دینا ہوگا۔

2 مہر

مسئلہ ۱۱۰۱: مہر پر خمس واجب نہیں ہے چاہے معجّل ہو یا غیر معجّل یا نقد ہو یا جنس ہو۔

3 ہبہ اور ہدیہ

مسئلہ ۱۱۰۲: ہبہ اور ہدیہ پر خمس واجب نہیں ہے' اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر سال کے خرچ سے زیادہ ہو تو اس کا خمس دیا جائے۔

مسئلہ ۱۱۰۳: ہبہ اور ہدیہ کا عنوان صادق آنا عطا کرنے والے کے قصد وارادے پر موقوف ہے۔ بنابرایں وہ خرچہ جو باپ یا بھائی یا کسی رشتہ دار کی طرف سے ملتا ہے اس کو ہبہ اور ہدیہ شمار کیا جائے گا بشرطیکہ دینے والے نے اس کا قصد کیا ہو۔

مسئلہ ۱۱۰۴: وہ کتابیں جو کسی کو ماں یا باپ یا دوسروں کی طرف سے ملتی ہیں ان پر خمس واجب نہیں ہوتا، چاہے ان کی ضرورت نہ ہو یا عرفاً اس کے شایانِ شان نہ ہوں۔

مسئلہ ۱۱۰۵: وہ رہائشی فلیٹ جسے باپ اپنی بیٹی کو شادی میں جہیز کے طور پر دیتا ہے اگر عرف میں اس کی حالت کے لائق ہو اور سال کے دوران باپ نے اس کو ہبہ کیا ہو تو بیٹی کے ذمے اس کا خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۶: شہید فاؤنڈیشن شہیدوں کے گھرانوں کو جو ہدیہ دیتا ہے اس پر خمس نہیں ہے لیکن اس سے حاصل ہونے والی منفعت اگر سال کے اخراجات سے زیادہ ہوتو اس میں خمس واجب ہے۔اسی طرح شہید فاؤنڈیشن کی جانب سے فرزندان شہدا کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے اس پر بھی خمس نہیں ہے لیکن اس سے حاصل ہونے والا فائدہ اگر ان کے بالغ ہونے تک ان کی ملکیت میں رہے تو احتیاط واجب کی بنا پر بالغ ہونے کے بعد ہر ایک کو اس کا خمس دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۱۰۷: انسان اگر کچھ مال خمس کا سال آنے سے پہلے اپنی بیوی کو بطور ہدیہ دینا چاہے تو ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے چاہے یہ جانتا ہو کہ اس کی بیوی اس مال کو بچا کے رکھے گی تا کہ وہ مستقبل میں گھر خرید سکے یا دوسری ضرورتوں میں خرچ کر سکے اور اگر وہ مال اتنا ہو کہ عرف میں اس کے حال کے مطابق اور اس کی شان کے لائق ہو اور اس جیسوں کے لئے مناسب ہو اور صرف ظاہر داری کے طور پر یا خمس سے بچنے کے لئے نہ ہو تو اس مال میں خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۸: ایسا ہبہ جس کی صرف صورت ہبہ کی ہو اور وہ خمس سے بچنے کے لئے ہو اس میں خمس واجب ہے، بنا بر ایں اگر میاں بیوی خمس کی تاریخ آنے سے پہلے اپنے اپنے سال کی منفعت خمس سے بچنے کے لیے، صورتاً ایک دوسرے کو ہبہ کر دیں تو اس طرح کے صورتی ہبہ سے خمس کا وجوب ایک دوسرے کے اوپر سے ساقط نہیں ہوگا، بلکہ ہر ایک پر واجب ہوگا کہ جو اس نے دوسرے کو ہبہ کیا ہے اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۰۹: ہبہ اور ہدیہ کی قیمت میں فروخت کرنے کے بعد خمس نہیں ہے چاہے قیمت زیادہ ہی کیوں نہ ہو مگر یہ کہ اس کو تجارت کی نیت سے اور قیمت چڑھنے کی خاطر رکھا گیا ہو تو اس صورت میں اضافہ کا خمس واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۱۰: عیدی جو حکومت کی طرف سے ملازموں کو دی جاتی ہے چاہے نقد ہو یا جنس اس پر خمس نہیں ہے چاہے خمس کی تاریخ تک باقی رہے اور چونکہ یہ چیزیں ان کو کم قیمت پر دی جاتی ہیں، پس! اگر ان اجناس میں سے کچھ مفت دی جاتیں اور کچھ کے مقابلے میں وہ عوض لیتے ہوں تو جو چیزیں خمس کی تاریخ آنے تک باقی ہوں تو ان کی موجودہ قیمت کے اعتبار سے اس مال کے تناسب سے جو انھوں نے عوض کے طور پر دیا ہے ان پر خمس واجب ہوگا۔

4انعامات

مسئلہ ۱۱۱۱: وہ انعامات جو بینک سے یا قرض الحسنہ کے اداروں سے اپنے مشترکین کو دیے جاتے ہیں ان پر خمس نہیں ہے۔

5وقف

مسئلہ ۱۱۱۲: وقف شدہ چیزوں پر خمس نہیں ہے جیسے زمین مطلقاً خمس سے معاف ہے، چاہے وہ وقف خاص ہو اور اس کے نما (اضافے) میں بھی خمس نہیں ہے۔

6شرعی حقوق

مسئلہ ۱۱۱۳: جو حقوق شرعیہ جیسے خمس وزکات مراجع کرام دینی تعلیم میں مشغول، طلّاب علومِ دینیہ کو دیتے ہیں ان پر اس میں خمس واجب نہیں ہے۔

7فائدہ حاصل کرنے پر ہونے والے اخراجات

مسئلہ ۱۱۱۴: انسان تجارت وغیرہ میں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے جو مال خرچ کرتا ہے جیسے اسٹور کرنے کے اخراجات، کام کی اُجرت، نقل وحمل کی اُجرت، وزن کرنے کی اُجرت اور دلالی وغیرہ کے اخراجات کو اس سال کے فائدے سے منہا کیا جائے گا، ان میں خمس نہیں ہے۔

8مخمّس مال

مسئلہ ۱۱۱۵: وہ مال جس کا خمس ایک مرتبہ دیا جا چکا ہو اس پر دوبارہ خمس واجب نہیں ہوتا۔ بنابرایں اگر مخمّس مال یوں ہی رکھا ہو اور اسے خرچ نہ کیا ہو اور خمس کی نئی تاریخ آجائے تو دوبارہ اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

9ضمانت

مسئلہ ۱۱۱۶: وہ کمپنیاں جو اپنے حصہ داروں کو گارنٹی دیتی ہیں کہ آپ کو جو نقصان ہوگا یا علاج وغیرہ پر

جو خرچہ ہوگا اس میں اس شخص پر جس کو گارنٹی دی گئی ہو خمس واجب نہیں ہے۔

10 درسی امداد

مسئلہ ۱۱۱۷: وہ بخشش اور درسی امداد جو یونیورسٹی کے طلاب کو وزارت تعلیم کی طرف سے دی جاتی ہے اس میں خمس نہیں ہے۔

11 قرض

قرض لینے والے پر اس مال میں جو اس نے بطور قرض لیا ہو خمس نہیں ہے۔ اس سے وہ مال مستثنیٰ ہے جسے قرض لینے والا مثلاً اپنے سال کے منافع میں خمس کی تاریخ آنے پر قسطیں ادا کرنے کے لئے دیتا ہے، بنا برایں اگر کچھ مال قرض لے اور سال سے پہلے اس کو ادا نہ کر سکے تو اس کا خمس نکالنا اس پر واجب نہیں ہے لیکن اگر قسطیں سال کی منفعت میں سے ادا کرے اور اصل مال قرض خمس کی تاریخ آنے تک اس کے پاس پڑا رہے تو جتنی قسطیں اس نے دی ہیں ان کا خمس دینا واجب ہے۔ جیسا کہ ہم خمس کے فائدے کی بحث میں پہلے بتا چکے ہیں جو خرچہ ہوتا ہے وہ مستثنیٰ ہے اور اس پر خمس نہیں ہے۔

مؤنہ کا مطلب

مسئلہ ۱۱۱۸: مؤنہ کا مطلب سال کے اخراجات ہیں (وہ اخراجات نہیں جو فائدہ حاصل کرنے پر ہوتے ہیں)۔ مؤنہ سے مراد انسان کے وہ اخراجات ہیں جو اُمورِ معاش اور اصلاحِ معاد پر خرچ ہوتے ہیں۔ اس کے اوپر اور اس کے گھر والوں پر، جیسا کہ کھانے، لباس، مسکن، سامان، گھر، گاڑی وغیرہ کتب، سفر کے اخراجات جو معمول کے مطابق ہوں صدقات، جوائز (انعامات)، نذورات، کفارات اور ضیافتوں وغیرہ پر ہونے والے اخراجات۔

اخراجات کی حدیں

مسئلہ ۱۱۱۹: اخراجات کی حدیں:

- ضروریات۔
- سال کے اخراجات۔
- ایک سال کے اخراجات
- اس کی شان کے مناسب ہونا۔

✪ مصرف کا فی الحال خرچ ہونا۔

1 ضروریات

مسئلہ ۱۱۲۰: ہر طرح کے اخراجات کو مؤنہ نہیں کہا جاتا، صرف ان مصاریف کو مؤنہ کہا جاتا ہے جو اِمرارِ معاش اور اصلاح معاد کے لئے ہوتے ہیں، لہٰذا ان اشیا اور اجناس کے اخراجات جن کی ضرورت نہیں ہوتی وہ مؤنہ کے دائرے میں نہیں آتے جیسا وہ مال جسے آلات محرمہ خریدنے میں خرچ کیا جاتا ہے مثلاً مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی یا جوئے بازی کے آلات یا اس کی مانند دوسری چیزیں۔

2 سالانہ اخراجات

مسئلہ ۱۱۲۱: مؤنہ سے مراد انسان کے ایک دن یا ایک مہینے کے اخراجات نہیں بلکہ اس سے مراد سال کے اخراجات ہیں، لہٰذا خمس اس فائدے میں سے نکالا جائے گا جو سال کی ضروریات زندگی سے زیادہ ہو۔

3 سال کا ایک ہونا

مسئلہ ۱۱۲۲: مؤنہ کا معیار وہ اخراجات ہیں جن کو فائدے سے الگ کر کے اسی سال خرچ کیا جائے جس میں فائدہ ہوا ہے نہ کہ گزشتہ اور آئندہ سال کے اخراجات، اس کے پیش نظر اگر کسی ایک سال کا فائدہ نہ ہو تو اس سال کے کچھ اخراجات اس سے پہلے والے یا بعد والے سال کے فوائد سے منہا نہیں کر سکتا۔

4 شان کے مناسب ہونا

مسئلہ ۱۱۲۳: اخراجات کا معیار وہ معمولی اخراجات ہیں جو اس جیسے لوگوں کے ہوتے ہیں۔ بنا بر ایں مؤنہ میں صرف ابتدائی لوازم اور ضروریات پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا اور وہ اخراجات اور مصارف بھی اس میں شامل نہیں جو اس کی شان سے زیادہ ہوں اور اِسراف، فضول خرچی اور بیہودہ اخراجات میں شمار ہوتے ہوں جیسے شادی کی محفلوں، مجالسِ عزا اور ضیافتوں وغیرہ پر ہونے والے اخراجات۔

5 مصرف کا فی الحال ہونا

مسئلہ ۱۱۲۴: مؤنہ سے مراد وہ چھوٹے بڑے اخراجات ہیں جنھیں انسان اپنے اوپر اور اپنے زیر کفالت اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے وہ اخراجات اس میں شامل نہیں ہیں جنھیں وہ فی الحال خرچ نہیں کرتا، چاہے وہ جس چیز میں خرچ کرے۔ وہ اس کی شان سے زیادہ نہ ہو، بنابرایں جو شخص سختی سے زندگی گزارے اور اپنے مناسب شان بھی اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر خرچ نہ کرے تو اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ جس مقدار میں اسے اپنے اوپر خرچ کرنا تھا مگر اس نے نہیں کیا اسے مؤنہ میں شمار کرے۔

مسئلہ ۱۱۲۵: وہ سونا جسے شوہر اپنی بیوی کے لئے خریدتا ہے اگر معمولی مقدار میں اور اس کی شان کے مطابق ہو تو اس پر اس سونے میں خمس نہیں ہے بلکہ وہ اخراجات میں شمار ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۲۶: اگر اپنی اولاد کے مستقبل کے لئے دوسری منزل بنائے اور فی الحال وہ پہلی منزل میں زندگی گزار رہا ہو تو اگر اپنی اولاد کے مستقبل کے لئے جو دوسری منزل اس نے بنائی ہے وہ عُرفِ عام میں اس وقت اس کے مناسب شان اخراجات میں شامل ہو تو جتنی رقم اس میں لگائی ہے اس پر خمس واجب نہیں ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہو اور اس وقت اس کی کوئی ضرورت نہ ہو، نہ اس کو اور نہ اس کی اولاد کو، تو اس پر اس کا خمس دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۷: اگر بھاری قیمت پر کسی ملکیت کو خریدے اور اس کی اصلاح وتعمیر پر بڑی رقم خرچ کرے اور اس کو اپنے نابالغ بیٹے کو بطور ہدیہ دے اور سرکاری طور پر اس کے نام کروا دے تو جو کچھ اس نے مذکورہ ملکیت خریدنے میں اور اس کی اصلاح وتعمیر میں خرچ کیا ہے اور اس کے بعد اس کو بطور ہدیہ اپنے بیٹے کو دیا ہے اگر وہ اسی سال کے منافع میں سے ہو اور عُرفِ عام میں اس کی شان کے مطابق ہو تو اس پر خمس واجب نہیں ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۸: وہ رقم جنھیں انسان اُمورِ خیریہ میں خرچ کرتا ہے جیسے مدارس اور سیلاب سے متاثر افراد کی مدد کرنا وغیرہ تو اس کا شمار سال کے اخراجات میں ہوگا اور اس میں خمس نہیں ہے۔

وہ اخراجات جن کا شمار ضروریات میں نہیں ہوتا

مسئلہ ۱۱۲۹: وہ خرچے جن کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے وہ گھر جو ابھی مکمل نہ ہوا ہو جس کو اس نے خرید کر رہنے کے لئے بنایا ہو لیکن وہ سرکاری کوارٹر میں رہ رہا ہو اور ابھی اس کی ضرورت نہ ہو اس گھر کا حکم یہ ہے:

- اگر اس کو سال کے منافع سے خرید کر بنائے یا ان منافع سے کہ جن میں خمس نہیں ہوتا یا مخمس مال سے خرید کر بنائے تو اس میں خمس واجب نہیں ہے۔
- جب ایسے منافع سے خرید کر بنائے کہ جن پر خمس واجب ہو چکا ہو لیکن اس نے خمس نہ دیا ہو تو جو مال اس نے خریدنے اور بنانے میں صرف کیا ہے اس پر واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے۔
- اگر ایسے منافع سے خریدے اور بنائے کہ جن میں خمس واجب ہو چکا ہو لیکن اس نے نہ دیا ہو تو اس پر واجب ہے کہ ان اخراجات کا خمس نکالے یا اگر قیمت چڑھ گئی ہو تو موجودہ قیمت کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۳۰: اگر کسی کا اپنا ذاتی کتابخانہ ہو اور کچھ عرصے تک اس کی کتابوں سے استفادہ کرتا رہا ہو، اس کے بعد کئی سال بیت گئے ہوں اور اس نے اس کتابخانہ سے دوبارہ استفادہ نہ کیا ہو لیکن احتمال ہو کہ وہ آئندہ اس سے استفادہ کرے گا تو اگر خریداری کے وقت اس کو مطالعہ وغیرہ کے لئے کتابوں کی ضرورت رہی ہو اور وہ کتاب عُرفِ عام میں اس کی شان کے مطابق ہو تو اس پر ان کتابوں کا خمس واجب نہیں ہے، چاہے اس نے پہلے سال کے بعد ان سے استفادہ نہ کیا ہو یہی حکم ہے اس وقت کہ جب کتابیں میراث میں ملی ہوں یا والدین یا دوسروں کی طرف سے ہدیہ کے طور پر ملی ہوں تو اس پر ان کتابوں میں بھی خمس واجب نہیں ہے۔

اخراجات کی چیزیں بیچ کر حاصل کی گئی قیمت

مسئلہ ۱۱۳۱: غیر ضروری اخراجات کے بارے میں جو کچھ ہم نے بتایا ہے، اخراجات کو بیچ دینے کا بھی وہی حکم ہے، بنابرایں گھر، گاڑی یا اشیا جن کی ضرورت ہو اس کو یا اس کے گھر والوں کو اور جن کو

اس نے سال کے منافع سے یا مخمس مال سے یا اس مال سے کہ جس میں خمس نہیں ہے جیسے میراث اور ہبہ وغیرہ سے خریدا ہو، اگر ان چیزوں کو کسی ضرورت کے تحت یا بہتر چیزوں میں تبدیل کرنے کے لئے یا کسی اور سبب سے فروخت کرے تو نہ ان کی قیمت میں خمس واجب ہوگا اور نہ اس کے فائدے میں جو قیمت چڑھنے سے حاصل ہوا ہو اس میں۔ ہاں! اگر ان کو ایسے منافع سے خریدا ہو کہ جن پر خمس واجب ہو چکا ہو مگر نہ دیا ہو تو اس مال کا خمس دینا واجب ہے جس سے ان چیزوں کو خریدا ہے، چاہے ان کو نہ بیچا ہو، اگر بعینہ انہی منافع سے خریدا ہو کہ جن پر خمس واجب ہو چکا ہو تو فروخت سے حاصل شدہ تمام قیمت کا خمس دینا واجب ہوگا۔ اگر کوئی شخص گاڑی خریدتا ہے اگر وہ اس کے سال کے اخراجات کا حصہ ہو یعنی شخصی استفادے اور زندگی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہو اور عرف عام میں اس کی شان کے مطابق ہو تو اس کی قیمت فروخت کا حکم وہی ہے جو بیان شدہ اخراجات کی قیمت فروخت کا ہے۔ اگر گاڑی کام کرنے کے لئے ہو اگر اس کو قرض کے مال سے خریدا ہو، یا وہ گاڑی اس کے ذمے قرض ہو تو اس مال کا خمس دینا واجب ہے جو اس نے قرض ادا کرنے میں خرچ کیا ہو، اگر اس کو بعینہ ان منافع سے خریدا ہو کہ جن پر خمس واجب ہو چکا ہو اور اس نے خمس نہ دیا ہو تو اس کے فروخت کی تمام قیمت کا خمس دینا واجب ہے۔

وہ موارد جو مؤنہ نہیں کہلاتے ہیں

1 رأس المال

مسئلہ ۱۱۳۲: اصل مال اگر کسب و کار کے ذریعے حاصل ہوا ہو چاہے تنخواہ ہو یا اس کے علاوہ ہو تو اس میں خمس دینا واجب ہوتا ہے، مگر یہ کہ جو فائدہ اس سے حاصل ہو وہ خمس نکالنے کے بعد سال کے اخراجات کے لئے پورا نہ ہو یا اس کے مناسب اخراجات سے کم ہو بنا برایں جو شخص کسی دوسرے کو اصل مال مضاربہ کے لئے دے اس پر واجب ہے کہ اس کا خمس نکالے۔ یہی حکم اس فائدے کا ہے جو اصل مال سے تجارت کرنے سے حاصل ہوا ہو۔ پس! وہ مقدار جس کو زندگی کے مخارج میں خرچ کرتا ہے اس کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے جب کہ جو اخراجات سے زیادہ ہو اس میں خمس واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۳: اگر سال کے منافع سے زمین خریدے اس ارادے سے کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت

کو گھر بنانے میں خرچ کرے گا تو اس پر واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۳۴: اگر تین منزلہ مکان خریدے یا بنائے تا کہ ایک دو منزلوں کو کرائے پر دے اور اس سے حاصل شدہ کرائے کو زندگی کے اخراجات میں صرف کرے تو گھر میں اس مقدار کا خمس نکالنا واجب ہے۔ (یعنی اس مقدار کا حکم وہی ہے جو رأس المال کا ہے) جیسا کہ پہلے مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۵: ایسی بنجر زمین جس کو اس غرض سے آباد کرے کہ اس میں پھل دار درختوں کا باغ لگائے گا تو اس کی آباد کاری پر ہونے والے اخراجات کو منہا کر کے اس کو اختیار ہے کہ زمین کا خمس ادا کرے یا اس کی موجودہ قیمت کا، یہی حکم کنویں، پانی کی نالیوں، ٹینک اور درخت وغیرہ کا ہے کہ ان سب چیزوں کی موجودہ عادلانہ قیمت کا خمس ادا کرنا واجب ہے اور اگر ایک دفعہ خمس دینے پر قادر نہ ہو تو ولیٔ امر خمس یا اس کے وکیل کے ساتھ مصالحت کر سکتا ہے تا کہ وہ اسے بتدریج جتنی مدت اور جس مقدار میں ادا کر سکے کرے۔ ہاں! اگر رأس مال اس کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہو خمس ادا کرنے کی صورت میں تو اس پر خمس نہیں ہے۔

کمپنی کا رأس المال

مسئلہ ۱۱۳۶: شرکا میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ کمپنی میں جتنا اس کا حصہ ہے اس کا خمس ادا کرے بنا بر ایں جو افراد مدرسہ بنانا چاہیں ان میں ہر ایک پر واجب ہے کہ جتنا رأس المال لگائیں اس کا خمس ادا کریں۔ اسی طرح اگر مشترکہ رأس المال سے حاصل ہونے والا فائدہ سال کے اخراجات سے زیادہ ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر بچت کا خمس نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۷: مشترکہ رأس المال میں اس وقت تک تصرف نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ تمام شرکا اپنے حصے کا خمس نہ نکال دیں اور اگر شرکا اپنے اپنے حصے کا خمس نہ دیں تو ان کی شراکت سے الگ ہونا واجب ہے مگر یہ کہ یہ اشتراک اس کے لئے ضروری ہو یا اس کا کمپنی سے الگ ہونا اس کے لئے حرج کا باعث ہو تو اس صورت میں ان کے ساتھ شریک ہونا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۸: کمپنی کے رأس المال اور حاصل شدہ منفعت کا خمس ادا کرنا شرکا میں سے ہر ایک کی شرعی ذمہ داری ہے، خاص طور پر کمپنی کے مجموعی اموال میں سے اس کے اپنے حصے کی حد تک ادارے کا ذمہ دار اگر ایسا کرنا چاہے تو یہ چیز کمپنی کے حصہ داروں میں سے ہر ایک کی طرف سے وکالت اور اجازت پر موقوف ہے

مسئلہ ۱۱۳۹: مشترکہ رأس المال میں سے اگر ہر حصہ دار اپنے حصے کا خمس ادا کر دے تو نئے سرے سے مجموعی رأس المال میں سے خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

ادارۂ قرض الحسنہ کا رأس المال

مسئلہ ۱۱۴۰: ہر شریک نے ادارۂ قرض حسنہ کی بنیاد پڑتے وقت جو سرمایا لگایا تھا اگر وہ ہر ماہ رأس المال میں اضافے کے لئے کچھ رقم دے تو اگر ہر ایک نے اپنے اشتراک کا حصہ اپنی کمائی یا تنخواہ کی بچت سے دیا ہو اور خمس کا سال پورا ہونے کے بعد دیا ہو تو ہر ایک پر اپنے حصے کا خمس ادا کرنا واجب ہے لیکن اگر اس نے اپنے اشتراک کا حصہ خمسی سال کے درمیان میں دیا ہو تو اگر وصول کر کے دینے پر قادر ہو تو سال کے آخر میں واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے وگرنہ واجب ہے کہ جب قرض الحسنہ سے وصول کرے تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۴۱: اگر ادارے کا رأس المال مشترکہ طور پر کچھ افراد کی ذاتی ملکیت ہو تو اس سے حاصل ہونے والا ہر آدمی کے حصے کا فائدہ اس کی ذاتی ملکیت ہوگا۔ اب اگر وہ فائدہ سال کے خرچے سے زیادہ ہو تو اس شخص پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہوگا لیکن اگر ادارہ کا رأس المال کسی شخص یا اشخاص کی ذاتی ملکیت نہ ہو جیسا کہ وقف عام وغیرہ ہو تو اس سے حاصل ہونے والے فائدے پر خمس نکالنا واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۴۲: محلِ تجارت کا شمار رأس المال میں ہوتا ہے اور اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے اب اگر ایک ہی بار میں اس کا خمس ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو ولیٔ امرِ خمس یا اس کے وکیل کے ساتھ بتدریج ادائیگی پر مصالحت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۳: سرقفلی (پگڑی) کا شمار رأس المال میں ہوتا ہے لہٰذا اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

2 کاروبار کے وسائل اور آلات

مسئلہ ۱۱۴۴: خمس کے واجب ہونے میں کام کاج کے وسائل اور آلات کا وہی حکم ہے جو رأس المال کا ہے۔ اگر وہ کام کے منافع میں سے ہو بنا بر ایں گاڑی جس کو وہ اپنے کاروبار سے مربوط کام کاج کے لئے خریداری کرے اس کا خمس دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۵: ایسا شخص جس نے کاروانِ حج کی ضرورت کی چیزیں حج کمیٹی والوں کوفروخت کی ہوں اور وہ چیزیں اس کی ملکیت رہی ہوں اور یہ چیزیں اس نے اس وقت خریدی تھیں جب وہ حج کمیٹی کے دفتر میں کاروانِ حجاج کا مدیر تھا، تو اگر ان چیزوں کو مخمس مال سے خریدا ہو تو ان کی قیمت پر خمس نہیں ہے وگرنہ ان کا خمس دینا ہوگا۔

3 قیمت اور رأس المال میں اضافہ

مسئلہ ۱۱۴۶: وہ مال واسباب اور اجناس جن کی قیمت چڑھ گئی ہو اور ان کا خریدار درمیان سال میں موجود ہو لیکن وہ سال کے آخر تک زیادہ منفعت حاصل کرنے کی خاطر فروخت نہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ خمس کی تاریخ آنے پر جتنا اضافی فائدہ ہوا ہے اس کا خمس ادا کرے، لیکن وہ اجناس اور مال واسباب جن کو بیچا نہ گیا ہو اور آخر سال تک کوئی خریدار بھی نہ ملے تو اس وقت قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے، بلکہ اس کو بیچ کر جو فائدہ حاصل ہوگا اس کو فروخت کے سال کے منافع میں شمار کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۱۴۷: اگر مخمس مال سے مال واسباب اور اجناس خریدے تاکہ بعد میں ان کو فروخت کر سکے اور کچھ عرصے کے بعد فروخت کر دے تو قیمت خرید سے زیادہ مقدار کمائی کے منافع کا جز ہوگا اور اس میں سال کے اخراجات سے جو زیادہ ہو اس کا خمس دینا واجب ہوگا۔

4 ذخیرہ اندوزی اور بچت کرنا

مسئلہ ۱۱۴۸: ذخیرہ شدہ منافع چاہے وہ زندگی کے مخارج مہیا کرنے کے لئے ہوں خمس کی تاریخ آنے پر ان کا خمس ادا کرنا واجب ہے، مگر یہ کہ زندگی کے ضروری لوازم مہیا کرنا یا اپنی مالی حالت کے مطابق اپنے ضروری اخراجات اکٹھے کرنا، منافع کے ذخیرہ کرنے پر موقوف ہو اور ذخیرہ شدہ اموال کو وہ مستقبل قریب میں مذکورہ موارد میں خرچ کرنا چاہتا ہو تو اس صورت میں اگر انہی موارد میں صرف کرتا ہے تو اس پر خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۹: جس شخص کا ارادہ مستقبل میں شادی کرنے کا ہو اگر وہ اپنی ماہانہ تنخواہ میں سے کچھ رقم بچا کر رکھے تو اس پر واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے، مگر یہ کہ وہ اس رقم کو خمس کی تاریخ کے بعد

شادی کے کام کاج میں خرچ کرنا چاہتا ہو اور اگر خمس نکال دے تو باقی رقم خرچ کے لئے پوری نہ ہو تو اس صورت میں اگر وہ شادی ہی کے اُمور پر خرچ کرتا ہے تو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۰: ایسا شخص جو اپنے آپ پر اور اپنے زیر کفالت عیال پر خرچہ کرنے میں کنجوسی کرے تا کہ کچھ رقم بچا سکے تو اگر جو مال اس نے بچایا ہے وہ مستقبل قریب میں خمس کی تاریخ کے بعد اس کی ضروریات زندگی کے لئے ہو اور وہ اس کو ضروری اشیا مہیّا کرنے میں خرچ کرے تو اس صورت میں اس پر خمس واجب نہیں ہے وگرنہ جو اس نے جمع کیا ہے اس کا خمس دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۵۱: جس شخص کو زندگی کے لوازم جیسے فریج وغیرہ کی ضرورت ہو اور وہ اس کو ایک بار نہ خرید سکتا ہو، لہٰذا وہ مال جمع کرے تا کہ جب قیمت پوری ہو جائے تو خرید سکے، اسی دوران اس کی خمس کی تاریخ بھی آجائے ،تو اگر وہ مال جس کو اس نے لوازم حیات ، مستقبل قریب میں خمس کی تاریخ آجانے کے بعد خریدنے کے لئے جمع کیا ہو اور وہ اس کا خمس نکال دے تو پھر وہ چیز خرید نہ سکتا ہو تو اس صورت میں اس پر خمس واجب نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو خمس دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۵۲: مثلاً اگر دو سال پہلے زمین خریدی تا کہ اس زمین پر مکان تعمیر کر سکے جس کی اس کو ضرورت ہے اس لئے وہ یومیہ اخراجات میں سے کچھ بچا کر گھر بنانے کے لئے ذخیرہ کرے اور خمس کی تاریخ آجائے تو اگر خمس کی تاریخ کے بعد اس رقم کو جو سال کے منافع سے اس نے بچا کر رکھا ہے گھر کی تعمیر پر خرچ کرنے کا ارادہ ہو تو اس صورت میں اس رقم میں اس پر خمس واجب نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس کا خمس نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۳: سال کے منافع میں سے جتنا بچا کر رکھا جاتا ہے اس پر خمس ایک مرتبہ واجب ہوتا ہے اور اگر بینک میں کچھ رقم وہ قرض الحسنہ کی صورت میں رکھے تو اس سے خمس ساقط نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۱۵۴: وہ لوگ جو تعمیرات کرنا چاہتے ہوں اور ان کو اس کے لئے بڑے سرمائے کی ضرورت ہو اور وہ سرمایہ ایک مرتبہ میں اکٹھا نہ کر سکتے ہوں ،لہٰذا وہ تعمیراتی کاموں کو انجام دینے کے لئے پرائیویٹ بینک قائم کریں اور کچھ مقدار میں مال اس بینک میں جمع کریں تا کہ جب رأس المال جمع ہو جائے تو اس کو تعمیراتی کاموں میں لگا سکیں۔ پس! ہر شخص نے جو رقم اپنے سال کے منافع میں سے دیا ہے وہ اس کی ملکیت میں باقی ہو اس وقت تک جب تک اس کو تعمیراتی کاموں میں لگا یا جائے اور خمس کی تاریخ آنے پر وہ بینک سے رقم واپس لے سکتا ہو تو اس پر خمس نکالنا واجب ہے۔

5 قرضہ جات

مسئلہ ۱۱۵۵: وہ قرضہ جات جو اس کے دوسروں کے ذمے ہیں، ادھار فروخت کرنے کی بنا پر ہوں یا کسی کے پاس اس کے کام کی اُجرت ہو، اگر وہ خمس کی تاریخ آنے پر قابلِ وصول ہوں تو چاہے وہ وصول کرے یا نہ کرے اس پر اس تاریخ میں خمس نکالنا واجب ہے۔ دوسری صورت میں جس سال وہ وصول ہو اس کے منافع میں شمار ہوگا اس چیز کے پیش نظر۔

مسئلہ ۱۱۵۶: ملازموں کی تنخواہیں جن کو ادا کرنے میں حکومت نے کئی سال تأخیر کی ہو وہ اسی سال کے منافع میں شمار ہوں گی جس سال دریافت ہوں۔ پہلے والے برسوں کے منافع میں ان کا شمار نہیں ہوگا اور اس سال کے اخراجات سے جو بچت ہو اس کا خمس دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۵۷: وہ ملازم جن کی خمس کی تاریخ بارہویں مہینے کے آخر میں ہو اور خمس کی تاریخ سے پانچ دن پہلے ان کو تنخواہ ملتی ہو، اب اگر انھوں نے خمس کی تاریخ تک رقم کو اخراجات میں صرف نہ کیا ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۵۸: اگر کسی کو کچھ مال قرض کے طور پر دے اور قرض کا وہ مال اس کی تجارت کے سالانہ منافع میں سے ہو اور اس نے وہ قرضہ خمس ادا کرنے سے پہلے دیا ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر اگر وہ قرض دار سے قرضہ کی رقم واپس لے سکتا ہو تو اس پر اس کا خمس دینا واجب ہے، لیکن اگر اس پر قادر نہ ہو تو فی الحال خمس کی تاریخ آنے پر اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے، بلکہ واپس مل جائے تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۵۹: اگر کوئی شخص بینک میں کام کرنا چاہتا ہو اور کام شروع کرنے کی خاطر سیکیورٹی کے طور پر کچھ رقم بینک کے حوالے کرے اور اس رقم کو طویل المدت کھاتے پر اپنے نام رکھوائے اور ہر ماہ اس سے ہونے والا فائدہ بینک سے وصول کرے، تو اگر فی الحال وہ اپنی رقم کو بینک سے نہ نکلوا سکتا ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر جب تک وہ رقم اس کو نہ ملے اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے، لیکن سالانہ منفعت جو اس کو بینک سے حاصل ہوتی ہے اگر وہ سال کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

6سکہ دار سونا

مسئلہ ۱۱۶۰: اگر سکّہ دار سونا سال کے منافع میں شمار ہوتو وہ بھی وجوبِ خمس کے سلسلے میں تمام منافع کے حکم میں ہوگا۔

7ریٹائرمنٹ کے بعد تنخواہ

مسئلہ ۱۱۶۱: جو ریٹائر ہو چکے ہوں ان کو ملنے والی رقم اگر ملازمت کے دوران ان کی تنخواہ سے کاٹ کر رکھا گیا ہوتا کہ ریٹائر ہونے کے بعد ان کو دیا جا سکے تو اس پر خمس واجب ہے، لیکن اگر وہ ان کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ہوتو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

8 کفن

مسئلہ ۱۱۶۲: اگر کفن خرید کر رکھ دے اور کئی سال تک رکھا رہے تو اس کا خمس دینا واجب ہے مگر یہ کہ اس مال سے خریدا گیا ہو جس کا خمس دیا جا چکا ہے تو اس صورت میں اس پر خمس نہیں ہے۔

وہ چیزیں جن پر مؤنہ کا اطلاق ہوتا ہے

1ایسی ضروری چیزیں جو استعمال سے ختم ہوتی ہیں

مسئلہ ۱۱۶۳: وہ ضروری چیزیں جو استعمال کرنے سے ختم ہو جاتی ہیں جیسے شکر، چاول اور گھی وغیرہ جو یومیہ ضرورت کی چیزیں ہیں اور ختم ہو کر معیشت کا حصہ بن جاتی ہیں، اگر ان کو منافع سے خریدے تا کہ سال کے دوران اور حال حاضر میں بھی استعمال کرے تو ان کا شمار اخراجات میں ہو گا اور اس میں خمس نہیں ہے، لیکن جو سال کے اخراجات سے زیادہ ہو وہ مؤنہ میں شمار نہیں ہوگا اور اس کا خمس دینا واجب ہے، لیکن ضرورت کی وہ چیزیں جو استعمال کرنے کے بعد باقی رہتی ہیں جیسے رہائشی مکان، گھر کا سامان، گاڑی، عورتوں کی زینت کا سامان اور اس کے مانند چیزیں، پس! اگر وہ چیزیں اس کی ضرورت کی ہوں اور ان چیزوں کو اس نے منافع سے اپنے استعمال کے لئے خریدا ہوتو ان کا شمار اخراجات میں ہوگا اور ان پر خمس واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۶۴: ضرورت کی وہ چیزیں جو استعمال سے ختم نہیں ہوتیں ان میں خمس کے عدم وجوب کا معیار ان کا ضروری ہونا ہے اور ساتھ ہی انسان کے شایانِ شان ہونا ہے، چاہے ان کو سال کے دوران استعمال نہ کرے، بنابرایں جانماز اور برتن کہ جن کے سال کے دوران استعمال کی باری نہ آئی ہو لیکن مہمانوں کے استعمال کے لئے ضرورت ہو تو ان چیزوں پر خمس نہیں ہے، لیکن وہ جنس جو استعمال کرنے سے مٹ جاتی ہے اور اس کی اصل باقی نہیں رہتی اس میں خمس واجب نہ ہونے کا معیار مصرف فعلی ہے۔ پس! اگر سال کے خرچ سے کچھ بچ جائے تو اس پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۶۵: جس کتاب کی متعدد جلدیں ہوں جیسے "وسائل الشیعہ" کا دورہ اگر انسان کو پورے دورے کی ضرورت ہو یا جس جلد کی ضرورت ہو اس کا خریدنا دورے کے خریدنے پر موقوف ہو تو اس میں خمس نہیں ہے، وگرنہ فی الوقت جن جلدوں کی ضرورت نہیں ہے ان سب کا خمس دینا واجب ہوگا، اور ہر جلد کا ایک صفحہ پڑھ لینا خمس کے ساقط ہوجانے کے لئے کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۶۶: جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے رہائشی مکان کا شمار اخراجات میں ہوتا ہے بنابرایں جس عمارت کی تین منزلیں ہوں اور ہر منزل کے دو کمرے ہوں، گھر کا مالک پہلی منزل میں رہتا ہو جب کہ دوسری دو منزلوں میں اس کے بیٹے رہتے ہوں تو اس میں خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۶۷: گاڑی جس کو اس نے سال کے منافع سے ذاتی استعمال کے لئے خریدا ہو، تاکہ زندگی کی ضرورتیں پوری کر سکے۔ اگر عُرفِ عام میں اس کے شایانِ شان ہو تو اس کا شمار اخراجات میں ہوگا اور اس کا خمس دینا واجب نہیں ہوگا۔ ہاں! اگر وہ ذریعۂ معاش کی غرض سے ہو جیسے ٹیکسی، بس یا ٹریکٹر وغیرہ تو وجوبِ خمس میں اس کا حکم وہی ہے جو ذریعۂ معاش کے دوسرے آلات ووسائل کا ہے۔

مسئلہ ۱۱۶۸: وہ دوائیں جن کو اس نے سال کے دوران منفعت کے مال سے خریدا ہو اگر وہ خمس کی تاریخ کے آجانے تک موجود ہوں اور خراب نہ ہوئی ہوں تو اگر اس میں وہ دوائیں ضرورت کے وقت استعمال کے لئے خریدی ہوں اور اس کو اب بھی ان کی ضرورت ہو تو وہ اخراجات کا حصہ شمار ہوں گی اور ان پر خمس دینا واجب نہیں ہوگا۔

2 تدریجی طور پر خریدا جانے والا ضروری سامان

مسئلہ ۱۱۶۹: ضرورت کی چیزیں جیسے گھر کا سامان، دلہن کا جہیز، رہائشی مکان یا اس کے مانند اشیا جن کو

انسان ایک ہی مرتبہ نہیں خرید سکتا مگر آئندہ برسوں کے منافع لگا کر اور تدریجاً خرید سکتا ہو اور انھیں وقت ضرورت کے لئے محفوظ رکھے تو جس مقدار میں رقم وہ ہر سال خرچ کرتا ہے جب عُرفِ عام میں اس کی شان کے مطابق ہو تو اس کا شمار اخراجات میں ہوگا اور اس میں خمس واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۷۰: کسی علاقے میں اگر یہ معمول ہو کہ خاتون خانہ گھر کی ضرورتوں کا اسباب اکٹھا کرتی ہو لٰہذا وہ ان چیزوں کو تدریجاً خریدے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جمع کرے اور اسی دوران خمس کی تاریخ بھی آجائے تو اگر مستقبل کے لئے زندگی کے لوازمات اور سامان جمع کرنا عرف عام میں اخراجات میں شمار ہوتا ہو تو اس میں خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۱: جس شخص کے پاس رہنے کے لئے گھر نہ ہو لیکن زمین کا ایک ٹکرا ہو جس پر کئی سال گزرنے کے بعد بھی تعمیر نہ کر سکا ہو تو اگر وہ زمین جس کی اس کو گھر کی تعمیر کرنے کے لئے ضرورت ہے اس کو اس نے خرید کے سالانہ منافع سے خریدا ہو تو فعلاً اس کا شمار اخراجات میں ہوگا اور اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے لیکن اگر اس کو بیچنے کی غرض سے خریدا گیا ہوتا کہ اس کی قیمت سے گھر بنائے اور وہ تجارت کے منافع میں سے ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۲: اس زمین پر خمس کے واجب نہ ہونے میں کہ جس کو مکان کی تعمیر کے لئے خریدا گیا ہو اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ زمین کا ایک ٹکڑا ہو یا ایک سے زیادہ اور نہ ہی اس میں کوئی فرق ہے کہ گھر ایک ہو یا زیادہ بلکہ معیار اس کی حالت اور عرفی شان کے حساب سے عنوان ضرورت کا صادق آنا ہے اور یہ کہ اس کی مالی حالت کا تقاضا ہو کہ وہ تدریجاً گھر کی تعمیر کرے۔

مسئلہ ۱۱۷۳: وہ شخص جس کے پاس رہنے کے لئے گھر نہ ہو پس! وہ سال کے منافع سے گھر بنانے کے لئے زمین خریدے اور گھر کی تعمیر شروع کر دے مگر گھر مکمل ہونے سے پہلے خمس کی تاریخ آجائے تو جتنی رقم فی الحال اس نے خرچ کی ہے اس میں اس پر خمس نہیں ہے۔

3 قرضوں کی ادائیگی

مسئلہ ۱۱۷۴: وہ قرضے جو ادا نہ کئے گئے ہوں چاہے فوری قابلِ ادا ہوں یا مدت دار ہوں تو چاہے قرض لے کر حاصل کئے گئے ہوں یا کوئی چیز اُدھار خرید کر، ان کو سال کے منافع سے مستثنیٰ نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ وہ قرضے سالانہ اخراجات مہیّا کرنے کے لیے، لئے گئے ہوں تو اس صورت میں

منافع میں سے اتنی مقدار کو منہا کیا جائے گا جتنی مقدار قرضوں کی ادائیگی پر صرف ہو، لیکن اگر قرضہ گزشتہ برسوں کا ہو تو اگرچہ اس کو منافع میں سے ادا کرنا جائز ہے مگر یہ کہ اگر وہ خمس کی تاریخ آنے پر قرضے ادا نہ کرے تو ان کو منافع میں سے منہا کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۱۷۵: وہ ملازم کہ جس کے پاس کبھی کچھ مال سال کے خرچے سے بچ جاتا ہے تو منافع سے باقی بچے مال پر خمس ادا کرنا واجب ہے چاہے اس کے ذمّے نقدی یا قسطوں میں قرضے بھی ہوں ہاں! اگر قرضہ سال کے دوران لیا گیا ہو اور اسی سال کے اخراجات کے لئے ہو، یا وہ قرضہ اس بنا پر ہو کہ اس نے اس سال کی بعض ضروری چیزیں ادھار خریدی ہوں، پس! اگر وہ اپنے قرضوں کو اسی سال کے منافع میں سے ادا کرنا چاہتا ہو تو منافع میں سے قرض کے برابر وہ مستثنیٰ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۶: گھر کے قرضے کی قسطوں وغیرہ کو اگرچہ سال کے منافع میں سے ادا کرنا جائز ہے لیکن اگر وہ ادا نہ کرے تو اس سال کے منافع میں سے ان کو مستثنیٰ نہیں کر سکتا، بلکہ خمس کی تاریخ آنے پر جتنے منافع باقی بچے ہوں سب کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۷: وہ قرض جو اخراجات کے لئے نہ ہوں مثلاً رأس المال میں اضافے کے لئے منافع کو بچانے کے لیے، مستقبل میں بیچنے کی خاطر زمین خریدنے کے لئے ہو تو اگرچہ اسی سال کے منافع میں سے قرضے کو ادا کرنا جائز ہے، لیکن اگر ادا نہ کرے اور خمس کی تاریخ آ جائے تو قرض کی مقدار کو اس سال کے منافع میں سے کہ جس میں قرض لیا ہے مستثنیٰ نہیں کر سکتا، بلکہ منافع میں سے سال کے اخراجات پورے کرنے کے بعد جتنی بچت آئے اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

4 کرائے وغیرہ کے طور پر جو مال پیشگی دیا جائے:

مسئلہ ۱۱۷۸: وہ مال جو کرائے پر لینے والا کرائے پر دینے والے کو پیشگی دیتا ہے اگر وہ اس کے کاروبار کے منافع میں سے ہو، تو خمس کی تاریخ آنے پر اس پر خمس واجب ہو جاتا ہے اور جب وہ گھر کے مالک سے اس مال کو واپس لے تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۹: جو شخص حج یا عمرہ پر جانا چاہتا ہو اور اپنی نوبت محفوظ کرنے کے لئے بینک میں اس نے رقم ادارۂ حج و زیارات کے ساتھ عقد مضاربہ کے تحت رکھے ہوں اور ان رقوم سے فائدہ بھی حاصل ہوتا ہو پھر نام لکھوانے کے تین سال بعد ان کے حج پر جانے کی باری آ جائے، انھوں نے ادارۂ حج کو اصل

مال اور اس کا نفع بھی دیا ہو اس کے بعد وہ حج یا عمرہ کے لئے چلے جائیں، پس! اگر وہ اسی سال حج پر جائیں کہ جس سال انھوں نے بینک کو رقم دی تھی تو ان پر خمس نہیں ہے، لیکن اگر حج پر جانے کی ان کی باری اس خمسی سال کے بعد آئے تو اصل مال پر خمس واجب ہوگا اگر وہ غیر مخمّس منافع میں سے ہو، رہ گیا اس پر حاصل ہونے والا فائدہ تو اگر حج پر جانے سے پہلے اس کا وصول ہونا ممکن نہ ہو تو وہ اس سال کے منافع میں شمار ہوگا جس سال وصول ہو اور اگر اس دوران خرچ ہو جائے تو اس میں خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۰: وہ مال جس کو تہران کی کتابوں کی سرکاری نمائش گاہ سے کتابیں خریدنے کے لئے بعنوان سلف (پیشگی) کتابیں وصول ہونے سے پہلے دیا گیا ہو مگر کتابیں ابھی تک ان کو ارسال نہ کی گئی ہوں تو ان پر اس سال میں خمس نہیں ہے، بشرطیکہ مذکورہ کتابوں کی ان کو ضرورت ہو اور وہ معمول کے مطابق اور عُرفِ عام میں ان کے شایانِ شان ہوں اور ان کو حاصل کرنا پیشگی قیمت ادا کرنے پر موقوف ہو۔

فائدہ کے خمس کا حساب کتاب اور اس کی ادائیگی کا طریقہ

عین فائدے میں خمس کا واجب ہونا:

مسئلہ ۱۱۸۱: وجوبِ خمس کا تعلق اصل فائدے سے ہے (یعنی وہ چیز جو خارج میں موجود ہو چاہے وہ مال ہو یا جنس ہو) اور اَربابِ خمس اس چیز کے تمام اجزا میں مالک کے ساتھ شریک ہوتے ہیں لہٰذا مالک کے لئے اس چیز میں تصرف کرنا، خمس دینے سے پہلے ولیٔ امرِ خمس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ (چاہے تصرف حقیقی خارجی سے ہو جیسے کھانا، پہننا، بیٹھنا یا اعتباری ہو جیسے بیچنا، ہبہ کرنا کرائے پر دینا اور مصالحت کرنا) چاہے وہ اس کو اپنے ذمّے اَربابِ خمس کے قرض کے طور پر رکھ لے اور اگر فرضاً وہ اس چیز میں تصرف کر کے اس کو ضائع کر دے تو خمس کی مقدار کا ضامن ہوگا اور اسی طرح وہ اس چیز کے ایک حصے میں بھی خمس دینے سے پہلے تصرف کا جواز نہیں رکھتا، چاہے اس کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے وہ خمس کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور باقیماندہ میں سے خمس ادا کرنے کا عزم بھی رکھتا ہو۔

خمس واجب ہونے کا زمانہ

مسئلہ ۱۱۸۲: فائدے پر خمس اس وقت واجب ہوتا ہے جب فائدہ حاصل ہو، لیکن خمس کی ادائیگی کا وقت خمس کی تاریخ آنے تک رہتا ہے، اسی وجہ سے مالک کے لئے جائز ہے کہ وہ خمس کی تاریخ سے پہلے خمس ادا کر دے اور اسی طرح خمس کی تاریخ کو آگے پیچھے کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ گزشتہ مدت کے فوائد سال میں حساب کئے جائیں اور اَربابِ خمس کو نقصان نہ ہو۔

ادائیگی میں اصل منفعت یا اس کی قیمت کو دینے میں مخیر ہونا

مسئلہ ۱۱۸۳: مالک کو اختیار ہے کہ اپنے مال کا خمس اصل منفعت میں سے ادا کرے یا اس کے برابر قیمت میں سے ادا کرے، لیکن اگر اس کے برابر قیمت میں سے دینا چاہے تو وہ مال اگر منافع میں سے ہو تو اس کا خمس دینا بھی واجب ہے۔ پس! مثال کے طور اصل ملکیت جیسے گھر یا زمین پر خمس

واجب ہوتو اگر منافع میں سے اس کا خمس دینا چاہےتو منافع کا خمس ادا کرنا بھی واجب ہوگا۔
مسئلہ ۱۱۸۴: سونے کے بسکٹ جن کا ریٹ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اگر ان کی قیمت میں سے خمس دینا چاہےتو معیار اس دن کی قیمت ہے جس دن حساب کر کے ادا کرے۔

سالانہ درآمد کے خرچہ کا منہا کرنا

مسئلہ ۱۱۸۵: سال کے دوران فائدہ حاصل کرنے کے لئے اقتصادی اُمور پر جو کچھ خرچ کرتا ہے جیسا کہ حمل ونقل ہونے والے نقصانات کے اخراجات، جگہ کا کرایہ اور آلات و وسائل کی اُجرت، دلال اور کاریگر کی مزدوری اور ٹیکس وغیرہ ان سب کو سالانہ خمس کے منافع میں سے مستثنیٰ کیا جائے گا۔

فائدے کے خمس کا سالانہ مخارج سے متعلق ہونا

مسئلہ ۱۱۸۶: فائدہ کے خمس کا اخراجات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس کا مطلب یہ ہے کہ جن منافع کو انسان ضروریات اور لوازم اور معیشت مہیا کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے ان میں خمس نہیں ہے۔ سال کے منافع کو خرچ کرنے کے بعد جو بچت آتی ہے، خمس کی تاریخ آنے پر خمس صرف اس پر واجب ہوتا ہے۔

درآمد کے سال کا خرچہ منہا کرنا

مسئلہ ۱۱۸۷: سال کا خرچہ اسی سال کے منافع میں سے لیا جاتا ہے جس سال میں خرچ ہوا ہے اس سے پہلے یا بعد کے سال سے نہیں، بنابرایں اگر کسی سال کوئی فائدہ نہ ہوتو اس سال کے اخراجات کو گزشتہ یا آئندہ سال کے منافع سے منہا نہیں کرسکتا۔ فائدے میں سے خرچ کرنے کے لئے دوسرا مال موجود نہ ہونا شرط نہیں۔
مسئلہ ۱۱۸۸: فائدے میں سے خرچہ نکالنے میں یہ شرط نہیں ہے کہ اس کے پاس اس فائدے کے علاوہ دوسرا مال نہ ہو بلکہ چاہے اس کے پاس اور مال ہو کہ جس پر خمس نہ ہو یا خمس ہو مگر اس نے ادا کر دیا ہو بلکہ وہ فائدے کا کچھ حصہ لے کر اس کو اس مال پر خرچ کرسکتا ہے۔ ہاں! اگر اس نے اخراجات، منفعت اور مخمّس مال میں سے نکالے ہوں تو خمس کی تاریخ آنے پر مخمّس اور غیر مخمّس کے

تناسب سے جو مال اس کے پاس بچاہے اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے اور جو مخمس مال اس نے سال کے منافع میں سے خرچ کیا ہے اس کو مستثنٰی کرنا جائز نہیں ہے ،مثلاً اگر اس چاول کو اپنے اخراجات میں لگائیں جس کا خمس دے چکا ہے تو نئے چاول میں سے اس کے برابر مستثنٰی نہیں کر سکتا بنا برایں سال میں جو نئے چاول خرچ کرے گا اس میں خمس نہیں ہے لیکن خمس کی تاریخ آنے پر جو چاول بچا ہوگا اس کا خمس دینا واجب ہے۔

خمس کا سال ہونا

مسئلہ ۱۱۸۹: جن لوگوں کے پاس منفعت ہو چاہے تھوڑی ہی کیوں نہ ہو اور چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ان کی خمس کی تاریخ مقرر ہونی چاہیے تا کہ وہ اس تاریخ میں سال کے منافع کا حساب کر سکیں اور اگر اس تاریخ میں منافع میں سے کچھ بچ جائے تو اس کا خمس اَدا کریں۔ ایسے میں فطری بات ہے کہ سال کے آخر کا اور سالانہ آمدنی کا حساب رکھنا مستقل طور پر واجب نہیں ہے بلکہ یہ تو اس چیز کی جانکاری حاصل کرنے کا طریقہ ہے کہ خمس واجب ہوا ہے یا نہیں ،لیکن یہ اس وقت واجب ہو جاتا ہے کہ جب کسی شخص کو یہ معلوم ہو کہ خمس اس پر واجب ہے تاہم کتنا واجب ہے یہ نہ جانتا ہو لیکن اگر کاروبار کے منافع میں سے اس کے پاس کچھ نہ بچا ہو بلکہ جو کماتا ہو وہ اخراجات میں لگا دیتا ہو تو خمس اس پر واجب نہیں ہوتا کہ وہ اس کا حساب کرے۔

مسئلہ ۱۱۹۰: وہ میاں بیوی جو دونوں مشترکہ طور پر اپنی تنخواہ کو گھر کی ضروریات میں خرچ کرتے ہیں اور خمس کی تاریخ آنے پر تنخواہ اور سالانہ اخراجات میں سے جو بچا ہو ہر ایک پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے۔ یہی حکم خاتون خانہ کا ہے کہ جس کے شوہر کا خمس کا سال معین ہو اور وہ آخر سال میں خمس دیتا ہو، خاتون خانہ کو بھی کچھ نفع ہوتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ جس دن اسے پہلا فائدہ حاصل ہو اس دن سے اپنے خمس کے سال کا آغاز کرے اور سال کے دوران اپنے منافع میں سے جتنا ذاتی اخراجات جیسے زیارتوں اور ہدایا وغیرہ میں لگائے اس میں خمس نہیں ہے لیکن سال کے منافع میں خرچ کرنے کے بعد جو بچ جائے تو اس پر سال کے آخر میں اس کا خمس دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۱: مکلف کے لئے جائز ہے کہ اپنے مال کے خمس کا خود حساب کرے اور جتنا اس پر واجب ہوا سے ولیٔ امر خمس یا اس کے وکیل کو دے۔

ادائیگی خمس کے لیے سال کے آغاز کا تعیّن

مسئلہ ۱۱۹۲: ادائیگی خمس کے لئے سال کی ابتدا مکلف کے تعیّن اور حد بندی پر موقوف نہیں ہے بلکہ یہ ایک واقعی امر ہے جس کا تعیّن منفعت حاصل ہونے کی بنیاد پر خود بخود ہو جاتا ہے، بنا برایں کاریگروں اور ملازموں وغیرہ کے خمس کا سال اس دن سے شروع ہوتا ہے جس دن ان کو کام اور ملازمت کی پہلی تنخواہ یا آمدنی حاصل ہو اور تاجروں اور زمین کی خرید وفروخت کرنے والوں کا ادائیگی خمس کا سال اس دن سے شروع ہوتا ہے جس روز وہ خرید وفروخت شروع کریں اور کاشتکاروں کے ادائیگی خمس کا سال اس دن سے شروع ہوتا ہے جس روز کھیتی باڑی کی پہلی محصول ان کے ہاتھ آئے۔

مسئلہ ۱۱۹۳: جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ تنخواہ لینے والے چاہے ملازم ہوں یا مزدور وغیرہ ان کے ادائیگی خمس کے سال کا آغاز اس وقت سے ہوگا جس روز ان کو پہلی تنخواہ ملے یا ملنے کی توقع ہو اس دن سے نہیں کہ جس روز وہ کام اور نوکری شروع کرتے ہیں۔

ادائیگی خمس کے لئے سال اختیار کرنے کی آزادی

مسئلہ ۱۱۹۴: مکلف کو اختیار ہے کہ وہ خمسی سال کے طور پر قمری سال کو اختیار کرے یا شمسی کو اختیار کرے۔

رأس المال کے خمس کی ادائیگی اور حساب کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۱۱۹۵: رأس المال کے خمس کا حساب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: سب سے پہلے انسان کے پاس جتنے اجناس اور نقدی اموال ہوں ان کی قیمت لگا کر خمسی سال کے آخر میں ان کا خمس ادا کرے۔ دوسرے سال ان سب چیزوں کا رأس المال کے ساتھ مقایسہ کرے اور دیکھے کہ اگر رأس المال سے کچھ زیادہ ہے تو اس کو منفعت میں حساب کرے کہ جس پر خمس واجب ہے لیکن اگر کچھ بھی زیادہ نہ ہو تو خمس واجب نہیں ہے مثلاً کسی شخص کے پاس ۹۸ بھیڑ بکریاں اور کچھ نقدی ہو جو اس کا رأس المال ہو اور ان سب کا خمس اس نے دے دیا ہو اب جب دوسرا خمسی سال آئے تو اس کی موجودہ بھیڑ بکریوں کی قیمت اور اسی طرح موجودہ نقدی مال کل ملا کر ۹۸ بھیڑ بکریاں اور پچھلے سال کے مخمس نقدی مال سے زیادہ ہو تو جتنا زیادہ ہوگا اس پر خمس واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۱۹۶: رأس المال کا حساب کرتے وقت جتنا بھی غیر نقدی سامان ہے اس کی قیمت معین کرنا واجب ہے چاہے جیسے بھی ممکن ہو خواہ اندازہ لگا کر ہی اس کام کے مشکل ہونے کا بہانہ بنا کر اس کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۷: اگر وہ مال کہ جس میں خمس نہیں ہوتا جیسے انعامات وغیرہ رأس المال سے مخلوط ہو جائے تو خمسی سال کے آخر میں جائز ہے کہ اس کو رأس المال سے مستثنیٰ کرے اور پھر باقیماندہ اموال کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۱۹۸: مخمس رأس المال کو مستثنیٰ کرنے کا معیار اصلی رأس المال ہے بنابرایں اب اگر وہ اصلی رأس المال کہ جس پر اس کا کاروبار چلتا ہے سونے کے سکے ہوں جیسا سکّہ "بہار آزادی" وغیرہ تو خمس کا سال آنے پر اتنی تعداد میں مخمس سکّے الگ کر لئے جائیں گے، چاہے ریال کے نرخ کے حساب سے گزشتہ سال کے مقابلے میں ان کی قیمت چڑھ گئی ہو، لیکن اگر رأس المال نقدی نوٹ یا سامان ہو یا اجناس وغیرہ ہوں اور اس نے گزشتہ خمسی سال کے موقع پر ان چیزوں کو سونے کے سکّوں کے برابر کر کے ان کا خمس ادا کیا ہو تو آنے والے خمسی سال کے موقع پر سونے کے سکوں کے برابر جو قیمت لگائی تھی صرف اس کے برابر مستثنیٰ کرنا جائز ہوگا سکوں کی تعداد کے برابر نہیں۔ بنا بر ایں اگر آنے والے سکوں کا نرخ بڑھ گیا ہو تو بڑھی ہوئی مقدار کو منافع میں حساب کیا جائے گا اور اس میں خمس واجب ہوگا۔

منافع کے خمس کا حساب صحیح ہونے میں شک ہونا

مسئلہ ۱۱۹۹: گزشتہ برسوں کے منافع کے خمس کا حساب صحیح ہونے میں اگر شک ہو تو شک پر دھیان نہیں دے گا اور پھر سے ان کا خمس دینا واجب نہیں ہوگا۔ ہاں! جو اس کے پاس منفعت موجود ہے اگر اس کے بارے میں شک کرے کہ وہ گزشتہ سالوں کی ہے جن کا خمس دے چکا ہے یا موجودہ سال کی ہے کہ جس کا خمس ابھی نہیں دیا ہے تو یہاں پر احتیاطاً واجب ہے کہ اس کا خمس ادا کرے مگر اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ پہلے اس کا خمس دے چکا ہے۔

خمس ادا کرنے میں شک

مسئلہ ۱۲۰۰: اگر شک کرے کہ خمس دیا ہے یا نہیں تو اگر مشکوک وہ چیز ہو جس میں خمس ہوتا ہے تو خمس کی ادائیگی کا یقین ہونا ضروری ہے۔

مصالحت

مسئلہ ۱۲۰۱: جو لوگ نہیں جانتے کہ ان کے منافع میں خمس ہے یا نہیں؟ مثلاً جو شخص یقین کے ساتھ جانتا ہو کہ اس نے رہائشی مکان خریدا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ آیا اس نے سال کے منافع سے سال کے دوران اسے خریدا ہے یا خمسی سال کے حلول کے بعد اور خمس ادا کرنے سے پہلے خریدا ہے تو ان پر واجب ہے کہ ولیٔ امر خمس یا اس کے وکیل کے ساتھ مصالحت کریں۔

مسئلہ ۱۲۰۲: جس خمس کا یقین ہو اس میں مصالحت نہیں ہوتی (چونکہ مصالحت مشکوک میں ہوتی ہے)۔

مداورت

مسئلہ ۱۲۰۳: جن پر خمس واجب ہو چکا ہو لیکن وقت حاضر میں وہ ادا کرنے پر قادر نہ ہوں تو واجب ہے کہ ولیٔ امر خمس کے ساتھ بات چیت کریں اور خمس کو اپنے ذمے لے لیں بعد میں جب بھی اور جتنی مقدار میں بھی ان کی توانائی ہو رفتہ رفتہ ادا کریں۔

مسئلہ ۱۲۰۴: ایسا شخص جو اپنا کچھ مال اپنے ان اموال کے خمس کے طور پر ادا کرے جن پر خمس واجب نہیں ہوا ہے۔ پس! اگر اس مال کو خمس کے شرعی مصارف میں خرچ کر دیا گیا ہو تو جو اس وقت اس نے دیا تھا وہ اس خمس میں شمار نہیں ہوگا جو اس وقت ان کے ذمّے ہے۔ ہاں! اگر وہی مال موجود ہو تو اس کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۵: جو شخص یہ احتمال دیتا ہو کہ اس کے باپ نے اپنی زندگی میں اپنے اموال کا خمس بالکل نہیں دیا ہے چنانچہ وہ کچھ زمین اسپتال بنانے کے لئے ہبہ کرے تو اگر وہ اس زمین کو متوفی کے اُمور کے خمس میں حساب کرنا چاہے تو اس زمین کو خمس میں حساب نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۲۰۶: ایسی اصالتاً بنجر زمین جو اس کی ملکیت نہ ہو جس کے نام درج ہے اس کو خمس میں دے کر جو خمس اس کے اوپر قرض ہے اس میں حساب کرنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ اس کی مملوکہ زمین

کومیونسپلٹی یا حکومت مفت میں یا عوض دے کر اپنے قبضے میں لے سکتی ہے ۔ مالک اس کو بعنوان خمس دے کر خمس کا جو قرض اس کے ذمے ہے اس میں حساب نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۲۰۷: خمس اور دوسرے حقوق شرعیہ کو بینک کے ذریعے ادا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے بنا برایں جس شخص کے لئے بعینہ خمس کے مال کو ولیٔ امرِ خمس تک پہنچانا یا اس کے وکیل تک پہنچانا مشکل ہو وہ بینک کے حوالے سے بھیج سکتا ہے چاہے بینک سے لیا گیا مال وہی نہ ہو جو اس نے بطور خمس دیا تھا۔

معدنیات (کان) کا خمس

مسئلہ ۱۲۰۸: ایک شخص یا چند اشخاص مشترکہ طور پر جو معدنیات استخراج کرتے ہیں اس صورت میں ان پر خمس واجب ہے کہ جو کچھ انھوں نے نکالا ہے وہ شرکا میں سے ہر ایک کا حصہ نکالنے اور صاف کرنے کے اخراجات مستثنیٰ کرنے کے بعد نصاب کی حد تک پہنچ جائے جو کہ بیس دینار یا دوسو درہم جنس یا قیمت ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۹: معدنیات میں خمس کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ شخص یا اشخاص مشترکہ طور پر اس کا استخراج کریں ۔شرط یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ نصاب تک پہنچ جائے اس کے علاوہ جو اس نے استخراج کیا ہے وہ اس کی ملکیت ہو لیکن وہ معدنیات جن کو حکومت نکالتی ہے چونکہ وہ کسی شخص یا اشخاص کی ملکیت نہیں، بلکہ (جہت) عنوان کی ملکیت ہیں، لہٰذا وجوبِ خمس کی شرط اس میں نہیں پائی جاتی ۔نتیجہ یہ ہوا کہ اس میں حکومت پر خمس واجب ہونے کا کوئی موضوع نہیں ہے۔

خزانہ

مسئلہ ۱۲۱۰: ایسا خزانہ جو کسی شخص کو اپنی ملکیت میں دریافت ہو اس کا معیار یہ ہے کہ وہ جمہوری اسلامی کے قوانین کے تابع ہے۔ بنا برایں اگر ایسے چاندی کے سکے دریافت کرے جن کی تاریخ تقریباً سو سال پرانی ہو اور وہ اس زمین کے نیچے ہوں جس پر گھر بنایا ہو تو اس پر واجب ہے کہ جمہوری اسلامی کے قوانین کی طرف رجوع کرے۔

وہ حلال مال جو حرام سے مخلوط ہو

مسئلہ ۱۲۱۱: جب کسی شخص کو یقین ہو جائے کہ اس کے اَموال میں حرام مال مخلوط ہے لیکن صحیح طور پر اس کو اس کی مقدار معلوم نہ ہو اور اس کے مالک کو بھی نہ پہچانتا ہو تو اس کے حلال بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا خمس ادا کرے لیکن اگر اس کو اپنے اَموال میں حرام کے مخلوط ہونے کا شک ہو تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۲: اگر ایسے گھرانے میں زندگی بسر کر رہا ہو جو خمس وزکوٰۃ نہیں دیتے اور ان کے اموال میں سود بھی مخلوط ہے تو جب تک اس کو ان اَموال کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو اس کے لئے ان سے استفادہ کرنا جائز ہے۔ (یہ صحیح ہے کہ اس کو یقین ہے کہ یہ لوگ خمس وزکوٰۃ نہیں دیتے اور ان کے اموال میں سود کی آمیزش ہے لیکن اس کا لازمہ اس مال کے حرام ہونے کا یقین نہیں ہے جس میں اس نے تصرف کیا ہے) ہاں جو اَموال اس کے سامنے موجود ہیں اگر ان کے حرام ہونے کا یقین ہو تو ان میں تصرف کرنا اور ان سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس گھرانے سے الگ ہونا اور ان سے معاشرتی روابط ختم کرنا اس کے لئے باعث حرج ہو تو اس صورت میں ان کے مذکورہ اموال سے استفادہ کرنا جائز ہے لیکن ان اموال میں جو خمس وزکوٰۃ اور دوسرے کا مال ہے اس کا ضامن ہے۔

خمس کا مَصرَف

سہم امامؑ اور سہم سادات

مسئلہ ۱۲۱۳: خمس کو دو برابر حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، ایک حصہ سہم امامؑ اور دوسرا حصہ سہم سادات ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۴: امام سے مراد ہر زمانے کا امام معصومؑ ہے اور ہمارے زمانے میں اس سے مراد امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہُ الشریف ہیں اور سادات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نسب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ اعلیٰ حضرت ہاشم سے ملتا ہو۔

مسئلہ ۱۲۱۵: موجودہ زمانے میں سہم امامؑ کا اختیار کلی طور پر ولئ امر مسلمین کے ہاتھ میں ہے چونکہ امام زمانہ علیہ السلام تک رسائی ممکن نہیں ہے تاکہ ولئ امر مسلمین اس کو ان جگہوں پر خرچ کرے جن میں امام

زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی مرضی ہواور وہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے امور ہیں خاص طور پر علمی حوزات و مدارس کو چلانا وغیرہ اور سہم سادات کا اختیار بھی سہم امامؑ کی طرح ولیٔ امر مسلمین کے ہاتھ میں ہے۔ اس بنا پر جس کے ذمے یا جس کے اموال میں امامؑ کا حق ہو یا سہم سادات ہو تو اس پر واجب ہے کہ اسے ولیٔ امر خمس کو یا اس کی طرف سے مجاز وکیل کے حوالے کرے اور اگر دونوں حصوں کو مقررہ موارد میں سے کسی ایک جگہ صرف کرنا چاہے، مثلاً مفید اور ضروری کتابیں خریدنے میں یا ضرورتمند سادات کی شادی کرانے میں یا سادات کی بجلی یا پانی کے بل وغیرہ ادا کرنے میں خرچ کرے تو اس سے پہلے ولیٔ امر خمس یا اس کے مجاز وکیل سے اجازت لینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۶: ایسا شخص جو کسی ایک مرجع تقلید (دامت برکاتہم) کی تقلید کرتا ہے وہ اس کے فتوے کے مطابق سہم امامؑ اور سہم سادات کو ادا کرنا چاہے تو اپنے اس عمل کے ذریعے وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۲۱۷: سہم امامؑ اور اسی طرح سہم سادات بخشش کے قابل نہیں ہیں۔

مسئلہ ۱۲۱۸: حقوق شرعیہ جیسے خمس وزکوٰۃ سے تجارت کرنا محلِّ اشکال ہے کہ جن کا مقررہ جگہوں پر خرچ کرنا واجب ہے اور ولیٔ امر خمس کی اجازت کے بغیر ان کو خرچ نہیں کرنا چاہیے، چاہے ان کے فوائد سے کسی دینی ادارے میں حصول منفعت کے لئے ہی کیوں نہ ہو (محلِّ اشکال ہے) اور بالفرض تجارت جو فائدہ ان سے حاصل ہوگا وہ بھی رأس المال کے تابع ہوگا کہ اس کو بھی انہی جگہوں پر خرچ کرنا واجب ہے کہ جہاں اصل مال کو خرچ کیا جاتا ہے اور اس میں خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۹: اگر حقوق شرعیہ ولیٔ امر خمس کے وکلا کو یا دوسرے اشخاص کو دے تاکہ وہ ان کے دفتر میں پہنچا دیں تو وہ ان سے ولیٔ امر خمس کی مہر لگی ہوئی رسید کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۲۲۰: اگر کسی کو شک یا شبہ ہو کہ جو شخص اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس ولیٔ امر خمس کا اجازہ ہے آیا اس کے پاس اجازہ ہے یا نہیں تو احترام کی رعایت کرتے ہوئے مطالبہ کرسکتا ہے کہ وہ تحریری اجازہ دکھائے یا ایسی رسید کا مطالبہ کرے جس پر ولیٔ امر خمس کی مہر ہو۔ پس! اگر وہ ولیٔ امر خمس کے اجازے کے مطابق عمل کرے تو اس کا عمل امضا شدہ اور تائید شدہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۲۲۱: اس شخص کے لئے سہم امامؑ یا سہم سادات لینا جائز نہیں ہے جو شرعاً مستحق نہ ہو اور حوزۂ علمیہ کے وظیفے کے قوانین کے دائرے میں نہ آتا ہو۔

مسئلہ ۱۲۲۲: مستحق سہم سادات کی شرائط:

- یہ کہ وہ سادات میں سے ہو۔
- یہ کہ وہ مومن ہو (یعنی شیعہ اثناعشری ہو)۔
- یہ کہ وہ غریب ہو۔
- یہ کہ اس کا نان ونفقہ واجب نہ ہو۔
- یہ کہ وہ اس کو معصیت میں خرچ نہ کرے۔
- ہ کہ وہ علی الاعلان گناہ نہ کرتا ہو۔

1 سادات ہو

مسئلہ ۱۲۲۳: وہ سید جس کے لئے سہم سادات لینا جائز ہے، وہ ہے کہ باپ کی طرف سے جس کا نسب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد حضرت ہاشم سے ملتا ہو، پس! تمام علوی، عقیلی اور عباسی، سادات ہاشمی کہلاتے ہیں اور ہاشمی سادات کی خاص رعایت سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۲۲۴: باپ کی طرف سے جو شخص حضرت عباس بن علی بن ابیطالبؑ کی طرف منسوب ہو اس کا شمار علوی سادات میں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۵: ماں کی طرف سے جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اگر چہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کہلاتے ہیں مگر سیادت کے شرعی احکام اور آثار مرتب ہونے کا ملاک اور معیار باپ کی طرف سے منسوب ہونا ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۶: نسبی رشتہ داروں میں سے کسی کے وثیقے میں عنوان سید کا ذکر ہونا سید ہونے کی شرعی دلیل نہیں ہے اور جب تک اطمینان اور شرعی دلیل سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ سید ہے تب تک سیادت کے شرعی اَحکام وآثار اس پر مرتب نہیں ہوں گے۔

مسئلہ ۱۲۲۷: منہ بولے بیٹے پر بیٹا ہونے کے شرعی آثار مرتب نہیں ہوتے اور جو شخص حقیقی باپ کی طرف سے سید نہ ہو یا سادات کے آثار واحکام اس پر جاری نہ ہوں۔

2 ایمان

مسئلہ ۱۲۲۸: جو سید سہم سادات لینے کا حقدار ہے اس کا مومن ہونا شرط ہے۔

3 غریب

مسئلہ ۱۲۲۹: وہ سادات جو ذرائع معاش کے مالک ہوں جب ان کی آمدنی طبق معمول اور عُرفِ عام میں ان کی شان کے مناسب بقدر کافی ہو تو وہ خمس کے مستحق نہیں ہوں گے۔
مسئلہ ۱۲۳۰: اگر سید باپ اپنی اولاد کو نان ونفقہ دینے میں کوتاہی کرتا ہو اور اولاد بھی اپنے باپ سے اپنے اخراجات وصول نہ کر سکتی ہو تو سہم سادات سے ان کے خرچے کو بقدر ضرورت دینا جائز ہے۔
مسئلہ ۱۲۳۱: ضرورت مند سادات کو جب کھانے اور پینے کے علاوہ عرف عام میں ان کی شان اور حالت کے مطابق دوسری چیزوں کی ضرورت ہو تو سہم سادات میں سے ان کی وہ ضرورتیں پوری کرنا جائز ہے۔
مسئلہ ۱۲۳۲: اگر سید عورت کا شوہر اپنی تنگدستی کی بنا پر اپنی بیوی کو اخراجات نہ دے سکتا ہو اور زوجہ بھی غریب ہو تو وہ اپنی ضرورت کے بقدر سہم سادات میں سے لے سکتی ہے اور مال سادات سے جو اس نے لیا ہوا ُسے اپنی اولاد حتّٰی اپنے شوہر پر بھی خرچ کرنا اس کے لئے جائز ہے۔

4 اس کا نفقہ دینا واجب نہ ہو

مسئلہ ۱۲۳۳: جس کا نفقہ دینا واجب ہو اس کو خمس دینا جائز نہیں ہے مثلاً کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے غریب ماں اور باپ کو خمس دے کہ جن پر دوسرے مال میں سے خرچ کر سکتا ہو۔

5 خمس لے کر اسے معصیت میں خرچ نہ کرے

مسئلہ ۱۲۳۴: وہ سید جس کو سہم سادات دیا جاتا ہے شرط یہ ہے کہ وہ اس کو معصیت کے کاموں میں خرچ نہ کرے اور نہ اس مال سے گناہ اور برائیوں کو پھیلانے پر اس کی اعانت ہوتی ہو۔

6وہ علی الاعلان گناہ نہ کرتا ہو

مسئلہ ۱۲۳۵: جس سید کوسہم سادات دیا جاتا ہےاس کے لئے شرط ہے کہ علی الاعلان گناہ نہ کرتا ہو پس! غیر عادل کو دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ ظاہری طور پر معصیت نہ کرے اور پانچویں شرط بھی اس میں پائی جاتی ہو۔

خمس کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۲۳۶: خمس کے حوالے سے جو مال مشکوک ہواس میں استعمال کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے مگر یہ کہ سابق میں یقین ہو کہ اس میں خمس واجب ہو چکا تھا بنابرایں:

مسئلہ ۱۲۳۷: اس شخص کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی اشکال نہیں ہے جو اپنے اموال کا خمس ادا نہیں کرتا جب تک کہ جو کھانا کھا رہا ہے اس میں خمس کے واجب ہونے کا یقین نہ ہو۔

مسئلہ ۱۲۳۸: اگر کسی جگہ کا مالک ایسے لوگوں کے ساتھ لین دین کرتا ہوجن کے بارے میں شک ہو کہ وہ اپنے اموال کا خمس دیتے ہیں یا نہیں تو جب تک بعینہ اس مال میں خمس کے وجوب کا یقین نہ ہو کہ جو مال خریدار اسے دے رہا ہے اس پر کچھ بھی نہیں ہے اور اس سے پوچھنا اور جستجو کرنا بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۳۹: ایسے مسلمانوں کے ساتھ معاشرت رکھنے میں جو دینی اُمور خاص کر خمس اور نماز وغیرہ کا التزام نہیں برتتے اس صورت میں کہ اگر ان کے ساتھ معاشرت کا لازمہ ان کے اُمورِ دینیہ کا ملتزم نہ ہونے کی تائید نہ ہوتو اس صورت میں از باب امر بہ معروف و نہی از منکر ان کے ساتھ ترک معاشرت وقتی طور پر واجب ہے۔ ہاں! ان کے اموال سے استفادہ کرنا جیسے کھانا کھانا وغیرہ ہوتو جب تک اس میں خمس کا یقین نہ ہو بلامانع ہے۔

مسئلہ ۱۲۴۰: جس کے ذمے حقوق شرعیہ ہوں وہ اس رقم کو دوسری کرنسی جیسے ڈالر وغیرہ میں بدل سکتا ہے کہ جس کا نرخ ثابت ہولیکن جب ان حقوق کو ادا کرنا چاہے تو ادائیگی کے وقت ان کی قیمت حساب کرے لیکن جو شخص حقوق شرعیہ وصول کرنے میں ولیٔ امر خمس کی طرف سے وکیل ہو اور وہ شخص جو اس سلسلے میں قابلِ اعتماد اور امانتدار ہو اس نے جس کرنسی میں حقوقِ شرعیہ وصول کئے ہوں

انھیں دوسری کرنسی میں تبدیل کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کو ایسا کرنے کی اجازت ہو صرف نرخوں کا تغیّر وتبدل (یعنی دوسری کرنسیوں کے مقابلے میں قیمت کا عدم ثبات تبدیل کرنے کا شرعی جواز نہیں بن سکتا)۔

مسئلہ ۱۲۴۱: اگر کوئی شخص حقوق شرعیہ میں سے اپنے اموال کو اس شخص کے اجازے کے مطابق کہ جس کو حقوق شرعیہ دینا واجب ہے، مدرسہ وغیرہ بنانے میں لگا دے اور اس کی نیت یہ ہو کہ جو حقوق اس کے ذمے ہیں انھیں ادا کر رہا ہے تو بعد میں وہ ان کو واپس نہیں لے سکتا اور یہاں تک کہ اس میں مالکانہ تصرف بھی نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۲۴۲: اگر کوئی شخص اپنا کچھ مال مستحبی حج پر جانے کے لئے ادارۂ حج کو دے اور بیت اللہ کی زیارت پر جانے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو جائے تو جو رقم اس نے ادارۂ حج کو دی تھی اور اس کے بدلے ادارۂ حج سے جو سند لی تھی اس کے ترکہ میں اس کو موجودہ قیمت میں حساب کیا جائے گا اور اب اس کو مستحبی حج میں خرچ کرنا واجب نہیں ہے۔ اگر اس کے ذمے حج نہ ہو اور اس نے وصیت بھی نہ کی ہو، ہاں! جو رقم اس نے سفر حج کے لئے دی تھی اگر اس پر خمس واجب تھا اور اس نے نہیں دیا تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

انفال

انفال کا مطلب

مسئلہ ۱۲۴۳: انفال وہ عمومی اموال ہیں جن کا اختیار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد امام معصوم علیہ السلام کے پاس ہے اور غیبت کے زمانے میں اس کا اختیار ولئ امرِ مسلمین کے پاس ہے (یعنی وہ اسلامی حکومت کے زیر استعمال ہوں گے) اور واجب ہے کہ مسلمانوں کے عام مصالح میں ان کو خرچ کیا جائے۔

مصادرِ انفال

مسئلہ ۱۲۴۴: درجہ ذیل چیزیں مصادر انفال ہیں:

- فئے یعنی وہ چیزیں جو بغیر جنگ اور لشکر کشی کئے، مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی ہوں چاہے وہ زمین ہو یا دوسری چیزیں۔
- وہ مردہ زمین جس کو آباد کر کے اور اس کی اصلاح کر کے ہی اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔
- وہ شہر اور دیار جن سے ان کے باشندے ہجرت کر گئے ہوں اور وہ ویران ہو گئے ہوں۔
- بڑے بڑے دریاؤں اور سمندروں کے ساحل۔
- قدرتی جنگلات اور بانس کے جنگل، وادیاں اور پہاڑوں کی چوٹیاں۔
- بادشاہوں کے خصوصی اموال اور ان کی نفیس چیزیں جو جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔
- عمدہ غنائم جیسے اصیل گھوڑے اور مہنگے کپڑے وغیرہ۔
- اذنِ امامؑ کے بغیر لڑی گئی جنگ میں جو غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔
- اس شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہ ہو۔
- معادن (کانیں)۔

مسئلہ ۱۲۴۵: اگر کوئی شخص اینٹوں کے کارخانے کے پاس زمین خریدے تاکہ اس کی مٹی بیچ کر اس سے استفادہ کرے تو اگر وہ زمین احیا شدہ ہو اور بیچنے والے کی شرعی ملکیت ہو، اگرچہ وہ انفال سے خارج ہو اور

خریدار کی خاص ملکیت ہو لیکن جو ٹیکس اس کی مٹی کے منافع پر عائد ہوتا ہے اس کا ادا کرنا واجب ہے، اس صورت میں کہ اگر وہ حکومت اسلامی کے صادر کردہ قانون کے مطابق ہو اور اس کو ماہرین کی کونسل نے بھی پاس کیا ہو اور حکومت اس کے مطالبے کا حق رکھتی ہو۔

مسئلہ ۱۲۴۶: میونسپلٹی کے لئے اس اختصاصی حق کا ہونا جائز ہے کہ وہ نہروں کے کنارے سے ریت اور مٹی وغیرہ اُٹھا کر اسے عمارات اور شہر کی تعمیر میں لگائے بڑی نہروں کے کناروں پر اگر کوئی اپنی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس سے سنا نہیں جائے گا۔

مسئلہ ۱۲۴۷: قدرتی چراگاہیں جو پہلے سے کسی کی ملکیت نہ رہی ہوں وہ انفال اور اموال عامّہ کا حصہ ہیں اور ان کا اختیار ولئ امر مسلمین کو ہے لہٰذا ان کی خرید وفروخت کسی بھی حالت میں صحیح نہیں ہے اور قبائلیوں کا پہلے سے وہاں آنا جانا ان کے مالک ہونے کا باعث نہیں بنتا۔

مسئلہ ۱۲۴۸: عمومی قدرتی چراگاہیں جو پہلے سے کسی کی ملکیت نہ رہی ہوں وہ کسی کی ملکیت خاص نہیں ہیں اور نہ ہی کسی کیلئے ان کو فروخت کرنا جائز ہے لیکن حکومت کی طرف سے معین کردہ گاؤں کے ذمہ دار کیلئے جائز ہے کہ گاؤں کے عام مفادات کیلئے اس شخص کیلئے کچھ رقم وصول کرے کہ جس کے حق میں مویشی چرانے کا اجازت نامہ جاری کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۱۲۴۹: لوگوں کی مملوکہ زمینوں کے پاس موجود چراگاہ میں مویشی چرانے کی اجازت مل جانے سے یہ جواز پیدا نہیں ہوتا کہ انسان دوسروں کی ملکیت میں مداخلت کرے اور ان کے مملوکہ پانی سے استفادہ کرے، مالک کی مرضی کے بغیر ان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۰: چونکہ وقف کا صحیح ہونا شرعی اعتبار سے پہلے سے موجود ملکیت پر موقوف ہے جیسا کہ وراثت کا منتقل ہونا بھی مورث کے پہلے سے مالک ہونے پر موقوف ہے پس! وہ جنگلات اور قدرتی چراگاہیں کہ جن کا کوئی مالک نہ رہا ہو اور نہ ہی کسی نے پہلے سے ان کو احیا کر کے آباد کیا ہو وہ کسی کی خصوصی ملکیت نہیں ہیں کہ ان کا وقف کرنا صحیح ہو یا وہ کسی کی میراث قرار پائیں بہرحال جنگل کا کچھ حصہ جو کھیت یا گھر وغیرہ کی صورت میں آباد کیا گیا ہو اور وہ شرعی ملکیت بن گیا ہو اگر اس کو وقف کیا جائے تو شرعی متوّلی اس میں تصرف کا حقدار ہو جائے گا لیکن اگر وقف نہ کیا جائے تو اس کے مالک کو اس میں تصرف کرنے کا حق ہوگا، جنگل اور چراگاہوں کا باقی جو قدرتی جنگل کی شکل میں ہو وہ عمومی اموال اور انفال میں شامل ہوگا اور اس پر اسلامی حکومت کا قانون نافذ ہوگا۔

اَحکامِ جہاد

جہاد کا مطلب

مسئلہ ۱۲۵۱: جہاد کا مطلب اسلام کی طرف دعوت دینے اور اس کے تسلط اور نفوذ کو پھیلانے کے لئے جنگ کرنا یا دشمنوں کے حملے کے مقابلے میں اسلام کا دفاع کرنا۔

جہاد کا وجوب

مسئلہ ۱۲۵۲: جہاد اہم ترین دینی ارکان میں سے ہے اور اس کا وجوب دین مبین اسلام کی ضروریات میں سے ہے۔

جہاد کی اقسام

مسئلہ ۱۲۵۳: جہاد کی دو قسمیں ہیں:

۞ **جہاد ابتدائی:** یہ وہ جہاد ہے جو دعوت اسلامی کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی لشکر، دشمن پر حملہ کرتا ہے اس سے جنگ کرتا ہے چاہے اس پر حملہ نہ ہو، اس کی غرض اسلام کی نشر و اشاعت کی راہ میں موجود رکاوٹوں کو دور کرنا، کلمہ حق کو بلند کرنا، دینی شعائر کو قائم کرنا اور کفار و مشرکین کی ہدایت کرنا اور شرک و بت پرستی کا ازالہ کرنا ہے۔ حقیقت میں جہاد ابتدائی کا مقصد کشور کشائی نہیں ہے بلکہ ان انسانوں کے فطری حقوق کا دفاع ہے کہ جن سے ان کو کافر، مشرک اور مستکبر قوتوں کے تسلط نے محروم کر دیا ہے اور وہ حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت، عدالت اور اس کی وحدانیت کی گواہی دینا۔

۞ **جہاد دفاعی:** اس کا مطلب ہے دشمنوں کو حملے سے روکنا اور ان کو دفع کرنا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب دشمن اسلامی شہروں پر حملہ کرتا ہے اور سیاسی، ثقافتی، فوجی اور اقتصادی تسلط حاصل کرنے کے لئے ان کی سرحدوں پر جارحیت کرتا ہے۔

جہادِ ابتدائی

مسئلہ ۱۲۵۴: جہاد ابتدائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام معصوم علیہ السلام کے زمانے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ایسا فقیہ جو ولئ امرِ مسلمین ہو اگر مصلحت کے تقاضے کو محسوس کرے تو جہاد ابتدائی کا حکم دینا اس کے لئے جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۵: اہلِ کتاب یعنی عیسائی، یہودی اور زردشتی، جو اسلامی ممالک میں رہتے ہوں، جب تک وہ اس اسلامی حکومت کے قوانین کے تابع رہیں کہ جس کے سائے میں وہ زندگی بسر کر رہے ہیں تو ان کا حکم وہی ہے جو اس کا ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ معاہدہ ہو جائے بشرطیکہ وہ امان کے منافی کوئی فعل انجام نہ دیں یعنی ان کی جانیں، ان کے اَموال اور نوامیس محترم محفوظ ہوں گے اور ان کے قانونی اور شرعی حقوق کی رعایت کی جائے گی۔

مسئلہ ۱۲۵۶: اگر کفار اسلامی ممالک پر حملہ کریں اور جنگ کے دوران ان میں سے بعض کو مسلمان اسیر کر لیں تو جنگی قیدیوں کا اختیار حاکم اسلامی کے پاس ہے، مسلمانوں میں سے کسی کو بھی ان کا انجام معین کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ بنا بر ایں مسلمانوں میں سے کسی کو بھی اہل کتاب یا دوسرے کافر کو ملکیت میں لینا جائز نہیں ہے چاہے مرد ہوں یا عورتیں، چاہے بلاد کفر میں ہوں یا بلاد مسلمین میں ہوں۔

2 جہاد دفاعی

مسئلہ ۱۲۵۷: اسلام و مسلمانوں کا دفاع کرنا واجب ہے اس کے لئے ماں یا باپ کی اجازت ضروری نہیں ہے لیکن پھر بھی انسان کے لئے بہتر ہے کہ جیسے بھی ممکن ہو ان دونوں کی اجازت حاصل کرے۔

مسئلہ ۱۲۵۸: اگر کسی کی جان بچانا اور قتل ہونے سے روکنا انسان کی فوری اور ذاتی مداخلت پر موقوف ہو تو ایسا کرنا جائز بلکہ شرعاً واجب ہے چونکہ کسی محترم جان کی حفاظت کرنا واجب ہے اور یہ حاکم کی اجازت اور اس کے حکم پر موقوف نہیں مگر یہ کہ محترم جان کا دفاع حملہ آور کے قتل پر موقوف ہو تو اس کی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا اپنا الگ حکم ہے۔

اَحکام اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلب ہے لوگوں کو نیک کاموں کی طرف راغب کرنا اور بُرے کاموں سے باز رکھنا۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وجوب

مسئلہ ۱۲۵۹: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہایت ہی اہم اور عظیم اسلامی فرائض اور واجبات میں سے ہیں اور جو شخص اس عظیم الٰہی فریضے کو ترک کر دے یا اس کی انجام دہی میں سستی اور کاہلی دکھائے وہ گناہ گار اور بڑی سخت مشقت آمیز سزا کا حقدار ہوگا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب پر نہ صرف تمام فقہائے اسلام کا اتفاق ہے بلکہ ان کا وجوب، دینِ مبینِ اسلام کی ضروریات میں سے ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۰: امر بالمعروف و نہی عن المنکر شرائط کی رعایت کے ساتھ اسلامی احکام کی حفاظت اور سماج کی سلامتی کے تحفظ کے لئے عمومی شرعی فریضے کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ محض یہ گمان کر لینا کہ اس سے بعض لوگ اسلام کے سلسلے میں بدظن ہو جائیں گے اس نہایت اہم فریضے کو چھوڑ دینے کا باعث نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۲۶۱: اگر کسی ادارے میں انسان کو اطلاع ملے کہ قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے جیسے رشوت ستانی وغیرہ تو شرعی قواعد و شرائط کے مطابق نہی عن المنکر واجب ہے۔ کسی بھی کام کو انجام دینے کے لئے رشوت یا غیر قانونی طریقوں کو اختیار کرنا، چاہے برائیوں میں پڑنے سے روکنے کے لئے ہو جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط نہ ہوں تو اس سلسلے میں انسان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے مثلاً اگر وہ اس فریضے کو انجام دے تو اسے اعلیٰ آفیسر کی طرف سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کی گردن سے یہ ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔ طبیعی ہے کہ یہ حکم ان مقامات کے لئے ہے کہ جہاں اسلامی حکومت نہ ہو لیکن اگر اسلامی حکومت موجود ہو جو اس اہم الٰہی فریضہ کا اہتمام کرتی ہو تو جو شخص امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے سے عاجز ہے اس کی ذمہ داری اس کام پر مامور حکومتی افراد کو اطلاع دینا ہے تاکہ یہ کام جو حکومت سے مخصوص ہے اسے حکومت

انجام دے تا کہ اس طرح کے مفاسد اور برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جا سکے۔

مسئلہ ۱۲۶۲: منکرات میں از حیث منکر کوئی فرق نہیں ہے لیکن پھر بھی ممکن ہے کہ بعض منکرات بعض دیگر منکرات کی نسبت حرمت کے اعتبار سے شدید تر ہوں۔ بہر حال جس انسان کے لئے شرائط مہیا ہوں اس پر نہی عن المنکر شرعاً واجب ہے اس کے لئے اس کو ترک کرنا یا اس میں سستی کرنا جائز نہیں ہے۔ اس سلسلے میں منکرات میں کوئی فرق ہے اور نہ سماج کے بڑے چھوٹوں میں کوئی فرق ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۳: ہر شعبے کے مخصوص ذمہ داروں پر واجب ہے کہ وہ ان غیر ملکی عہدہ داروں کو جو اسلامی حکومت کے بعض اداروں میں کام کرتے ہیں حکم دیں کہ وہ علی الا علان محرمات جیسے شراب نوشی اور حرام گوشت کھانے سے اجتناب کریں اور ملاء عام میں ایسا نہ کریں رہ گئے وہ اُمور جو عفت عمومی کے ساتھ سازگاری نہیں رکھتے ان کے انجام دینے کی ان کے ساتھ رعایت نہ کی جائے۔ بہر حال لازم ہے کہ متعلقہ ذمہ دار حضرات اس اہم کام کی انجام دہی کے سلسلے میں مناسب قدم اُٹھائیں تا کہ ان چیزوں کی روک تھام ہو سکے۔

مسئلہ ۱۲۶۴: وہ جوان جو مخلوط نظام تعلیم کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں، اگر ان میں فساد اور خرابی کا مشاہدہ کریں تو خود ان مفاسد میں مبتلا ہوئے بغیر ان پر واجب ہے کہ اگر شرائط موجود ہوں تو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے کو انجام دیں۔

مسئلہ ۱۲۶۵: جن عورتوں کا حجاب ناقص ہوتا ہے ان کو نیکی کی ہدایت کرنے اور برائی سے روکنے کا وجوب ان کی طرف مشکوک نگاہوں سے دیکھنے پر موقوف نہیں ہے۔ ہر مکلف پر واجب ہے کہ حرام سے بچے خاص طور پر اس وقت جب وہ برائی سے روکنے کا فریضہ انجام دے رہا ہو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حدود

مسئلہ ۱۲۶۶: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لوگوں کے کسی خاص طبقے اور صنف پر منحصر اور ان سے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ عوام الناس کے تمام طبقات میں ہر وہ شخص جو شرائط رکھتا ہو اس پر فرض ہے یہاں تک کہ عورت اور بیٹے پر یہ فریضہ موضوع اور شرائط موجود ہونے کی صورت میں جب وہ دیکھیں کہ شوہر یا باپ فعل حرام کے مرتکب ہو رہے ہیں، واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۷: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر موضوع اور شرائط موجود ہونے کی صورت میں تمام

مکلفین پر تکلیف شرعی ہونے کے علاوہ انسانی اور اجتماعی طور پر واجب ہے۔ اس میں مکلف کے حالات کا کوئی دخل نہیں کہ وہ شادی شدہ ہے یا نہیں اور کسی کے غیر شادی شدہ ہونے سے اس کی شرعی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی شرائط

مسئلہ ۱۲۶۸: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

- معروف اور منکر کی جانکاری رکھتا ہو۔
- تاثیر کا احتمال ہو۔
- معصیت پر اصرار۔
- اس سے کوئی خرابی لازم نہ آئے۔

1 معروف اور منکر کی جانکاری:

مسئلہ ۱۲۶۹: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب کی پہلی شرط یہ ہے کہ انسان معروف اور منکر کے بارے میں جانکاری رکھتا ہو یعنی آمر و ناہی کے لئے واجب ہے کہ وہ معروف و منکر کو پہچانتے ہوں۔ اگر نہ جانتے ہوں تو ان پر امر بالمروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہوگا، بلکہ ایسا کرنا ان کے لئے جائز نہیں ہوگا چونکہ جہالت کے نتیجے میں ممکن ہے کہ منکر کا حکم دے دے اور معروف سے منع کر دے، بنا برایں جس شخص کو یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ جو کر رہا ہے حرام ہے یا نہیں اس کو نہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز نہیں ہے (مثلاً اگر نہ جانتا ہو کہ جس موسیقی کو سن رہا ہے حرام اور گھناؤنی ہے یا حلال ہے؟)۔

2 تاثیر کا احتمال ہو

مسئلہ ۱۲۷۰: دوسری شرط امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی یہ ہے کہ تاثیر کا احتمال ہو یعنی آمر و ناہی کے لئے یہ جاننا واجب ہے کہ اس کے امر و نہی کا اس شخص پر اثر ہوگا اگر ایسا نہ ہو تو ان کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

مسئلہ ۱۲۷۱: اگر ذمہ داروں کے نزدیک بطور قطعی ثابت ہو جائے کہ ان کے دفتر کا کوئی آدمی سستی کرتا ہے یا اصلاً نماز نہیں پڑھتا اور اس کو وعظ ونصیحت کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو اس کے باوجود ان پر واجب ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت نہ برتیں چونکہ اگر شرائط کی رعایت کرتے ہوئے لگا تار ان دو فریضوں کو انجام دیا جائے تو ضرور اثر ہوتا ہے اور امر بالمعروف کے ان پر اثر انداز ہونے سے مایوس ہونے کی صورت میں اگر قانون اجازت دیتا ہو کہ اس طرح کے لوگوں کو تنخواہ وغیرہ سے محروم کیا جائے تو ان کے سلسلے میں ایسا اقدام کرنا واجب ہوگا اور ان کو یہ بتا دیا جائے کہ ان کے خلاف یہ کارروائی ان کے اس فریضۂ الٰہیہ کے سلسلے میں سستی برتنے اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے کی گئی ہے۔

3 معصیت پر اِصرار

مسئلہ ۱۲۷۲: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی تیسری شرط معصیت پر اصرار ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گنہگار لگا تار معصیت کرتا ہو اور وہ اس پر اصرار کرتا ہو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ عنقریب بغیر امر ونہی کے گناہ سے باز آ جائے گا یعنی عنقریب نیکی کرنے لگے گا اور برائی کو چھوڑ دے گا تو اس کو امر ونہی کرنا واجب نہیں ہے۔

4 کوئی خرابی نہ پائی جاتی ہو

مسئلہ ۱۲۷۳: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اس سے کوئی خرابی وجود میں نہ آئے یعنی امر ونہی کے نتیجے میں کوئی مفسدہ وجود میں نہ آتا ہو۔ اس بنا پر اگر امر ونہی کی وجہ سے آمر یا دوسرے مسلمانوں کو جانی، مالی یا ناموسی اعتبار سے نقصان پہنچتا ہو تو ان پر امر ونہی واجب نہیں ہے۔ طبیعی ہے کہ ایسے موقع پر مکلف پر واجب ہے کہ وہ اہمیت کو دیکھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، میں یہ دیکھے کہ ان دو فریضوں کے انجام دینے میں زیادہ خرابی لازم آتی ہے یا ترک کرنے میں اس کے بعد موازنہ کرے پھر جو زیادہ اہم ہو اس کو اختیار کرے۔

مسئلہ ۱۲۷۴: اگر کسی ایسے شخص سے جو سماج میں طاقت اور نفوذ رکھتا ہو اس کو امر ونہی کرنے کی وجہ

سے ایسا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو جس کو نظر انداز نہیں کرسکتا، تو اس صورت میں اس کو امر و نہی کرنا واجب نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ خوف کا منشا عقلائی ہو لیکن نیکی کرنے والے اور برائی کا ارتکاب کرنے والے کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو امر و نہی کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہیے یا اس وجہ سے کہ اس سے نقصان پہنچنے کا خوف ہو اس کے باوجود برادر مؤمن کو پند و نصیحت کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

امر بالمعروف اور نہی عن لمنکر کی شرائط سے مربوط بعض امور

مسئلہ ۱۲۷۵: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بیان شدہ چار شرائط اگر موجود ہوں تو یہ دو فریضے واجب ہو جاتے ہیں۔ پس! اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو وجوب ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نتیجے میں کوئی خرابی لازم آتی ہو تو اس صورت میں واجب نہیں ہے چاہے دوسرے تمام شرائط موجود ہوں۔

مسئلہ ۱۲۷۶: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط میں سے یہ نہیں ہے کہ امر و نہی کرنے والا فعل ماموراور ترک منہی کا اہتمام کرتا ہو یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر گنہگار شخص پر بھی واجب ہے اور اس دلیل کی بنا پر کہ وہ گنہگار ہے اس فریضے کو ترک نہیں کرسکتا۔ مصادر دینیہ میں ایسے افراد کی مذمت اور سرزنش کی گئی ہے جو عمل نہیں کرتے۔ دوسروں کو عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں یا خود گناہ کرتے ہیں مگر دوسروں کو گناہ سے روکتے ہیں۔ یہ سرزنش اس لئے ہے کہ انھوں نے اپنی شرعی ذمہ داری کو نہیں نبھایا ہے اس لئے نہیں ہے کہ انھوں نے امر و نہی کی ہے۔

مسئلہ ۱۲۷۷: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے شرط نہیں ہے کہ اس سے تارک معروف یا فاعل منکر کی کرامت اور بزرگی میں کمی واقع نہ ہوتی ہو یا لوگوں کی نظروں میں اس کی کسرِ شان نہ ہو بنا برایں اگر امر و نہی کی شرائط و آداب کی رعایت کرے اور ان کے حدود سے تجاوز نہ کرے لیکن اس کے باوجود مذکورہ صورت حال پیش آجائے تو امر و نہی کرنے والا اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل و مراتب

مسئلہ ۱۲۷۸: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل و مراتب مندرجہ ذیل ہیں:

- امر و نہی قلبی ۔
- امر و نہی لسانی (زبان اور الفاظ کے ذریعے)۔
- امر و نہی عملی ۔

مسئلہ ۱۲۷۹: امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مراحل و مراتب کی رعایت کرنا واجب ہے ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ادنیٰ رتبے اور مرحلے سے کام چل جائے تو دوسرے مرحلے کی طرف منتقل ہونا جائز نہیں ۔

1 امر و نہی قلبی

مسئلہ ۱۲۸۰: امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پہلا مرحلہ قلب سے امر و نہی کرنا ہے اس کا مطلب، دل سے خوشی و رضایت اور کراہت و ناپسندیدگی کا اظہار کرنا یعنی مکلف پر واجب ہے کہ وہ فعلِ معروف کے سلسلے میں اپنی دلی رضایت کا اظہار کرے اور فعلِ منکر کے سلسلے میں اپنی دلی ناراضگی اور نفرت کا اظہار کرے ۔ایسا کرنے سے اس کا مقصد فاعلِ منکر کو فعلِ معروف اور تارکِ معروف کو فعلِ معروف کی طرف متوجہ کرنا اور موڑنا ہو۔

مسئلہ ۱۲۸۱: امر و نہی قلبی کے مراتب و درجات ہیں ۔اگر پہلے مرتبے سے مقصد پورا ہو جائے تو دوسرے مرحلے کو کام میں لانا جائز نہیں ہے اور یہ مراتب و درجات شدت وضعف اور انواع و اقسام کے اعتبار سے کثیر تعداد میں ہیں ۔ان مراتب میں سے مثال کے طور پر مسکرانا، ہنسنا، چہرے پر خوشی بکھیرنا، آنکھ بند کرنا یا دہشت زدہ ہونا، ہاتھ پر ہاتھ مارنا، ہونٹوں کو چبانا، ہاتھ یا سر سے اشارہ کرنا یا سلام نہ کرنا' منہ موڑ لینا، گردن یا پشت پھیر لینا، بات نہ کرنا، ساتھ چھوڑ دینا اور معاشرت ترک کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

1۔2 امر و نہی لسانی

مسئلہ ۱۲۸۲: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دوسرا مرحلہ زبان سے امر و نہی کرنا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مکلف پر واجب ہے کہ گفتگو کے ذریعے کسی شخص کو فعلِ منکر سے روکے یا فعلِ معروف کی طرف اسے راغب کرے ۔

مسئلہ ۱۲۸۳: زبان کے ذریعے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراتب اور درجات ہیں اور اگر پہلے مرتبے اور نرم گفتاری سے مقصد حاصل ہو جائے تو بعد والے مرتبے کو کام میں لانا جائز نہیں اور یہ مراتب و درجات شِدّت وضعف اور اَنواع و اَقسام کے لحاظ سے مختلف ہیں' مثال کے طور پر ارشاد، یاد دہانی، موعظہ، نصیحت، مصالح و مفاسد اور منفعت و ضرر کا بیان یا بحث یا مناظرہ، استدلال و برہان یا کلام میں سختی، یا کلام کے ذریعے دھمکی دینا وغیرہ۔

3امر و نہی عملی

مسئلہ ۱۲۸۴: تیسرا مرحلہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ہاتھ کے ذریعے امر و نہی کرنا ہے اس کا مطلب ہے۔ طاقت اور قوت کا استعمال کرنا اور مجبور کرنا اور امر و نہی کا مقصد یہ ہے کہ مکلف پر واجب ہے کہ وہ طاقت کا استعمال کر کے کسی کو فعلِ معروف اور ترکِ منکر پر مجبور کرے۔

مسئلہ ۱۲۸۵: امر و نہی عملی کے مراتب و درجات ہیں اور اگر پہلے درجے اور آسان طریقے سے مقصد حاصل ہو جائے تو دوسرے اور شدّت آمیز مرتبے کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ درجات اور مراتب بھی شدّت وضعف اور اَنواع و اَقسام کے لحاظ سے مختلف ہیں، مثلاً درمیان میں حائل ہو جانا، ہاتھ سے ہتھیار چھین لینا، معصیت میں استعمال ہونے والے آلات و وسائل کو دور کرنا، یا پیچھے کھینچ لینا، یا مضبوطی سے پکڑ لینا، روک دینا، منع کرنا، سختی کرنا، یا مارنا، یا تکلیف پہنچانا یا زخمی کرنا یا ہاتھ پیر توڑ دینا یا زمین پر پٹخ دینا یا بعض اَعضا کو کاٹ دینا یا قتل کر دینا۔

مسئلہ ۱۲۸۶: یہ بات مدِّ نظر رہنی چاہیے کہ اگر اسلامی حکومت برسر کار ہو تو امر و نہی لسانی کے بعد والے مراحل میں پولیس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے' جن کا کام نظم و انتظام بحال رکھنا ہے یا عدالت میں جانا چاہیے۔ خاص کر ان مراحل میں منکر کو واقع ہونے سے روکنے کے لئے طاقت کا استعمال کرنا پڑے اور اس کے لئے جو شخص فاعلِ منکر ہے اس کے اَموال میں تصرف کرنا یا اس پر تعزیر عائد کرنی ہو یا اس کو جیل میں ڈالنا ہو وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا اس دور میں قدرت منداسلامی حکومت موجود ہے مکلفین پر واجب ہے کہ وہ صرف امر و نہی قلبی ولسانی پر اکتفا کریں اور اگر طاقت کے استعمال کی ضرورت ہو تو عدلیہ اور محکمۂ پولیس کی طرف رجوع کریں۔ ہاں! جس زمانے میں یا جن علاقوں میں قدرت منداسلامی حکومت موجود نہ ہو تو اس صورت میں مکلفین پر واجب ہے کہ شرائط کے ہوتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے

لئے اس کے تمام مراتب میں ان کے درمیان ترتیب کی رعایت کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوں تا کہ ان کا مقصد پورا ہو۔

مسئلہ ۱۲۸۷: نظام جمہوری اسلامی میں لوگوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ صرف امر و نہی قلبی اور لسانی پر اکتفا کریں دوسرے مراتب کی ذمہ داری، ذمہ داروں کی گردن پر ہے اور یہ فقہی فتویٰ ہے حکومت کا حکم نہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل و مراتب سے متعلق بعض اُمور

مسئلہ ۱۲۸۸: شریعت میں سلام کا جواب دینا واجب ہے، لیکن نہی عن المنکر کی نیّت سے فاعلِ منکر کے سلام کا جواب نہ دینا عُرف میں ناجائز فعل سے نہی اور ممنوعیت شمار ہوتا ہے۔ پس! ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲۸۹: اگر حکومت کے کارندے کہ جن کی ذمہ داری حکومت نے یہ رکھی ہو کہ وہ فساد کو پھیلنے سے روکیں، اپنی ذمہ داری کو نہ نبھائیں تو دوسروں کا ایسے اُمور میں مداخلت کرنا جو عدلیہ اور امن بنائے رکھنے والوں کے دائرۂ کار میں آتے ہیں جائز نہیں ہے لیکن اس میں کوئی مانع نہیں ہے کہ لوگ فاعلِ منکر اور تارکِ معروف کو قلبی اور لسانی امر و نہی کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں اور جو طریقے معین ہیں ان کے ذریعے حکومتی کارندوں کی بھی ہدایت اور راہنمائی کریں۔

مسئلہ ۱۲۹۰: اگر گاڑی کے ڈرائیور اپنی گاڑی میں حرام گانا اور موسیقی لگاتے ہیں تو مکلف پر واجب ہے کہ اگر امر و نہی کی شرائط موجود ہوں تو انھیں برائی سے روکے لیکن ان پر صرف انھیں زبانی طور پر روکنا واجب ہے اور اگر یہ چیز مؤثر نہ ہو تو مکلف پر واجب ہے کہ وہ حرام گانے اور موسیقی سننے سے پرہیز کرے لیکن اگر غیر ارادی طور پر آواز ان کے کانوں تک پہنچ جائے تو اس میں ان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۱: جو شخص اسپتال میں تیمارداری کا مقدس فریضہ انجام دیتا ہے وہ کبھی کبھی یہ ملاحظ کرتا ہے کہ کچھ لوگ مخرّب اخلاق اور ناجائز موسیقی سنتے ہیں اور کوئی نصیحت بھی ان پر کارگر نہیں ہوتی تو اس کے لئے جائز ہے کہ کیسٹ میں سے حرام گانوں کو مٹا دے تا کہ اس سے حرام استفادہ نہ ہو سکے مگر ایسا کرنا اس کے مالک کی اجازت یا حاکم شرعی کے اذن پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۲: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی غرض سے لوگوں کے گھروں کے اندر جانا جائز نہیں ہے۔ بنابرایں اگر بعض گھروں سے نشر ہونے والی حرام موسیقی کی آواز مومنین کی اذیت کا باعث ہو تو ان کے لئے ان کے گھروں کے اندر جانا جائز نہیں ہے بلکہ امر بالمعروف اور نہی از منکر کی شرائط اور مراتب کی رعایت کرنا واجب ہے کہ پہلے قلب ولسان کے ساتھ نہی کرے اور اس کا بھی اگر کوئی اثر نہ ہو تو اس کے بارے میں پولیس کو اطلاع دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۳: اگر عزیز واقارب میں سے کچھ لوگ گناہوں کے مرتکب ہوتے ہوں اور اس کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوں تو ان کے خلاف شرعی کاموں سے نفرت کا اظہار کرنا اور برادرانہ انداز میں کہ جس طرح وہ مفید اور بہتر سمجھتا ہو ان کو نصیحت کرنا ضروری ہے لیکن ان کے ساتھ قطع رحم کرنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر یہ احتمال ہو کہ صلۂ رحم ترک کرنا اس کو معصیت سے روک دے گا تو وقتی طور پر از باب امر بہ معروف ونہی از منکر اس پر ایسا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۴: ہر مکلف پر واجب ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شرائط کو سیکھے اور ان کے مراتب کو جانے اور اسی طرح ان کے وجوب اور عدم وجوب کے مواقع کو سیکھے تاکہ بعض موارد پر منکر کا حکم اور معروف سے نہی نہ کر دے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۲۹۵: جو لوگ کسی زمانے میں حرام کاموں جیسے شراب خواری کے مرتکب ہوتے رہے ہوں تو ان کے ساتھ تعلقات برقرار رکھنے کا معیار ان کی موجودہ حالت ہے۔ پس! اگر وہ اپنے بُرے کاموں سے توبہ کر لیں تو معاشرے میں ان کی موجودہ حالت وہی ہوگی جو تمام مومنین کی ہے لیکن جو شخص اس وقت فعلِ حرام کا مرتکب ہو رہا ہو تو نہی عن المنکر کے طریقے سے اس کو اس سے روکنا واجب ہے اور اگر وہ حرام سے باز نہ آتا ہو مگر اس طرح کہ اس سے دوری اختیار کی جائے یا اس سے قطع تعلق کیا جائے تو نہی عن المنکر کے حوالے سے اس کے ساتھ ایسا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۶: سونا پہننا یا اسے گردن میں آویزاں کرنا مردوں کے لئے مطلق طور پر حرام ہے اور

ایسے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے جو عُرفِ عام میں سلائی، رنگ یا کسی اور اعتبار سے دشمنان اسلام کی ثقافت اور ان کے تمدن کی تقلید اور اشاعت شمار ہو، اور اسی طرح ایسے دست بند اور زیورات استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے جو عُرفِ عام میں اسلام و مسلمین کے دشمنوں کی ثقافت کی ترویج شمار ہوتے ہوں، لہٰذا دوسروں پر واجب ہے کہ دشمنوں کی رائج شدہ ثقافت کے مقابلے میں زبان سے نہی عن المنکر سے کام لیں۔

مسئلہ ۱۲۹۷: جو شخص تارک الصلٰوۃ کے ساتھ زندگی گزارنے، اس کے ساتھ بات کرنے، یا بعض کاموں میں اس کی مدد کرنے پر مجبور ہو تو اس پر واجب ہے کہ اگر شرائط موجود ہوں تو پے در پے اور لگاتار اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔ بس اس سے زیادہ اس پر واجب نہیں ہے اور اگر اس کے ساتھ زندگی گزارنا اور بات کرنا یا اس کی مدد کرنا ترک صلوۃ پر اس کی ہمت بڑھانے کے مترادف نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۸: اگر بیوی دینی اُمور جیسے ترک نماز کو زیادہ اہمیّت نہ دیتی ہو تو شوہر پر واجب ہے کہ ہر ممکن طریقے سے اس کی اصلاح کے حالات پیدا کرے اور کسی بھی طرح کے تشدّد اور سختی سے پرہیز کرے کہ جس سے بدخلقی اور نااتفاقی کا پتا چلتا ہو لیکن وہ یہ جان لے کہ دینی مجالس میں شرکت اور دیندار لوگوں کے ہاں آمدورفت کی اصلاح میں بڑی تاثیر ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۹: اگر کسی مسلمان مرد کو قرائن سے یہ معلوم ہو کہ اس کی بیوی خفیہ طور پر عفت اور پاکدامنی کے خلاف اعمال کی مرتکب ہوتی ہے تو اس پر واجب ہے کہ بدگمانی اور ظنی قرائن وشواہد سے پرہیز کرے لیکن اگر اس کو پتا چل جائے کہ وہ فعلِ حرام کی مرتکب ہوتی ہے تو اس پر واجب ہے کہ موعظہ اور نصیحت اور نہی عن المنکر سے کام لیتے ہوئے اسے ایسا کرنے سے روکے اور اگر نہی عن المنکر اس کو باز رکھنے میں مؤثر واقع نہ ہو تو اس کے پاس اگر شواہد اور ثبوت ہیں تو عدالت کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۰۰: جوان لڑکی کے لئے جائز ہے کہ وہ جوان لڑکے کی راہنمائی کرے اور اسلامی قوانین کی رعایت کرتے ہوئے درس وغیرہ میں اس کی مدد کرے لیکن شیطانی چالوں اور وسوسوں سے اس

کو پوری سنجیدگی کے ساتھ بچنا چاہیے اور اس پر واجب ہے کہ اس سلسلے میں احکام شرع کی رعایت کرے جیسے اجنبی شخص کے ساتھ تنہائی میں نہ رہنا وغیرہ۔

مسئلہ ۱۳۰۱: اگر علمائے اعلام کا ظالموں اور ستمگر بادشاہوں کے ہاں آنا جانا اور ان کے ساتھ وقت گزارنا ان کے ظلم میں کمی کا سبب بنتا ہو تو اگر ان کے نزدیک یہ ثابت ہو جائے اور ان کا ظالم کے ساتھ ارتباط ان کو ظلم کرنے سے روک سکتا ہے اور اس کو نہی عن المنکر کرنے میں مؤثر ہو سکتا ہے یا ان کی نظر میں کوئی اہم مسئلہ ہو جس کے لئے ان کا ظالم کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا ضروری ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

حرام معاملات

نجس چیزوں کا کاروبار

مسئلہ ۱۳۰۲: سور کی خرید وفروخت کا مقصد اگر انسانوں کو کھانے کے لئے سپلائی کرنا ہو تو جائز نہیں ہے، چاہے جن کو سپلائی کیا جائے وہ مسلمان نہ ہوں۔

مسئلہ ۱۳۰۳: حرام اُمور کی انجام دہی کے لئے نوکری کرنا شرعاً جائز نہیں ہے جیسے سور کا گوشت اور شراب بیچنے، نائٹ کلب چلانے، فساد و بدکاری کے اڈے چلانے کے لئے نوکری کرنا حرام ہے اور شراب خانے جیسے مراکز بنانا اور چلانا حرام ہے اور ایسے مراکز سے حاصل شدہ آمدنی حرام ہے اور جو اُجرت ان کاموں کے عوض ملتی ہے انسان اس کا مالک نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ ۱۳۰۴: جو چیزیں حلال نہیں ہیں انھیں کھانے یا پینے کی غرض سے کسی کو بیچنا یا تحفہ میں دینا جائز نہیں ہے، چاہے انسان یہ جانتا ہو کہ خریدار ان کو کھانے و پینے کے لئے لینا چاہتا ہے اور وہ اس کے نزدیک حلال ہیں تب بھی وہ چیزیں اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۰۵: مردار یا حرام سے بنی ہوئی وہ چیزیں جن کا کھانا پینا حرام ہے، ان کی خرید وفروخت حرام اور باطل ہے، ان سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ بھی حرام ہے اور اس رقم کو شراکت داروں پر تقسیم کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر اسٹور کی رقم مذکورہ رقم سے مخلوط ہو جائے تو اس کا حکم وہی ہے جو ایسے مال کا ہے جو کہ حرام میں مخلوط ہو گیا ہو۔ جس کی مختلف قسمیں ہیں جس کی تفصیل کتابوں میں موجود ہے۔

مسئلہ ۱۳۰۶: غیر اسلامی ممالک میں ہوٹل اور ریسٹورنٹ کھولنا جائز ہے لیکن حرام غذا اور شراب بیچنا جائز نہیں ہے، چاہے خریدار کے نزدیک حلال ہوں، شراب اور حرام غذا کی قیمت لینا جائز نہیں ہے، چاہے حاکم شرع کو دینے کی نیت رکھتا ہو۔

مسئلہ ۱۳۰۷: سمندر سے نکالا گیا جانور اگر مچھلی کی کوئی قسم ہو اور پانی کے باہر مرے تو مردار کے حکم میں نہیں ہے۔ بہرحال جن چیزوں کا کھانا حرام ہے، انھیں کھانے کے لئے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، چاہے خریدار کے نزدیک حلال ہوں، ہاں! اگر کھانے کے علاوہ دیگر عقلائی فوائد، جیسے طبی اور

صنعتی فوائد کی خاطر یا جانوروں کی غذا فراہم کرنے کے لئے بیچنا ہوتو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳۰۸: ایسے گوشت کو جو ذبیحہ کا نہ ہو نقل و حمل کرنا جائز نہیں ہے، چاہے جس کے پاس ارسال کیا جارہا ہے وہ اس کو جائز سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو۔

مسئلہ ۱۳۰۹: ایسے شخص کو خون فروخت کرنا جو اسے جائز اور عقلائی غرض کے لئے استعمال کرے صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۰: نشہ آور، الکحل (Alcohol) والے مشروبات اور حرام غذاوں کو کھانے پینے کے لئے پیش کرنا، ایسی دکان میں کام کرنا، ان کے بنانے خریدنے اور بیچنے میں شریک ہونا اور مذکورہ امور انجام دینے میں دوسروں کا حکم ماننا شرعاً حرام ہے، ایسا شخص چاہے روزانہ کے ملازم کے طور پر کام کرتا ہو یا سرمائے میں شریک ہو اور چاہے صرف نشہ آور مشروبات اور حرام غذائیں پیش کی جاتی اور بیچی جاتی ہوں یا انھیں حلال غذاؤں کے ساتھ ملا کر بیچا جاتا ہو اور چاہے انسان اجرت اور منفعت کی خاطر یا بلا معاوضہ کام کرتا ہو اور اس لحاظ سے کوئی بھی فرق نہیں کہ اس کام کا مالک یا شریک مسلمان ہو یا غیر مسلمان نیز یہ چیزیں مسلمانوں تک پہنچائی جاتی ہوں یا غیر مسلمانوں تک مختصر یہ کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حرام غذاؤں کو کھانے کی غرض سے بنانے، خریدنے اور بیچنے سے مکمل طور پر اجتناب کرے۔ اسی طرح نشہ آور الکحلی مشروبات کے بنانے اور خریدنے اور بیچنے سے اجتناب واجب ہے نیز مذکورہ طریقوں سے مال کمانے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۱: جو گاڑیاں شراب لانے، لے جانے کے لئے مخصوص ہوں ان کی مرمت کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۲: اگر کسی کو اجمالی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ جو کمپنی مال سپلائی کرتی ہے، اس کے مال میں حرام مال مخلوط ہے تو یہ بات سبب نہیں بنتی کہ اس کمپنی سے ضرورت کی چیزیں نہ خریدی جائیں، جب تک کہ کمپنی کے تمام اموال خریدار کی ضرورت کے نہ ہوں، پس! جس کمپنی کے تمام اموال خریدار کی ضرورت کے نہ ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ جو چیزیں خریدی گئی ہیں، ان میں حرام مال موجود ہے تو اس سے سامان خریدنے اور باقیماندہ رقم لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور لی گئی رقم اور خریدے گئے سامان میں تصرف کے لئے حاکم شرع کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۳: غیر مسلمین کے مردوں کو جلانے کا کام کرنا حرام نہیں ہے اور اس کی اُجرت لینا بھی جائز ہے۔

حصول روزگار کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۳۱۴: جو شخص کام کرنے پر قادر ہو اس کے لئے دوسروں سے بھیک مانگ کر زندگی گزارنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۵: خواتین کے لئے سونے کی مارکیٹ میں جواہرات بیچ کر کسبِ معاش کرنا حدود شرعیہ کی رعایت کرتے ہوئے بلا مانع ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۶: گھروں کی آرائش اگر حرام کاموں کے لئے نہ ہو تو اس کام کو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن بت پرستی والے کمرے کو سجانا، اسے مرتب کرنا اور بت رکھنے کی جگہ معین کرنا شرعاً صحیح نہیں ہے،۔ اگر احتمال ہو کہ ہال کی تعمیر حرام کاموں کے لئے ہو رہی ہے تب بھی بڑے ہال کی تعمیر میں کوئی حرج نہیں ہے،۔ ہاں! اگر اس کی تعمیر کا مقصد ہی حرام کاموں میں استعمال کرنا ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۷: ایسی عمارت تعمیر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جس کے اندر قید خانہ اور پولیس اسٹیشن بھی ہو، بشرطیکہ اسے ظالم عدالتوں اور لوگوں کو قید کرنے کے لئے تعمیر نہ کیا گیا ہو اور بنانے والے کی نظر میں بھی عام طور پر اسے ان کاموں کے لئے استعمال نہ کیا جاتا ہو اور اس کی تعمیر پر اُجرت لینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۸: لوگوں کو تماشا دکھانے اور رقم کمانے کے لئے بیل سے لڑنا شرعاً مذموم ہے۔ رہ گیا رقم لینا تو بغیر کوئی شرط رکھے اگر دیکھنے والے بطور ہدیہ رقم دیں تو لینا جائز ہے لیکن شرط رکھ کر رقم لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۹: جو لوگ فوج کی وردیاں فروخت کرتے ہیں ان کے بارے میں اگر احتمال ہو کہ انھوں نے یہ وردیاں جائز طریقے سے حاصل کی ہیں اور ان کے فروخت کرنے کی اجازت رکھتے ہیں تو ان سے خریدنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ ان کا استعمال غیر قانونی طور پر نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۲۰: پٹاخے بنانا اور ان کی خرید وفروخت کرنا اور انھیں استعمال کرنا اگر دوسروں کے لئے اذیت کا باعث ہو یا مال کی بربادی ہو یا ملک کے قوانین کی خلاف ورزی ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۱: پولیس ٹریفک، پولیس کسٹمز اور ٹیکس لگانے والے اداروں میں کام کرنا ذاتی طور پر صحیح ہے، بشرطیکہ قانون کے مطابق ہو، البتہ روایات میں جو (غریف وعشار) کا ذکر آیا ہے تو ان سے

مراد ظاہراً وہ لوگ ہیں جو ظالم حکومتوں کے لئے مخبری اور مالی ماموریت انجام دیتے ہیں۔

مسئلہ ۱۳۲۲: عورتوں کے لئے بیوٹی پارلر کا کام ذاتی طور پر صحیح ہے اور اس کی اُجرت لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ بناؤ سنگھار، نامحرم کو دکھانے کے لئے نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۲۳: کمپنی یا شخص اور مزدور کے درمیان ایجنٹ (دلال) کا کام کر کے اس کے عوض اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۴: دلالی جیسے مباح عمل کے بدلے اُجرت لینے میں کوئی حرج نہیں کہ جسے کسی کے کہنے پر انجام دیا جائے۔

واجب اعمال کے بدلے اُجرت لینا

مسئلہ ۱۳۲۵: وہ اساتذہ جو کالج یا یونیورسٹی میں شعبۂ اسلامیات میں فقہ واصول پڑھاتے ہیں جو واجبات کفائیہ میں سے ہے، وہ اس کے بدلے میں تنخواہ لے سکتے ہیں اور یہ وجوب کفائی تنخواہ لینے میں مانع نہیں ہے، خاص کر جب وہ تنخواہ، کالج اور یونیورسٹی میں حاضر ہونے اور کلاس سنبھالنے کے عوض لی جائے۔

مسئلہ ۱۳۲۶: حرام وحلال سے جڑے ہوئے مسائل شرعیہ کی تعلیم دینا اگر چہ ذاتاً فی الجملہ واجب ہے اور اس کے عوض میں اُجرت لینا جائز نہیں ہے، تاہم ایسے مقدمات کہ تعلیم جن پر منحصر نہیں ہوتی اور شرعاً وہ انسان پر واجب نہیں ہوتے مثلاً کسی خاص جگہ پر حاضر ہونا وغیرہ، ان کے عوض اُجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۷: حکومتی مراکز میں نماز پڑھانے اور دینی مسائل کے بیان کرنے کے عوض تو تنخواہ نہیں لی جا سکتی مگر آنے جانے اور غیر واجب اعمال انجام دینے کی اُجرت لینے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۸: مسلمان کی میت کو غسل دینا عبادت اور واجب کفائی ہے اور خود غسل کے بدلے اُجرت لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۲۹: عقد نکاح پڑھنے کے عوض اُجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شطرنج اورآلات قمار(جوابازی کےآلات)

مسئلہ ۱۳۳۰: موجودہ زمانے میں اگر شطرنج اسکولوں میں رائج ہے اور اس کا شمار جوا بازی کے آلات میں نہیں ہوتا تو بغیر شرط رکھے کسی عاقلانہ مقصد کے تحت کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۱: تاش وغیرہ، جیسے سرگرمی کے اسباب، اگر عُرفِ عام میں جوا کھیلنے میں استعمال کئے جاتے ہیں تو ان سے شرط رکھے بغیر صرف سرگرمی کے لئے کھیلنا بھی ہر صورت میں حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۲: اگر مکلف کی نظر میں آلات شطرنج کا شمار جوئے بازی کے آلات میں نہیں ہوتا تو ان کو بنانے ان کی خرید و فروخت کرنے اور اسی طرح بغیر شرط رکھے کھیلنے اور اس کی تعلیم دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۳: کھیل کے محکمے کی طرف سے شطرنج کے مقابلوں کی تائید وحمایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شطرنج جوئے کے آلات میں سے نہیں ہے، بلکہ موضوعات اور احکام کی تعیّن و تشخیص کا معیار مکلف کی اپنی تشخیص یا کسی شرعی دلیل کا ہونا ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۴: جوئے کے آلات اور شطرنج کھیلنے کا حکم اسلامی وغیر اسلامی مما لک میں ایک ہی ہے اور مسلمان اور غیر مسلمان کے ساتھ کھیلنے میں بھی کوئی فرق نہیں ہے اور جوئے کے آلات کی خرید و فروخت کے لئے مال خرچ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۵: تاش کا شمار عُرفِ عام میں جوئے کے آلات میں ہوتا ہے، لہٰذا تاش کھیلنا مطلقاً حرام ہے اور ایسی محفل میں کہ جہاں جوا کھیلا جائے یا جوئے کے آلات سے کھیلا جائے اختیاراً شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۶: ایسے پتوں سے کھیلنا جائز نہیں ہے جنھیں عام طور پر جوئے میں استعمال کیا جاتا ہے ، ہاں! وہ پتے جو عام طور پر جوئے میں استعمال نہیں ہوتے بغیر شرط رکھے ان کے ساتھ کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تاش ہو یا کچھ اور ہو، ہر وہ چیز جو مکلف کی نظر میں جوئے کے آلات میں شمار ہو یا اسے جوئے میں استعمال کیا جاتا ہو، اس کے ساتھ کھیلنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے اور کوئی آلہ بھی جسے عام طور پر آلات قمار میں شمار نہ کیا جائے اور کھیلنے والا اس سے جوا نہ کھیلے تو ایسی صورت میں اس سے کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۷: اخروٹ اور انڈوں سے اگر جوئے کے عنوان سے یا شرط باندھ کر کھیلا جائے تو یہ شرعاً حرام ہے اور جیتنے والا جیتی ہوئی چیز کا مالک نہیں بنے گا، لیکن اگر کھیلنے والے غیر بالغ ہوں تو وہ شرعی طور پر مکلف نہیں ہیں اور ان پر کوئی حکم عائد نہیں ہوتا مگر وہ بھی جیتی ہوئی چیز نہیں لے سکتے۔

مسئلہ ۱۳۳۸: کھیلوں پر شرط لگانا اگرچہ آلات قمار کے بغیر ہو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۹: کمپیوٹر پر تاش وغیرہ جیسے آلات قمار کے ساتھ کھیلنے کا حکم بھی وہی ہے جو خود آلات قمار کے ساتھ کھیلنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۰: اونو اور کیرم کا شمار اگر آلات قمار میں ہو تو ان سے کھیلنا بالکل جائز نہیں ہے، چاہے رقم لگائے بغیر کھیلا جائے۔

مسئلہ ۱۳۴۱: اگر بعض آلات ایک ملک میں آلات قمار میں شمار ہوں اور دوسرے ملک میں نہ ہوں تو دونوں ملکوں کے اَہلِ عرف کی رعایت کرنا ضروری ہے، مثلاً اگر ایک چیز، ایک ملک میں آلات قمار میں شمار کی جاتی ہو تو اگر یہ چیز ماضی میں دونوں ملکوں میں آلات قمار میں شامل کی جاتی رہی ہو، تو یہ اس کے حرام ہونے کے لئے کافی ہے۔

غنا اور موسیقی

مسئلہ ۱۳۴۲: ایسی موسیقی جو عُرفِ عام میں طرب آور اور لہوی کہلائے اور رقص وسرور کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہو، وہ حرام ہے اور حرام ہونے کے اعتبار سے کلاسیکی اور غیر کلاسیکی موسیقی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ تشخیص دینا خود مکلف کا کام ہے کہ کون سی موسیقی طرب آور ہے اور کون سی نہیں ہے، البتہ مذکورہ صفات کے بغیر بذات خود موسیقی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۳: کیسٹ سننے کا جواز مکلف کی تشخیص پر ہے۔ پس! اگر مکلف کے نزدیک نہ تو اس میں غنا ہو اور نہ ہی لہو ولعب کی محافل سے شباہت رکھنے والی لہوی موسیقی ہو اور نہ اس میں باطل مطالب پائے جاتے ہوں، تو ایسی کیسٹ سننے میں کوئی حرج نہیں ہے، سازمانِ مدارس یا کسی اور ادارے کی جانب سے مجاز قرار دینا شرعی دلیل نہیں ہے، لہو اور گناہ کی محفلوں سے شباہت رکھنے والی طرب آور اور لہوی موسیقی کے لئے موسیقی کے آلات کا استعمال جائز نہیں ہے، البتہ معقول مقاصد کے لئے مذکورہ آلات کا جائز استعمال بلا مانع ہے، مصادیق کا تعین خود مکلف کی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۴: مطرب اورلہوی موسیقی وہ ہے جو انسان کواس کی طبیعی حالت سے خارج کر دیتی ہے اس لئے کہ اس میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو کہ گناہ اور لہو کی محافل سے مناسبت رکھتی ہیں، مصداق کے تعین کا معیار عرف عام ہے۔

گلوکار

مسئلہ ۱۳۴۵: موسیقی کے حرام ہونے میں اس کا طرب آور اورلہو و گناہ کی محفلوں سے مناسب ہونا معیار ہے، البتہ بعض اوقات آلات موسیقی بجانے والے کی شخصیت، موسیقی کے سروں میں پیش کیا جانے والا کلام، محل یا اس قسم کے دیگر امور ایک موسیقی کو طرب آور، حرام اور لہوی موسیقی یا کسی اور حرام عنوان کے تحت داخل کرنے کا باعث بن سکتے ہیں، خصوصاً اگر مذکورہ فرض کے تحت کوئی فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۴۶: موسیقی حرام ہونے کا معیار، موسیقی کے آلات موسیقی بجانے کی کیفیت، اس کے تمام تر طبیعی خصوصیات کو دیکھنے کے ساتھ یہ دیکھنا ہے کہ کیا وہ مطرب اور لہوی موسیقی ہے جو فسق و فجور اور لہو ولعب کی محفلوں کے مشابہ ہے یا نہیں؟ چنانچہ جو موسیقی بھی طبیعی طور پر لہوی ہو وہ حرام ہے، چاہے جوش و ہیجان کا باعث بنے یا نہ بنے، نیز سامعین کے لئے مؤجب حزن و بکا ہو یا نہ ہو، ایسی موسیقی جو لہو ولعب کی محفلوں کے ساتھ سازگار ہو، اس کا اور غنا کی طرز پر موسیقی کے ساتھ گائی جانے والی غزلوں کا گانا اور سننا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۷: غنا انسان کی اس آواز کو کہتے ہیں جس میں اُتار چڑھاؤ اور طرب ہو، نیز لہو ولعب اور بزم گناہ کے متناسب ہو، مذکورہ صفات کے ساتھ گانا اور سننا حرام ہے، صرف آلات سے پیدا ہونے والی آوازوں کو غنا نہیں کہتے، البتہ اگر وہ لہو ولعب، طرب اور لہوی موسیقی شمار ہو تو وہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۸: عورتیں، شادی بیاہ کے دوران برتن اور آلات موسیقی کے علاوہ جو دیگر وسائل بجاتی ہیں، اگر ان کی آواز محفل سے باہر مردوں کو سنائی دے رہی ہو تو صرف اسی صورت میں ان چیزوں کا استعمال جائز ہے کہ اگر وہ شادیوں میں رائج عام روایتی طریقے کے مطابق ہو، لہو ولعب میں شمار نہ ہو اور اس میں کسی فساد کا اندیشہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۴۹: آلات موسیقی کو لہوی اور مطرب، موسیقی بجانے میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے، چاہے

وہ عورتوں کا ڈفلی بجانا ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۵۰: گانا سننا ہر صورت میں حرام ہے چاہے گھر میں اکیلا سنے یا لوگوں کے سامنے، اس سے متاثر ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۵۱: موسیقی سننے کے جواز اور عدم جواز کا فتویٰ حکومتی احکام میں سے نہیں ہے، بلکہ فقہی اور شرعی حکم ہے اور ہر مکلف کو مذکورہ مسئلے میں اپنے مرجع تقلید کے فتوے کے مطابق عمل کرنا چاہیے تاہم اگر موسیقی ایسی ہو جو لہو ولعب اور گناہ کی محفل سے مناسبت نہ رکھتی ہو اور نہ اس سے کسی فساد کا اندیشہ ہو تو ایسی موسیقی کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۲: موسیقی اور غنا کی تعریف: آواز کو اس طرح گلے میں گھمانا کہ جو لہو و لعب کی محفلوں کے عین مطابق ہو اسے غنا کہتے ہیں۔ اس کا شمار گناہوں میں ہوتا ہے۔ ایسا کرنا اور سننا حرام ہے لیکن موسیقی اسے کہتے ہیں، جس کا تعلق آلات کو ضرب لگانے سے ہے۔ پس! اگر اس سے جو آواز پیدا ہو، وہ لہو و لعب کی محفلوں کے مطابق ہو، تو ایسی آواز پیدا کرنا اور سننا حرام ہے، ورنہ بذاتِ خود موسیقی اگر مذکورہ صفات کے ساتھ نہ ہو تو جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۳: کیسٹوں میں بھری ہوئی موسیقی اگر لہو ولعب، باطل اور گناہ کی محفلوں سے مطابقت رکھتی ہو تو اس کا سننا صحیح نہیں ہے۔ ہاں! اگر کوئی ایسی جگہ کام کرنے پر مجبور ہو کہ جہاں ایسی موسیقی نشر ہوتی ہو، وہاں جانے اور کام کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن واجب ہے کہ کان لگا کر نہ سنیں چاہے آواز کانوں میں پڑے اور سنائی دے۔

مسئلہ ۱۳۵۴: امام خمینی (قدس سرہ) بھی ایسی موسیقی کو حرام سمجھتے تھے جو مطرب، لہوی اور لعب اور گناہ کی محفلوں سے مطابقت رکھتی ہو، جیسا کہ ہماری رائے بھی یہی ہے، حضرت امام خمینی (قدس سرہ) نے کبھی موسیقی کو مطلقاً حلال قرار نہیں دیا، لیکن نقطۂ نظر میں اختلاف کا سبب، موضوع کی تشخیص ہے، اب چونکہ یہ کام مکلف کا ہے، لہٰذا مکلف جس موسیقی کو لہوی اور گناہ کی محفلوں کے مطابق سمجھتا ہو، اس کا سننا اس کے لئے حرام ہے، البتہ جن آوازوں کے بارے میں مکلف کو شک ہو کہ وہ حلال ہیں یا نہیں تو محض ریڈیو و ٹیلی ویژن سے نشر ہو جانا ان کے حلال اور مباح ہونے کی شرعی دلیل شمار نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۳۵۵: ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والی موسیقی، کسی شخص کی نظر میں مطرب اور لہوی

محفلوں سے مطابقت رکھتی ہوتو اس کے لئے سننا جائز نہیں، لیکن دوسروں کو نہی عن المنکر کے عنوان سے روکنا اس پر موقوف ہے کہ وہ بھی مذکورہ موسیقی کو آپ کی نظر میں حرام سمجھتے ہوں۔

مسئلہ ۱۳۵۶: مغربی ممالک میں بنائی جانے والی موسیقی جو کہ لہوی، مطرب اور محافل گناہ سے مطابقت رکھتی ہے، اس کا سننا جائز نہیں، چاہے جس ملک اور جس زبان میں ہو، لہٰذا ایسی کیسٹوں کی خرید وفروخت کرنا، ان کا سننا اور ان کو نشر کرنا جائز نہیں ہے، جو غنا اور حرام لہوی موسیقی پر مشتمل ہو۔

مسئلہ ۱۳۵۷: غنا مطلقاً حرام ہے، اس کا گانا اور سننا جائز نہیں ہے، چاہے گانے والا مرد ہو یا عورت ہو، براہ راست گا یا جائے یا کیسٹ پر ہو، گانے کے ہمراہ آلات لہو استعمال کئے جائیں یا نہ کئے جائیں۔

مسئلہ ۱۳۵۸: لہوی اور مطرب موسیقی کا استعمال جو کہ مجالس لہو ولعب سے مطابقت رکھتی ہو مسجد سے باہر بھی مطلقاً جائز نہیں ہے، چاہے وہ حلال اور معقول مقاصد کے لئے ہی کیوں نہ ہو، البتہ جن مواقع پر انقلابی ترانے پڑھے جاتے ہیں، ان مواقع پر مقدس مکانات میں موسیقی کے ساتھ ترانہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ مذکورہ امر مکان کے تقدس واحترام کے خلاف نہ ہو اور نہ ہی مسجد میں نمازیوں کے لئے باعثِ زحمت ہو۔

مسئلہ ۱۳۵۹: غیر لہوی موسیقی بجانے کے لئے آلات موسیقی کا استعمال کرنا جائز ہے اور اگر دینی اور انقلابی نغموں کے لئے ہو یا کسی مفید ثقافتی پروگرام کی خاطر ہو اور اسی طرح کوئی مباح اور عقلائی غرض موجود ہو تو مذکورہ موسیقی بجانا جائز ہے، بشرطیکہ کوئی فساد لازم نہ آئے اور اس نوعیت کی موسیقی کو سیکھنا اور اس کی تعلیم دینا بذات خود جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۰: اگر عورت کی آواز میں غنا نہ ہو اور اس کا سننا لذّت اور برے خیال سے بھی نہ ہو اور اس سے کوئی اور فساد بھی لازم نہ آتا ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے سننے والا جوان ہو یا مرد ہو یا عورت ہو۔

مسئلہ ۱۳۶۱: موسیقی چاہے ایرانی ہو یا غیر ایرانی، روایتی ہو یا سنتی یا غیر سنتی ہو یا نہ ہو، اگر عرف عام میں لہوی موسیقی کہلائے اور محافل، لہو ولعب اور گناہ سے مناسبت رکھتی ہو تو وہ مطلقاً حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۲: لہو ولعب کی محفلوں سے مطابقت رکھنے والی موسیقی مطلقاً حرام ہے، چاہے عربی زبان میں ہی کیوں نہ ہو، عربی زبان کے سننے کا شوق شرعی جواز نہیں بن سکتا۔

مسئلہ ۱۳۶۳: غنا اور گانا حرام ہے، چاہے آلات موسیقی کا ان میں کوئی دخل نہ ہو اور غنا سے مراد ہے آواز کو گلے میں گھمانا، جیسا کہ محافل فسق و فجور میں ہوتا ہے تاہم صرف اشعار دہرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۴: جن آلات کا استعمال لہوی اور غیر لہوی دونوں طرح کی موسیقی میں ہوتا ہو ان کو حلال مقاصد جیسے غیر لہوی موسیقی کی خاطر خریدنا، بیچنا جائز ہے، نیز ایسی موسیقی کے سننے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۵: غنا ترجیع وطرب پر مشتمل آواز کو کہتے ہیں جو لہو ولعب اور فسق و فجور کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہے، ایسی آواز نکالنا مطلقاً حرام ہے، چاہے اس میں دعا، قرآن، اذان اور مرثیہ ہی کیوں نہ پڑھا جائے۔

مسئلہ ۱۳۶۶: اگر امانتدار اور صاحبِ مہارت طبیب کی رائے یہ ہو کہ بیماری کا علاج موسیقی پر موقوف ہے تو علاج کی حد تک موسیقی کا استعمال جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۷: موسیقی سننے کی وجہ سے بیوی کی طرف رغبت کا زیادہ ہونا موسیقی سننے کا شرعی جواز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۸: عورتوں کے مجمع میں اگر خاتون گانا گائے اور اس میں لہو وطرب اور حرام موسیقی نہ ہو تو بذات خود یہ امر جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳۶۹: موسیقی کی ہر وہ صورت حرام ہے، جس میں آواز کے اندر گٹکری اور کیف ہو اور وہ کیفیت اور مضمون کے اعتبار سے گانا گانے اور بجانے کے لحاظ سے یا بجانے والے کی حالت کی وجہ سے لہو ولعب اور گناہ کی محفلوں کے مشابہ ہو اور غنا اور موسیقی شمار ہوتی ہو ایسی موسیقی کا سننا حرام ہے، چاہے بعض افراد کے لئے طرب آور اور متحرک نہ ہو، جو لوگ عام بسوں میں سفر کرتے ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ نشر ہونے والی حرام موسیقی کو کان لگا کر اور جان بوجھ کر نہ سنیں اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں۔

مسئلہ ۱۳۷۰: ایسی موسیقی، سننا مطلقاً حرام ہے جس کی آواز میں گٹکری ہو وہ طرب انگیز ہو اور لہو و لعب کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہو، چاہے میاں، بیوی کو سنائے یا بیوی، میاں کو اور اسی طرح چاہے قصد اپنی بیوی سے متلذذ ہونے کا ہو، اس سے موسیقی اور غنا مباح نہیں ہو جاتے، غنا حرام ہے، مجسمہ سازی حرام ہے اور جن اُمور کی شریعت مقدسہ سے حرمت تعبداً ثابت ہے، شیعہ فقہ کے

مسلمات میں سے ہے، ان کی حرمت کا دار و مدار فرضی معیارات اور نفسیاتی و اجتماعی اثرات کے او پر نہیں ہے بلکہ یہ مطلقاً حرام ہے اور اس سے مطلقاً اجتناب واجب ہے، جب تک کہ اس پر حرام ہونے کا عنوان صادق آئے۔

مسئلہ ۱۳۷۱: انقلابی ترانوں، دینی پروگراموں اور ثقافتی اور تربیتی سرگرمیوں میں موسیقی کے آلات سے استفادہ کرنے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے اور مذکورہ اغراض کی خاطر موسیقی کے آلات کی خرید و فروخت، نیز موسیقی سیکھنا اور سکھانا جائز ہے، اسی طرح خواتین، اگر اسلامی حجاب اور آداب و رسوم کی رعایت کرتے ہوئے معلم کے سامنے کلاس میں شرکت کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۲: بعض نغمے، جو ظاہری طور پر انقلابی ہیں اور عرف عام میں بھی انھیں انقلابی تصور کیا جاتا ہے، لیکن یہ نہیں معلوم کہ گانے والے نے کس نیت سے گایا ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ گانے والا مسلمان نہیں ہے، اگر سامع کی نظر میں ان گانوں کی کیفیت مطربانہ اور لہوی گانوں جیسی نہ ہو تو ان کے سننے میں کوئی حرج نہیں ہے اور گانے والے کے قصد، ارادے اور مضمون کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۳: اگر کوئی کسی کھیل کا کوچ یا ریفری ہو اور اسے ایسے کلبوں وغیرہ میں جانا پڑے، جہاں حرام موسیقی نشر کی جاتی ہو اور وہ شخص اس کام کو اگر چھوڑ دے تو اس کے متبادل اس کے پاس کوئی کام نہ ہو تو اس کے لئے کوچ اور ریفری بننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن حرام موسیقی سننا حرام ہے اور اگر مجبوراً ایسی محفلوں میں جانا پڑے تو دھیان لگا کر موسیقی کو نہ سنے، ہاں! اگر بلا اختیار کچھ آوازیں سنائی دے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۴: ایک ہوتا ہے مطرب اور لہوی موسیقی کو دھیان سے سننا اور ایک ہوتا ہے، آواز کا کان میں پڑ جانا، ان دونوں کا حکم الگ ہے، اگر عرف عام میں یہ کہا جائے کہ آواز کان میں پڑی نہیں، بلکہ سنی گئی ہے تو اس کا سننا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۵: اچھی آواز اور ایسی آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا جو قرآن کریم کے شایان شان ہو بلا اشکال ہے، بلکہ یہ ایک اچھا فعل ہے، لیکن آواز حرام غنا کی حد تک نہ جائے، البتہ تلاوتِ قرآن کے ساتھ موسیقی کے جواز پر شرعاً کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۶: محفلِ میلاد میں مطربانہ اور لہو ولعب والی موسیقی بجانا اور آلات موسیقی کا استعمال کرنا مطلقاً حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۷: موسیقی کے ایسے آلات کو جو عرف عام کی نظر میں حلال وحرام میں مشترک یا صرف حلال کاموں میں استعمال کے قابل ہوں، انھیں حلال مقاصد کے لئے اس طرح استعمال کرنا جائز ہے کہ اس میں لہو کا شائبہ نہ ہو، لیکن جو آلات عُرفِ عام میں لہو ولعب کے مخصوص آلات ہوں، ان کا کام میں لانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۸: قومی اور انقلابی ترانوں میں آلات موسیقی کا استعمال اگر طرب آور اور لہوی نہ ہو اور لہو ولعب کی محفلوں سے مناسبت نہ رکھتا ہو تو بذات خود جائز ہے، یہی حکم موسیقی کے آلات بنانے اور مذکورہ ہدف کے لئے موسیقی کی تعلیم اور اس کے تعلّم کا بھی ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۹: وہ آلات جو عام طور پر لہو ولعب میں استعمال ہوتے ہیں اور ان سے کوئی حلال فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور وہ آلاتِ لہو شمار کئے جاتے ہیں ان کا استعمال کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۰: جن کیسٹوں کا سننا حرام ہے ان کی کاپی کرنا اور اس کی اُجرت لینا جائز نہیں ہے۔

رقص (ڈانس کرنا)

مسئلہ ۱۳۸۱: شادیوں وغیرہ میں جو علاقائی رقص (ناچ) ہوتا ہے اگر اس میں ایسی کیفیت ہو جس سے شہوت اُبھرتی ہو یا کسی حرام فعل کا سبب بنتی ہو یا اس کی وجہ سے فساد کا خطرہ ہو تو جائز نہیں ہے، رقص کی محفل میں شرکت کرنے سے اگر دوسروں کے فعل حرام کی حمایت ہوتی ہو یا وہ شرکت فعل حرام کا سبب بنتی ہو تو وہ بھی جائز نہیں ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۲: رقص اگر شہوت کو اُبھارے یا فعلِ حرام کا سبب بنے یا اس کی وجہ سے کسی فساد کا اندیشہ ہو تو حرام ہے اور فعلِ حرام پر اعتراض کے طور پر محفل کو ترک کرنا اگر نہی عن المنکر کا مصداق ہو تو واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۳: رقص سے اگر شہوت اُبھرتی ہو یا وہ فعل حرام یا فساد کا باعث بنتا ہو تو چاہے مرد کا رقص مردوں کے درمیان ہو یا عورت کا عورتوں کے درمیان (چہ جائیکہ اس کے برعکس) ہو مطلقاً حرام ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۴: مردوں کے ساتھ مل کر رقص اگر شہوت کو اُبھارے یا فعلِ حرام کا باعث بنے تو وہ حرام ہے لیکن اگر ٹیلیویژن پر دیکھنے سے گنہگار انسان کی تائید نہ ہوتی ہو اور اس کے لئے مزید جرأت کا باعث نہ ہو اور کسی فساد کا بھی اس سے اندیشہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۵: رقص سے اگر شہوت اُبھرتی ہو یا وہ فعلِ حرام یا فساد کا باعث بنتا ہو تو وہ حرام ہے، البتہ کسی شادی میں اگر احتمال ہو کہ رقص ہوگا تو اس میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس کی شرکت سے حرام کا ارتکاب کرنے والے کی تائید نہ ہوتی ہو یا اس سے فعلِ حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۸۶: میاں و بیوی ایک دوسرے کے لئے رقص کر سکتے ہیں بشرطیکہ ان کا رقص کرنا حرام کا سبب نہ بنے۔

مسئلہ ۱۳۸۷: بیٹوں کی شادی میں رقص کرنا اگر حرام کا مصداق ہو تو جائز نہیں ہے چاہے وہ رقص ماں یا باپ ہی کیوں نہ کریں۔

مسئلہ ۱۳۸۸: کسی بھی عورت کا محرم کے سامنے رقص کرنا مطلقاً حرام ہے اور بیوی کا تو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا حرام ہے، اگر بیوی ایسا کرتی ہے تو وہ ناشزہ (نافرمان) کہلاتی ہے اور نان ونفقہ کے حق سے محروم ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۹: عورتوں کا نامحرم مردوں کے سامنے رقص کرنا حرام ہے اور اگر رقص شہوت کو اُبھارے یا فساد کا باعث بنے تو وہ بھی حرام ہے، موسیقی کے آلات کو استعمال کرنا اور ایسی موسیقی سننا جو لہوی اور طرب آور ہو وہ بھی حرام ہے اور ان حالات میں مکلفین کی ذمہ داری برائی سے روکنا ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۰: نابالغ بچہ یا بچی مکلف نہیں ہوتے، ایسے میں بڑوں کو چاہیے کہ انھیں رقص کرنے سے باز رکھیں۔

مسئلہ ۱۳۹۱: رقص کی تعلیم وتربیت اور ترویج کے مراکز قائم کرنا اسلامی حکومت کے اہداف ومقاصد سے منافات رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۲: اگر رقص حرام ہے تو اس کے مرد اور عورت یا محرم اور نامحرم کے سامنے انجام دینے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۳: شادیوں میں ڈنڈوں سے جو فرضی لڑائی دکھائی جاتی ہے، اگر وہ تفریحی کھیل کی صورت میں ہو اور اس سے جان کا خطرہ بھی نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن لہوی اور طرب آور طریقے پر آلات موسیقی کا استعمال کرنا بالکل جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۴: "دبکہ" جو ایک طرح کا علاقائی رقص ہے، جس میں رقص کرنے والے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اچھل کر جسمانی حرکات کرتے ہیں اور ایک ساتھ زمین پر پاؤں مارتے ہیں، اس کا حکم بھی وہی ہے جو رقص کا ہے، پس! اگر شہوت انگیز ہو اور آلاتِ لہو کے ساتھ ہو یا موجبِ فساد ہو تو حرام ہے وگرنہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تالی بجانا

مسئلہ ۱۳۹۵: میلاد اور شادی وغیرہ کے زمانے میں جشن میں خواتین کے رائج طریقے پر تالیاں بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے تالیوں کی آواز نامحرموں تک ہی کیوں نہ پہنچتی ہو بشرطیکہ اس سے کوئی اور برائی لازم نہ آتی ہو۔

مسئلہ ۱۳۹۶: معصومین علیہم السلام کے جشن میلاد یا یوم وحدت یا روز بعثت کے جشن میں خوشی کے اظہار کے طور پر اور اسی طرح قصیدے میں رسولِ اکرمؐ اور آپؐ کی آلؑ پر درود پڑھتے ہوئے داد و تحسین کے انداز میں تالی بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ دینی محفل کی فضا کو درود و تکبیر کی آوازوں سے معطر کیا جائے، خاص طور پر ان محفلوں میں، جو مسجدوں، امام بارگاہوں یا نماز خانوں وغیرہ میں منعقد ہوتی ہیں تا کہ ان سے تکبیر اور درود کا ثواب بھی حاصل کیا جا سکے۔

فلم اور تصویر

مسئلہ ۱۳۹۷: بے پردہ نامحرم کی تصویر دیکھنے کا حکم وہ نہیں ہے جو خود نامحرم کو دیکھنے کا ہے، لہٰذا اس کی تصویر دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ حصولِ لذّت کے لئے نہ ہو اور گناہ میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو اور تصویر بھی اس عورت کی نہ ہو جسے دیکھنے والا جانتا ہو، اسی طرح احتیاط واجب یہ ہے کہ نامحرم عورت کی وہ تصویر جسے براہ راست نشر کیا جا رہا ہو، اس کو نہ دیکھا جائے لیکن ٹیلی ویژن کے جو پروگرام ریکارڈ شدہ ہوتے ہیں ان میں خاتون کی تصویر کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ

قصد لذّت کے بغیر ہو اور حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۹۸: مغربی ممالک سے سیٹلائٹ کے ذریعے نشر ہونے والے ٹی وی کے پروگرام اور اسی طرح اکثر عرب ممالک کے پروگرام، جو ایران کے ہمسایہ ہیں گمراہ کن، مسخ شدہ حقائق اور لہو وفساد پر مشتمل ہوتے ہیں، جن کا دیکھنا گمراہ کن بدعنوانی اور حرام میں مبتلا ہونے کا سبب ہے، لہٰذا ان پروگراموں کو دریافت کرنا اور دیکھنا جائز نہیں ہے لیکن اگر یہ نشریات قرآنی پروگرام پر مشتمل ہوں تو انھیں دیکھنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۹: ریڈیو اور ٹی وی پر نشر ہونے والے طنز ومزاح کے پروگرام سننے اور دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس میں کسی مؤمن کی توہین نہ ہو، لیکن جہاں تک موسیقی کا تعلق ہے تو وہ اگر لہوی اور طرب آور نہ ہو اور مجالس لہو ولعب اور گناہ سے مشابہ نہ ہو تو اس کا سننا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۰: کسی کی تصویریں اگر کسی کے پاس ہوں اور اس سے کسی فساد کا اندیشہ نہ ہو یا اگر ہو بھی مگر جس کی تصویریں ہیں وہ اس کی مرضی سے نہ لی گئی ہوں اور ان تصویروں کو واپس لینا بھی مشقت آور اور مشکل ہو تو ان تمام صورتوں میں تصویر کو واپس لینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۱: نامحرم کی تصویر نامحرم نہیں ہوتی، لہٰذا اگر کوئی نامحرم، امام خمینی قدس سرہ الشریف یا دیگر شہیدوں کی تصویروں کا بوسہ اظہارِ محبت واحترام اور تبرک کی نیت سے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ قصدِ لذّت اور حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۰۲: تصویر اور فلم دیکھنے کا حکم وہ نہیں ہے جو خود نامحرم کو دیکھنے کا ہے، لہٰذا لذّتِ شہوت اور خوف فساد کے بغیر تصویر دیکھنا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۳: شادی کی تقریب میں شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کے لئے تصویر بنوانا بذات خود ممنوع نہیں ہے، لیکن اگر یہ احتمال پایا جاتا ہو کہ عورت کی تصویر کو کوئی نامحرم دیکھے گا اور یہ کہ اگر عورت مکمل حجاب نہیں رکھتی ہے تو اس سے کوئی مفسدہ پیدا ہوسکتا ہے تو ایسی صورت میں حجاب کا خیال رکھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۴: عورتیں، اگر مردوں کے کشتی کے مقابلوں کو، کشتی کے میدان میں حاضر ہو کر دیکھیں یا ٹی وی سے براہ راست مشاہدہ کریں یا پھر لذّت وفساد آمیز نگاہ سے دیکھیں اور اس سے فساد میں پڑنے کا خطرہ ہو تو جائز نہیں ہے ان کے علاوہ دوسری صورتوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۵: دلہن کے سر پر اگر شادی میں شفاف اور باریک کپڑا ہو اور نامحرم اس کی تصویر کھینچے تو اگر نامحرم پر حرام نظر کا سبب نہ ہو تو جائز ہے ورگرنہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۶: کیمرہ مین جو تصویر دیکھتا ہے اگر عورت کے محرموں میں سے ہو تو اس کا تصویر کھینچنا جائز ہے اور اگر تصویر دھونے اور پرنٹ کرنے والا، اسے نہ پہچانتا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۷: بعض جوان اس غرض سے فحش تصویریں دیکھتے ہیں کہ اس طرح ان کی شہوت کسی حد تک کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ حرام سے محفوظ رہتے ہیں تو اگر ان کا تصویریں دیکھنا لذّت کی غرض سے ہو اور جانتے ہوں کہ تصویریں دیکھنا لذّت بھڑکانے کا سبب بنے گا تو حرام ہے اور ایک حرام عمل سے بچنے کے لئے دوسرے حرام کام کا سہارا لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۸: خوشی کے جشن میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر مرد، مردوں کی اور عورتیں، عورتوں کی تصویریں بنائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس جشن میں حرام موسیقی نہ سنی جائے اور نہ ہی کسی فعل حرام کا ارتکاب کیا جائے، مرد کا عورتوں کی اور عورت کا مردوں کی تصویریں بنانا اگر لذّت آمیز نگاہ یا کسی دوسرے گناہ کا باعث بنے تو جائز نہیں ہے اور شادی کی فلموں میں، ایسی موسیقی کا استعمال کرنا جو لہو ولعب کی محفلوں جیسی ہو حرام ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۹: اسلامی جمہوریہ کے ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والی ملکی اور غیر ملکی فلمیں اور ان کی موسیقی اگر سننے اور دیکھنے والوں کی تشخیص کے مطابق مطرب اور لہوی ہو اور لہو ولعب کی محفلوں اور گناہ سے مناسبت رکھتی ہو اور اس کا سننا حرام ہو اور اس فلم کے دیکھنے میں کوئی خرابی ہو تو ان کے لئے اس کو دیکھنا شرعاً جائز نہیں ہے، محض ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر ہونا جائز ہونے کی شرعی دلیل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۰: دفتروں اور اداروں میں آویزاں کرنے کی غرض سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنینؑ اور امام حسین علیہ السلام سے منسوب کی گئی تصویروں کو چھاپنے میں بذات خود کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ کوئی ایسی چیز ان میں نہ ہو جو عرف عام کی نظر میں بے احترامی اور اہانت ہو اور ان عظیم ہستیوں کی شان سے منافات رکھتی ہو۔

مسئلہ ۱۴۱۱: ایسی کتابیں اور ایسے اشعار پڑھنے سے اجتناب کرنا واجب ہے جو شہوت کو بھڑکانے کا سبب بنیں۔

مسئلہ ۱۴۱۲: ایسے ڈرامے جو ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں اور ان میں مغربی ممالک کے معاشرتی مسائل پیش کئے جاتے ہیں اور ان ڈراموں میں مرد اور عورتیں ایک ساتھ کام کرتے ہیں ان کو لذّت اور شہوت کی نظر سے دیکھنا جائز نہیں ہے اور اگر دیکھنے سے متاثر ہونے اور فساد میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو بھی جائز نہیں ہے، ہاں! اگر تنقید کی غرض سے اور لوگوں کو ان ڈراموں کے برے اثرات اور خطرات سے آگاہ کرنے کے لئے دیکھنا ہو تو ایسے شخص کے لئے دیکھنا جائز ہے جو تنقید کرنے کا اہل ہو اور اسے اپنے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ ان ڈراموں سے متاثر ہو کر کسی فساد میں نہیں پڑے گا اور اگر اس کام کے لئے کچھ قواعد وضوابط ہوں تو ان کی رعایت کی جائے۔

مسئلہ ۱۴۱۳: ٹیلی ویژن پر ایسی بے پردہ خاتون اناؤنسر کو دیکھنا کہ جس کا سر و سینہ کھلا ہو، اگر حرام میں مبتلا ہونے اور فساد کا شکار ہو جانے کا باعث نہ بنے اور نشریات براہ راست (LIVE) نہ ہوں تو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۴: شادی شدہ شخص کے لئے شہوت انگیز فلمیں دیکھنا اگر شہوت بھڑکانے کا سبب بنے تو بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۵: شادی شدہ مردوں کے لئے ایسی فلمیں دیکھنا جن میں حاملہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنے کا صحیح طریقہ سکھایا جاتا ہے، جبکہ اس بات کا علم بھی ہو کہ مذکورہ عمل اسے حرام میں مبتلا نہیں کرے گا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ ایسی فلمیں ہمیشہ شہوت آمیز نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

مسئلہ ۱۴۱۶: مذہبی امور کی وزارت میں جو لوگ فلموں، جریدوں اور کیسٹوں کو دیکھتے ہیں تاکہ جائز مواد کو ناجائز مواد سے الگ کر سکیں وہ چونکہ قانونی فریضہ انجام دیتے ہیں، لہٰذا ان کے ان چیزوں کو دیکھنے اور سننے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ان پر لازم ہے کہ لذّت اور فساد میں مبتلا ہونے سے پرہیز کریں اور یہ کہ جن افراد کو مذکورہ مواد کے کنٹرول کرنے پر مامور کیا جاتا ہے ان کا فکری اور روحانی اعتبار سے اعلیٰ حکام کے زیر نظر اور ان کی رہنمائی میں ہونا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۷: فلم کی اصلاح کرنے اور اس کو گمراہ کن اور فاسد مناظر سے الگ کرنے کے لئے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اصلاح کرنے والا شخص ایسا ہو کہ جس کے خود حرام میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۱۸: بیوی، شوہر یا اس شخص کے لئے جس کے حرام مغز کی رگ کٹ گئی ہو اور وہ جنسی فلمیں

اپنی شہوت بھڑکانے کے لئے دیکھنا چاہتا ہوتا کہ بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے کے قابل ہو سکے جنسی ویڈیو فلموں کے ذریعے شہوت اُبھارنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۹: اسلامی حکومت کی طرف سے جن فلموں کو دیکھنا ممنوع قرار دیا گیا ہو انھیں دیکھنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۰: ایسی فلموں کو دیکھنے سے اجتناب کرنا واجب ہے جن میں اسلامی جمہوریہ کے مقدسات یا رہبر محترم کی توہین کی گئی ہو۔

مسئلہ ۱۴۲۱: ایسی ایرانی فلموں کو دیکھنے میں جو اسلامی انقلاب کے بعد بنائی گئی ہیں اور ان میں خواتین پورے حجاب میں نہیں ہوتیں۔ اگر قصدِ لذّت اور حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو تو بذات خود کوئی حرج نہیں ہے لیکن فلمیں بنانے والوں پر واجب ہے کہ ایسی فلمیں نہ بنائیں جو اسلام کی گرانقدر تعلیمات کے منافی ہوں۔

مسئلہ ۱۴۲۲: مذہبی اور ثقافتی اُمور کی وزارت کی طرف سے منظور شدہ فلمیں اور کیسٹیں، اگر مکلف کی نظر میں غنائے لہوی اور طرب آور موسیقی پر مشتمل ہوں کہ جو لہو ولعب اور گناہ کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہیں تو ان کا نشر کرنا، پیش کرنا، سننا اور دیکھنا جائز نہیں ہے اور اگر بعض متعلقہ ادارے تائید کر دیں تو یہ مکلف کے لئے شرعی دلیل نہیں ہے جب تک کہ خود اس کی رائے تائید کرنے والوں کی رائے کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۱۴۲۳: جریدوں پر نامحرموں کی تصویریں ہونے سے ان کی خرید وفروخت ناجائز نہیں قرار پاتی اور نہ ہی ان سے نمونے اور ڈیزائن کے طور پر استفادہ کرنے میں کوئی حرج ہے، بشرطیکہ مذکورہ تصاویر سے کسی فساد میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۲۴: ویڈیو کیمرے کی خرید وفروخت، اگر حرام اُمور میں استعمال کی غرض سے نہ ہو تو بذات خود جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۵: ویڈیو فلمیں اگر برہنگی، شہوت انگیزی اور گمراہ کن مطالب پر مشتمل ہوں یا ان میں غنا اور ایسی طرب آور موسیقی ہو جو لہو ولعب اور گناہ کی محفلوں سے مطابقت رکھتی ہو تو ان کو دیکھنا جائز نہیں ہے، لہٰذا ایسی فلمیں بنانا، ان کی خرید وفروخت کرنا، انھیں کرائے پر دینا اور اسی طرح ویڈیو کیمرے کو فحش ویڈیو فلمیں بنانے کے لئے کرائے پر دینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۶: غیر ملکی ریڈیو سے خبریں اور ثقافتی اور علمی پروگرام سننا اگر فساد اور انحراف کا سبب نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ڈش (سٹیلائیٹ) انٹینا

مسئلہ ۱۴۲۷: ٹی وی کے پروگرام دیکھنے کے لئے ڈش صرف ایک آلہ ہے ٹی وی کے پروگرام جائز بھی ہوتے ہیں اور ناجائز بھی۔ یہ بھی ان مشترک آلات میں سے ہے جنھیں خریدنا اور بیچنا جائز بھی ہوتا ہے اور ناجائز بھی، اگر حلال مقاصد کے لئے اس کی خرید وفروخت کی جائے تو جائز ہے لیکن یہ آلہ ایسا ہے کہ جس کے پاس ہو اس کے لئے حرام پروگراموں کو دیکھنے کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اسے گھر میں رکھنے سے دوسری خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں لہٰذا اس کی خرید وفروخت کرنا اور اسے گھر میں رکھنا جائز نہیں ہے، البتہ اس شخص کے لئے جائز ہے جسے اپنے اوپر اطمینان ہو کہ وہ اس سے ناجائز استفادہ نہیں کرے گا اور نہ ہی اسے گھر میں رکھنے سے کوئی دوسری خرابی پیدا ہوگی اس سلسلے میں اگر کوئی قانون ہو تو اس کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۸: جو شخص اسلامی جمہوریہ ایران سے باہر رہتا ہے وہ ایران کے پروگرام دریافت کرنے کے لئے اگر ڈش انٹینا خریدنا چاہے تو مذکورہ آلہ چونکہ ایسا ہوتا ہے کہ جس سے حلال استفادہ بھی کیا جا سکتا ہے اور حرام بھی اور اس کے علاوہ اسے گھر میں رکھنے سے دوسری خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں، لہٰذا اس کو خرید کر گھر میں رکھنا جائز نہیں ہے، ہاں! اگر کسی کو سو فیصد یقین ہو کہ وہ اسے حرام کاموں میں استعمال نہیں کرے گا اور اس کے نصب کرنے سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی تو اس کے لئے جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۹: کچھ ایسے ڈش انٹینا ہوتے ہیں کہ جن کے ذریعے کئی ملکوں کے پروگرام دیکھے جا سکتے ہیں ان کو خرید کر استعمال کرنے کا معیار بھی وہی ہے جو گزشتہ مسئلے میں بیان کیا گیا ہے چینلز چاہے مغربی ہوں یا غیر مغربی ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

مسئلہ ۱۴۳۰: ڈش انٹینا کے ذریعے خلیجی اور مغربی ممالک سے دکھائے جانے والے قرآنی پروگراموں کو دیکھنا بذات خود صحیح ہے لیکن وہ پروگرام جو سٹیلائیٹ کے ذریعے مغربی ممالک یا اکثر ہمسایہ ممالک کے ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں وہ غالباً گمراہ کن افکار مسخ شدہ حقائق اور لہو وفساد پر

مبنی ہوتے ہیں اور ان کے قرآنی اور علمی پروگرام دیکھنا بھی ہوسکتا ہے کہ فساد اور حرام میں مبتلا ہونے کا سبب بن جائے، لہٰذا ڈش کے ذریعے ان ملکوں کے پروگرام دیکھنا شرعاً حرام ہے، ہاں ! اگر پروگرام صرف علمی اور قرآنی ہوں اور ان کے دیکھنے سے کوئی فساد اور حرام لازم نہ آتا ہو تو ان کا دیکھنا جائز ہے، البتہ اس سلسلے میں اگر کوئی قانون موجود ہو تو اس کی پابندی ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۱: ڈش سے اگر صرف حرام کاموں میں استفادہ کیا جاتا ہو جیسا کہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے یا آپ کو علم ہو کہ جو شخص اسے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اسے حرام کام میں استعمال کرے گا تو ایسی صورت میں اس کا فروخت کرنا، خریدنا باندھنا، اس کو چالو کرنا اور اس کی مرمت کرنا یا اس کے فاضل آلات اور کل پرزے بیچنا جائز نہیں ہے۔

تھیٹر اور سینما

مسئلہ ۱۴۳۲: اس مطلب کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ سینما سے لوگوں کے اندر فہم وشعور پیدا ہوتا ہے اور سینما تبلیغ کا ذریعہ ہے اس میں ہر اس چیز کی تصویر کشی کرنا یا اسے پیش کرنا جو نوجوانوں کے اندر فہم وشعور کو اجاگر کرے اور اسلامی ثقافت کی ترویج کرے وہ جائز ہے۔ انھیں چیزوں میں سے ایک چیز ہے دینی علما کی شخصیت اور ان کی وضع وقطع کی عکاسی کرنا اور دیگر صاحبانِ علم ومنصب کی شخصیت اور ان کی وضع وقطع کا تعارف کرانا، لیکن ان کے کردار کا خیال رکھنا اور ان کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا اور ان کے لباس کی حرمت کا پاس رکھنا واجب ہے اور یہ کہ ایسی فلمیں نہ دکھائی جائیں کہ جن کے اندر اسلام کے منافی مفاہیم کو بیان کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۱۴۳۳: امام حسین علیہ السلام اور واقعۂ کربلا کے بارے میں فلم اگر قابلِ اعتماد تاریخی شواہد کی روشنی میں بنائی جائے اور موضوع کا تقدس اور احترام محفوظ رہے اور امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کا مقام ومرتبہ ملحوظ رہے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن موضوع کے تقدس کو محفوظ رکھنا جیسا کہ محفوظ رکھنے کا حق ہے اور اسی طرح امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے احترام کو باقی رکھنا بہت مشکل ہے، لہٰذا اس میدان میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۴: اداکاری کے دوران کسی حقیقی شخص کی خصوصیات کو بیان کرنے کی غرض سے ایک دوسرے کی مخالف جنس کا لباس پہننا اور اس کی آواز کی نقالی کرنا اگر کسی فساد کا سبب نہ بنتا ہو تو اس کا

جائز ہونا بعید نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۵: اسٹیج شو یا ڈراموں میں اگر خواتین میک اپ کا کام خود کریں یا کوئی خاتون اس کام کو انجام دے یا کسی محرم کے ذریعے یہ کام انجام پائے اور اس میں کسی فساد کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے وگرنہ جائز نہیں ہے، البتہ میک اپ کئے گئے چہرے کو نامحرم سے چھپانا ضروری ہے۔

مصوری اور مجسمہ سازی

مسئلہ ۱۴۳۶: بے روح جسموں کے مجسمے، ان کی تصویریں اور ان کے خاکے بنانے میں مطلقاً کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح ذی روح جسموں کی تصویریں اور خاکے بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ وہ جسم کی صورت میں نہ ہو یا اگر مجسمے کی صورت میں ہو تو وہ کامل نہ ہو، رہ گیا انسان اور دوسرے حیوانات کا کامل مجسمہ بنانا تو اس میں اشکال ہے، البتہ مذکورہ چیزوں کی خرید و فروخت کرنے یا ان کو گھر میں رکھنے میں مطلقاً کوئی حرج نہیں ہے اور ان کو نمائش کے لئے رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۷: جدید طریقۂ تعلیم میں طلاب کے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے ایک درس رکھا گیا ہے جس کا ایک حصہ مجسمہ سازی پر مشتمل ہے۔ جس میں اساتید اپنے شاگردوں کو حیوانوں کے مجسمے بنانے کا حکم دیتے ہیں اور شاگردان مجسموں کو تیار کرتے ہیں، اگر عُرفِ عام کی نظر میں حیوان کا مجسمہ مکمل اجزا پر مشتمل نہ ہو یا مجسمہ بنانے والا طالب علم بالغ نہ ہو اور شرعی طور پر مکلف قرار پانے کی عمر میں نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۸: بچے اور نوجوان کبھی کبھی پرانے قصوں جیسے اَصحابِ فیل یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریائے نیل کے شگافتہ ہونے کے منظر کے خاکے بناتے ہیں بذاتِ خود اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کام کو حقیقت اور اصلیت پر مبنی ہونا چاہیے غیر واقعی اور ہتک آمیز نہیں ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۳۹: مخصوص مشین کے ذریعے کھلونا بنانے کے عمل کو اگر خود انسان کی طرف نسبت نہ دی جائے تو خود مشین کے ذریعے کھلونا بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے ورنہ اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۰: مجسمے کی طرز کا زیور بنانے کے لئے اگر ذی روح موجودات کا مجسمہ پورا بنایا جائے اور وہ بھی ایک فرد بنائے تو اس میں اشکال ہے چاہے اس میں کیسا بھی مواد استعمال کیا جائے اور

اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اسے زینت کے طور پر یا کسی اور مقصد کے لئے استعمال کیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۴۱: کھلونے کے اعضا مثلاً ہاتھ، پاؤں اور سر وغیرہ کو دوبارہ جوڑنا مجسمہ سازی نہیں کہلاتا ،لہٰذا ایسا کرنا جائز ہے، ہاں! اگر مذکورہ اعضا کو جوڑنے سے کسی ذی روح حیوان یا انسان کا مکمل مجسمہ بن جائے تو یہ عمل مجسمہ سازی کہلائے گا جو کہ شرعاً حرام ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۲: کھال کے نیچے خال بنانا حرام نہیں ہے اور خال کا جو اثر جلد کے نیچے باقی رہتا ہے وہ پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بنتا ،لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے غسل اور وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۳: کسی ایسے فن پارے کی تعمیر اور مرمت کرنا کہ جو عیسائیت کی نشاندہی کرتا ہو یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی تصاویر پر مشتمل ہو جائز ہے اور مذکورہ عمل کے عوض اُجرت لینا بھی جائز ہے اور اس نوعیت کے عمل کو پیشہ بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر یہ چیز باطل کی ترویج یا کسی اور برائی کا سبب ہے تو جائز نہیں ہے۔

جادو، شعبدہ بازی، روح اور جن کا حاضر کرنا

مسئلہ ۱۴۴۴: شعبدہ کی تعلیم دینا اور اس کا سیکھنا حرام ہے لیکن ایسے کرتب جن میں ہاتھ کی تیزی اور چال بازی ہو اور شعبدے کی اقسام میں سے نہ ہو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۵: جفر، رمل اور ازیاج وغیرہ جیسے علوم جن کے جانکار ہونے کا آج کے دور میں کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں چاہے وہ اُمورِ غیبی کے بارے میں خبر دینے کے سلسلے میں اکثر اوقات قابل اطمینان ہوں اور یقین کا موجب ہوں پھر بھی مذکورہ علوم قابلِ اعتماد نہیں ہیں، البتہ صحیح طریقے سے علم جفر اور رمل کو سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ ان کو سیکھنے سے کوئی خرابی لازم نہ آتی ہو۔

مسئلہ ۱۴۴۶: جادو کا علم شرعاً حرام ہے اور اس کا سیکھنا بھی حرام ہے لیکن اگر کسی شرعی عقلائی غرض کے لئے سیکھا جائے تو جائز ہے، البتہ روح ملائکہ اور جن کو حاضر کرنا اگر مان لیا جائے کہ صحیح ہے تو ممکن ہے تب بھی اس کے مواقع اس کے وسائل اور مفاسد کے اعتبار سے حکم مختلف ہو گا۔

مسئلہ ۱۴۴۷: مومنین کا بعض ایسے لوگوں کی طرف علاج کی غرض سے رجوع کرنا جو اَرواح اور جنوں کو تابع کر کے علاج کرتے ہیں اگر چہ بذاتِ خود صحیح ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کام کو جائز اور شرعی طریقوں سے انجام دیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۴۸: کنکریوں کے ذریعے فال نکال کر جھوٹی خبر دینا جائز نہیں ہے۔

ہپناٹزم کے ذریعے سلانا

مسئلہ ۱۴۴۹: ہپناٹزم کے ذریعے سلانا اگر عقلائی غرض کے لئے اور سونے والے کی مرضی سے ہو اور اس کے ساتھ کوئی حرام کام انجام نہ دیا جائے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۰: ہپناٹزم کے ذریعے سلانے کی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے اور اگر حلال با مقصد اور قابل اعتنا فائدے کے حصول کی خاطر ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جسے سلانا چاہتا ہے وہ راضی ہو اور اسے کوئی نقصان بھی نہ ہو رہا ہو۔

لاٹری

مسئلہ ۱۴۵۱: لاٹری کے ٹکٹ خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور جیتنے والا شخص انعام کا مالک نہیں بنتا چنانچہ اسے لاٹری کے ذریعے جیتا ہوا مال لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۲: لاٹری کے ٹکٹ لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن وہ مال جو انعام کے طور پر دیا جاتا ہے اس کو لینا صحیح نہیں ہے اب چاہے وہ ٹکٹ سڑک پر پڑا ملا ہو یا کسی نے اس کو مفت میں دیا ہو یا اس نے خود خریدا ہو البتہ اگر اس بات کا یقین ہو جائے کہ ٹکٹ تقسیم کرنے والا اپنے حلال مال میں سے مفت میں مال تقسیم کر رہا ہو اور اس کی غرض یہ ہو کہ جس شخص کا نام قرعہ میں نکل آئے گا وہ اسے تحفہ دے گا تو اس صورت میں مال لینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۳: قرعہ اندازی کے ذریعے لاٹری کی نمائش میں رکھی گئی کار کو فروخت کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب خرید و فروخت قرعہ اندازی کے بعد انجام پائے لیکن جس نے فروخت کیا ہے اس کے لئے ان لوگوں کے مال کو لینا کہ جنھوں نے قرعہ اندازی میں شرکت کرنے کی خاطر مال دیا تھا باطل ہے اور اس پر واجب ہے کہ ان کے مال کو واپس کرے۔

مسئلہ ۱۴۵۴: ٹکٹ بیچ کر فلاحی اُمور کے لئے چندہ جمع کرنا اور بعد میں حاصل شدہ رقم میں سے کچھ مقدار کو قرعہ اندازی کے ذریعے جیتنے والوں کو تحفے کے طور پر دینے اور باقی ماندہ مال کو فلاحی اُمور پر خرچ کر دینے کے عمل کو خرید و فروخت کے زمرے میں رکھنا صحیح نہیں ہے، البتہ اسلامی مقاومت

اور امور خیریہ کی مدد کرنے کی خاطر چندہ لینے کے لئے ٹکٹ جاری کرنا صحیح ہے اور لوگوں سے یہ وعدہ کر کے چندہ لینا کہ بعد میں قرعہ اندازی کی جائے گی اور جس جس کا نام نکلے گا اس کو انعام دیا جائے گا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۵: لاٹری کے ٹکٹوں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی بلکہ ٹکٹ بیچنے والوں کے پاس خریداروں سے مال بٹورنے کا ایک ذریعہ ہے اور اسی طرح خریدار کے نزدیک بھی انعام حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، لہٰذا ان ٹکٹوں کی خرید وفروخت کرنا اور ان کے ذریعے سے انعام حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۶: لوگوں سے اُمور خیریہ کے لئے ہدیہ جمع کرنا اور اہلِ خیر حضرات کی ترغیب کی خاطر بہتر زندگی کے تحفے کے عنوان سے ٹکٹ چھاپنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے۔اسی طرح اُمور خیریہ میں شرکت کی نیت سے مذکورہ عنوان کے تحت چھاپے گئے ٹکٹ خریدنے میں بھی کوئی مانع نہیں ہے۔

رشوت

مسئلہ ۱۴۵۷: بینک کے کارندوں کو اس کام کے بدلے میں کہ جس کے لئے انھیں ملازم رکھا گیا ہے اور جس کے عوض میں تنخواہ لیتے ہیں لوگوں سے کچھ نہیں لینا چاہیے اسی طرح جو لوگ بینک کے امور سے سروکار رکھتے ہیں ان کے لئے بھی اپنا کام نکالنے کی خاطر بینک کے عملے کو لالچ دینا اور مال کی پیشکش کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ عمل فساد کا سبب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۸: سرکاری دفتروں میں جو لوگ اپنے کام نکلوانے کے لئے آتے ہیں ان سے کسی قسم کا ہدیہ لینا نہایت خطرناک کام ہے، لہٰذا جتنا ممکن ہو اس سے اجتناب کریں، اس لئے کہ یہ چیز آپ کی دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے۔ ہدیہ لینا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب دینے والا اصرار کرے لیکن لینے والا انکار کرتا رہے پھر بھی دینے والا کسی ترکیب سے وہ ہدیہ اس تک پہنچا دے، البتہ وہ بھی کام ختم کرنے کے بعد اور پہلے سے کسی گفتگو اور توقع کے بغیر اگر وہ ہدیہ اس کو ملے۔

مسئلہ ۱۴۵۹: بینک کے عملے کو رواج کے مطابق عید کا تحفہ دینا اگر بینک کی خدمات حاصل کرنے والے افراد کے درمیان عملے کی جانب سے امتیازی سلوک کا سبب بنے اور اس کے نتیجے میں فساد پھیلنے اور دوسروں کے حقوق ضائع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے تو ہدیہ لینا اور دینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۰: دفتروں میں کام کرنے والے افراد کے لئے لازم اور واجب ہے کہ وہ تمام افراد کے ساتھ قانون اور دفتر کے مقرر شدہ ضابطوں کے مطابق رابطہ رکھیں اور جو لوگ کام کے لئے رجوع کرتے ہیں ان سے کسی قسم کا تحفہ قبول نہ کریں چاہے وہ کسی بھی عنوان سے ہو اس لئے کہ مذکورہ عمل ان کے بارے میں بدگمانی اور فساد پھیلنے کا باعث بنتا ہے اور لالچی افراد کے لئے دوسروں کے حقوق پامال کرنے اور قانون توڑنے کا سبب بنتا ہے جہاں تک رشوت کا تعلق ہے تو یہ کام لینے اور دینے والے دونوں کے لئے حرام ہے۔ رشوت لینے والے پر واجب ہے کہ وہ اسے واپس کرے، اس کا استعمال کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۱: دفتروں میں آنے والے افراد کے لئے عملے کے کسی فرد کو غیر قانونی طور پر مال دینا یا دوسری خدمات پیش کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح عملے کے افراد پر بھی واجب ہے کہ وہ لوگوں کے کام ان سے مال طلب کئے بغیر اور قانونی طریقے سے انجام دیں اور عملے کے افراد میں سے کوئی اگر کچھ مانگ لیتا ہے تو اس کا استعمال کرنا اس کے لئے جائز نہیں ہے بلکہ اس مال کو واپس کر دینا اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۲: اگر کسی کے لئے اپنے حق کو ثابت کرنا رشوت دینے پر موقوف نہیں ہے تو رشوت دینا جائز نہیں ہے خواہ اس کا رشوت دینا دوسروں کے کاموں میں رکاوٹ کا سبب نہ بنے اور اگر کوئی حق دار نہ ہو اس کے باوجود دوسروں کے اُمور میں رشوت دے کر رکاوٹ بنے تو بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۳: سرکاری دفتر کے عملے کے افراد کو اس بنا پر رشوت دینا کہ رشوت دینے والے کا شرعی اور قانونی کام بغیر کسی رکاوٹ کے آسانی سے ہو جائے شرعی اعتبار سے حرام ہے، چاہے وہ یہ جانتا ہو کہ اگر اس نے رشوت نہ دی تو کام نہیں ہوگا کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ دفتر کے نظام کو فاسد کر دینا ہے مجبوری کے گمان سے رشوت دینا جائز نہیں ہو جاتا۔

مسئلہ ۱۴۶۴: حکومتی یا نجی ادارے کا کوئی ملازم جس کا کام ادارے کے لئے سامان خریدنا ہے اگر وہ سامان کئی مقامات پر دستیاب ہو مگر وہ سامان کو اپنے کسی جاننے والے سے اس شرط پر خریدے کہ اس سے جو فائدہ حاصل ہوگا اس کے کچھ فیصد میں وہ بھی شریک ہوگا تو اس صورت میں اس

معاملے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور وہ باطل ہے۔ اگر اس ادارے کا کوئی مافوق سرپرست ہو تو اس سلسلے میں اس کی اجازت کی کوئی شرعی اور قانونی حیثیت نہیں ہے کیونکہ اس کی اجازت معتبر نہیں ہے۔ اس سامان کی قیمت اگر بازار کی عادلانہ قیمت سے زیادہ ہو یا اس سے کم قیمت پر بھی وہ چیز خریدی جاسکتی ہو تو اس صورت میں مذکورہ معاملہ درست نہیں ہوگا۔ بعض دکاندار مختلف اداروں کے نمائندوں کو قیمت کے علاوہ کچھ مال دیتے ہیں چنانچہ بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ جس قدر مال اس زمرے میں دریافت کیا ہو، اسے متعلقہ اداروں کو لوٹا دے کہ جس کی طرف سے وہ خریداری کرنے کے لئے نمائندہ بنا ہو اگر وہ شخص متعلقہ ادارے کا ذمہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ کسی کمپنی کے لئے خریداری کا کام بھی کرتا ہو اور وہ اپنے ادارے سے مذکورہ کمپنی کے لئے سامان خریدے تو منافع میں سے کچھ فیصد لینے کا اسے کوئی حق نہیں، اسے چاہیے کہ جو بھی وصول کرے وہ اپنے ادارے کو لوٹا دے اگر جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ مذکورہ ادارے کی مصلحت کے مطابق نہ ہو تو وہ معاملہ ہی سرے سے باطل ہے جو مال اس نے غیر شرعی اور غیر قانونی طریقے سے حاصل کیا ہے اسے چاہیے کہ وہ مال اس ادارے کو واپس کر دے جس کی طرف سے وہ خریداری کے لئے نمائندہ مقرر ہوا تھا۔

مسئلہ ۱۴۶۵: اسمگلنگ کرنے والے لوگ اگر عملے کے افراد کو مال دینے کی پیش کش کریں تا کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کرنے پر ان سے چشم پوشی کریں اور ان کی پیش کش قبول نہ کرنے پر وہ انھیں قتل کی دھمکی دیں تو ایسی صورت حال میں ان کے لئے اسمگلروں سے کسی بھی قسم کا مال لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۶: ٹیکس وصول کرنے والے محکمے کا انچارج اگر اپنے ماتحت کو کسی کمپنی سے کم ٹیکس وصول کرنے کا حکم دے اور ماتحت مشکلات اور پریشانیوں سے بچنے کے لئے کچھ مال لے کر ٹیکس میں تخفیف دینے پر مجبور ہو تب بھی ایسا کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس قسم کے موقعوں پر قوانین اور ضوابط پر عمل ہونا چاہیے قانون کی مخالفت خواہ مفت ہو یا مال لے کر کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔

کاروباری نمائندہ

مسئلہ ۱۴۶۷: بعض دکاندار اپنا سامان بیچنے کے لئے خریدنے والی کمپنی یا اداروں کے نمائندوں کو سامان کی قیمت پر اضافہ کئے بغیر صرف روابط بڑھانے کے لئے کچھ مال دیتے ہیں ایسا کرنا نہ فروخت کرنے والے کے لئے جائز ہے اور نہ وکیل کے لئے جائز ہے کہ وہ مال لے، وکیل جتنا مال بھی لیتا ہے اسے اپنے مؤکل کے دفتر یا کمپنی کو لوٹا دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۸: جو شخص حکومت یا پرائیوٹ کمپنی کی طرف سے سامان کی خریداری پر وکیل ہو، اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ خریدے ہوئے سامان کے منافع میں سے کچھ فیصد لینے کی شرط کرے چنانچہ ایسی شرط رکھنا صحیح نہیں ہے پس! اس نے اگر کچھ فیصد مقرر کیا ہو تو اس کا لینا بھی جائز نہیں ہے اس سلسلے میں مافوق انچارج کو بھی اجازت دینے کا مجاز نہیں ہے اور اس کی اجازت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۶۹: کسی کمپنی یا دفتر کا نمائندہ اگر کسی چیز کو بازار کی قیمت سے زیادہ قیمت پر خریدتا ہے تاکہ فروخت کرنے والا اس کی مالی مدد کرے تو مذکورہ معاملہ جو اس نے کیا ہے اور اس میں جتنی زیادہ قیمت اس نے دی ہے اس قیمت کا معاملہ فضول ہوگا اور قانون کے مطابق مؤکل کی قانونی اجازت پر موقوف رہے گا بہر حال اس کے لئے فروخت کرنے والے سے اپنے لئے کوئی چیز لینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۷۰: جو شخص کسی ادارے یا کمپنی کی طرف سے ضروری اشیا کی خریداری پر وکیل ہو اور وہ مختلف اداروں کے ساتھ آمد و رفت اور آشنائی رکھتا ہو اور یہ شرط رکھے کہ اگر میں تم سے سامان خریدوں تو منافع میں سے کچھ فیصد کا شریک قرار پاؤں گا۔

❁ اس شرط کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور یہ باطل ہے۔

❁ اس سلسلے میں ادارے کے رئیس کا اجازت نامہ بھی شرعی و قانونی حیثیت نہ رکھنے کی وجہ سے معتبر نہیں ہے۔

❁ اگر مذکورہ سامان کی قیمت بازار کی مناسب قیمت سے زیادہ ہو تو اس صورت میں

طے شدہ قرارداد نافذ نہیں ہو گی۔

❁ وکیل کا خریداروں کے لئے فروخت کرنے والے اداروں کی طرف سے رسید میں درج شدہ رقم کے علاوہ کچھ لینا جائز نہیں ہے اور اگر اس نے کچھ لیا ہو تو اسے اپنے مؤکل ادارے تک پہنچانا ضروری ہے۔

❁ وہ اگر کسی دوسری کمپنی کا بھی نمائندہ ہو اور وہ اپنی کمپنی کے لئے مذکورہ کمپنی کی مصنوعات خریدے تو منافع میں سے کچھ فیصد خود لینے کا حق نہیں رکھتا اور اگر کچھ دریافت کیا ہو تو اسے کمپنی کو دینا پڑے گا اور اگر کوئی قرارداد کی ہو جو کمپنی کے فائدے میں نہ ہو تو وہ سرے سے باطل ہو گی۔

اگر اس شخص کو مذکورہ طریقوں سے کچھ منفعت حاصل ہوتی ہے تو وہ چونکہ غیر شرعی درآمد ہے، لہٰذا وہ جس ادارے کا نمائندہ ہے وہ درآمد اس ادارے کو دینی ہو گی۔

طبی مسائل

حمل روکنا

مسئلہ ۱۴۷۱: صحت مند خاتون کے لئے وقتی طور پر مانع حمل طریقوں سے یا مواد کے ذریعے نطفہ نہ ٹھہرنے دینا:

- شوہر کی اجازت کے ساتھ جائز ہے۔
- مانع حمل آلات جنھیں آئی۔یو۔ڈی کہا جاتا ہے اگر نطفہ ٹھہرنے کے بعد اسقاط کا سبب بن جائیں تو ان کا استعمال جائز نہیں ہے۔
- ایسی بیمار عورتیں جنھیں حمل سے جان کا خطرہ ہو ان کے لئے حمل روکنا جائز ہے بلکہ اگر جان کا خطرہ ہو تو اختیاری طور پر حاملہ ہونا جائز نہیں ہے۔
- جن عورتوں میں جسمانی بیماری کی وجہ سے صرف معذور اور موروثی بیماریوں کے حامل بچے پیدا کرنے کی صلاحیت ہو وہ کسی عقلائی غرض کی خاطر اور قابلِ توجہ ضرر سے بچنے کے لئے شوہر کی اجازت سے دائمی طور پر حمل رکوا سکتی ہیں۔

مسئلہ ۱۴۷۲: مرد کے لئے نس بندی کرانا اگر عقلائی مقاصد کے تحت ہو تو بذات خود اس میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس میں قابلِ توجہ ضرر نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۷۳: عزل، پیچ نما آلے اور دوائیوں کے ذریعے حمل رکوانے میں بذاتِ خود کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ میاں اور بیوی راضی ہوں اور ایسا کرنا کسی عقلائی غرض کے لئے ہو اور اس سے کوئی نقصان بھی نہ ہوتا ہو، لیکن شوہر اپنی بیوی کو اس کام پر مجبور کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۱۴۷۴: حاملہ عورت کے لئے آپریشن کا جواز اس بات پر موقوف ہے کہ آپریشن کی ضرورت ہو یا حاملہ عورت خود آپریشن کا مطالبہ کرے بہر حال آپریشن کے دوران اور رحم کے راستے کو بند کرنے کے دوران نامحرم عورت کو چھونا اور دیکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۴۷۵: جو میاں اور بیوی کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہوں کہ جس کے ان کے بچوں میں سرایت

کرنے کا اندیشہ ہو اور یہ خطرہ ہو کہ پیدا ہونے کے بعد بچے ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائیں گے کہ زندگی بھر وہ سخت مشقت میں مبتلا رہیں گے یا مفلوج ہو جائیں گے تو ایسی صورت میں اگر بچے کے اندر بیماری کا سرایت کر جانا یقینی ہو اور پیدا ہونے کی صورت میں اس بچے کی پرورش سخت مشکل اور حرج کا باعث ہو تو بچے کے اندر روح داخل ہونے سے پہلے اس کا اسقاط جائز ہے لیکن بنا بر احتیاط اس کی دیت ادا کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۷۶: زوجہ کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر حمل رکوانے کے طریقوں کا استعمال کرنا اشکال رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۷۷: جو شخص متعدد بچوں کا باپ ہو اگر وہ منی کی نالی کو بند کروا لے تو نہ وہ گنہگار ہو گا اور نہ اس کے لئے بیوی کا راضی ہونا شرط ہے۔

اِسقاطِ حمل

مسئلہ ۱۴۷۸: صرف معاشی مشکلات کی وجہ سے اِسقاط حمل جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۷۹: یہ خطرہ ہونے کے باوجود کہ بچہ معذور پیدا ہوگا حتّٰی روح داخل ہونے سے پہلے بھی اِسقاط حمل کا جواز فراہم نہیں کرتا، ہاں! اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ ماں کی جان کو خطرہ ہے تو روح داخل ہونے سے پہلے اسقاط حمل میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۰: اگر ماہر طبیب جدید آلات کے ذریعے پتا لگا لیں کہ بچہ معذور دنیا میں آئے گا اور اسے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا تو اس صورت میں بھی اسقاط حمل کا جواز نہیں بنتا۔

مسئلہ ۱۴۸۱: رحم میں بچہ ٹھہر جانے کے بعد چاہے وہ کسی بھی مرحلے میں ہو اس کو ساقط کرانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۲: بچہ اگر جنین کے مرحلے میں ہو اور تشخیص ہو جائے کہ پیدا ہونے کے بعد یہ بچہ ایک موروثی بیماری کا شکار ہو جائے گا جس کا نام تھیلی سیمیا ہے جس میں اگر ذرا سی چوٹ بھی لگ جائے تو بے انتہا خون بہنے لگتا ہے اور اس کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں پیدا ہونے کے بعد اگر اس فرزند کی پرورش حرج کا باعث بنے گی تو جائز ہے اس کو جنین کے مرحلے میں ہی گرا دیں، لیکن بنا بر احتیاط اس کی دیت ادا کریں۔

مسئلہ ۱۴۸۳: حمل گرانا شرعاً حرام ہے اور کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، البتہ اگر حمل کو باقی رکھنا

ماں کے لئے خطرناک ہوتو اس حالت میں روح داخل ہونے سے پہلے اس کو گرا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن روح داخل ہونے کے بعد چاہے اس کا باقی رہنا، ماں کے لئے خطرناک ہی کیوں نہ ہو اس کو گرانا جائز نہیں ہے لیکن اگر حمل کے باقی رہنے میں دونوں کی جان کو خطرہ ہو اور کسی بھی صورت میں بچہ کو بچانا ممکن نہ ہو، بلکہ صرف ماں کی زندگی بچائی جاسکتی ہو تو حمل کو گرا دینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۴: حمل گرانا جائز نہیں ہے چاہے وہ زنا کے ذریعے مستقر ہوا ہو اور والد اگر گرانے کا مطالبہ کرے تو اس سے اسقاط کا جواز فراہم نہیں ہوتا۔ اب اگر ماں نے خود یا کسی کی مدد سے حمل گرایا ہو تو دیت اس پر واجب ہوگی لیکن دیت کی مقدار میں تردد ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ مصالحت کی جائے اور یہ دیت اس وراثت کا حکم رکھتی ہے جس کا کوئی وارث ہو۔

مسئلہ ۱۴۸۵: حمل اگر علقہ ہو تو اس کی دیت ۴۰ دینار ہے۔ اگر مضغہ ہو تو ۶۰ دینار ہے اور گر بغیر گوشت کے ہڈیاں ہوں تو ۸۰ دینار ہے۔ مذکورہ دیت حمل کے وارث کو دی جائے گی اور اس میں اِرث کے طبقات کی رعایت کی جائے گی لیکن جس نے حمل ساقط کرایا ہے وہ میراث سے محروم رہے گا۔

مسئلہ ۱۴۸۶: اگر اسپیشلسٹ کی صلاح کے مطابق عورت کو دانتوں اور مسوڑھوں کے علاج کے لئے آپریشن کی ضرورت ہو اور آپریشن کے دوران بے ہوشی اور ایکسرے جنین کے معذور ہو جانے کا سبب ہو تو اس صورت میں بھی اسقاط حمل جائز نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۴۸۷: جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ رحم کے اندر جو بچہ ہے اس کی موت یقینی ہے یا ماں کی موت یقینی ہے تو اس صورت میں اسقاط کے ذریعے کم از کم ماں کی زندگی بچانا ضروری ہے۔ شوہر چاہے کسی کی بھی تقلید کرتا ہو مگر وہ بیوی کو اِسقاط سے نہیں روک سکتا لیکن اِسقاط کے عمل کو واجب ہے کہ اس طرح انجام دیا جائے کہ بچے کا قتل کسی کی طرف منسوب نہ ہونے پائے۔

مسئلہ ۱۴۸۸: اگر نطفہ غیر مسلم کا ہو خواہ شبہ میں وطی کرنے سے ٹھہرا ہو یا زنا کا نطفہ ہو تب بھی حمل ساقط کرنا جائز نہیں ہے۔

مصنوعی حمل

مسئلہ ۱۴۸۹: اگر نطفے کو رحم سے باہر لا کر بعض مخصوص جگہوں پر محفوظ رکھنا ممکن ہو، تا کہ ضرورت

کے وقت اسے صاحب نطفہ کے رحم میں رکھا جا سکے تو اس عمل میں بذاتِ خود کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۰: میاں اور بیوی کے نطفے کو ٹیوب کے ذریعے پیوند لگانا جائز ہے لیکن اس کام کے دوران شرعاً حرام مقدمات سے بچنا واجب ہے۔ پس! نامحرم شخص کے لئے یہ عمل انجام دینا اگر چھونے اور نگاہ ڈالنے کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے البتہ اس طریقے سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ صاحبِ نطفہ ماں اور باپ کا ہوگا۔

مسئلہ ۱۴۹۱: اگر پیوند کاری کے لئے جو انڈے ضروری ہوتے ہیں وہ بیوی کے نطفے میں نہ ہوں تو کسی دوسری عورت کے "ovum" لے کر سائنسی طریقے سے شوہر کے نطفے کے ساتھ پیوند کاری کرنے کا عمل بذاتِ خود جائز ہے لیکن مشکل ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ اس عورت کا کہلائے گا کہ جو صاحبِ رحم ہے بلکہ اسے صاحبِ نطفہ عورت کی طرف نسبت دی جائے گی لہٰذا دونوں شوہر اور بیوی کو نسب کے خاص احکام کے سلسلے میں احتیاط کرنا ہوگی۔

مسئلہ ۱۴۹۲: اگر شوہر کا نطفہ لے کر اس کے مرنے کے بعد اسے بیوی کے انڈوں کے ساتھ پیوند کاری کے عمل سے گزارا جائے اور پھر زوجہ کے رحم میں رکھ دیا جائے تو مذکورہ عمل بذاتِ خود صحیح ہے اور بچہ صاحبِ رحم و نطفہ ماں کا کہلائے گا اور بعید نہیں ہے کہ اس کو صاحبِ نطفہ مرد سے بھی ملحق کیا جائے لیکن اس کا وارث قرار نہیں پائے گا۔

مسئلہ ۱۴۹۳: نامحرم مرد کے نطفے سے پیوند کاری بذاتِ خود جائز ہے لیکن اس کے حرام مقدمات جیسے چھونے اور نگاہ کرنے وغیرہ سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ رہ گیا بچے کا سوال تو مذکورہ طریقے سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ شوہر کا بچہ نہیں کہلائے گا بلکہ اس مرد کا جس کا نطفہ ہے اور اس عورت کا جس کا بیضہ اور رحم ہے، کہلائے گا۔

مسئلہ ۱۴۹۴: جو عورت یائسگی وغیرہ کی وجہ سے نطفہ بنانے کے قابل نہ ہو تو اس شخص کی دوسری بیوی کے نطفے کو شوہر کے نطفے سے ملا کر اس کے رحم میں رکھنا شرعی طور پر جائز ہے دونوں بیویوں کے دائمی غیر دائمی اور مختلف ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ بچے کی ماں وہ ہوگی جس کا نطفہ ہے صاحبِ رحم کا ماں کہلانا مشکل ہے، لہٰذا نسب کے اثرات کے لحاظ سے احتیاط کرنا ضروری ہے سوتن کو نطفے کی ضرورت ہو یا نہ ہو پیوند کاری کا عمل مطلق طور پر جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۵: زوجہ اور اس کے مردہ شوہر کے نطفے میں پیوند کاری جائز ہے چاہے عدہ وفات کا وقت

گزر چکا ہو یا باقی ہو اور خواہ عورت نے دوسری شادی کی ہو یا نہ کی ہو دوسرا شوہر زندہ ہو یا نہ ہو، ہاں! اگر دوسرا شوہر زندہ ہو تو پیوند کاری کا عمل اس کی اجازت اور اس کے اذن سے ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۹۶: اضافی نطفے کو رحم کے باہر ضائع کرنے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اسے بوقت ضرورت کام آنے کے لئے محفوظ کر لینا ممکن ہی کیوں نہ ہو۔

تبدیلی جنس
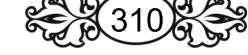
مسئلہ ۱۴۹۷: کچھ لوگ ظاہر میں مرد ہوتے ہیں لیکن نفسیاتی طور پر ان میں زنانہ خصوصیات اور خواہشات پائی جاتی ہیں ایسے لوگوں کے لئے آپریشن کے ذریعے جنس تبدیلی کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آپریشن کسی اور فعلِ حرام کا سبب نہ بنے۔

مسئلہ ۱۴۹۸: ہیجڑے کو مرد یا عورت میں تبدیل کرنے کے لئے آپریشن کرنا بذات خود جائز ہے لیکن حرام مقدمات سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

پوسٹ مارٹم اور اعضا کی پیوند کاری

مسئلہ ۱۴۹۹: کسی محترم انسان کی جان بچانے کے لئے اور علم طب میں ایسے جدید انکشافات کرنے کی خاطر کہ جن کی معاشرے کو ضرورت ہے یا کسی ایسی بیماری کا پتا لگانے کے لئے جو انسانیت کے لئے جان لیوا اور خطرناک ہو، میت کے بدن کو کھولنا جائز ہے لیکن اس کام کے لئے حتیٰ الامکان مسلمان کی میت کے جسد سے استفادہ نہ کرنا واجب ہے اور جن اعضا کو جدا کیا جائے انھیں اسی میت کے ساتھ دفن کرنا واجب ہے۔ تاہم اگر اسی میت کے ساتھ دفن کرنے میں کوئی حرج یا مشکل ہو تو الگ سے یا کسی دوسری میت کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۰: اگر موت کے سبب کا معلوم کرنا اس امر پر موقوف ہو کہ میت کا پوسٹ مارٹم کیا جائے تاکہ پتا چلے کہ اس کی موت زہر سے ہوئی ہے یا دم گھٹنے سے تو ایسی صورت میں حق کو واضح کرنے کے لئے پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۱: بچہ جو ماں کے بطن سے مختلف مراحل میں ساقط ہوتا ہے اس کے بدن کا پوسٹ مارٹم کرنا اگر کسی محترم انسان کی جان بچانے کے لئے یا ایسی طبّی معلومات حاصل کرنے کے لئے جو

معاشرے کے لئے ضروری ہوں یا کسی ایسی بیماری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے جو انسانیت کے لئے خطرناک ہو، جائز ہے لیکن جہاں تک ممکن ہو مسلمان کے یا جو شخص مسلمان کا حکم رکھتا ہے اس کے سقط شدہ حمل سے استفادہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۵۰۲: میت کے بدن سے پلاٹینم کے نادر اور قیمتی ٹکڑے کو نکالنے کے لئے اس کے پوسٹ مارٹم میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس سے میت کی بے احترامی نہ ہوتی ہو۔

مسئلہ ۱۵۰۳: میڈیکل کالج میں تعلیم اور تعلم کی غرض سے قبریں کھود کر ہڈیاں حاصل کرنے میں مسلمانوں کی قبروں کو کھودنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر غیر مسلمانوں کی ہڈیاں حاصل نہ کی جاسکیں اور فوری طبّی ضروریات کے تحت ہڈیوں کا حاصل کرنا بہت ضروری ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۴: کسی ایسے شخص کے لئے کہ جس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں یا بال نہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگوں کے سامنے جانے میں بے عزتی محسوس کرتا ہو، اپنے سر پر بال اُگانے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے، البتہ ضروری ہے کہ بال حلال گوشت جانور یا انسان کے ہوں۔

مسئلہ ۱۵۰۵: ایسا بیمار شخص جس کے علاج سے ڈاکٹر مایوس ہو جائیں اور اس کی موت کو قطعی تصور کر لیں اس کے بدن کے بنیادی اور حیاتی قسم کے اعضا جیسے دل، گردہ وغیرہ کو اس شخص کی وفات سے پہلے اس کے بدن سے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں صرف اسی صورت میں لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی موت وہ اعضا نکالنے سے نہ ہو کیونکہ اگر اس کی موت اعضا نکالنے سے ہو تو یہ قتل کے حکم میں ہے اور اعضا نکالنے کے لئے اس شخص کی اجازت بھی ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۶: اگر میت سے اس کی زندگی میں اجازت لے لی گئی ہو یا میت کے اولیا اجازت دے دیں یا کسی نفس محترم کی جان بچانا اس عمل پر موقوف ہو کہ مردہ شخص کی شریانوں اور رگوں کو کاٹ کر بیمار شخص کے جسم میں لگایا جائے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۷: مسلمان کی میت کے بدن سے اس کی آنکھ کی سیاہ پتلی نکالنا حرام ہے اور ایسا کرنا دیت کا سبب ہے جس کی مقدار پچاس دینار ہے، لیکن اگر مرنے سے پہلے اجازت لے لی گئی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے دیت بھی واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۵۰۸: دوسروں کی شرمگاہ کو دیکھنا اور دوسروں کے سامنے کسی کو اپنی شرمگاہ کو عریاں کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر قانون کی رعایت کی خاطر یا علاج کی غرض سے ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۹: چوٹ لگنے کے نتیجے میں کسی کے خصیتین بیکار ہو جانے کی صورت میں اگر ان کی پیوند کاری ممکن ہو اس طرح سے کہ پیوند کاری کے بعد وہ اس کے بدن کا جز بن جائیں تو پھر نجاست طہارت کے لحاظ سے کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی بچہ پیدا کرنے کی قدرت میں کوئی حرج ہے اور بچہ بھی اسی کا کہلائے گا اور اسی طرح جنسی توانائی اور ظاہری مردانگی کی حفاظت کے لئے ہارمونک دوائیاں استعمال کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۰: اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنے گردے یا اپنا کوئی اور عضو فروخت کرنا یا بخشنا چاہے تا کہ دوسرے مریضوں کو ٹھیک کیا جا سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ اس کام سے خود اس شخص کا کوئی قابل توجہ ضرر نہ ہو بلکہ اگر ایک نفس محترم کو بچانا اس پر موقوف ہو اور خود اس شخص کے لئے کوئی حرج یا ضرر نہ ہو تو اعضا دینا واجب بھی ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۱۱: بعض افراد سر میں چوٹ لگنے کی وجہ سے لا علاج ہو جاتے ہیں یادداشت کھو بیٹھتے ہیں بے ہوش ہو جاتے ہیں، سانس بھی نہیں لے پاتے، مادی اور شعاعی اشاروں کا جواب بھی نہیں دے سکتے، ان کے ٹھیک ہونے کا احتمال معدوم ہو جاتا ہے، ایسی کیفیت کو علم طب میں دماغی موت کہا جاتا ہے چونکہ ایسے لوگ صرف چند گھنٹے یا چند دن ہی زندہ رہ سکتے ہیں، ان کے اعضا سے دوسرے بیماروں کی جان بچانے کے لئے استفادہ کرنا اگر اس طرح ہو کہ ان کے اعضا نکالنے سے ان کی موت جلدی واقع ہو جائے اور ان کی زندگی تمام ہو جائے تو جائز نہیں ہے، ہاں! اگر مذکورہ عمل اس کی اجازت سے انجام پائے جو پہلے سے لی جا چکی ہو یا عضو ایسا ہو جس پر نفس محترم کی زندگی کا دارومدار ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۲: میت کے جسم کے بعض اعضا سے دوسرے شخص کی جان بچانا یا بیماری کے علاج کے لئے ان کی پیوند کاری کرنا جائز ہے اور اس سلسلے میں وصیت کرنا بلا مانع ہے لیکن ایسے اعضا اس سے مستثنیٰ ہیں کہ جنھیں جدا کرنے سے میت کو مثلہ کرنے کا عنوان صادق آتا ہو یا جن کے کاٹنے سے عرفاً میت کی ہتکِ حرمت ہوتی ہو۔

مسئلہ ۱۵۱۳: خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا بذات خود جائز ہے۔

طبابت کے مسائل

مسئلہ ۱۵۱۴: دوسرے کی شرمگاہ کو نمایاں کرنا اس پر نگاہ ڈالنا اور کسی کو شرمگاہ ظاہر کرنے پر مجبور کرنا جبکہ کوئی محترم شخص دیکھنے والا موجود ہو، جائز نہیں ہے مگر یہ کہ شرمگاہ کو ظاہر کرنے کی ختنے یا علاج وغیرہ کے لئے ضرورت ہو، لیکن جو شخص مکلف ہو اس کے ختنے کی ذمہ داری دوسروں پر نہیں ہے، بلکہ ختنہ کرنا خود مکلف کی ذمہ داری ہے اور اسی طرح بیماری کے علاج کے لئے شرمگاہ کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر بیمار کی زندگی خطرے میں ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۵: علاج کی غرض سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ڈاکٹر کے لئے خواتین کو چھونے یا دیکھنے کی ضرورت ہو تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عُرفِ عام میں بیماری کی تشخیص اور اس کا علاج چھونے اور نگاہ ڈالنے پر موقوف ہو البتہ یہ کہ کس قدر چھوا یا دیکھا جائے تو اس کا دارومدار اس پر ہے کہ علاج کس قدر چھونے اور دیکھنے پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۶: لیڈی ڈاکٹر کے لئے کسی عورت کی بیماری کی تشخیص یا تفتیش کی خاطر اس کی شرمگاہ کو دیکھنا ضرورت کے وقت جائز ہے اس کے علاوہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۷: اگر لیڈی ڈاکٹر سے علاج کرانا میسر نہ ہو تو ضرورت کے وقت مرد ڈاکٹر سے علاج کرانے کے لئے بدن کو اسے دکھانا یا مس کروانا پڑے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۸: اگر آئینے کے ذریعے معائنہ کرنا ممکن ہو اور چھونے یا بلاواسطہ نگاہ ڈالنے کی ضرورت نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۹: اگر علاج کی خاطر کپڑے یا دستانے پہن کر چھونا ممکن ہو تو مریض کے بدن کو چھونے کی ضرورت نہیں ہے جو کہ جنس مخالف سے تعلق رکھتا ہو، لہٰذا ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۰: خوبصورتی کے لئے سرجری کروانا چونکہ کسی بیماری کا علاج نہیں ہے، لہٰذا اس کے لئے مس کرنا اور دیکھنا جو کہ حرام ہے جائز نہیں ہے، ہاں! اگر جلے ہوئے کے علاج کی خاطر سرجری کرنا ہو اور اس صورت میں چھونے یا دیکھنے پر مجبور ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۱: شوہر کے علاوہ عورت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا حتّٰی ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر کے لئے بھی حرام ہے، ہاں! اگر علاج کے لئے ایسا کرنے پر مجبور ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۲: مرد ڈاکٹر سے علاج کرانا اگر چھونے اور نگاہ ڈالنے پر موقوف ہوتو جائز نہیں ہے، ہاں! اگر ایسی لیڈی ڈاکٹر تک رسائی ممکن نہ ہو جو علاج کرسکتی ہو، تو مرد سے علاج کرانا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۳: ڈاکٹر کے کہنے پر منی ٹیسٹ کرنے کے لئے استمنا اگر علاج کے لئے ضروری ہو اور بیوی کے ذریعے منی نکالنا ممکن نہ ہوتو علاج کی خاطر ایسا کرنا جائز ہے۔

ختنہ

مسئلہ ۱۵۲۴: مرد کے لئے ختنہ کرنا بذات خود واجب ہے اور عمرہ اور حج کے طواف کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے اور اگر کوئی شخص ختنہ ہونے سے پہلے بالغ ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ اپنا ختنہ خود کرے۔

مسئلہ ۱۵۲۵: گر حشفہ پر کسی قسم کا کوئی غلاف نہ ہو کہ جس کا کاٹنا واجب ہو تو ختنے کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۶: لڑکیوں کا ختنہ واجب نہیں ہے۔

تعلیم و تعلّم اور اُس کے اُسلوب

مسئلہ ۱۵۲۷: اگر روزمرہ پیش آنے والے مسائل شرعیہ کو نہ سیکھنے کی وجہ سے ترکِ واجب اور فعلِ حرام کا مرتکب ہوتا ہو تو ترکِ واجب اور فعلِ حرام پر گناہ گار ہو گا۔

مسئلہ ۱۵۲۸: علوم دینیہ کا حاصل کرنا اور تعلیم کو اس وقت تک جاری رکھنا کہ انسان اجتہاد کے درجے تک پہنچ جائے بڑی فضیلت رکھتا ہے لیکن اگر کوئی شخص درجۂ اجتہاد تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس تک پہنچنے کے لئے حصولِ علم کو جاری رکھنا واجب عینی نہیں ہو جاتا۔

مسئلہ ۱۵۲۹: اُصولِ دین میں یقین، برہان و دلیل سے حاصل ہوتا ہے اور دلیل و برہان کو ہر شخص اپنی اپنی قوتِ فہم کے بقدر درک کرتا ہے، لہٰذا جس کو جس طریقے سے یقین حاصل ہو جائے وہ اس کے لئے بہرحال کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۰: بے کار رہنے اور وقت ضائع کرنے میں اِشکال ہے۔ اگر طالب علم وظیفہ لیتا ہے تو

اسے درسی پروگرام کے تحت علم حاصل کرنا چاہیے ورنہ اس کے لئے وظیفہ لینا اور طالب علم کے لئے مخصوص کردہ عطیات سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۱: سود کے بارے میں تدریس کرنا اور تجارت وصنعت میں سود سے استفادہ کرنے کے طریقوں کا جائزہ لینا حرام نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۲: انسان کوئی بھی علم حاصل کرنا چاہے کرسکتا ہے، بشرطیکہ وہ جائز اور با مقصد ہو اور اس سے کسی قسم کا فساد لازم نہ آتا ہو، مگر یہ کہ اسلامی حکومت نے بعض علوم اور معلومات حاصل کرنے کے لئے کچھ خاص قوانین اور ضوابط مقرر کئے ہوں۔

مسئلہ ۱۵۳۳: ایسے شخص کے لئے فلسفے کی تعلیم دینا اور فلسفہ پڑھنا جائز ہے جو فلسفے کی تعلیم سے اپنے دینی اعتقادات میں تزلزل نہ آنے سے مطمئن ہو اگر چہ بعض موارد میں فلسفے کی تعلیم حاصل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۴: گمراہ کن کتابوں کا خریدنا، بیچنا اور انھیں پاس رکھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں! اگر ان کا جواب دینے کے لئے علمی صلاحیت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اس مقصد کے لئے ان کو خرید کر پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۵: حیوانوں اور انسانوں کے بارے میں خیالی قصوں اور کہانیوں کی تعلیم دینے میں فائدہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۶: تعلیمی مراکز میں لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں لیکن خواتین اور لڑکیوں پر پردہ کرنا واجب ہے اور مردوں پر ان کی طرف نگاہ حرام کرنا جائز نہیں ہے اور اس طرح کے اختلاط سے بچنا ضروری ہے جو فساد اور حرام میں مبتلا ہونے کا سبب ہو۔

مسئلہ ۱۵۳۷: گر پردے اور عفت کا خیال رکھا جائے اور فساد میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو نامحرم سے ڈرائیونگ سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کوئی محرم بھی ساتھ میں ہو تو بہتر ہے بلکہ اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ اپنے کسی محرم مرد یا عورت سے ڈرائیونگ سیکھے۔

مسئلہ ۱۵۳۸: کالج اور یونیورسٹی کے ماحول میں جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ تعلیم حاصل کرنا اور درس وغیرہ کے مسائل پر آپس میں گفتگو کرنا اور بعض اوقات بغیر لذّت اور بُرے قصد کے ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا اگر پردے کی پابندی کے ساتھ ہو اور نیت بھی بُری نہ ہو اور فساد میں نہ پڑنے کا اطمینان ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۹: اس زمانے میں بہتر یہ ہے کہ علمائے اساتید اور یونیورسٹیوں کے طلبا اس علم کو اہمیت دیں جس کا حاصل کرنا مفید ہو اور مسلمانوں کو جس کی ضرورت ہو، تاکہ مسلمان غیروں خاص کر اسلام کے دشمنوں سے بے نیاز ہوسکیں اور یہ متعلقہ ذمہ داروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ سب سے مفید علم کی شرائط اور حالات کو مدنظر رکھ کر تشخیص دیں۔

مسئلہ ۱۵۴۰: گمراہ کن کتابوں اور دوسرے مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کرنا ان کے دین اور عقائد کے بارے میں زیادہ اطلاعات اور معرفت حاصل کرنے کی غرض سے جائز ہونا مشکل ہے، ہاں! اگر گمراہ کن مواد کی تشخیص دے کر اس کا ابطال اور اس کا جواب دینے پر قادر ہو تو جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اسے اپنے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ حق سے گمراہ نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۵۴۱: جن اسکولوں میں فاسد عقائد کی تعلیم دی جاتی ہو ان میں بچوں کو داخل کرانے سے اگر ان کے دینی عقائد کے خراب ہونے کا خوف نہ ہو اور اس سے باطل افکار کی ترویج نہ ہوتی ہو اور ان کو گمراہ کن مطالب سے دور رکھنے کا امکان ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۲: دینی علوم اسلامی معاشرے کی خدمت کرنے کے لئے اہمیت کے حامل ہیں، جبکہ میڈیکل کی تعلیم بھی امت اسلامی کے لئے علاج، صحت اور جسم کی نجات کے لئے ضروری ہے اور اس کی بھی اہمیت ہے، لہٰذا میڈیکل کی تعلیم چھوڑ کر دینی تعلیم کی طرف جانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۳: کلاس میں اگر استاد طالب علم کو ڈانٹتا ہے تو طالب علم کا فرض ہے کہ وہ استاد کے احترام کا خیال رکھے اور کلاس کے نظم کو برقرار رکھے، البتہ شاگرد قانونی چارہ جوئی کرسکتا ہے اسی طرح استاد پر واجب ہے کہ وہ دوسرے طالب علموں کے سامنے اس کی حرمت کا لحاظ رکھے اور تعلیم وتربیت کے اسلامی اصولوں کی رعایت کرے۔

میڈیکل کی تعلیم

مسئلہ ۱۵۴۴: میڈیکل کے طالب علم کو چاہے لڑکا ہو یا لڑکی تعلیم کے دوران نامحرم کو چھونا اور دیکھنا اگر تعلیم کا حصہ ہو اور مستقبل میں بیماروں کے علاج کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو، تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۵: میڈیکل کالج کے طالب علموں کے لئے بیماروں کا علاج کرنے کے لئے نا محرم بیماروں کو چھونا ضروری ہوتا ہے اور ضرورت کی تشخیص دینا بھی، حالات کو مدنظر رکھ کر خود طالب علم کا کام ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۶: طبی معائنہ کا کورس میں شامل ہونا یا استاد کا طالب علم کے لئے مذکورہ معائنے کو معین کرنا شریعت کی مخالفت کرنے کا جواز فراہم نہیں کرتا بلکہ معیار انسانی زندگی کی نجات کا اس پر موقوف ہونا ہے یا اس کام کا ضرورت کے تقاضے کے تحت انجام پانا ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۷: ضرورت کے وقت معائنے کے جائز ہونے میں فرق نہیں ہے کہ وہ معائنہ اعضائے تناسلی کا ہو یا غیر تناسلی کا بلکہ معیار کل یہ ہے کہ انسانی زندگی بچانے کے لئے تعلیم اور پریکٹس کی ضرورت ہو، لہٰذا قدر ضرورت پر اکتفا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۸: علم طب سیکھنے کے لئے بذاتِ خود حرام اُمور کا انجام دینا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب علم طب اور علاج کے طریقوں کی معرفت ان اُمور کی انجام دہی پر موقوف ہو اور طالب علم کو اطمینان ہو کہ مستقبل میں انسانی زندگی بچانے کی قدرت مذکورہ طریقے سے حاصل شدہ معلومات پر موقوف ہے اور اسے اس بات کا بھی اطمینان ہو کہ مستقبل میں بیمار اس کی طرف رجوع کریں گے اور ان کی زندگی بچانے کی ذمہ داری اس کے کاندھوں پر آئے گی۔

مسئلہ ۱۵۴۹: کورس میں شامل مسلم مردوں اور عورتوں کی نیم عریاں تصویریں دیکھنا اگر بری نگاہ سے لذّت کے حصول کی خاطر نہ ہو اور مفسدہ کا خوف نہ ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۰: میڈیکل کالج کے طالب علموں کے لئے تعلیم کے دوران تصویریں اور فلمیں دیکھنا بذات خود جائز ہیں بشرطیکہ لذّت کا قصد اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو، جو چیز حرام ہے وہ ہے جنسِ مخالف کے بدن کو دیکھنا اور چھونا اسی طرح غیر کی شرمگاہ کی تصویر اور فلم دیکھنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۱: نرسوں کے لئے وضع حمل کے وقت بلا ضرورت عمداً شرمگاہ پر نگاہ ڈالنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح ڈاکٹروں کے لئے بھی بلا ضرورت بیمار عورت کے بدن پر نگاہ ڈالنے اور اسے چھونے سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ وضع حمل کے وقت خاتون پر لازم ہے کہ وہ اگر قدرت رکھتی ہو اور ہوش میں ہو تو یا خود اپنے بدن کو مستور رکھے یا کسی دوسرے سے بدن کو چھپانے کی درخواست کرے۔

مسئلہ ۱۵۵۲: پلاسٹک کے بنے ہوئے آلۂ تناسل کا حکم وہ نہیں ہے جو اصلی آلۂ تناسل کا ہے، اسے

دیکھنے اور چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں! اگر لذّت کی نیت سے ہو یا جنسی قوت کو اُبھارنے کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۳: موسیقی کے ذریعے، چھونے کے ذریعے، رقص کے ذریعے، دوا کے ذریعے اور بجلی کے ذریعے علاج کرنے کے بارے میں تحقیقات کرنا شرعاً جائز ہے اور بیماریوں کے علاج میں مذکورہ اُمور کی تاثیر کے بارے میں تجربہ کرنا جائز ہے مگر یہ دھیان رہے کہ مذکورہ اُمور شریعت میں حرام شدہ اعمال میں پڑنے کا باعث نہ بنیں۔

مسئلہ ۱۵۵۴: نرسوں کے لئے تعلیم کے دوران صرف تعلیم کے لئے خاتون کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا جائز نہیں ہے۔ ہاں! اگر خطرناک بیماریوں کا علاج اور انسانی زندگی کی نجات اس طرح کے تجربے پر موقوف ہو کہ جس میں شرمگاہ پر نظر ڈالنا ضروری ہو تو جائز ہے۔

طباعت، تالیف اور فن کاری کے حقوق

مسئلہ ۱۵۵۵: اسلامی جمہوریہ ایران سے باہر چھپی ہوئی کتابوں کی دوبارہ اشاعت کرنا یا آفسیٹ کے ذریعے ان کو چھپوانا اس معاہدے کے تحت ہے جو مذکورہ کتب کے بارے میں اسلامی جمہوریہ ایران اور متعلقہ ممالک کے مابین ہوا ہے۔ لیکن ملک کے اندر چھپنے والی کتابوں کے سلسلے میں احتیاط یہ ہے کہ ناشر سے ان کی دوبارہ طباعت کرنے کے لئے اجازت لی جائے اور اس کے حقوق کا خیال رکھا جائے البتہ جو کتابیں بغیر اجازت کے چھپ چکی ہیں یا ان کی دوبارہ اشاعت ہو چکی ہے ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۶: فکری اور فنی اُمور انجام دینے والے مؤلّفین، مترجمین اپنے علمی اور معنوی کام کے پہلے یا اصلی نسخے کے بدلے میں ناشرین سے نشر و طباعت کے عوض جتنا مال چاہیں لے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۵۵۷: اگر مؤلف، مترجم یا فنکار پہلے نسخے کے عوض مال وصول کرے اور یہ شرط کرے کہ بعد کی اشاعت میں بھی میرا حق محفوظ رہے گا تو اس میں کوئی اِشکال نہیں ہے اور ناشر پر شرط کی پابندی کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۸: اگر مصنف یا مؤلف نے پہلی اشاعت کی اجازت دیتے وقت دوسری اشاعت کے

بارے میں کچھ نہ کہا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ اگر پہلا معاہدہ صرف پہلی اشاعت کے لئے تھا تو دوسری اشاعت کے لئے بھی اجازت لی جائے۔

مسئلہ ۱۵۵۹: اگر مصنف سفر پر ہو یا اس کی موت واقع ہو چکی ہو اور دوسری اشاعت کے لئے خود اس سے اجازت نہ لی جا سکتی ہو تو اس کے نمائندہ یا شرعی سرپرست یا فوت ہو جانے کی صورت میں وارث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۶۰: مؤلف اور ناشر کے حقوق کی رعایت کی خاطر احتیاط یہ ہے کہ دوسری بار کتاب کو چھاپنے کے لئے بھی ان سے اجازت لی جائے۔

مسئلہ ۱۵۶۱: تواشیح (مذہبی ترانوں) اور قرآن کریم کی کیسٹوں کی کاپی کروانے کے لئے احتیاط یہ ہے کہ اصلی ناشر سے کاپی کرنے کی اجازت لی جائے۔

مسئلہ ۱۵۶۲: ملک کے اندر بننے والی کمپیوٹر ڈسکوں کی کاپی کرنے کے لئے بنا بر احتیاط ان کے مالکوں سے اجازت لینا اور ان کے حقوق کی رعایت کرنا ضروری ہے لیکن ملک کے باہر سے آنے والی ڈسکوں کا حکم معاہدے کے تابع ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۳: تجارتی مرکزوں اور کمپنیوں کے نام حکومت کی طرف سے ملک کے قوانین کے مطابق ایسے افراد کو الاٹ کئے جاتے ہیں جو دوسروں سے پہلے مذکورہ عنوان کو اپنے نام کروانے کی درخواست دے کر اسے اپنے نام کروا لیتے ہیں اور سرکاری ریکارڈ میں وہ عنوان ان کے نام درج ہوتے ہیں ایسی صورت میں دکان یا کمپنی کے عنوان سے استفادہ کرنا بغیر اجازت کے جائز نہیں ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ استفادہ کرنے والا شخص خود اسی خاندان سے تعلق رکھتا ہو یا نہیں اور اگر نام رجسٹرڈ نہ کیا ہو تو دوسروں کے لئے اسی نام سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۴: اگر کسی مؤمن دکاندار کی دکان پر کچھ کاغذات اور کتابیں فوٹو کاپی کے لئے آئیں اور دکاندار کی نظر میں وہ کاغذات اور کتابیں مومنین کے لئے مفید ہوں اور وہ بغیر اجازت کے اس کی مزید کاپیاں کرنا چاہے تو احتیاط یہ ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کرے اور اگر یہ معلوم ہو کہ مالک راضی نہیں ہے تو اس احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۵۶۵: کرائے پر لی گئی ویڈیو کیسٹ کی کاپی کرنا دکاندار کی اجازت کے بغیر بنا بر احتیاط جائز نہیں ہے لیکن اگر اجازت کے بغیر ٹیپ کرے تو اس کا محو کر دینا ہی کافی ہے دکاندار کو اطلاع دینا

ضروری نہیں ہے۔

غیر مسلمین کے ساتھ تجارت

مسئلہ ۱۵۶۶: اسرائیلی حکومت جو غاصب ہے اور اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہے اس کے ساتھ ایسا کاروبار کرنا کہ جس سے اس کو فائدہ ہو جائز نہیں ہے اور کسی کے لئے بھی ان کے مال کو درآمد کرنا اور اس کی ترویج کرنا کہ جس مال کے بنانے اور فروخت کرنے سے اس حکومت کو فائدہ پہنچے جائز نہیں ہے اور مسلمانوں کے لئے ان چیزوں کو خریدنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کا نقصان ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۷: ایسی اشیا کہ جن کے بنانے اور فروخت کرنے سے غاصب اور ذلیل اسرائیلی حکومت کو فائدہ ہوتا ہو ان کا درآمد کرنا اور ان کی ترویج کرنا ممنوع ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۸: تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسی مصنوعات کی خریداری سے پرہیز کریں جن کے بنانے اور خریدنے کا فائدہ ان صیہونیوں اور یہودیوں کو پہنچے جو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ برسر پیکار ہیں۔

مسئلہ ۱۵۶۹: اسلامی ممالک میں اسرائیل جانے کے لئے دفتر کھولنا اور اس سے ٹکٹ خریدنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کا نقصان ہے اور کسی شخص کو بھی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو پست فطرت، اسلام دشمن اور مسلمانوں سے برسر پیکار، اسرائیل کی حکومت کے ساتھ بائیکاٹ کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۱۵۷۰: ایسی یہودی امریکی اور کینیڈین کمپنیوں کی مصنوعات خریدنا جائز نہیں ہے جو اسرائیل کی غاصب اور اسلام دشمن حکومت کی مدد کے لئے استعمال ہوتی ہیں، البتہ اگر وہ مصنوعات اسرائیل کی ظالم و جابر حکومت کی مدد کے لئے استعمال نہ ہوں تو ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۱: مسلمان ملک کے تاجر اسرائیل سے مال درآمد کر کے اس کی خرید و فروخت اور ترویج نہ کریں کیونکہ اس میں بہت نقصانات ہیں، لہذا ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۲: تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ایسی اشیا خریدنے اور استعمال کرنے سے

اجتناب کریں جن کے بنانے اور بیچنے کا فائدہ ان یہودیوں اور صیہونیوں کو ہوتا ہو جو اسلام اور مسلمانوں سے برسر پیکار ہیں۔

مسئلہ ۱۵۷۳: جن مصنوعات کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ اسرائیل کی ہیں لیکن ترکی اور قبرص کے ذریعے درآمد کی جارہی ہیں تو مسلمانوں کے لئے ایسی مصنوعات کا خریدنا، ان کی ترویج کرنا اور انھیں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۴: اگر غیر اسلامی ممالک سے درآمد شدہ مصنوعات کی خریداری اور ان سے استفادہ کرنے سے کافر استعمار گر اور اسلام اور مسلمین کی دشمن حکومت کو تقویت ہوتی ہے یا ان کی مالی امداد ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ اسلامی ممالک پر حملہ کرتے ہیں تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کی مصنوعات کی خریداری اور ان کے استعمال سے اجتناب کریں اور مذکورہ حکم تمام مصنوعات اور تمام کافر اور اسلام دشمن حکومتوں کے لئے ہے صرف ایران کے مسلمانوں سے مخصوص نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۵: جائز اُمور کے ذریعے کسبِ معاش کرنا بذات خود صحیح ہے، چاہے اس کا فائدہ غیر اسلامی حکومت کو پہنچے۔ ہاں! اگر حکومت مسلمانوں کے ساتھ برسر پیکار ہو اور مسلمانوں سے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں کام لینا چاہتی ہو تو جائز نہیں ہے۔

ظالم حکومت میں کام کرنا

مسئلہ ۱۵۷۶: غیر اسلامی حکومت میں کام کرنے کا جواز اس چیز پر منحصر ہے کہ وہ عمل بذاتِ خود جائز ہو۔

مسئلہ ۱۵۷۷: معاشرتی قوانین چاہے غیر اسلامی حکومت کے ہوں ان کی رعایت کرنا ہر حال میں واجب ہے چنانچہ اگر کوئی شخص کسی عرب ملک کی ٹریفک پولیس میں ہو اور قانون توڑنے والوں کو اس کے دستخط سے جیل میں ڈال دیا جائے تو اس کی نوکری صحیح ہے اور اس کے عوض اس کے لئے تنخواہ لینا حلال ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۸: کسی مسلمان کا امریکہ یا کینیڈا کی شہریت لے کر وہاں کی پولیس میں شامل ہونا اور بلدیہ اور دوسرے حکومتی دفاتر میں نوکری کرنا اگر فعلِ حرام کے اِرتکاب، ترکِ واجب اور کسی گناہ کا سبب نہ بنے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۹: ایسے شخص کو جو جامع الشرائط نہیں ہے اور ایسے شخص کی طرف سے منصوب بھی نہیں ہے کہ جسے شرعی طور پر قاضی کو نصب کرنے کا حق ہے، قاضی بننے اور لوگوں کے درمیان قضاوت انجام دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ پس! ظالم حاکم کی طرف سے منصوب قاضی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور لوگوں کا اس کی جانب رجوع کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا حکم بھی نافذ نہیں ہے لیکن اگر ایسا کرنے کی ضرورت ہو تو صحیح ہے۔

لباس کے اَحکام

مسئلہ ۱۵۸۰: لباسِ شہرت، ایسے لباس کو کہا جاتا ہے جو رنگ سلائی بوسیدگی یا اس جیسے دیگر اَسباب کی وجہ سے پہننے والے کے لئے مناسب نہ ہو یعنی اگر وہ اسے لوگوں کے سامنے پہنے تو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے اور اُنگشت نمائی کا باعث ہو۔

مسئلہ ۱۵۸۱: وہ آواز جو چلتے وقت کسی خاتون کے جوتے کے زمین کے ساتھ ٹکرانے سے نکلتی ہے وہ بذاتِ خود جائز ہے لیکن اگر لوگوں کے لئے توجّہ مبذول کرنے اور فساد میں پڑنے کا موجب ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۲: لڑکی کے لئے گہرے نیلے رنگ کے کپڑے پہننا بذاتِ خود جائز ہے، لیکن اگر لوگوں کے لئے توجہ اور فساد کا موجب ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۳: خواتین کے لئے ایسا لباس پہننا جس سے بدن کا نشیب وفراز نمایاں ہو اور شادیوں میں ایسا باریک لباس پہننا جس سے بدن نمایاں ہو اگر نامحرم کی نظر سے محفوظ ہو اور کسی فساد کا باعث نہ ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۴: جوتے کسی بھی رنگ کے یا کسی بھی شکل کے ہوں ان کو پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ، ہاں! اگر ان کا رنگ یا ان کی شکل نامحرم کی توجہ اور اُنگشت نمائی کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۵: شکل رنگ اور سلائی کے اعتبار سے خواتین کے اَسکارف، دوپٹے اور ان کی شلوار اور قمیص کا وہی حکم ہے جو گزشتہ مسئلے میں جوتوں کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۶: خواتین کا لباس، پردہ، برقعہ یا کوئی اور چیز جو رنگ، ڈیزائین یا پہننے کے انداز سے نا

محرم کی توجہ مبذول کرنے اور فساد و حرام میں مبتلا ہونے کا سبب بنے تو حرام ہے۔
مسئلہ ۱۵۸۷: عورت اور مرد اپنی مخالف جنس کی چیزیں اگر اپنے لئے لباس قرار نہ دے کر پہنیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
مسئلہ ۱۵۸۸: مردوں کے لئے خواتین کے مخصوص پوشیدہ لباس فروخت کرنے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر نگاہ حرام اور معاشرتی اور اخلاقی برائیوں کا موجب بنے تو جائز نہیں ہے۔
مسئلہ ۱۵۸۹: باریک جورابیں فروخت کرنا اگر اس قصد سے نہ ہو کہ خواتین انھیں نامحرموں کے سامنے پہنیں تو اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے۔
مسئلہ ۱۵۹۰: کام کرنا اور کسبِ حلال کرنا ہر صنف بلکہ ہر انسان کے لئے جائز ہے، بشرطیکہ وہ شرعی قوانین اور اسلامی آداب کی رعایت کرتا ہو، لہٰذا غیر شادی شدہ افراد کے لئے شرعی قوانین اور اخلاقی آداب کا خیال رکھتے ہوئے تجارتی مراکز میں عورتوں کے مخصوص لباس اور ان کی آرائش کے سامان کو بیچنا جائز ہے لیکن تجارت کے لئے لائسنس یا بعض اداروں میں بعض کاموں کے لئے خاص شرائط کی رعایت کرنا جو مصلحت عامہ کو مدنظر رکھ کر بنائی گئی ہوں واجب ہے۔
مسئلہ ۱۵۹۱: ہار اگر سونے کا ہو یا خواتین کے لئے مخصوص ہو تو مردوں کے لئے اس کا پہننا جائز نہیں ہے۔

مغربی ثقافت کی پیروی

مسئلہ ۱۵۹۲: ایسا لباس پہننا جس سے غیر ملکی مغربی ثقافت کی پیروی اور کفار کے ساتھ مشابہت ہوتی ہو اور اس پر ایسی تصاویر ہوں جس سے مغربی ثقافت کی ترویج ہوتی ہو اگر معاشرتی برائیوں کا سبب نہ بنے تو بذاتِ خود جائز ہے لیکن یہ کہ مذکورہ عمل اسلامی تہذیب و تمدن کی مخالف مغربی ثقافت کی ترویج شمار ہوتا ہے یا نہیں اس کی تشخیص عُرفِ عام یعنی رائے عامہ کی ذمہ داری ہے۔
مسئلہ ۱۵۹۳: غیر اسلامی ممالک سے لباس درآمد کرنا' اس کی خرید و فروخت کرنا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ ہاں! اگر اس لباس کا پہننا اسلامی حیا اور اخلاق کے خلاف ہو یا اسلام دشمن مغربی ثقافت کی اشاعت کا سبب ہو تو جائز نہیں ہے اور اس سلسلے میں متعلقہ حکام سے رابطہ کرنا چاہیے تاکہ اسے روکا جا سکے۔

مسئلہ ۱۵۹۴: ایسی چیزوں کے حرام ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ عمل اعدائے اسلام کے ساتھ سے مشابہت اوران کی ثقافت کی ترویج کا سبب ہواور مذکورہ عمل کا حکم اشخاصِ زمانہ اور ملکوں کے اعتبار سے مختلف ہوسکتا ہے، مغربی ہونا کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۵: اساتذہ کے لئے طلباء کے بال کاٹنا مناسب نہیں ہے۔ بال کاٹنا خود طالب علم کی ذمہ داری ہے اور اگر اسکول کے اساتذہ طالب علم سے کوئی خلافِ ادب اور اسلامی ثقافت کے منافی عمل دیکھیں تو پدرانہ وعظ ونصیحت انجام دینا ان کی ذمہ داری ہے اور اگر ضروری ہوتو مذکورہ مسئلے میں ان کے سرپرست سے مدد لینی چاہیے البتہ تعلیمی ادارے کے قوانین کی پابندی ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۶: استعماری ممالک کے بنے ہوئے لباس کے پہننے میں اس لئے کہ اعدائے اسلام نے اسے بنایا ہے کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں! اگر وہ غیر اسلامی ہواور ہماری ثقافت کے خلاف ہو یا ان کی معیشت کی تقویت کا سبب بنے کہ جسے وہ اسلامی ممالک کے خلاف استعمار اور استیصال کے لئے استعمال کرتے ہیں یا اگر اسلامی حکومت کی معیشت کو ضرر پہنچانے کا سبب ہوتو اس میں اشکال ہے۔ بلکہ بعض موقعوں پر جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۷: نامحرم وفود کے استقبال کی رسومات میں خواتین کی شرکت کا کوئی بہانا صحیح نہیں ہے اور اگر مفاسد اور اسلام دشمن غیر اسلامی ثقافت کی ترویج کا سبب ہوتو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۸: ٹائی لگانا اور ٹائی جیسی چیزوں کا پہننا جائز نہیں ہے، بشرطیکہ یہ چیزیں غیر مسلمین کی ثقافت اور اسلام کی مخالف مغربی ثقافت کی ترویج کا سبب بنتی ہوں اور مذکورہ حکم اسلامی حکومت میں رہنے والوں کے لئے مخصوص نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۹۹: ایسی چیزوں کی ترویج کرنا، ان کا خریدنا اور انھیں فروخت کرنا جائز نہیں ہے کہ جو صراحتاً نہ سہی اشارۃً ہی جوانوں کے انحراف اور فاسد ہونے کا سبب ہوں اور فاسد ثقافتی ماحول مہیا کریں، لہٰذا ان سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۰: ہمارے اسلامی معاشرے کے خلاف ثقافتی جنگ میں دور حاضر کی عورت پر واجب ہے کہ وہ پردے کی پابندی کرے اور ایسے ملبوسات سے اجتناب کرے جو دشمنوں کی ثقافت کی پیروی کہلاتے ہیں، ایسا کرنا ان کے اہم واجبات میں سے ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۱: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا جشن منانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۲: ایسا لباس پہننا جس پر شراب کا نعرہ یا اس کی تبلیغ ہو جائز نہیں ہے۔

ہجرت کرنا اور سیاسی پناہ لینا

مسئلہ ۱۶۰۳: غیر اسلامی حکومت میں سیاسی پناہ لینے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ مفسدہ کا باعث نہ ہو لیکن جھوٹے اور جعلی قصوں سے کام لے کر سیاسی پناہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۴: مسلمان کے لئے غیر اسلامی ملک کی طرف ہجرت کرنے میں اگر اس کے بے دین ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور ہاں! اپنے دین و مذہب کی حفاظت کے ساتھ اس پر اسلام اور مسلمین کا دفاع کرنا واجب ہے اور بقدرِ امکان دین اور دین کے اَحکام کی ترویج کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۵: ایسی خواتین جو دار الکفر میں ایمان لائی ہوں اور معاشرتی اور خاندانی وجوہات کی بنا پر اسلام کے اظہار سے قاصر ہوں ان پر اسلامی ممالک کی جانب ہجرت کرنے میں اگر کوئی حرج ہو تو واجب نہیں ہے لیکن حتّی المقدور نماز، روزہ اور دیگر واجبات کی پابندی کی جائے۔

مسئلہ ۱۶۰۶: ایسے ممالک میں جہاں گناہ کے اَسباب مہیا ہیں رہنا بذات خود جائز ہے، خصوصاً اگر وہاں رہنے کے لئے مجبور ہو لیکن اس پر شرعاً حرام اُمور سے اجتناب کرنا واجب ہے اور اسی طرح واجباتِ شرعیہ کو انجام دینے اور محرماتِ شرعیہ کو ترک کرنے میں بالغ اور دوسرے مکلفین میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جاسوسی، چلغوری اور اَسرار کا فاش کرنا

مسئلہ ۱۶۰۷: بیت المال اور حکومت کے اَموال کی حفاظت کرنے والے افسر کو جب اطلاع ہو جائے کہ کسی نے حکومتی مال و دولت کا غبن کیا ہے تو اس شخص کی شرعی اور قانونی طور پر ذمہ داری ہے کہ اس کیس کو متعلقہ ادارے کے سامنے پیش کرے تاکہ حق ثابت ہو سکے اور مجرم کی آبرو کا خوف شرعی طور پر بیت المال کی حفاظت اور اثبات حق سے باز رکھنے کا جواز نہیں ہے۔ مطلع افراد کو چاہیے کہ اپنی معلومات متعلقہ حکام تک پہنچائیں تاکہ وہ تحقیق کے بعد جرم ثابت ہونے پر مناسب اقدام کریں۔

مسئلہ ۱۶۰۸: اخباروں اور دیگر جرائد میں آئے دن چوروں، دھوکے بازوں، اداروں کے اندر

رشوت خور گروہوں اور بے حیائی کا مظاہرہ کرنے والوں کی گرفتاری، نیز فساد کے مراکز اور نائٹ کلبوں کی خبریں چھپتی رہتی ہیں اس قسم کی خبریں چھاپنا اور منتشر کرنا اور اس طرح کے واقعات اور حوادث کو اخبار میں نشر کرنا فحشا کی ترویج کے زمرے میں نہیں آتا۔

مسئلہ ۱۶۰۹: کسی تعلیمی ادارے کے طالب علم اگر ادارے میں منکرات اور برائیوں کا مشاہدہ کریں اور انھیں تربیتی اُمور کے ذمہ دار افراد تک پہنچائیں تا کہ ان کی روک تھام کی جا سکے تو اگر یہ کام جاسوسی اور غیبت نہ کہلائے اور مذکورہ مفاسد کو اس نے دیکھا ہو تو اطلاع دینے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بعض اوقات اگر یہ کام نہی از منکر کے مقدمات میں سے قرار پائے تو واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۰: بعض دفاتر کے افسروں کی خیانت اور ان کے ظلم کو مذکورہ مطلب کی درستی پر یقین کرنے کے بعد متعلقہ ادارے کے سامنے اظہار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تا کہ اس کے بارے میں تحقیق کے بعد اقدام کیا جائے بلکہ بعض اوقات ایسا کرنا واجب ہے، بشرطیکہ نہی از منکر کے مقدمات میں سے شمار ہو۔ ہاں! لوگوں کے سامنے اظہار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ اگر حکومت اسلامی کو کمزور کرنے کا سبب بنے اور فتنہ وفساد کا باعث ہو تو حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۱: مومنین کی جاسوسی اور ان کے بارے میں ظالم حکومت کو اطلاعات فراہم کرنا اگر ان کے لئے ضرر اور تکلیف کا پیش خیمہ ثابت ہو تو یہ عمل شرعاً حرام ہے اور ظالم کے سامنے مومنین کی چغل خوری اگر نقصان کا سبب بنے تو خبر دینے والا اس نقصان کا ضامن ہوگا۔

مسئلہ ۱۶۱۲: اداروں میں مشغول ملازمین سے متعلق اُمور کی قانونی تحقیق وتفتیش سرکاری مامورین کے لئے قوانین اور ضوابط کی حدود میں رہتے ہوئے جائز ہے لیکن حدود وضوابط کے علاوہ ان کے ذاتی اَسرار کا پتا لگانا تفتیش پر مقرر افراد کے لئے بھی جائز نہیں چہ جائیکہ دوسروں کے لئے جائز ہو۔

مسئلہ ۱۶۱۳: دوسروں کے سامنے اپنے ان ذاتی اور خصوصی اُمور کو بیان کرنا جائز نہیں ہے جو دوسروں سے بھی مربوط ہوں یا ان کے بیان کرنے سے کسی فساد کا خطرہ ہو۔

مسئلہ ۱۶۱۴: ماہرین نفسیات علاج کے لئے عام طور پر مریض کے ذاتی اور خاندانی اُمور کے بارے میں سوال کرتے ہیں تا کہ اس کے مرض کا سبب تلاش کریں اور اس کا علاج کیا جا سکے اس سے اگر تیسرے شخص کی غیبت یا اہانت نہ ہو اور کوئی مفسدہ بھی مترتب نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۵: متعلقہ افسر کی اجازت سے قانونی ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے معصیت اور فعلِ حرام

سے محفوظ رہ کر بعض مراکز اور پارٹیوں میں داخل ہونا بلا مانع ہے اور افسروں پر بھی لازم ہے کہ ایسے افراد پر کڑی نگاہ رکھیں جنھیں مذکورہ مراکز اور پارٹیوں میں داخل ہونے کے لئے انتخاب کیا جاتا ہے اور اچھی طرح ان کے کام پر نظر رکھیں۔

مسئلہ ۱۶۱۶: کسی بھی ایسے کام کو انجام دینا جو کہ اسلامی جمہوریہ کے چہرے کو جو کہ کفر اور عالمی استکبار سے برسر پیکار ہے مسخ کرے اسلام اور مسلمین کے فائدے میں نہیں ہے بلکہ اعدائے اسلام (خدا ان کو رُسوا کرے) کے حق میں ہے، لہٰذا اسلامی جمہوریہ میں ہونے والے بعض منفی ظواہر کے بارے میں گفتگو کرنا حرام ہے، لہٰذا ایسے شخص کی مذکورہ امر میں مدد کرنا اور اس کی بات سننا جائز نہیں ہے۔

سگریٹ نوشی اور نشہ آور اشیا

مسئلہ ۱۶۱۷: عمومی مقامات اور حکومتی دفاتر میں سگریٹ نوشی اگر عمومی مقامات اور دفاتر کے داخلی قوانین کے خلاف ہو یا دوسروں کے لئے اذیت وآزار یا ضرر کا باعث ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۸: کسی کا بھائی نشہ آور اشیا کے استعمال کا عادی ہو اور منشیات کا اسمگلر بھی ہو تو اس پر نہی از منکر کے عنوان سے واجب ہے کہ اس کے نشے کے ترک کرنے اور نشہ آور اشیا کے فروخت کرنے سے رک جانے میں اس کی مدد کریں اور اگر متعلقہ ادارے کو اطلاع دینا مذکورہ امر میں معاون ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۹: انفید (نسوار) کے ناک سے کھینچنے میں اگر قابلِ اعتنا ضرر یا نقصان ہو تو اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے چہ جائیکہ اس کا عادی بن جائے۔

مسئلہ ۱۶۲۰: تمبا کو کی خرید وفروخت بذات خود جائز ہے، ہاں! اگر اس کے استعمال میں قابلِ اعتنا ضرر ہو تو اس کا خریدنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۱: حشیش (بھنگ کے سوکھے پتے) پاک ہے لیکن اس کا استعمال شرعاً حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۲: نشہ آور اشیا جیسے حشیش، چرس، مارفین، میری جوانا کا کسی بھی شکل میں استعمال قابلِ توجہ معاشرتی اور فرادی مضرات کا حامل ہے، لہٰذا ان کا استعمال حرام ہے اور اسی طرح ان کے ذریعے کسبِ معاش کرنا چاہے نقل وانتقال، ذخیرہ کرنے اور خرید وفروخت کرنے وغیرہ سے ہو حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۳: برفرض اگر قابلِ اعتماد ڈاکٹر نے تجویز کیا ہو اور مرض کا علاج کسی طرح بھی نشہ آور چیزوں کے استعمال پر موقوف ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۴: خشخاش، بھنگ اور کوئی وغیرہ جن سے چرس، ہیروئن، مارفین، حشیش اور کوکین وغیرہ حاصل کی جاتی ہیں کی زراعت کرنا اور دیکھ بھال کرنا جو اسلامی جمہوریہ کے قانون کے خلاف ہے جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۵: نشہ آور اشیا کو تیار کرنا چاہے طبیعی خام مواد سے ہو، مثلاً مارفین، ہیروئن، حشیش، میری جوانا وغیرہ سے یا مصنوعی مواد مثلاً L.S.D وغیرہ سے ہو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۶: ایسا تمبا کو پینا جس پر ایک قسم کی شراب چھڑکی گئی ہو، اگر عُرفِ عام کی نگاہ میں شراب پینا نہ کہلائے یا نشہ آور نہ ہو اور قابلِ توجہ ضرر کا سبب نہ ہو تو جائز ہے اگر چہ احتیاط ترک کرنا ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۷: سگریٹ نوشی سے ہونے والے ضرر اور نقصان کے لحاظ سے اس کا حکم بھی مختلف ہوگا بطور عام اگر تمبا کو نوشی سے بدن کو قابلِ توجہ نقصان پہنچتا ہے تو جائز نہیں ہے اور اگر انسان کو معلوم ہو کہ تمبا کو نوشی شروع کرنے سے مذکورہ مرحلے تک پہنچ جائے گا تو بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۸: ایسے مال کا حکم جس کا بعینہ حرام ہونا معلوم ہو، مثلاً نشہ آور اشیا کی تجارت سے حاصل شدہ مال تو اگر اس کے مالک کا پتا نہ ہو تو اس مال کا حکم یہ ہے کہ اس کو اس کے مالک شرعی تک پہنچانا واجب ہے اگر چہ مالک کچھ لوگوں کے اندر محدود ہو اور اگر مالک کا علم نہ ہو تو مالک شرعی کی طرف سے فقرا کو بعنوانِ صدقہ دینا واجب ہے اور اگر حرام مال حلال مال سے مل گیا ہو اور اس کی مقدار معلوم نہ ہو اور نہ اس کا شرعی مالک معلوم ہو تو اس صورت میں اس مالِ مخلوط کا خمس نکالنا واجب ہے اور خمس کو ولیٔ امرِ خمس کو دینا واجب ہے۔

داڑھی اور مونچھ

مسئلہ ۱۶۲۹: داڑھی کا معیار یہ ہے کہ عُرفِ عام میں یہ کہا جائے کہ اس شخص نے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۰: طول اور عرض کے اعتبار سے داڑھی کی کوئی حد معین نہیں ہے بلکہ معیار یہ ہے کہ عُرفِ عام کی نظر میں داڑھی کہلائے، ہاں! ایک مٹھی سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۱: مونچھ کو بڑھانے اور داڑھی کی اصلاح کرنے میں بذاتِ خود کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۲: بعض لوگ اپنی ٹھوڑی کے بال نہیں کاٹتے لیکن اَطراف کے بال کاٹ دیتے ہیں وہ جان لیں کہ داڑھی کے بعض حصے کے کاٹنے کا حکم خود داڑھی کاٹنے جیسا ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۳: داڑھی کاٹنا علیٰ الا حوط حرام ہے اور مذکورہ عمل پر علیٰ الاَحوط اَحکامِ فسق جاری ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۳۴: مونچھیں کاٹنے یا لمبی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں! مونچھ کا اتنا لمبا کرنا کہ کھانے اور پینے کے دوران طعام اور پانی سے مس ہو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۵: گر کسی کے عمل پر داڑھی کاٹنا صادق آتا ہو تو بنا بر احتیاط حرام ہے، ہاں! اس کا مذکورہ شغل اگر اسلامی معاشرے کی ضرورت ہو تو ضرورت کی حد تک اس کو کم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۶: داڑھی کاٹنے کے آلات کی خریداری کرنا اور دوسروں کو پیش کرنا بنا بر احتیاط جائز نہیں لیکن اگر ضرورت پیش آجائے تو اِشکال نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۱۶۳۷: مسلمان کے لئے داڑھی رکھنے میں کوئی اہانت نہیں ہے اور بنا بر احتیاط داڑھی کاٹنا حرام ہے مگر یہ کہ اس کے رکھنے میں ضرر یا حرج ہو تو کاٹنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۸: مکلفین پر داڑھی رکھنے جیسے حکم الٰہی کا انجام دینا واجب ہے مگر یہ کہ ضرر اور حرج کا سبب بنے تو کاٹنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۳۹: اگر شیونگ کریم کا استعمال شیونگ کے علاوہ قابلِ توجہ حلال کاموں میں ہوتا ہو تو اس کا بنانا، خریدنا اور فروخت کرنا ان حلال اُمور کے لئے جائز ہے اور اس کا خریدنا فروخت کرنا اور بنانا حرام اُمور کے قصد سے ہو تو بنا بر احتیاط حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۰: داڑھی کاٹنے کے حرام ہونے سے مراد یہ ہے کہ داڑھی کاٹنے کا عنوان صادق آتا ہو اور ایسا کرنا بنا بر احتیاط حرام ہے، ہاں! کچھ بال کاٹنے پر داڑھی کاٹنا صادق نہیں آتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۱: داڑھی کاٹنے کے عوض اُجرت لینا بنا بر احتیاط حرام ہے لیکن وہ مال جو حرام سے مخلوط ہو گیا ہے اگر حرام مال کی مقدار معلوم ہو اور اس کا مالک بھی معلوم ہو تو اس پر واجب ہے کہ مال کو اس کے مالک تک پہنچائے اور اس کی رضایت کو حاصل کرے اور اگر محدود اور منحصر افراد میں بھی مالک تک نہ پہنچا سکے تو اس کی طرف سے فقرا کو صدقہ دینا واجب ہے اور اگر مال کی مقدار کا علم نہ ہو لیکن مالک کو جانتا ہو تو جس طرح سے بھی ہو اس کی رضایت حاصل کرنا واجب ہے اور اگر نہ مال کی

مقدار کا علم ہو اور نہ ہی مالک کا تو اس صورت میں مال کا خمس نکالنا واجب ہے تا کہ اس کا مال پاک ہو جائے۔ اب اگر خمس نکالنے کے بعد مخلوط مال میں سے سالانہ اخراجات کے بعد کچھ مال بچ جائے تو اس پر سالانہ بچت کے عنوان سے خمس نکالنا بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۲: شیونگ مشین کا چونکہ داڑھی کاٹنے کے علاوہ بھی استعمال ہوتا ہے، لہٰذا اس کی مرمت کرنا اور مرمت کی اُجرت لینا جائز ہے، ہاں! اگر داڑھی کاٹنے کے قصد سے مرمت کی جائے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۳: گالوں کے اُبھرے ہوئے حصے سے دھاگے یا چمٹی کے ذریعے سے یا بلیڈ کے ذریعے سے بال کاٹنا جائز ہے۔

بزمِ معصیت میں حاضر ہونا

مسئلہ ۱۶۴۴: ایسی اجتماعی دعوت میں جانا کہ جس میں شراب نوشی کی جاتی ہو جائز نہیں ہے۔ ان کی دعوت میں نہیں جانا چاہیے تا کہ انھیں معلوم ہو جائے کہ آپ لوگ مسلمان ہیں اور شراب نہیں پیتے اور نہ ہی شراب نوشی کی محفل میں شریک ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۴۵: شادی کی ایسی محفل جو لہو ولعب اور گناہ کی محفل نہ کہلائے اور نہ ہی وہاں جانے میں کوئی مفسدہ ہو تو اس میں جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اگر وہاں جانا اور بیٹھنا عُرفِ عام میں ناجائز کاموں کی تائید کرنا شمار کیا جائے تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۶: رقص اگر جنسی شہوت کو اُبھارنے کا سبب ہو یا حرام عمل کے ہمراہ انجام پائے یا حرام عمل کا موجب ہو یا نامحرم مرد اور خواتین کے ساتھ مل کر انجام دیا جائے تو حرام ہے اور مذکورہ عمل کا انجام پانا شادی اور غیر شادی کی کسی محفل کے اعتبار سے فرق نہیں کرتا اور اگر گناہ کی محفل میں شرکت کرنا عملِ حرام کے ارتکاب کا سبب ہو جیسے مطرب موسیقی کے سننے کا جو کہ محفل فسق و فجور وعصیان سے مناسبت رکھتی ہو یا مذکورہ شرکت سے گناہ کی تائید ہوتی ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں احتمالِ تاثیر نہ ہو تو وجوبِ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ساقط ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۷: ایسی محفلِ گناہ کو ترک کرنا جس میں بے پردہ خاتون ہو اور اس پر نہی از منکر کا اثر نہ ہوتا

ہوتو اگر ترکِ محفل ان کے عمل پر اعتراض کے طور پر ہو اور نہی عن المنکر کا مصداق ہو تو واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۸: غنا اور موسیقی کی محفل میں جانا جائز نہیں ہے خاص کر ایسی موسیقی کی محفل جس میں مطرب لہوی اور محفلِ فسق و فجور سے مناسبت رکھنے والی موسیقی بجائی جاتی ہو اور اس کا وہاں جانا استماع اور تائید کا موجب بھی ہو لیکن اگر موسیقی کی حرمت کے بارے میں شک ہو تو اس صورت میں سننے اور شرکت کرنے میں بذاتِ خود کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۹: ایسی محفل میں شرکت کرنا جہاں انسان بعض اوقات غیر مناسب کلام سنتا ہے مثلاً علمائے دین پر تہمت یا اسلامی جمہوریہ کے عہدے داروں یا مومنین پر بہتان وغیرہ اگر فعل حرام میں مبتلا ہونے مثلاً غیبت سننے اور بُرے کام کی ترویج و تائید ہونے کا سبب نہ بنے تو بذات خود جائز ہے، ہاں! نہی عن المنکر ہر حال میں واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۰: بعض غیر اسلامی ممالک میں علمی نشستوں اور کانفرنسوں میں معمولاً مہمانوں کی ضیافت کے لئے شراب استعمال کی جاتی ہے، ایسی کانفرنس اور نشست میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ شرکت کے لئے مجبور ہو تو اس صورت میں قدرِ ضرورت پر اکتفا کرنا واجب ہے۔

تعویذ اور استخارہ

مسئلہ ۱۶۵۱: ماثور و منقول تعویذ کی کتابت کے عوض رقم دینے اور لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۲: ایسی دعائیں جن کے لکھنے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ دعائیں قدیم دعاؤں کی کتابوں سے لی گئی ہیں اگر ائمہ علیہم السلام سے مروی ہوں یا ان کا مضمون صحیح ہے تو ان سے برکت طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح مشکوک دعاؤں سے اُس امید کے ساتھ کہ ائمہ علیہم السلام کی طرف سے نقل ہوئی ہیں برکت طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۳: استخارہ پر عمل کرنا شرعاً واجب نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ استخارے کی مخالفت نہ کی جائے۔

مسئلہ ۱۶۵۴: استخارہ مباح اعمال میں تردّد اور حیرت دور کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اب یہ تردد خود عمل میں ہو یا کیفیتِ عمل میں، لہٰذا وہ اعمال نیک جن میں کوئی تردد نہیں ہے ان میں استخارے کی گنجائش نہیں ہے اور استخارہ کسی عمل اور شخص کے مستقبل کی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۵: قرآن اور تسبیح سے استخارہ کرنا کسی خاص موضوع سے مختص نہیں ہے بلکہ کسی بھی مباح کام میں استخارہ حیرت اور تردد کو دور کرنے کے لئے ہے۔ اس وقت جب انسان کسی امر کا فیصلہ نہ کر سکے لیکن اس صورت کے علاوہ استخارہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور استخارے پر شرعاً عمل کرنا واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ اس کی مخالفت نہ کرے۔

مسئلہ ۱۶۵۶: جس مسئلے میں انسان کوئی فیصلہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ اس مسئلے میں پہلے اچھی طرح غور وفکر کرے یا پھر تجربہ کار اور با اعتماد افراد سے مشورہ کرے اور اگر مذکورہ امور سے اس کی حیرت برطرف نہ ہو تو استخارہ کرسکتا ہے چاہے وہ استخارہ شادی بیاہ وغیرہ کے لئے کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۱۶۵۷: استخارہ چونکہ تردد برطرف کرنے کے لئے ہے، لہٰذا کسی نازک مسئلے میں تردد برطرف ہونے کے بعد دوبارہ استخارے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں! اگر موضوع تبدیل ہو جائے تو دوبارہ استخارہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۸: کبھی کبھی مساجد اور اہل بیت علیہم السلام کے مزاروں پر زیارت کی کتابوں میں بعض چیزیں لکھی ہوئی ملتی ہیں مثلاً حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا معجزہ اور اس طریقے سے مذکورہ مکتوب کو لوگوں کے درمیان پھیلایا جاتا ہے اور اس کے آخر میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ جو بھی اسے پڑھے یا اتنی مرتبہ اسے تحریر کرے اور تقسیم کرے تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی ایسی چیزوں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور مذکورہ طریقے کے مطابق پڑھنے والے کے لئے عمل کرنا لازم نہیں ہے۔

دینی رسومات کا احیا

عزاداری کی رسومات

مسئلہ ۱۶۵۹: ملک کے مختلف علاقوں کی مساجد اور امام بارگاہوں خصوصاً دیہاتوں میں شبیہ خوانی کی رسومات انجام دی جاتی ہیں اس لئے کہ مذکورہ عمل قدیم رسومات میں سے ہے اور کبھی کبھی اس عمل کا لوگوں کے دل پر مثبت اثر بھی ہوتا ہے۔ مذکورہ رسومات اگر جھوٹ، اباطیل اور مفسدہ پر مشتمل نہ ہوں اور عصری تقاضوں کے لحاظ سے مذہبِ حق کے لئے بدنامی کا سبب نہ بنیں تو جائز ہیں، اس کے

باوجود بہتر یہ ہے کہ وعظ ونصیحت اور مرثیہ خوانی اور ماتم حسینی کی مجالس برپا کی جائیں۔

مسئلہ ۱۶۶۰: اگر چھری والی زنجیریں مارنا لوگوں کی نظر میں مذہب کی بدنامی کا سبب بنے یا قابل توجہ بدنی ضرر کا باعث ہوتو جائز نہیں ہے، البتہ ڈھول، دف وغیرہ، اگر متعارف طریقے سے بجایا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۱: ایام عزا میں بعض مساجد میں متعدد ''علم'' نکالے جاتے ہیں جو گراں بہا چیزوں سے بہت زیادہ مزین ہوتے ہیں جسے دیکھ کر دیندار لوگ کبھی کبھی سوال کرتے ہیں کہ اس کا فلسفہ کیا ہے اور بعض اوقات مسجد کے تبلیغی پروگراموں میں خلل بلکہ مسجد کے مقاصد سے تضاد کا سبب بنتے ہیں مذکورہ علم اگر امام حسین علیہ السلام کی مجالس عزا کے شعائر سے ٹکرائے، یا مذہب کی بدنامی کا باعث ہو یا اس کا مسجد میں رکھنا عرفاً مسجد کی شان کے خلاف ہو یا نمازیوں کے لئے باعثِ مزاحمت ہوتو اس میں اِشکال ہے بلکہ بعض حالات میں جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۲: اگر کوئی شخص سید الشہدا کے لئے ''علم'' کی نذر کرے تو امام بارگاہ کی انتظامیہ پر لازم نہیں کہ وہ ''علم'' کو قبول کریں، لہٰذا اگر ان کے پاس علم رکھنے کی جگہ نہ ہو کہ جہاں وہ محفوظ رہے تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۶۳: سید الشہدا کی مجالس عزا کی رسومات میں ''علم'' رکھنا یا جلوس میں لے کر چلنا بذاتِ خود جائز ہے لیکن مذکورہ اُمور کو جز دین شمار نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۶۶۴: اگر مجالسِ عزا میں شرکت کرنے سے بعض واجبات ترک ہوجاتے ہوں مثلاً صبح کی نماز قضا ہوجاتی ہوتو دوبارہ ایسی مجالس میں شرکت نہیں کرنا چاہیے مگر یہ کہ ان مجالس میں شرکت نہ کرنا اہل بیت علیہم السلام سے دوری کا سبب ہو چونکہ واجب نماز کی ادائیگی مجالس عزا اہل بیت علیہم السلام میں شرکت کی فضیلت پر مقدم ہے اور ماتم حسینی میں شرکت کے بہانے نماز کا ترک کرنا جائز نہیں ہے لیکن اس طرح سے شرکت کی جاسکتی ہے کہ نماز سے مزاحمت پیدا نہ ہو۔

مسئلہ ۱۶۶۵: واقعات کربلا کو بغیر کسی مستند روایت یا ثابت شدہ تاریخ کے ماخذ سے نقل کرنے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، ہاں! اگر بیان حال کے عنوان سے نقل کیا جائے اور اس کا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہوتو نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور سامعین کی ذمہ داری نہی از منکر کرنا ہے، بشرطیکہ نہی از منکر کا موضوع اور اس کی شرائط موجود ہوں۔

مسئلہ ۱۶۶۶: مجالس عزا و مذہبی پروگراموں کا انعقاد مستحبات مؤکدہ اور بہترین کاموں میں سے ہے لیکن مجالس عزا برپا کرنے والوں پر واجب ہے کہ پڑوسیوں کی مزاحمت اور اذیت سے حتی المقدور اجتناب کریں، چاہے وہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کم کریں یا اس کا رخ امام بارگاہ کے اندر کی طرف تبدیل کردیں۔

مسئلہ ۱۶۶۷: سید الشہداؑ اور آپؑ کے اصحاب علیہم السلام کے جلوس نکالنا اور اس جیسے دینی مراسم میں شرکت کرنا مطلوب اور اچھا کام ہے بلکہ اللہ کی قربت حاصل کرنے کا عظیم ترین ذریعہ ہے، لیکن ہر ایسے عمل سے پرہیز کرنا چاہیے جو کہ دوسروں کے لئے موجبِ اذیت ہو یا بذاتِ خود حرام ہو، لہٰذا جلوس میں ڈھول اور بانسری کا استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۶۶۸: آلاتِ موسیقی کا استعمال عزاداری سید الشہداؑ میں مناسب نہیں لیکن اس کے باوجود عزاداری کو اسی طرح انجام دینا چاہیے جیسے کہ قدیم زمانے سے رائج ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۹: بدن کے گوشت میں سوراخ کر کے تالا لگانے یا وزن کے باٹ معلق کرنے، جیسے عمل کو عزاداری سید الشہداؑ علیہ السلام سمجھ کر انجام دینے کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے خصوصاً اگر ایسے اعمال لوگوں کی نظر میں مذہب کی توہین کا باعث ہوں۔

مسئلہ ۱۶۷۰: ائمہ علیہم السلام کے مقدس روضوں پر بعض لوگ منہ کے بل گرتے ہیں اور اپنا سینہ اور چہرہ رگڑتے ہیں اور چہرے پر خراش لگاتے ہیں یہاں تک کہ خون بہنے لگتا ہے اور پھر اس حالت میں ائمہ علیہم السلام کے حرم میں داخل ہوتے ہیں حالانکہ مذکورہ اعمال کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے چونکہ ائمہ علیہم السلام کے لئے اظہارِ غم، عزاداری اور اظہارِ ولایت کا غیر متعارف طریقہ ہے بلکہ اگر ایسے اعمال قابلِ توجہ بدنی ضرر یا لوگوں کی نظر میں مذہب کی توہین کا سبب ہوں تو جائز نہیں ہیں۔

مسئلہ ۱۶۷۱: بعض علاقوں میں خواتین دسترخوان ابوالفضل علیہ السلام کے نام سے رسومات انجام دیتی ہیں تاکہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی کا پروگرام انجام دیا جائے اور اس پروگرام میں شادی کے گانے گاتی ہیں اور تالی بجاتی ہیں اور پھر ناچنے لگ جاتی ہیں چنانچہ اس طرح کی محفلیں اور رسومات اگر جھوٹے اور باطل مفاہیم پر مبنی نہ ہوں اور مذہب کی توہین کا سبب بھی نہ ہوں تو جائز ہیں لیکن رقص اگر ایسی کیفیت کا ہو جو جنسی شہوت کو ابھارے یا فعل حرام کا سبب ہو تو جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۲: مجالس امام حسین علیہ السلام کے عنوان سے جمع شدہ مال میں سے باقی ماندہ مال کو دینے

والوں کی اجازت سے نیک اعمال میں خرچ کیا جا سکتا ہے یا آئندہ سال کی مجالسِ عزا میں خرچ کرنے کے لئے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۳: ایام محرم میں عطیات جمع کرنا اور اس کی کچھ مقدار قاری کو کچھ مقدار مرثیہ خوان کو اور کچھ مقدار خطیب کو دینا اور باقی ماندہ مال کو مجالسِ عزا پر خرچ کرنا اگر عطیات دینے والوں کی اجازت سے ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۴: خواتین کے لئے پردے اور ایسے لباس کے ساتھ جوان کے بدن کو مستور رکھے ماتمی جلوس کے دستوں میں شرکت کرنا مناسب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۵: ماتم ائمہ علیہم السلام میں قمہ زنی سے اگر عام طور پر موت واقع نہ ہوتی ہو تو خودکشی نہیں ہے لیکن اگر ابتدائے عمل سے جان کا خوف ہو اور قمہ زنی سے موت واقع ہو جائے تو خودکشی کا حکم رکھتی ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۶: خودکشی سے مرنے والے شخص کی مجلس فاتحہ میں شرکت کرنا جائز ہے اور ان کی قبروں پر فاتحہ قرأت کرنا بذاتِ خود جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۷: دینی عیدوں کی محافل میں قصیدے پڑھنا جائز ہے اور اسی طرح مال نچھاور کرنا بھی جائز ہے بلکہ اگر مومنین کے دلوں میں خوشحالی اور فرح و سرور کے اظہار کی خاطر ہو تو ثواب کا باعث ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۸: خاتون کا مجالس عزا سے خطاب کرنا جب کہ اسے علم ہو کہ نامحرم اس کی آواز سن رہے ہیں اگر لہوی کیفیت سے نہ ہو اور نہ ہی مردوں کے لئے اس کی آواز سے حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو مذکورہ عمل بذاتِ خود جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۹: عاشور کے دن بعض رسومات انجام دی جاتی ہیں مثلاً سر پر تلوار مارنا اور آگ پر چلنا جو کہ جانی اور بدنی ضرر کا سبب بنتی ہیں اور اس کے علاوہ دیگر مذاہب کے علما اور پیروکاروں یا باقی دنیا کے عام افراد کے سامنے مذہب اثنا عشری کو بدنما کرتی ہیں اور کبھی کبھی مذہب کی توہین کا باعث بھی ہوتی ہیں ہماری نظر میں مذکورہ اُمور میں سے جو چیز انسان کے لئے موجبِ ضرر ہو یا دین اور مذہب کی توہین کا سبب بنے وہ حرام ہے اور مومنین کا اس سے اجتناب کرنا واجب ہے اور مذکورہ اُمور میں سے اکثر چیزیں مذہبِ اہلِ بیت علیہم السلام کے لئے بدگوئی اور توہین کا باعث ہیں اور یہ ضرر عظیم اور بڑا خسارہ ہے اور یہ ایک واضح امر ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۰: شمشیر زنی عُرفِ عام میں اظہارِ غم اور حزن کا مظہر شمار نہیں کی جاتی ائمہ علیہم السلام اور ان

کے بعد والے دور میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا اور نہ ہی امام علیہ السلام کی طرف سے مذکورہ عمل کی خاص یا عام طور پر تائید ملتی ہے۔ اس کے باوجود آج کل مذکورہ عمل مذہب کے لئے توہین اور بدنامی کا سبب بھی ہے، لہٰذا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۱: جانی اور بدنی ضرر کے لئے شرعی ضابط ہے اور وہ قابلِ توجہ ضرر ہے جو عقلا کے نزدیک بحیثیت عقلا معتبر ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۲: جسم پر بغیر چھریوں کی زنجیر مارنا اگر متعارف طریقے سے اور اس طرح ہو کہ عُرفِ عام میں حزن و غم کے مظاہر میں سے شمار کیا جائے اور مذہبِ حق کی توہین کا سبب بھی نہ ہو تو جائز ہے وگرنہ جائز نہیں ہے۔

ایام عید اور ولادت

مسئلہ ۱۶۸۳: عقدِ اُخوت کا غدیر خم کے مبارک دن کے ساتھ مختص ہونا معلوم نہیں ہے اگر چہ اسی دن پر اکتفا کرنا بہتر اور اَحوط ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۴: عقدِ اُخوت جاری کرنے کے لئے روایات میں نقل شدہ صیغے کی رعایت کرنا اگر چہ بہتر ہے لیکن اس کا متعین ہونا یقینی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۵: نوروز کے دینی عید ہونے کے بارے میں معتبر روایتیں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی بالخصوص نوروز کو شرعاً مبارک ایام میں سے قرار دیے جانے پر کوئی معتبر نص ہے البتہ اس دن جشن منانے اور ملنے ملانے اور صلۂ رحمی وغیرہ انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۶: نوروز کی فضیلت اور اس کے اعمال کے بارے میں جو نقل ہوا ہے مثلاً نماز، دعا وغیرہ، دعا تو ان کے مستحب ہونے میں تأمّل اور اِشکال ہے ہاں! رجائے مطلوبیت کے قصد سے انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ذخیرہ اندوزی اور اِسراف

مسئلہ ۱۶۸۷: جن اشیا میں ذخیرہ اندوزی کرنا حرام ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے اور مشہور

فقہا کی بھی یہی رائے ہے وہ غلاّت اَربع (گندم، جو، خرما، کشمش) اور سمن وزیت (گھی اور تیل) ہیں جن کی ضرورت معاشرے کے مختلف طبقات کو ہوتی ہے لیکن اسلامی حکومت مصلحت عامہ کے تحت لوگوں کی تمام ضروریات زندگی پر ذخیرہ اندوزی کو ممنوع قرار دے سکتی ہے اور اگر حاکم شرع مناسب سمجھے تو ذخیرہ اندوزوں پر مالی تعزیرات نافذ کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۸: ضرورت سے زیادہ استعمال اور خرچ کرنا حتّٰی بجلی اور بلب کی روشنی کو فضول خرچی شمار کیا جاتا ہے۔ وہ قول جو صحیح ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "لَا سَرَفَ فِیْ خَیْرٍ" " کارِخیر میں اِسراف نہیں ہوتا"۔

تجارت کے اَحکام

شرائطِ عقد

مسئلہ ۱۶۸۹: لازم یعنی نافذ ہونے کے اعتبار سے عقدی معاملے اور معاطاتی یعنی بغیر صیغے کے لین دین والے معاملے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۰: معاملہ شرعی طور پر انجام پانے کے بعد صحیح اور لازم ہے اور قانونی تحریر کا نہ ہونا یا کسی عالم دین کا صیغہ جاری نہ کرنا معاملے کی درستی کے لئے مضر نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۱: بنیادی طور پر خرید وفروخت کے انجام پانے کے لئے سرکاری وقانونی سند اور رجسٹری کی ضرورت نہیں ہے بلکہ معیار یہ ہے کہ مالک کے وکیل یا مالک کے سرپرست کی طرف سے خرید و فروخت کے ذریعے شرعاً صحیح طور پر نقل وانتقال انجام پا جائے۔ چاہے اس خرید وفروخت کے بارے میں بالکل کوئی وثیقہ تحریر نہ کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۱۶۹۲: صرف بیچنے کا قصد کرنا یا سادہ تحریر لکھنا معاملہ انجام پانے اور مال کے خریدار کی ملکیت میں جانے کے لئے کافی نہیں ہے اور جب تک معاملہ صحیح شرعی طریقے سے انجام نہ پائے خریدار کے نام قانونی سند بنانا اور مالک کی جانب سے مال کو تحویل میں دینے کا تقاضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۳: دو اشخاص کا صرف گفتگو و قصد فروخت کرنا اور وثیقہ تحریر کرنے کے ساتھ وعدہ کرنا معاملے انجام پانے کے لئے کافی نہیں ہے اور اس میں اس وقت تک کسی شرط کی کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک کہ شرط عقد اور معاملہ کے ضمن میں نہ ہو یا جب تک شرط پر موقوف عقد منعقد نہ ہو جائے اور جب تک معاملہ اور نقل و انتقال صحیح شرعی طریقے سے انجام نہ پائے دونوں کا ایک دوسرے پر گفتگو اور وعدے کی وجہ سے کوئی حق نہیں بنتا۔

خریدار اور فروخت کرنے والے کی شرائط

مسئلہ ۱۶۹۴: اگر زمین اور گھر کا سامان فروخت کرنے کے لئے کسی کو مجبور کرنا پڑے اور مجبور کرنے والا شرعاً حق اجبار رکھتا ہو تو اس صورت میں دوسروں کے لئے مذکورہ اشیا خریدنا جائز ہے وگرنہ مذکورہ خریداری مالک کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

مسئلہ ۱۶۹۵: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ فروخت کرنے والے نے جس وقت مال بیچا تھا اس وقت وہ بحکم حاکم ممنوع التصرف تھا یا مال اس کے ہاتھ میں ہونے کے باوجود وہ مال کا مالک نہیں تھا بلکہ حاکم شرع مذکورہ مال کو قرق کرنے کا حقدار تھا تو اس صورت میں بعد میں قرقی کا حکم مذکورہ مال کے لئے بھی ہوگا کہ جس کو پہلے بیچ دیا تھا، لہٰذا اس کی سابقہ فروخت باطل ہو جائے گی، مذکورہ صورت کے علاوہ اس کی سابقہ فروخت شرعاً صحیح ہے اور اس صورت میں بعد میں قرقی کا حکم سابقہ فروخت کو شامل نہیں ہوگا، لہٰذا قرقی کے حکم سے پہلے مال کا فروخت کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۶: ایسا اضطرار، معاملے کے صحیح اور نافذ ہونے کے لئے مضر نہیں ہے جو معاشرتی تعلقات کی پیچیدگی اور لوگوں کے اقتصادی اور معاشرتی مسائل کے نتیجے میں وجود میں آئے لیکن اخلاقی اور انسانی لحاظ سے خریدار پر یہ فرض ہے کہ وہ مضطر کے حالات سے فائدہ نہ اٹھائے اور حکومت کا بھی فرض ہے کہ ایسے قوانین وضع کرے جو عمومی طور پر اضطرار کے اسباب کا سد باب کر سکیں۔

بیع فضولی

مسئلہ ۱۶۹۷: اگر پہلی مرتبہ معاملہ شرعاً صحیح طریقے سے انجام پا گیا تھا تو اس وقت تک دوبارہ فروخت کرنے کا اسے حق نہیں ہے جب تک کہ وہ پہلے معاملے کو فسخ نہ کرے اور اگر دوبارہ معاملہ

انجام دیا گیا تو وہ پہلے خریدار کی اجازت پر موقوف ہوگا اور "فضولی" کہلائے گا۔

مسئلہ ۱۶۹۸: کفایتی قیمت پر گھر بنانے والی ایک کمپنی کے اعزّہ نے اپنے طور پر قیمت ادا کر کے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا لیکن قانونی وثیقہ کمپنی کے نام تحریر کیا گیا چند روز قبل کمپنی کی نئی بننے والی کمیٹی کے اعزّہ نے مذکورہ زمین سابقہ افراد کی اجازت کے بغیر اصلی قیمت سے کم قیمت پر فروخت کر دی تو اس معاملے میں اگر زمین بعض معین افراد نے اپنے مال سے اپنے لئے خریدی تھی تو ان کی ملکیت ہے اور کسی کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ کمپنی کی انتظامیہ کمیٹی کا زمین کو فروخت کرنا فضولی ہے۔ ہاں اگر زمین کمپنی کے سرمایے سے خریدی گئی تھی جو کہ ایک حقوقی شخصیت ہے اور کمپنی کے لئے خریدی گئی تھی تو مذکورہ زمین کمپنی کی ملکیت ہے اور اس صورت میں کمیٹی، کمپنی کے قوانین کے مطابق اس میں تصرف کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۹: کسی معاملے میں اگر ثابت ہو جائے کہ جو شخص وکیل تھا اس نے معزول ہونے کی اطلاع ملنے کے بعد کہ چاہے وہ اطلاع شخصی طور پر خود مؤکل نے دی ہو مؤکل کے گھر کو اپنے لئے فروخت کیا ہے تو مذکورہ معاملہ فضولی ہوگا اور مؤکل کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

مسئلہ ۱۷۰۰: کسی مال کو ایک بار بیچنے کے بعد دوبارہ پہلے خریدار کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا فضولی ہے اور خریدار اول کی اجازت پر موقوف ہے پہلے خریدار کے لئے جائز ہے کہ وہ مذکورہ مال کو جہاں بھی ملے اُٹھا لے جب تک کہ اس نے دوسرے معاملے سے اظہارِ رضایت نہ کیا ہو اور دوسرے خریدار کو مالک سے مال کے مطالبے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۱: ایک شخص نے دوسرے کے مال سے جائداد خریدی ہے تو اگر وہ جائداد دوسرے شخص کے عین مال سے خریدی گئی ہو اور صاحبِ مال نے معاملے کی اجازت بھی دے دی ہو تو یہ معاملہ خود اسی کی جانب سے انجام پائے گا۔ خریدار کا اس میں کسی قسم کا حق نہیں ہوگا اور اگر صاحب مال اجازت نہ دے تو مذکورہ معاملہ باطل ہوگا۔ ہاں! اگر خریدار نے زمین اپنے لئے اور اپنے ذمے پر خریدی ہو اور پھر دوسرے شخص کے مال سے قیمت ادا کی ہو تو اس صورت میں زمین خریدار کی ہوگی لیکن خریدار فروخت کرنے والے کا مقروض ہے اور صاحبِ مال کے مال کا ضامن بھی ہے جو کہ اس نے فروخت کرنے والے کو اَدا کیا ہے۔ فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ غصب شدہ قیمت جو اس نے وصول کی ہے اسے اصل مالک تک پہنچائے۔

مسئلہ ۱۷۰۲: اگر کوئی شخص دوسرے کا مال عقد فضولی کے ساتھ فروخت کر دے اور حاصل شدہ قیمت کو اپنی ضروریات میں استعمال کرلے پھر ایک طویل مدت کے بعد صاحبِ مال کو اس کے بدلے میں مال دینا چاہے تو اگر مالک معاملہ کی اجازت کے بعد قیمت وصول کرنے کی اجازت بھی دے دے تو فضولی معاملے میں وصول شدہ قیمت مالک کو ادا کرنا واجب ہے۔ اگر مالک معاملہ کی اجازت نہ دے تو فضولی کو حتیٰ الامکان عین مال کو مالک کو واپس کرنا واجب ہے اور اگر عین مال واپس کرنا ممکن نہ ہو تو عوض کے طور پر اس کی مثل یا قیمت ادا کرے گا اور احتیاط یہ ہے کہ فروخت کے دن اور ادائیگی کے دن قیمت پر مالک سے مصالحت کرے۔

تصرف کے حقدار

مسئلہ ۱۷۰۳: اگر والد اپنے چھوٹے بچوں کے لئے کوئی جائداد خریدے اور صیغۂ شرعی جاری کرے تو صحیح طریقے سے خریداری مکمل ہونے کے بعد والد کی طرف سے بعنوان سرپرست قبضہ لینا بچوں کے لئے معاملے کے انجام پانے اور اس کے آثار مرتب ہونے کے لئے کافی ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۴: کسی کے سرپرست نے اس کے بچپن میں اس کی زمین فروخت کر دی اور خریدار سے بیعانہ لے لیا اس کو نہیں معلوم کہ ان کے مابین معاملہ تمام ہو گیا تھا یا نہیں، البتہ زمین اس وقت خریدار کے قبضے میں ہے اور وہ اس میں تصرف کرتا ہے تو اگر ثابت ہو جائے کہ اس وقت ولی نے بعنوان سرپرست زمین فروخت کی تھی تو معاملہ شرعاً صحیح ہے اور اس کے لئے حالِ حاضر میں زمین واپس لینا جائز نہیں ہے جب تک برحق طور پر معاملے کا فسخ کرنا ثابت نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۷۰۵: اگر میت کی میراث میں سے کچھ نقدی مال بچ جائے اور سرپرست اس مال کو اپنے پاس رکھ لے اور اس مال سے کوئی کام انجام نہ دے تو قیم یعنی سرپرست فرضی منافع کا ضامن نہیں ہے، ہاں! اگر بچوں کے مال سے تجارت کرے تو تمام منافع بچوں کے لئے ہے اور قیم (سرپرست) صرف اس صورت میں اجرت مثل کا حقدار ہے جب شرعاً بچوں کے مال سے تجارت کرنے کا حق رکھتا ہو۔

مسئلہ ۱۷۰۶: کسی کے مال کو بغیر اجازت کے فروخت کرنا فضولی ہے اور مالک کی اجازت پر موقوف ہے اگرچہ فروخت کرنے والا اس کا داماد اور بیٹا ہی کیوں نہ ہوں، لہٰذا جب تک مالک کی

اجازت حاصل نہ ہو خرید وفروخت موثر نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۷۰۷: کسی شخص کے دماغ نے اگر کام کرنا چھوڑ دیا ہو اور وہ حواس کھو بیٹھا ہو تو اس حالت میں اگر اختلال حواس اس درجے کا ہو کہ عُرفِ عام کے نزدیک مجنون کہلائے تو اس صورت میں حاکم شرعی کو ولایت حاصل ہے اور کسی کا بھی یعنی اس کی اولاد کا حاکم شرعی کے اذن کے بغیر مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے اور اگر اجازت سے قبل تصرف کیا تو غاصب ہے اور موجب ضمان ہے اور خرید وفروخت کے معاملات فضولی ہیں جو اجازت پر موقوف ہیں۔

مسئلہ ۱۷۰۸: ایک شخص نے شہید کی بیوہ سے شادی کی ہے اور اس کے یتیموں کی تربیت کا کفیل ہے اس کے لئے یا اس کی اولاد یا شہید کی بیوہ کے لئے ان اشیا سے استفادہ کرنا جنھیں شہید فاونڈیشن کی طرف سے شہید کی اولاد کو عطا کردہ مال سے خریدا گیا ہے اور ان میں تصرف کرنا شہید کے بچوں کے شرعی ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۱۷۰۹: وہ اشیا جنھیں شہید کے دوست شہید کی اولاد کے لئے تحفے کے طور پر لاتے ہیں اگر وہ تحائف شہید کی اولاد کے لئے ہوں تو ان کے شرعی سرپرست کے قبول کرنے کے بعد ان کا مال کہلائیں گے اور ان میں تصرف کے لئے ان کے شرعی ولی سے اجازت لینا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۰: دکان کا کرایہ پر دینا اور کرایہ کی رقم کو لئے گئے قرض کے بدلے لے لینا صحیح ہے اور اسی طرح دکان کا فروخت کرنا صحیح ہے، ہاں! اگر شرعی اور قانونی طریقے سے ثابت ہو جائے کہ بچوں کا حصہ فروخت کرنا اس وقت بچوں کے لئے مصلحت آمیز نہیں تھا یا بچوں کا قیم یعنی سرپرست فروخت کرنے کا حق نہیں رکھتا تھا اور یہ کہ بچوں نے بھی مذکورہ معاملے کو بلوغ کے بعد صحیح شمار نہیں کیا تو اس فرض پر کہ معاملے کا باطل ہونا ثابت ہو جائے چاہے جتنا وقت گزر چکا ہو اس سے بچوں کا حق ساقط نہیں ہو جاتا۔

مسئلہ ۱۷۱۱: ڈرائیور یا کوئی اور شخص اگر کسی کی موت کا سبب بن جائے تو شرعاً دیت کا ضامن ہو جاتا ہے اور بچوں کی سرپرست ہونے کے اعتبار سے بچوں کا شرعی حق محفوظ کرنے کے لئے ان کی ماں پر دیت کا مطالبہ کرنا لازم ہے اور اسی طرح اگر قانونی طور پر انشورنس کی رقم بچوں کے لئے ہے تو اس کا مطالبہ بھی لازم ہے نیز بچوں کے والد کی مجالس ترحیم میں بچوں کا وہ مال جو انھیں میراث میں ملا ہو اسے خرچ کرنا جائز نہیں ہے چاہے مذکورہ مال ان کے والد ہی سے منتقل ہوا ہو اس طرح بچوں

کے حق سے سر پرست کا دستبردار ہونا کیوں کہ ان کی مصلحت کے خلاف ہے جائز نہیں ہے چنانچہ وہ بالغ ہونے کے بعد دیت کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۷۱۲: بچوں کے بالغ ہونے تک عدالتی فیصلے کے بغیر بھی ولایت اور سرپرستی کا حق دادا کو ہے لیکن اس کا بچوں کے مال میں تصرف کرنا بچوں کی مصلحت اور فائدہ میں ہونا چاہیے لہٰذا اگر دادا بچوں کی مصلحت کے برخلاف کوئی کام انجام دے تو بچے عدالت کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور وہ بچہ جو رشید اور بالغ ہوجائے گا وہ دادا کی سرپرستی اور ولایت سے خارج ہوجائے گا اور خود اپنے نفس کا مالک قرار پائے گا، ہاں! والدہ اور بالغ ہونے والے بچے کو دوسرے بچوں پر حق ولایت نہیں ہے اور چونکہ میت کے مال میں سے دادا کا چھٹا حصہ ہے، لہٰذا اس کے لئے چھٹا حصہ لینا بلا مانع ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۳: اگر بچوں کے والد کو یقین ہے کہ اس کا بھائی جس پر قتل کا الزام ہے وہ اس کی زوجہ کا قاتل نہیں ہے اور دیت ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہے تو اس کے لئے دیت کا مطالبہ کرنا اور بچوں کے لئے دیت لینا جائز نہیں ہے دادا اور باپ کے ہوتے ہوئے کہ جنھیں بچوں پر ولایت حاصل ہے کسی اور کو ان کے امور میں مداخلت کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۴: اگر مقتول کے صرف چھوٹے بچے ہوں اور حاکم شرع کی جانب سے نصب کردہ ان کے قیم کو اختیارات سونپ دیے گئے ہوں تو چاہے وہ مقتول کے خون کا وارث نہ بھی ہو وہ بچوں کے فائدے اور نقصان کی رعایت کرتے ہوئے قاتل کو معاف کرسکتا ہے یا قصاص کو دیت میں تبدیل کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۵: چھوٹے بچے کی کچھ رقم بینک میں ہے بچہ کا سرپرست مذکورہ مال میں سے کچھ رقم بچے کی طرف سے تجارت کرنے کے لئے لینا چاہتا ہے تاکہ بچے کے اخراجات مہیا ہوسکیں تو بچے کی طرف سے وہ شخص خود یا کسی اور قابل اعتماد امین کے ذریعے بچے کی مصلحت میں مضاربہ انجام دے سکتا ہے اور اگر وہ شخص امانتدار نہ ہو تو سرپرست بچے کے مال کا ضامن ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۶: اگر مقتول کے بعض وارث یا تمام ورثا نابالغ ہوں اور حاکم ان کے حق کا مطالبہ کرنے کا ولی ہو اگر حاکم مجرم کے تنگدست ہونے کا یقین کرلے تو اس صورت میں اگر حاکم شرع بچوں کی مصلحت اس میں جانے کہ حق قصاص کو دیت میں تبدیل کردے تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۷: اگر حاکم کے لئے شواہد اور قرائن کے ذریعے آشکار ہو جائے کہ جبری شرعی ولی کی ولایت اور اس کے تصرفات کا جاری رہنا بچے کے مال کے لئے نقصان دہ ہے تو حاکم پر ولی کو عزل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۸: ہبہ اور کسی چیز کے بدلے میں مصالحت کا قبول نہ کرنا بچے کو نقصان پہنچانے یا اس کی مصلحت کو مدنظر نہ رکھنے کے مترادف نہیں ہے اور صرف ایسا کرنا بذات خود بلا مانع ہے اس لئے کہ ولیٔ پر بچے کے لئے تحصیل مال واجب نہیں ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ اس کا ہبہ یا بلا معاوضہ صلح کو قبول کرنے سے انکار بچے کی مصلحت میں ہو۔

مسئلہ ۱۷۱۹: اگر حکومت شہدا کی اولاد کے لئے کوئی زمین یا مال مختص کرے اور وہ اشیا ان کے نام کردی جائیں لیکن بچوں کے ولیٔ نے کاغذات پر دستخط کرنے سے انکار کردیا ہو تو اگر بچوں کے لئے تحصیل اموال کرنا ولیٔ کے دستخط پر موقوف ہو تو ولی پر دستخط کرنا واجب نہیں ہے اور ولیٔ شرعی کے ہوتے ہوئے حاکم کو ان پر ولایت حاصل نہیں ہے، ہاں! اگر بچوں سے مختص مال کی حفاظت کرنا دستخط کرنے پر موقوف ہو تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیے اور اگر وہ انکار کرے تو حاکم اس پر لازم قرار دے گا کہ وہ دستخط کرے یا حاکم بذات خود مذکورہ عمل کو ولی ہونے کے ناطے انجام دے گا۔

مسئلہ ۱۷۲۰: دادا اور باپ کے ولیٔ ہونے میں عدالت شرط نہیں ہے لیکن جب بھی حاکم کے لئے قرائن اور احوال سے معلوم ہو جائے کہ وہ دونوں بچے کے لئے مضر ہیں تو انھیں معزول کردے گا اور انھیں بچے کے مال میں تصرف کرنے سے روک دے گا۔

مسئلہ ۱۷۲۱: بچے یا مجنون کے اولیا کی ولایت پر جو دلیلیں ہیں ان سے استفادہ ہوتا ہے کہ شارع مقدس کی طرف سے ان کے لئے ولایت کا مقرر کرنا مولیٰ علیہ (جن کے وہ ولی ہیں) کی مصلحت کی خاطر ہے، لہٰذا اس مسئلے میں ان کے شرعی ولی کو ان کے فائدے اور نقصان کا لحاظ کرتے ہوئے اقدام کرنا چاہیے اور وہ قصاص یا دیت یا کسی چیز کے عوض میں معاف کرنے کو یا بغیر عوض کے معاف کرنے کو انتخاب کرسکتا ہے واضح رہے کہ صغیر اور مجنون کی مصلحت کی تشخیص تمام پہلوؤں من جملہ سن بلوغ سے ان کے نزدیک یا دور ہونے کو مدنظر رکھ کر کی جائے۔

مسئلہ ۱۷۲۲: بالغ و عاقل شخص کہ جس کو مجروح کیا گیا ہو اس پر باپ اور دادا میں سے کسی کو بھی ولایت حاصل نہیں ہے، لہٰذا اس کی اجازت کے بغیر دیت کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۳: بچوں کا ولی ہونے کے اعتبار سے بچوں کے مورث کی طرف سے ایک تہائی کی وصیت کی اجازت، بچوں کے فائدے اورنقصان کی رعایت کرتے ہوئے دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۴: بچے پر ولایت باپ اور دادا کا حق ہے ماں دو سال تک لڑکے پر اور سات سال تک لڑکی پر حضانت کا حق رکھتی ہے اس کے بعد حضانت کا حق باپ کا ہے بچہ ماں یا باپ میں سے کس کی اطاعت کرے اور کس کو تنگ نہ کرے اس میں والدین دونوں مساوی ہیں بچے کو والدہ کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے کیونکہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ جنت ماں کے پاؤں تلے ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۵: شرعی طور پر بالغ ہونے تک یتیم بچوں کی حضانت (حفاظت) کرنا ماں کا حق ہے اور بچوں کے مال پر حق ولایت اس شرعی قیم کا ہے جس کو والد نے وصی بنایا ہو اور اگر والد نے وصی مقرر نہ کیا ہو تو حاکم شرعی ان کا ولی ہے بچوں کے چچا اور دادی کو نہ حضانت کا حق ہے اور نہ ہی ان پر اور ان کے مال پر ولایت حاصل ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۶: شرعی ولی کے اقدامات کا بچوں کی مصلحت میں ہونا ضروری ہے اور مصلحت کی تشخیص بھی اسی پر ہے چنانچہ اگر وہ مصلحت کے خلاف عمل کرے اور بچوں کی ماں کو کہ جس نے دوسری شادی کر لی ہو اور ساتھ ہی بچوں کو بھی ان کے باپ کی میراث میں تصرف کرنے سے روک دے اور اختلاف کا سبب قرار پائے تو حاکم شرع کی جانب رجوع کیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۲۷: بچوں کے سرپرست کے ساتھ معاملہ کرنا بچوں کی مصلحت ومفاد کی رعایت کرتے ہوئے کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۱۷۲۸: یتیم اور اس کے مال پر حقِ ولایت دادا کو اور حقِ حضانت ماں کو حاصل ہے جبکہ چچا اور ماموں کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۹: دادا کی موافقت کے بغیر جو کہ بچوں کا شرعی ولی ہے یتیموں کے مال کو ماں کے اختیار میں قرار دینا جائز نہیں ہے ہاں! اگر دادا کے ہاتھ میں مال کا رہنا بچوں کے لئے نقصان کا باعث ہے تو حاکم کو حق حاصل ہے کہ دادا کو اموال میں تصرف کرنے سے روک کر کسی اور ذی صلاحیت آدمی کو ولایت تفویض کردے وہ چاہے ماں ہو یا کوئی اور ہو۔

مسئلہ ۱۷۳۰: بچے کے ولی پر مجرم سے بچے کے لئے دیت لینا واجب ہے۔ اگر دیت واجب ہونے کا سبب جراحت ہو اور بچے کے بالغ ہونے تک دیت کی حفاظت کرنا بھی واجب ہے لیکن

مال دیت سے تجارت کرنا اس پر واجب نہیں ہے اور نہ ہی بینک میں اکاؤنٹ کھولنا واجب ہے تا کہ بینک سے نفع حاصل ہو ہاں! اگر بچے کے فائدے کے لئے مذکورہ عمل انجام دینا چاہے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۱: اگر کمپنی کے شرکا میں سے ایک شریک مر جائے اور اس کے چھوٹے بچے ہوں تو وہ چونکہ کمپنی کے باقی اعزّہ کے ساتھ اپنے حصے کی حد تک شریک ہو جائیں گے، ایسی صورت میں اگر باقی شرکا مال میں تصرف کرنا چاہیں تو انھیں ان کے شرعی ولی کی طرف رجوع کرنا چاہیے یا اٹارنی جنرل یا حاکم شرع کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو کہ اسلامی جمہوریہ میں ان کا سرپرست اور قانونی ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۲: بچوں پر ولایت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بچوں کے بالغ ہونے تک انھیں اموال سے محروم رکھا جائے اور تمام اموال ولی کی تحویل میں دے دیے جائیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ولی ان کی سرپرستی کرے ان کے مال کی دیکھ بھال کرے اور ان کے مال میں تصرف کرنا ولیؑ کی اجازت پر موقوف ہے۔ ولی پر واجب ہے کہ وہ ان کی حاجت کے مطابق ان پر خرچ کرے اور اگر ولی کی نظر میں مصلحت یہ ہو کہ مال کو والدہ یا بچوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے تا کہ وہ استفادہ کر سکیں تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۳: باپ کو عاقل و بالغ فرزند کے مال میں بغیر اجازت کے تصرف کرنے کا حق نہیں ہے اور اگر بغیر اجازت کے تصرف کرے تو حرام ہے اور ضامن بھی ہے سوائے ان موارد کے کہ جنھیں مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۴: ایک مؤمن اپنے یتیم بھائیوں کی کفالت کرتا ہے اس کے پاس یتیموں کا کچھ مال تھا اس نے مذکورہ مال سے ان کے لئے بغیر سند اور تحریری معاہدے کے ایک زمین خریدی اس امید کے ساتھ کہ بعد میں سند وغیرہ مل جائے گی یا یہ کہ وہ اس زمین کو زیادہ قیمت میں فروخت کر دے گا، لیکن اب اسے خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں اس زمین پر کوئی اور دعویٰ نہ کر دے یا کوئی بڑا آدمی اس پر قبضہ نہ کر لے اور اگر وہ زمین کو حال حاضر میں فروخت کر دیتا ہے تو قیمت خرید سے کم قیمت وصول ہو گی اس صورت میں اگر کم قیمت پر زمین کو فروخت کرے یا کوئی غاصب زمین غصب کر لے تو اگر وہ یتیموں کا شرعی سرپرست تھا اور اس نے زمین ان کے فائدے کے لئے خریدی تھی تو اس کے ذمے کچھ نہیں ہے اور اگر وہ شرعی سرپرست نہیں تھا تو مذکورہ زمین خریدنا فضولی کہلائے

گا، لہٰذا ولیٔ شرعی کی اجازت یا یتیموں کے بالغ ہونے کے بعد ان کی اجازت پر موقوف ہے اور اس صورت میں وہ مال یتیم کا ضامن بھی ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۵: والد کا بچوں کے مال میں سے قرض لینا اور کسی اور کو بچوں کے مال میں سے قرض دینا اگر بچوں کی مصلحت اور ان کے مفاد کی رعایت کرتے ہوئے ہو تو اشکال نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۱۷۳۶: اگر بچے کو کپڑے یا کھلونے ہدیہ کے طور پر ملیں بعد میں بچہ بڑا ہو جائے یا کسی اور وجہ سے ان سے استفادہ نہ کر سکے تو ولیٔ شرعی مذکورہ اشیا کو صدقے کے طور پر دے سکتا ہے بشرطیکہ بچے کی مصلحت کے مطابق ہو۔

خرید وفروخت ہونے والی اشیا کی شرائط

مسئلہ ۱۷۳۷: ایک انسان اگر دوسرے انسان کو اپنا کوئی عضو دینا چاہے اگر مذکورہ عضو کاٹنے میں عضو دینے والے کی زندگی کو یا کسی اور قابل توجہ ضرر کا خطرہ نہ ہو تو عضو دینے میں کوئی حرج نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شخص دو صحیح وسالم گردوں کا مالک ہے وہ اپنا ایک گردہ دے سکتا ہے اور اس کے عوض رقم لینا بھی بلا مانع ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۸: کسی شے کی مالیت کے لئے عُرف عام میں اتنا ہی کافی ہے کہ عقلا اس شے کی طرف راغب ہوں اور اسے شرعی طور پر حلال اور قابلِ توجہ اغراض کے لئے استعمال کریں چاہے ایک خاص طبقہ ہی اس چیز کو فائدے کی نگاہ سے دیکھتا ہو، لہٰذا ایسی چیز مالیت کی حامل ہے اور اس کے عوض رقم دینا جائز ہے اور مذکورہ شے پر مالیت رکھنے والی دوسری تمام اشیا کے احکام جاری ہوں گے جیسے جواز ملکیت، خرید وفروخت، ضمان یا ضائع کرنے پر ضامن ہونا وغیرہ لیکن وہ اشیا جن کی شرعاً کوئی مالیت نہیں ہے ان پر مذکورہ احکام جاری نہیں ہوں گے اور شہد کی مکھی اور حشرات کے معاملے میں احتیاط یہ ہے کہ مال کو مذکورہ اشیا پر حاصل شدہ حق یا اس حق سے دستبردار ہونے کے بدلے قرار دیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۳۹: صرف ایسی چیز کا فروخت کے قابل ہونا کہ جو عین یعنی خارج میں وجود رکھنے والی ہو اختلافی مسئلہ ہے لہٰذا بعض فقہا چیز کے عین ہونے کو شرط قرار نہیں دیتے رہ گیا فنی علوم سے استفادہ کرنا تو وہ اس فن کو خرید کر اس کا مالک بننے پر موقوف نہیں ہے بلکہ فنی علوم کے مطابق بنی ہوئی مصنوعات کو خرید کر یا مذکورہ علوم کے بارے میں تدوین شدہ کتب یا اس فن کے ماہر سے تعلیم لے کر

بھی اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح مذکورہ علوم کو ایسی مصالحت کے ذریعے جو عوض کے ساتھ ہو رد و بدل کیا جا سکتا ہے اور مذکورہ طریقے شرعاً جائز ہیں۔

مسئلہ ۱۷۴۰: کسی ایسے شخص کو زمین یا کوئی اور چیز فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جو چوری کرنے میں مشہور ہو لیکن اگر فروخت کرنے والے کو یقین ہو جائے کہ جو مال اس نے معاوضے کے عنوان سے دیا ہے وہ مال حرام ہے تو فروخت کرنے والے کے لئے اس مال کا لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۱: مہر میں ملنے والی زمین کو اگر فروخت کر دیا جائے اور اس کے بعد کوئی دعویٰ کرے کہ یہ زمین ۲۰۰ سال سے زیادہ عرصے سے وقف تھی تو جب تک زمین کے وقف ہونے کا مدعی شرعی عدالت میں یہ ثابت نہیں کرتا کہ مذکورہ زمین وقف ہے اور وہ بھی ایسی وقف کہ جس کا فروخت کرنا ممنوع ہے اس وقت تک وہ تمام معاملات جو زمین پر انجام پائے ہیں صحیح ہیں اور بر فرض اگر مذکورہ دونوں امر ثابت ہو جائیں تو تمام معاملات باطل ہو جائیں گے اور جو رقم لی گئی ہے وہ خریدار کو واپس کرنی پڑے گی اور زمین وقف پر پلٹ جائے گی اور جس نے مہر میں زمین دی تھی وہ مہر کا ضامن ہو گا۔

مسئلہ ۱۷۴۲: غیر قانونی طور پر مویشیوں کو ملک سے باہر لے جانا حکومت اسلامی کے قوانین کے خلاف ہے اور شرعاً ممنوع ہے لہٰذا ان کا خریدنا بھی جائز نہیں ہے خاص کر اگر انھیں اسمگل کر کے لایا یا لیجایا گیا ہو۔

مسئلہ ۱۷۴۳: اگر کسی نے اپنے حصے کے پانی میں سے کچھ مقدار جو زرعی اصلاحات کے قانون کے تحت اس کے لئے مخصوص تھا فروخت کر دیا ہو اور اس کے عوض کوئی رقم نہ لی ہو اور خریدار نے اعتراف کیا ہو کہ اس نے رقم نہیں لی ہے اور اس سے یہ بھی نہ سنا گیا ہو کہ اس نے پانی کی قیمت خریدار کو بخش دی ہے تو اگر آب پاشی کا حق اور متعلقہ زمین فروخت کرنے والے کی شرعی ملکیت ہو تو خود اس کے لئے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثا کے لئے خریدار سے قیمت کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۴: ایسا شخص جسے بزنس چیمبر ہاؤس سے مال درآمد کرنے کا جواز مل گیا ہو اس کے لئے مال کو آزاد بازار میں فروخت کرنا بذاتِ خود صحیح ہے بشرطیکہ حکومت اسلامی کے قوانین کے خلاف نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷۴۵: حکومت کی طرف سے جاری کردہ تجارتی لائسنس کو مفت یا معاوضے کے بدلے کسی کو دینا یا دوسروں کا اس سے استفادہ کرنا حکومت اسلامی کے قوانین کے تابع ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۶: ایسا مال جسے قانونی طور پر عام نیلامی کے ذریعے فروخت کرنا ہو اسے اگر نیلامی کے لئے رکھا جائے تو اگر مال کو قانونی اور شرعی طور پر صحیح طریقے سے نیلام کیا جائے تو سب سے زیادہ قیمت دینے والے کو فروخت کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۷: اگر نا معلوم مالک کی زمین پر حاکم شرع کی اجازت سے عمارت تعمیر کی گئی ہو تو عمارت کے مالک کے لئے زمین کے بغیر صرف عمارت فروخت کرنا جائز ہے اور اگر خریدار کو اس صورت حال کا علم نہ ہو تو اسے زمین کے بارے میں بتانا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۸: کوئی چیز بیچنے والے کو اپنے مال کی قیمت سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر قیمت کے دیر سے ملنے کی وجہ سے اسے نقصان ہوا ہے کہ جس کا ذمہ دار خریدار ہے اور جس کی وجہ سے روپے کی قیمت کم ہوئی ہے تو احتیاط یہ ہے کہ خریدار کو بیچنے والے کے ساتھ کم قیمت پر مصالحت کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۴۹: کسی شخص نے ایک شخص سے رہائشی فلیٹ خریدا جسے ایک خاص معین مدت میں اس کی تحویل میں دینا تھا معاہدے کے دوران اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ گھر کی قیمت مزید بڑھ سکتی ہے لیکن بیچنے والے نے اب اپنی طرف سے ۳۱ ر فیصد قیمت کے اضافے کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ ۳۱ ر فیصد قیمت مزید ادا کرنے پر گھر تیار کر کے دے گا تو اگر معاہدہ کرتے وقت پوری قیمت معین نہیں کی گئی تھی اور قیمت کے تعیّن کو قبضہ لینے والے دن تک مؤخر کر دیا گیا تھا تو معاملہ باطل ہے اور بیچنے والا فروخت کرنے سے انکار کر سکتا ہے اور جتنی چاہے قیمت لے سکتا ہے لیکن اگر دونوں قبضہ دینے والے دن کی قیمت پر پہلے سے راضی ہو گئے ہوں تو یہ بھی معاملے کے صحیح ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۰: معاملے کے صحیح ہونے کے لئے بیچنے والے کا پوری قیمت وصول کرنا اور خریدار کا شے کو قبضے میں لینا شرط نہیں ہے لہٰذا اگر مالک شرعی یا اس کے وکیل یا اس کے ولی سے پانچواں حصہ صحیح طریقے سے خرید لیا گیا ہے تو خریدار پانچویں حصے کا مالک ہے اور اس پر ملکیت کے آثار جاری ہوں گے اور اسے فیکٹری کی آمدنی سے اپنے حصے کا مطالبہ کرنے کا حق ہے۔

معاملے کے دوران شرائط

مسئلہ ۱۷۵۱: اگر کوئی شے شرعاً اور عرفاً ایک مدت تک بے فائدہ ہونے کے باوجود مالیت رکھتی ہو تو اس کا فروخت کرنا بلا مانع ہے اگر چہ مذکورہ مدت کے اختتام کے بعد اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے لیکن اگر مدت کی مقدار کے نا معلوم ہونے کی وجہ سے اصل قیمت معلوم نہ ہو سکے جیسا کہ کوئی شخص اس شرط کے ساتھ معاملہ کرے کہ جب تک وہ زندہ ہے فوائد اس کی ملکیت میں رہیں گے تو معاملہ غرر (دھوکہ) کی وجہ سے باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۲: اگر معاملے کے دوران خریدار بیچنے والے سے اس شرط پر کوئی شے خریدے کہ اگر اس نے بیچی گئی چیز معینہ مدت کے بعد دی تو اسے ایک معین رقم خریدار کو دینی ہوگی تو مذکورہ شرط صحیح ہے لہٰذا اگر فروخت کرنے والا بیچی گئی چیز معینہ مدت تک دینے میں تاخیر کرے تو مذکورہ شرط پر عمل کرنا واجب ہے اور خریدار کے لئے بھی مطالبہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۳: اگر کوئی شخص اس شرط پر تجارتی مرکز فروخت کرے کہ اس کی چھت فروخت کرنے والے کی ملکیت رہے گی اور اس کے اوپر عمارت بنانے کا حقدار رہے گا تو اگر معاملے کے دوران چھت کو استثنا کر دیا گیا ہو تو خریدار کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۴: ایک شخص نے نامکمل گھر اس شرط پر خریدا کہ فروخت کرنے والا گھر کو خریدار کے نام کرتے وقت کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا لیکن اب وہ گھر کو خریدار کے نام کرانے کے عوض کچھ رقم مانگ رہا ہے تو فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ جن شرائط کے تحت معاملہ انجام پایا تھا ان پر عمل کرے اور گھر کو خریدار کی تحویل میں دینے کے ساتھ ساتھ اس کے نام بھی کروائے اور جن شرائط پر معاملہ انجام پایا تھا اس سے زیادہ کسی چیز کے مطالبے کا حق نہیں رکھتا ہاں! اگر اس نے خریدار کے کہنے سے کوئی کام انجام دیا ہو جس کی عرفاً قیمت ہے اور یہ عمل معاملے کے دوران متفق علیہ شرائط سے جدا ہو تو خریدار مطلوبہ رقم کا حقدار ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۵: ایک زمین معین قیمت پر فروخت ہوئی اور اس کی تمام قیمت دے دی گئی اور معاہدے کے دوران یہ طے پایا کہ خریدار فروخت کرنے والے کو سرکاری کاغذات اس کے نام کراتے وقت ایک معین رقم دے گا اور یہ تمام شرائط ایک سادہ کاغذ پر کی گئیں اب اگر فروخت کرنے والا زیادہ رقم کا مطالبہ کرے تو خرید و فروخت شرعی طور پر صحیح انجام پانے کے بعد فروخت

کرنے والے پر واجب ہے کہ معاملہ اوران کے تمام شرائط پرعمل کرے جو معاہدے کے دوران معین کی گئی تھیں اور اسے مقررہ مبلغ سے زیادہ رقم کے مطالبے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۶: خریدار اور فروخت کرنے والا معاملے کے وثیقے کی تدوین کرتے وقت جو اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ دونوں مذکورہ معاملے سے روگردانی نہیں کریں گے اور اگر خریدار نے معاملے پر دستخط کرنے کے بعد روگردانی کی تو اس کا دیا ہوا بیعانہ فروخت کرنے والا واپس نہیں کرے گا اور اگر فروخت کرنے والے نے دستخط کرنے کے بعد روگردانی کی تو بیعانہ واپس کرنے کے ساتھ رقم کی ایک معین مقدار بھی خریدار کو خسارے کے عنوان سے دے گا تو مذکورہ شرط اقالہ اور خیار شرط اور خیار فسخ نہیں ہے بلکہ روگردانی کی صورت میں رقم ادا کرنے کی شرط ہے اور ایسی شرط کا جب تک معاہدے کے ضمن میں ذکر نہ ہو تو اس کا معاملے کے وثیقہ کی تدوین کے وقت ذکر کرنے کا یا تحریر کرنے کا کوئی اثر نہیں ہے ہاں! اگر مذکورہ شرط کو معاہدے کے ضمن میں ذکر کیا جائے اور دستخط کرنے کی بنا پر یا مذکورہ شرط کی بنا پر معاملہ انجام پائے تو یہ شرط صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور مذکورہ شرط کی وجہ سے حاصل ہونے والی رقم لینا بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۷: خرید و فروخت کے کاغذات میں یہ عبارت تحریر کی جاتی ہے کہ اگر دونوں میں سے کسی ایک نے معاملے کو فسخ کیا تو مثلاً اتنی رقم بعنوان جرمانہ دوسرے کو دینی ہوگی تو مذکورہ عبارت خیار فسخ کی شرط نہیں ہے بلکہ معاملہ کرنے سے روگردانی کی صورت میں مقررہ رقم ادا کرنے کی شرط ہے۔ ہاں! اگر مذکورہ شرط عقد لازم کے دوران رکھی جائے یا اس کی بنا پر عقد انجام دیا جائے تو یہ شرط صحیح ہے لیکن ایسی شرط کی مدت کو معین کرنا ضروری ہے جو کہ قیمت میں مداخلت رکھتی ہو ورنہ شرط باطل ہے۔

خرید وفروخت کے متفرقہ احکام

مسئلہ ۱۷۵۸: بعض لوگ اپنی بعض جائداد کو فروخت کرتے ہیں تا کہ دوبارہ زیادہ قیمت پر اسی چیز کو خرید لیں تو اس جیسا بناوٹی معاملہ کیونکہ سود کے حصول کے لئے حیلے کے طور پر انجام دیا جاتا ہے لہٰذا حرام اور باطل ہے ہاں! اگر شرعی طور پر صحیح اور حقیقی طور پر اپنے مال کو فروخت کرے اور پھر (کسی وجہ سے) دوبارہ اسے نقد یا ادھار خریدنے پر تیار ہو جائے چاہے اسی قیمت پر خریدے یا

زیادہ قیمت ادا کرے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۹: اگر کوئی تاجر بینک کے حوالے ایل سی کے ذریعے مال اپنے لئے درآمد کرے اور پھر مال کی قیمت کے مقررہ فیصد منافع پر مال کسی کو فروخت کر دے تو معاملہ صحیح ہے اور اسی طرح اگر درآمد ایسے شخص کے لئے انجام پائی ہو جس نے بعنوان جعالہ مال طلب کیا ہو اور فعل وعمل کی اجرت کی مذکورہ فیصد مقدار کو معین کیا ہو تو بھی معاملہ صحیح ہے لیکن اگر مذکورہ درآمد بعنوان وکیل انجام پائی ہو اور وکالت کی اجرت مورد نظر ہو تو اس صورت میں وکالت کی اجرت کا معلوم ہونا وکالت کی درستی کے لئے ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۰: فروخت شدہ سامان جس کی ملکیت ہو تو اس کا خریدا ہوا سامان بھی اسی کی ملکیت ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۶۱: تعمیراتی قوانین کی مخالفت کرنے کی بنا پر جرمانہ ادا کرنا مالک پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۲: اگر بیچنے والا جب زمین فروخت کرے تو زمین اس وقت اس کی ملکیت میں ہو اور وہ ظاہری طور پر زمین کا مالک ہو تو اس سے زمین خریدنا صحیح ہے اور زمین کی قیمت مالک یا اس کے ورثا کو ادا کرنا کافی ہے اور جب مالک کو یا اس کی اولاد کو زمین کی قیمت ادا کر دی جائے تو انھیں مزید مطالبے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۳: مالک کی طرف سے شرعی طور پر صحیح فروخت کے ثابت ہو جانے کے بعد خریدار اس شے کا ہر اعتبار سے مالک ہو جاتا ہے اور وہ اسے جسے چاہے فروخت کر سکتا ہے اور پہلے فروخت کرنے والے کو اس شے میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ اگر وہ کسی اور کو مذکورہ شے فروخت کر بھی دے تو یہ معاملہ فضولی کہلائے گا اور پہلے خریدار کی اجازت کا محتاج رہے گا۔

مسئلہ ۱۷۶۴: اگر پوری قیمت ادا کرنے کے بعد زمین فروخت کرنے کا وعدہ کیا ہو تو جب تک صحیح شرعی طریقے سے خرید و فروخت انجام نہ پا جائے اس کا زمین پر کوئی حق نہیں ہے اور زمین اس کے نام کرتے وقت اس کا یہ صریحاً اقرار کرنا کہ زمین میری ملکیت نہیں ہے مذکورہ تحریر سے استفادہ کے حق کو اس سے سلب کر لیتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۵: اگر ثابت ہو جائے کہ کوآپریٹو سوسائٹی کے نمائندوں نے جو کہ مالک سے زمین خریدنے پر مامور تھے صحیح طریقے سے مالک کے ساتھ معاملہ انجام دیا ہے اور مالک کی اجازت حاصل کر لی ہے تو ان کا مالک سے زمین خریدنا صحیح ہے اور اسی طرح اگر وہ زمین تقسیم کرتے وقت

اس بات کا دعویٰ کریں کہ انھوں نے زمین کے مالک سے شرعی طریقے سے زمین حاصل کی ہے تو جب تک ان کے جھوٹ بولنے کا علم نہ ہوجائے ان کا عمل درستی کا حامل ہے اور زمین کی تقسیم بھی صحیح ہے اور آثار ملکیت بھی حاصل ہیں اور جنھوں نے زمین مذکورہ سوسائٹی سے لے لی ہے ان کا اس میں تصرف کرنا بھی صحیح ہے اور اسی طرح شرکاء کی اجازت سے مسجد تعمیر کرنا بھی صحیح ہے اور جب تک ان لوگوں کے جھوٹ کا علم نہ ہوجائے جنھوں نے صحیح طریقے سے زمین کے حصول کا دعویٰ کیا ہے سابق مالک کے راضی نہ ہونے کے دعویٰ کا کوئی اثر نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۶: شہید کی زوجہ کی رضامندی سے ایک شخص نے اس کی اولاد کے کوپن حاصل کرکے گاڑی حاصل کی لیکن گاڑی خریدنے کے بعد شہید کے فرزند دعویٰ کررہے ہیں کہ یہ گاڑی ہماری ہے تو اگر گاڑی فروخت کرنے والے نے کوپن دیکھ کر خود خریدار کو گاڑی فروخت کی ہے اور خریدار نے بھی گاڑی اپنے مال سے اپنے لئے خریدی ہے تو گاڑی اسی کی ملکیت ہے اور خریدار شہید کی اولاد کے کوپن کی قیمت کا ضامن ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۷: جو ٹیکس زمین فروخت کرنے کی وجہ سے عائد ہوتا ہے اس کا ادا کرنا فروخت کرنے والے کی ذمہ داری ہے اور جو ٹیکس زمین پر تعمیرات سے عائد ہوتا ہے اس کا ادا کرنا زمین پر تعمیرات کرنے والے کی ذمہ داری ہے جس نے زمین پر تجارتی مراکز تعمیر کئے ہیں اور اگر معاہدے کے ضمن میں یہ شرط قبول کرلی گئی ہو کہ ٹیکس کو ایک فریق ادا کرے گا تو اس شرط پر عمل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۸: کسی چیز کا معاملہ انجام پانے کے بعد فروخت کرنے والے کو معاملے اور اس کی شرائط سے روگردانی کرنے کا حق نہیں ہے اور اسی طرح خریدار کا کسی اور شخص کو تمام اقساط ادا کرنے سے پہلے گھر کا فروخت کرنا بھی بلا مانع ہے لیکن اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے ذمے کی قسطوں کو دوسرے خریدار کے حوالے کردے ہاں! اگر فروخت کرنے والا قبول کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۶۹: ایک دکاندار نے ایک ٹیلی ویژن فروخت کرنے کے لئے قرعہ اندازی کی جس میں 130 افراد شریک تھے لیکن قرعہ ایک کے نام نکل آیا اور اس نے ٹیلی ویژن خریدلیا تو اگر قرعہ نکلنے کے بعد خرید وفروخت انجام پائے تو مذکورہ طریقے سے خریدنا صحیح ہے اور اس سے استفادہ کرنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۰: ایک شخص نے اپنا پلاٹ کسی کو فروخت کر دیا خریدار نے مذکورہ پلاٹ کسی اور شخص کو فروخت کر دیا اب اس بات کو نظر میں رکھتے ہوئے کہ آج کل جدید قوانین کے مطابق ہر معاملے پر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے تو اگر قانون کی خلاف ورزی نہ ہو تو پہلے فروخت کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ زمین پہلے خریدار کے نام کرائے یا دوسرے خریدار کے نام اور اسے اس بات کا بھی حق ہے کہ وہ ملکی قانون کی پابندی کرتے ہوئے اس معاونت پر خریدار سے اجرت کا مطالبہ کرے اگر زمین پہلے خریدار کے نام کرائے تو پہلے خریدار سے لئے جانے والے ٹیکس کا ضامن نہیں ہے اور نہ ہی بلاواسطہ دوسرے خریدار کے نام زمین کرانا اس پر لازم ہے۔

اَحکامِ خیارات

1خیار مجلس

مسئلہ ۱۷۷۱: ایک شخص نے کسی سے کچھ جائداد خریدی اور بیچنے والے کو بیعانہ بھی دے دیا تین گھنٹے کے بعد فروخت کرنے والے نے معاملے کو فسخ کر دیا اور مذکورہ جائداد خریدار کے حوالے نہیں کی تو اگر فسخ دونوں کی جدائی کے بعد انجام پایا ہو یا کسی خیار فسخ کے شرعی اسباب کے بغیر انجام دیا گیا ہو تو مذکورہ فسخ باطل ہے اور اس کا کوئی اثر نہیں ہے اور اگر دونوں کے خرید و فروخت کی جگہ چھوڑنے سے قبل یا کسی اور سبب خیار کے تحت فسخ انجام پایا ہو تو فسخ صحیح اور نافذ ہے۔

2خیار عیب

مسئلہ ۱۷۷۲: اگر سرکاری دفاتر جائداد کو خریدار کے نام کرنے سے انکار کر دیں تو مذکورہ انکار فسخ کا جواز صرف اسی صورت میں فراہم کرے گا کہ اگر معاملے کے بعد واضح ہو جائے کہ مذکورہ شے سرکاری طور پر دوسرے کے نام منتقل ہونے کے قابل نہیں تھی اور یہ ممنوعیت عرفاً عیب شمار کی جائے تو خریدار کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا (جسے خیار فسخ کہتے ہیں)

مسئلہ ۱۷۷۳: اگر معاملہ انجام پانے کے دوران معلوم ہو کہ مذکورہ شے سرکاری طور پر کسی کے نام نہیں ہو سکتی تو مذکورہ علم معاملے کے باطل ہونے کا سبب نہیں بنتا اور خریدار کے علم کے سبب اسے معاملے کو فسخ کرنے کا حق بھی نہیں ہے۔

3خیار تاخیر

مسئلہ ۱۷۷۴: خریدار کی طرف سے قیمت ادا کرنے اور گھر کو تحویل میں لینے میں تاخیر کرنے سے معاملہ باطل نہیں ہوتا اگر چہ اس نے فروخت کرنے والے کے ساتھ اسے بطور شرط نہ بھی رکھا ہو تب بھی فروخت کرنے والے کو ایسے معاملے میں تین دن گزر جانے کے بعد معاملے کو فسخ کرنے کا اختیار ہے جسے "خیار فسخ" کہتے ہیں۔

4خیارشرط

مسئلہ ۱۷۷۵: کسی نے ایک رہائشی گھر ایک شخص کو غیر قابل فسخ (عقد لازم) کے تحت فروخت کیا اور یہ طے پایا کہ اگر خریدار وعدے کے مطابق سرکاری دفتر میں گھر رجسٹری کرنے کے لئے حاضر نہیں ہوا اور باقی قیمت ادا نہیں کی تو فروخت کرنے والے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ معاملے کو فسخ کر دے اور مذکورہ گھر کو اس دن کی قیمت پر کسی دوسرے شخص کو فروخت کر دے گا اب چونکہ خریدار وعدے کے مطابق سرکاری دفتر میں حاضر نہیں ہوا تو اس نے معاملہ فسخ کر دیا اور گھر ایک دوسرے شخص کو فروخت کر دیا ہے اس صورت میں معاملے کا فسخ کرنا اور فسخ کے بعد دوسرے شخص کو فروخت کرنا جائز ہے جیسا کہ دونوں نے عقد لازم کے دوران مذکورہ شرط پر اتفاق کیا تھا۔

5خیارروئیت

مسئلہ ۱۷۷۶: اگر زمین فروخت کرنے والا خریدار کو یہ بتائے کہ زمین کا رقبہ اتنے مربع میٹر ہے اور اس کے مطابق کاغذات تحریر کر لئے جائیں لیکن اس کے بعد خریدار مشاہدہ کرے کہ زمین فروخت کرنے والے کے بتائے ہوئے رقبے سے بہت کم ہے تو اگر خریدار نے فروخت کرنے والے کے کہنے پر اعتماد کر کے زمین خریدی ہو تو معاملہ صحیح ہے لیکن خریدار کو وصف کے تبدیل ہونے کی وجہ سے معاملے کو فسخ کرنے کا حق ہے اور اگر ہر میٹر زمین معین شدہ قیمت میں خریدی ہو اس گمان کے ساتھ کہ زمین کا رقبہ اتنی ہی مقدار کا ہوگا لیکن وہ کم نکلے تو موجودہ مقدار کی زمین پر معاملہ صحیح ہے اور خریدار کو زمین کی مساحت کے کم ہونے کی نسبت سے قیمت واپس لینے کا حق ہے یا اگر چاہے تو معاملہ فسخ کر دے اس صورت میں پوری قیمت واپس لے سکتا ہے۔

6خیارغبن

مسئلہ ۱۷۷۷: خیار غبن کا معیار یہ ہے کہ معاملے کے دن عادلانہ قیمت کے لحاظ سے غبن حاصل ہو مثلاً اگر فروخت کے دن متاع کو اس کی اصلی قیمت پر فروخت کرے جو کہ قابل درگزر نہ ہو لیکن معاملے کے ہو جانے کے بعد قیمت بڑھ جائے تو یہ غبن کا معیار نہیں ہے جو کہ سبب خیار ہے اور اسی طرح سے صرف مؤجل قیمت کے وقت کا گزر جانا فروخت کرنے والے کے لئے باعث خیار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۸: ایک شخص نے ایک زمین کچھ قیمت پر فروخت کی اس کے بعد ایک شخص نے اسے بتایا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے تو جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے مذکورہ زمین علم نہ ہونے کی وجہ سے اس دن کے مارکیٹ ریٹ سے اتنی کم قیمت پر فروخت کی ہے جو درگزر کے قابل نہیں ہے تو خیارِ غبن کا حق اس کے لئے ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۹: ایک شخص نے معین مساحت کی زمین فروخت کی بعد میں معلوم ہوا کہ زمین کا رقبہ زیادہ ہے تو اگر معین قیمت پر تمام زمین اس خیال سے فروخت کرے کہ اس کا اتنا رقبہ ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ زمین کا رقبہ زیادہ تھا اور اس بنا پر زمین کی واقعی قیمت اس کی ادا شدہ قیمت سے زیادہ ہو تو اس صورت میں بیچنے والے کو خیارِ غبن کا حق حاصل ہے اور وہ معاملہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے ہر میٹر زمین خاص قیمت پر فروخت کی ہو تو اسے زائد مقدار کے مطالبے کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۰: اگر فروخت کرنے والے اور خریدار کے درمیان اس بنیاد پر معاملہ انجام پائے کہ خریدار چند دنوں تک قیمت ادا نہیں کرے گا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مغبون ہے یا نہیں تو ایک خاص مدت تک قیمت کی تاخیر کے ساتھ معاملہ کرنا صحیح ہے تا کہ مغبون ہونے یا نہ ہونے کا انکشاف ہو سکے لیکن جب تک غبن ثابت نہ ہوا سے فسخ کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۱: مغبون ہونے والا شخص چاہے مسلمان ہو یا نہ ہو اس کے لئے خیارِ غبن ثابت ہے مسلمان و غیر مسلمان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۲: کسی نے ایک گھر کسی کو فروخت کیا خریدار نے قیمت ادا کرنے اور گھر قبضے میں لینے کے بعد اعلان کیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے اور معاملہ فسخ کر دیا لیکن خریدار نے اس وقت سے اب تک مختلف بہانوں سے گھر خالی نہیں کیا اور بیچنے والے سے قیمت واپس نہیں لی یہاں تک کہ دو سال بعد اس نے دعویٰ کیا ہے کہ آدھے گھر میں اس نے معاملہ فسخ کر دیا تھا اور اب آدھے گھر کی قیمت واپس مانگ رہا ہے تو جہاں غبن ثابت ہو جائے وہاں مغبون کو تمام معاملے میں فسخ کا حق حاصل ہے اور دیا ہوا مال واپس لے سکتا ہے البتہ اسے آدھے گھر میں معاملہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی ادا کردہ قیمت سے زیادہ مطالبہ کرنے کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۳: دو افراد کے مابین معاملہ انجام پایا اور ایک سادہ وثیقہ تحریر ہو گیا دونوں نے دوران عقد شرط کی کہ جس نے بھی معاملے سے روگردانی کی وہ دوسرے شخص کو ایک مقررہ رقم ادا کرے گا

اب ایک شخص غبن کی وجہ سے معاملے سے روگردانی کر رہا ہے تو دونوں طرف سے روگردانی کی صورت میں مقررہ رقم جدا ادا کرنے کی شرط اگر چہ بذات خود صحیح ہے اور اس شرط کا پورا کرنا بھی واجب ہے نیز اگر شرط عقد کے ضمن میں کی جائے یا معاملہ مذکورہ اسی شرط کی بنا پر واقع ہو تو شرط پر عمل کرنا ایسی صورت میں واجب ہے لیکن مذکورہ شرط پر عمل کرنا اس صورت کو شامل نہیں ہے جہاں خیار غبن کی وجہ سے معاملہ فسخ کر دیا جائے البتہ اگر شرط فسخ کی صورت میں بھی جاری ہو تو شرط پر عمل کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۴: صاحب خیار کا دوسرے شخص کی طرف فسخ کے بارے میں صرف گفتگو کے لئے رجوع کرنا یا اضافی قیمت پر خریدی ہوئی چیز گھر واپس کرنے پر اظہار رضایت کرنا معاملے کو فسخ نہیں کرتا لیکن چونکہ صاحب خیار کا فسخ کرنا دوسرے شخص کی موافقت کرنے پر موقوف نہیں ہے اور نہ ہی خریدی ہوئی چیز واپس کرنے پر موقوف ہے لہٰذا اگر غبن کی اطلاع پانے کے بعد اس نے معاملہ فسخ کر دیا تھا تو وہ فسخ صحیح ہے خریدار فسخ کے بعد خریدی ہوئی چیز کا مالک نہیں ہے بلکہ اسے فروخت کرنے والے کے حوالے کرنا واجب ہے۔

7 خیاری معاملہ

مسئلہ ۱۷۸۵: جب تک کہ فروخت کرنے والا معاملے کو فسخ نہ کرے فروخت کردہ چیز خیاری معاملے کے بعد خریدار کی ملکیت ہے لہٰذا فروخت کرنے والے کے لئے سابقہ معاملے کو فسخ کرنے سے پہلے دوسرے شخص کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر فروخت کرنے والا فسخ نہ کرے تو خیار کی مدت گزرنے کے بعد خریدار کے لئے کسی دوسرے شخص کو مذکورہ شے فروخت کرنا جائز ہے اگر چہ خریدار اس شے کو دوسرے شخص کے قبضے اور اختیار میں نہ بھی دے۔

8 شرط کی مخالفت کرنے کا خیار

مسئلہ ۱۷۸۶: ایک شخص نے دوسرے شخص سے کچھ سامان اس شرط پر خریدا کہ دو ماہ کے دوران اس کی قیمت ادا کر دی جائے گی اور یہ کہ مذکورہ مدت میں خریدار کو خیار کی مدت گزرنے کے بعد صاحب خیار کو فسخ کرنے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی سامان کے واپس کرنے کا حق ہے اسی طرح

فروخت کرنے والے کو قبول کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا ہاں! دونوں اقالہ کرنے پر توافق کرسکتے ہیں لیکن فروخت کرنے والے کو قیمت کی خاص فیصد کی کمی پر اقالہ قبول کرنے کا حق نہیں ہے اور اگر قیمت کی خاص فیصد کی کمی پر اقالہ کیا تو اقالہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۷: اغراض ومقاصد کا پورا نہ ہونا جب تک معاہدے کے دوران بصورت شرط ذکر نہ کیا جائے یا معاملے کا انجام پانا اس پر موقوف نہ ہو اس وقت تک شرعاً فسخ کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۸: خریدار کا ٹیکس کے محکمے کو رقم ادا نہ کرنا اور ٹیکس کے محکمے کا فروخت کرنے والے کو ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرانا فروخت کرنے والے کے لئے خیار فسخ کا باعث نہیں بنتا ہاں! اگر معاہدے کے دوران واضح طور پر شرط کی ہو تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو فسخ کرنے کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۹: ایک شخص نے پلاٹ اس شرط پر خریدا کہ اگر سرکاری طور پر زمین اس کے نام نہ ہو سکے یا اس بات کا انکشاف ہو جائے کہ مذکورہ پلاٹ بلدیہ کے پروجیکٹ میں شامل ہے تو وہ فسخ کرنے کا حقدار ہوگا اور چونکہ خریدار بلدیہ سے تعمیر کی اجازت نہیں لے سکا ہے لہٰذا فروخت کرنے والے سے فسخ اور قیمت کی واپسی کا مطالبہ کر رہا ہے اور اس بات کا مطالبہ بھی کر رہا ہے کہ اگر آج سے دو سال تک بلدیہ اسے تعمیرات کی اجازت دیدے تو فروخت کرنے والا سابقہ قیمت پر اسے دوبارہ مذکورہ زمین کو فروخت کردے تو اگر چہ خریدار کو متفقہ شرائط کے مطابق کہ جن پر دونوں نے اتفاق کیا ہے فسخ کرنے کا حق ہے لہٰذا وہ معاملے کو فسخ کرسکتا ہے اور فروخت کرنے والے سے قیمت کا مطالبہ بھی کرسکتا ہے لیکن فسخ کے دوران کسی قسم کی شرط کرنے کا اسے کوئی حق نہیں ہے لہٰذا وہ سابقہ قیمت پر زمین کو دوبارہ فروخت کرنے کی شرط عائد نہیں کرسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۰: فروخت کرنے والے نے جب تک شرط پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے معاملہ فسخ نہیں کیا اس وقت تک خریدار کے حق کا خیال رکھنا ضروری ہے اور خریدار بھی اسے مجبور کرسکتا ہے البتہ اگر وہ خریدار کی جانب سے بعض شرائط پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے فسخ کرنا چاہیے تو معاملہ فسخ کرسکتا ہے اور اس صورت میں خریدار فروخت کرنے والے کو مجبور نہیں کرسکتا لیکن ادا شدہ قیمت واپس لے سکتا ہے۔

خیارات کے متفرق احکام

مسئلہ ۱۷۹۱: حق کا مطالبہ نہ کرنا یا مطالبہ کرنے میں تاخیر کرنے سے حق ساقط نہیں ہو جاتا۔ ہاں! اگر حق ایک معین مدت تک ہو تو اس مدت کے گزرنے کے بعد حق ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۲: ایک شخص نے زمین فروخت کی جس کی کچھ قیمت ادھار تھی فروخت کرنے والے نے نقد حصے کی رقم لے لی اور زمین خریدار کے حوالے کر دی بعد میں ایک اور شخص اسی زمین کو مذکورہ قیمت سے زیادہ پر خریدنے کے لئے تیار ہو گیا تو فروخت کرنے والے کے لئے جائز نہیں کہ سابقہ معاملے کو فسخ کر دے اور زمین کو زیادہ قیمت پر ایک دوسرے خریدار کو فروخت کر دے چونکہ صحیح طور پر معاملہ انجام پانے کے بعد فروخت کرنے والے پر معاملے کے مطابق عمل کرنا واجب ہے اور معاملے کو فسخ کرنا اور دوسرے شخص کو فروخت کرنا صحیح نہیں ہے البتہ اگر وہ حق فسخ کا حامل ہو تو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۳: اگر کوئی معاملہ کرنے کے بعد ناراضی ہو جائے تو شرعی لحاظ سے کوئی اثر نہیں پڑتا لہٰذا صحیح طور پر معاملہ انجام پانے کے بعد معاملہ شرعی طور پر نافذ ہو جاتا ہے اور خریدار مذکورہ شے کا مالک ہو جاتا ہے اور فروخت کرنے والے کو زمین واپس لینے کا حق نہیں رہتا ہاں! اگر اسے اسباب خیار میں سے کوئی بھی خیار حاصل ہو تو معاملے کو فسخ کرنے کے بعد زمین واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۴: کوئی شخص اپنی جدا شدہ زمین کو جس کی سرکاری سند بھی موجود تھی سادہ وثیقے کے ذریعے تمام خیارات کو ساقط کرنے کے بعد فروخت کر دے لیکن سرکاری سند کو استعمال کرتے ہوئے اسی زمین کو دوبارہ کسی شخص کو فروخت کرنا چاہے تو معاملے کے صحیح طور پر انجام پانے کے بعد جبکہ تمام خیارات بھی ساقط کئے جا چکے ہوں دوبارہ کسی دوسرے شخص کو زمین فروخت کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ مذکورہ معاملہ فضولی ہے اور سابقہ خریدار کی اجازت پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۵: کوئی شخص اگر کارخانے سے کچھ مقدار سیمنٹ خریدے اور اس کی شرط یہ ہو کہ تدریجاً سیمنٹ اس کے حوالے کر دی جائے گی جبکہ اس نے سیمنٹ کی تمام قیمت کارخانے کو ادا کر دی ہو لیکن خریدار کے کچھ مقدار میں سیمنٹ لینے کے بعد بازار میں سیمنٹ کی قیمت میں بہت اضافہ ہو جائے تو کارخانے کو یہ حق نہیں ہے کہ معاملے کے صحیح طور پر انجام پانے کے بعد چاہے معاملہ نقد

ہو یا ادھار یا سلف ہو یک طرفہ طور پر فسخ کرے ہاں! اگر فروخت کرنے والا خیارات شرعیہ میں کسی خیار کا حامل ہو تو معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۶: کوئی شخص معاملہ کرے کچھ قیمت ادا کر دے اور باقی ادھار رکھے لیکن مقررہ وقت پر باقیماندہ قیمت ادا نہ کر سکے تو صرف باقیماندہ قیمت کا وقت مقررہ پر ادا نہ کرنا فروخت کرنے والے کے لئے حق فسخ کا سبب نہیں بنتا لہٰذا اگر معاملہ صحیح شرعی طور پر انجام پا گیا تھا لیکن گھر (مثلاً) مالک کے قبضے میں رہا اور اس نے گھر کرایہ پر دے دیا درحالیکہ اسے فسخ کا حق بھی حاصل نہیں تھا تو اس کا کرایہ پر دینا فضولی ہے اور خریدار کی اجازت پر موقوف ہے اور اس پر واجب ہے کہ گھر خریدار کے حوالے کرنے کے ساتھ کرایہ کی رقم بھی خریدار کو ادا کرے اگر خریدار کرائے کے عقد پر راضی ہو جائے اور اگر کرائے کے عقد پر راضی نہ ہو تو اسے مدت تصرف کے عوض اجرت مثل کے مطالبے کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۷: فروخت کرنے والا حق خیار ثابت نہ ہونے کے باوجود نہ معاملے کو فسخ کر سکتا ہے اور نہ معاملہ انجام پانے کے بعد قیمت میں اضافہ کرنے کا اس کو حق حاصل ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۸: ایک شخص نے ایک گھر کسی سے خریدا جو کہ اس نے گھر بنانے والی کمپنی (ادارہ مسکن) سے خریدا تھا جب معاملہ انجام پا گیا اور فروخت کرنے والے نے قیمت وصول کر لی تو مذکورہ ادارے نے اعلان کیا کہ پہلے سے ادا شدہ قیمت کے علاوہ مزید رقم بھی ادا کی جائے لہٰذا خریدار نے فروخت کرنے والے کو اطلاع دی کہ وہ اضافہ شدہ مبلغ ادا کرے ورنہ وہ معاملہ فسخ کر دے گا اور اپنی رقم واپس لے لے گا لیکن فروخت کرنے والے نے اضافی مبلغ ادا نہیں کی جس کی وجہ سے کمپنی نے یہ فیصلہ کیا کہ مذکورہ گھر ایک اور شخص کو دے دیا جائے تو اگر شرط یا دیگر کسی سبب کی وجہ سے معاملہ فسخ ہو جائے تو خریدار کا فروخت کرنے والے سے رقوم کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۹: ایک شخص نے حیوان خریدا اور اسے اس نیت سے بازار لے گیا کہ اگر کوئی خریدار مل گیا تو اسے فروخت کر دے گا ورنہ معاملہ فسخ کر دے گا تو خریدار نہ ہونے کی وجہ سے فسخ کی نیت کرنا خیار کے ثابت ہونے کے لئے کافی نہیں اور اسی طرح خریدار کے نہ ہونے پر خیار کی شرط کو معلق کرنا صحیح نہیں ہے ہاں! فروخت شدہ شے چونکہ حیوان ہے لہٰذا خریدار کو تین دن تک حق ہے کہ وہ اسے واپس کر دے۔

مسئلہ ۱۸۰۰: اگر خیار کے اسباب میں سے کوئی سبب موجود نہ ہو جیسے خیار شرط یا خیار غبن وغیرہ تو اس صورت میں فسخ صحیح نہیں ہے بلکہ انجام شدہ معاملہ صحیح شمار کیا جائے گا بیچنے والے پر واجب ہے کہ وہ قانونی طور پر خریدی گئی زمین کو خریداروں کے نام کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۱: معاملے سے نادم ہونا یا خریدار کو اس بات کا علم ہو جانا کہ سابقہ خریدار نے مذکورہ ساز وسامان کم قیمت پر خریدا تھا، خیار کا باعث نہیں ہوتا اور نہ ہی فسخ کے حق کا سبب بنتا ہے لہٰذا اگر دوسرے خریدار کو کسی ایسی چیز کا حق ہو جو خیار کا باعث ہو تو وہ فسخ کر سکتا ہے اور اگر نہیں ہے تو حق فسخ نہیں رکھتا۔

فروخت کردہ اشیا کے ملحقات

مسئلہ ۱۸۰۲: ایک شخص نے اپنا گھر فروخت کر دیا اور گھر فروخت کرنے کے بعد گیزر اور فانوس وغیرہ گھر سے اتار لیا اگر مذکورہ اشیا وغیرہ عرف عام میں گھر فروخت کرنے کے تابع شمار نہیں کی جا تیں تو ان کا اتار لینا جائز ہے ہاں اگر فروخت کرنے والے سے شرط کی ہو کہ مذکورہ اشیا گھر میں باقی رہیں گی تو لینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۳: بیچنے والے پر واجب ہے کہ فروخت کردہ شئ کو اس کے تمام لواحق کے ساتھ تحویل میں دے اور اس میں فرق نہیں ہے کہ مذکورہ ملحقات کے عوض قیمت دی جائے یا ان لواحق کو فروخت کردہ اشیا میں ضم کئے جانے کی شرط کی گئی ہو اور خریدار فروخت کرنے والے کو مذکورہ عمل پر مجبور کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۴: اگر معاملے کے دوران اس پانی کے پائپ سے استفادہ کرنا ذکر نہ کیا گیا ہو جو کہ نچلی منزل پر موجود ہے تو جس نے اوپر والی منزل خریدی ہو وہ مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اس کے لئے نیچے والی منزل سے پانی کا انتظام کرے۔

متاع تحویل میں دینا اور قیمت قبضے میں لینا

مسئلہ ۱۸۰۵: کسی کا ایک گردہ فیل ہو جائے اور ایک شخص معینہ مبلغ کے عوض گردہ اہدا کرنے کا اعلان کرے لیکن طبی معائنے کے بعد یہ بات ظاہر ہو کہ اس کا گردہ مریض کی پیوند کاری کے لئے

مناسب نہیں ہے تو مذکورہ شخص مریض سے طے شدہ رقم کے مطالبے کا حق صرف اسی صورت میں رکھتا ہے کہ اگر مذکورہ مبلغ گردے کے عوض ہو اور گردے کا غیر مناسب ہونا گردے کے کاٹنے اور مریض کے تحویل میں لینے کے بعد ثابت ہو چاہے بیمار اس گردے سے استفادہ نہ کر سکے اور اگر گردہ کاٹنے سے پہلے یہ معلوم ہوجائے کہ گردہ غیر مناسب ہے اور مریض اسے اطلاع بھی دے دے تو اسے مریض سے کسی رقم کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۶: کسی نے اپنا رہائشی گھر ایک سادہ سند کے ساتھ فروخت کر دیا ہو اور قیمت کا کچھ حصہ خریدار سے لے لیا ہو اور باقی رقم سرکاری سند تحریر کرتے وقت ادا ہونا قرار پائے لیکن بیچنے والا اب اپنا گھر فروخت کرنے پر نادم ہو جائے جب کہ خریدار گھر خالی کرنے کے لئے اصرار کر رہا ہو تو اگر شرعاً صحیح طور پر معاملہ انجام پا گیا تھا اور فروخت کرنے والا حق فسخ کا حامل نہیں تھا تو اس کے صرف نادم ہونے سے یا گھر کی اسے ضرورت ہونے کی وجہ سے گھر کو تحویل میں دینے سے اس کے لئے انکار کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۷: کسی نے محکمۂ معدنیات سے پتھر خریدنے کی اجازت حاصل کی لیکن پتھر تحویل میں لینے کے بعد اس بات کا انکشاف ہوا کہ محکمۂ معدنیات نے پتھروں کی قیمت معین نہیں کی اس نے محکمے سے رابطہ کیا تو جواب دیا گیا کہ قیمت کا بعد میں اعلان کر دیں گے جو کہ گزشتہ قیمت سے بہت زیادہ نہیں ہوگی لیکن جب انھوں نے اصلی قیمت کا اعلان کیا تو اعلان شدہ قیمت گزشتہ قیمت سے بہت زیادہ تھی اور وہ قیمت خریدار کے لئے قابل قبول نہیں تھی ایسی صورت حال میں حکم یہ ہے کہ معاملے کی صحت کے لئے قیمت کا اس طرح معین ہونا جس سے ضرر اور جہالت رفع ہو جائے ضروری ہے اور بیچی گئی چیز کا معین ہونا بھی لازم ہے لہٰذا اگر پتھر خریدنے کے دن صحیح شرعی طور پر معاملہ انجام نہ پایا ہو تو خریدار مذکورہ پتھروں کے کاٹنے اور فروخت کرنے کی اس دن کی قیمت کا ضامن ہے جس دن اس نے انھیں فروخت کیا ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۸: ایک شخص نے اپنی بیٹی سے ایک مکان خریدا جو اس کے شوہر کے اختیار میں تھا باپ نے بیٹی کو قیمت ادا کر دی لیکن بیٹی کے شوہر نے اپنی بیوی کو معاملہ ختم نہ کرنے کی صورت میں طلاق کی دھمکی دے دی اور اذیت دینی شروع کر دی جس کی وجہ سے بیٹی فروخت شدہ جائداد کو باپ کی تحویل میں نہ دے سکے تو اس صورت میں فروخت کرنے والی پر واجب ہے کہ جائداد کو تحویل میں

دے یا ادا شدہ قیمت واپس کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۹: کسی نے ایک سادہ تحریر کے ساتھ ایک گھر اس شرط پر خریدا کہ فروخت کرنے والا سرکاری دفتر میں آ کر گھر کو قانونی طور پر اس کے نام کر دے گا لیکن فروخت کرنے والے نے اس شرط پر عمل نہیں کیا اور گھر اس کی تحویل میں دینے اور اس کے نام کرنے سے انکار کر دیا تو اس صورت میں فریقین کے مابین جو چیز انجام پائی ہے وہ اگر صرف خرید وفروخت کا وعدہ اور گفتگو تھی تو اس صورت میں مالک پر وعدہ کا وفا کرنا اور گھر فروخت کرنا اور خریدار کے نام کرانا لازم نہیں ہے اور اگر جو چیز ان کے مابین انجام پائی ہے اور جسے انھوں نے تحریر کیا ہے وہ معاملے کا سادہ وثیقہ ہو اور شرعاً صحیح طریقے سے خرید وفروخت انجام پا گئی ہو تو فروخت کرنے والے کو معاملے سے انکار کرنے اور وفا نہ کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ مالک پر شرعی طور پر واجب ہے کہ گھر کو خریدار کے قبضے میں دے دے گھر کو اس کے نام منتقل کرنے کے تمام امور کو انجام دے اور خریدار کو بھی مطالبے کا حق ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۰: بیچنے والے اور خریدار کے مابین تجارتی معاملے کے مطابق خریدار بیچنے والے کو ہر ہفتہ حاصل شدہ مال کی کچھ قیمت ادا کرتا رہا اور ادا شدہ مبلغ کو تحریر کرتا رہا اور اسی طرح بیچنے والا خریدار کی تحریر پر دستخط کے علاوہ اپنے پاس بھی حاصل شدہ رقم کو تحریر کرتا رہا چار مہینے بعد دونوں نے خریدار کی ادا شدہ قیمت کا حساب کیا جو کہ متعدد بار ادا کی گئی تھی مذکورہ ادا شدہ رقم کی مقدار میں اختلاف ہو گیا خریدار دعویٰ کر رہا ہے کہ اس نے مذکورہ مقدار ادا کر دی ہے لیکن مالک انکار کر رہا ہے تو اگر یہ ثابت ہو جائے کے خریدار نے مال کی قیمت ادا کر دی ہے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے اور اگر ثابت نہ ہو سکے تو فروخت کرنے والے کا قول قبول کیا جائے گا جو کہ رقم وصول کرنے کا منکر ہے۔

نقد اور اُدھار معاملہ

مسئلہ ۱۸۱۱: نقد اجناس ایک خاص قیمت اور وہی اجناس بطور ادھار زیادہ قیمت پر خریدنا اور فروخت کرنا جائز ہے لیکن چیک کا کم یا زیادہ قیمت کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں ہے البتہ وہ شخص جس نے چیک دیا ہے اور چیک میں مندرج مبلغ اس کے ذمے ہے اسے فروخت کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۲: اگر کار فروخت کرنے والا یہ کہے کہ اس کار کی نقد قیمت اتنی ہے اور دس مہینے میں بطور قسط اسی کار کی قیمت اتنی ہے خریدار نے جب اس ادھار اضافی قیمت کو ملاحظہ کیا تو وہ ایک چوتھائی

زیادہ نکلی اور اس طرح قسطی قیمت پر معاملہ انجام پا گیا اب اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ خریدار کے ذہن میں یہ چیز آئی ہے کہ وہ نقد قیمت سے زائد قیمت ادا کرے گا اور یہ اضافی قیمت فروخت کرنے والے کے لئے منافع ہے تو ادھار کی صورت میں مذکورہ معاملہ صحیح ہے قیمت کا قسطوں میں ادا کرنا بھی صحیح ہے اور مذکورہ معاملہ سودی بھی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۳: خرید وفروخت کے معاہدے میں متاع اور قیمت کو مندرجہ ذیل طرز پر مؤجل بیان کیا گیا کہ مال کی قیمت ایک سال کے دوران اقساط کی صورت میں ادا کی جائے گی اور سال کے ختم ہونے پر خریدار کی طرف سے قیمت کی پہلی قسط ادا کرنے پر مال اس کے قبضے میں دے دیا جائے گا لیکن صورت حال اب یہ ہے کہ قیمت کی پہلی قسط کی ادائیگی میں مذکورہ وقت سے بہت تاخیر ہوگئی ہے تو ادھار مال کی قیمت کی ادائیگی میں تاخیر فروخت کرنے والے کے لئے خیار کا باعث نہیں بنتی اگر مال کلی اور مؤجل ہو اور معاملہ بعنوان بیع سلم انجام پایا ہو تو ایسی صورت میں قیمت کی ادائیگی نقد ہونی چاہیے وگرنہ معاملہ بنیادی طور پر ہی باطل قرار پائے گا۔

مسئلہ ۱۸۱۴: اگر قیمت کی پہلی قسط ادا کرنے میں معمول سے تاخیر ہو جائے جیسا کہ فروخت کرنے والا دعویدار ہے اور قیمت کی ادائیگی کا کوئی وقت بھی معین نہیں تھا اور قیمت ۵۰۰ ادائیگی میں تاخیر پر فروخت کرنے والے کے لئے خیار کی شرط بھی نہیں کی گئی تھی تو ادھار معاملے میں قیمت کی ادائیگی کا وقت مقرر کرنا ضروری ہے لہٰذا اگر ادھار معاملہ قسطوں کی ادائیگی کا وقت مقرر کئے بغیر انجام پائے تو وہ معاملہ ابتدا سے ہی باطل ہے ہاں! اگر وقت مقرر ہو اور خریدار ادائیگی میں تاخیر کر دے تو مذکورہ تاخیر کی وجہ سے فروخت کرنے والے کو خیار حاصل نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۸۱۵: زمین کے مالک کالج تعمیر کرنے کے لئے اگر مرضی سے زمین وزارت تعلیم وتربیت کو دے دیں تاکہ مذکورہ وزارت سے زمین کی قیمت وصول کریں تو اس صورت میں زمین پر ان کا کوئی حق نہیں ہے اور زمین غصبی نہیں کہلائے گی ہاں! انھیں وزارت تعلیم وتربیت سے زمین کی قیمت کا مطالبہ کرنے کا حق ہے بنابرایں مذکورہ عمارت میں نماز پڑھنا اور لکچر دینا صحیح ہے اور مذکورہ اعمال اس زمین کے گزشتہ مالکوں کی رضایت پر موقوف نہیں ہیں۔

بیع سلف

مسئلہ ۱۸۱۶: ایسے معاملے کے تحت قسطوں پر گھر خریدنا کہ جس میں قیمت نقد ادا کی جاتی ہے اور خریدی ہوئی چیز معینہ مدت کے بعد وصول کی جاتی ہے بنیادی طور پر باطل ہے اس لئے کہ سلف معاملے میں معاملے کے وقت ہی نقداً تمام قیمت ادا کرنا معاملے کی درستی کی شرائط میں شامل ہے ہاں !اگر بعنوان سلف معاملے کے وقت نقداً تمام قیمت ادا کردی گئی ہوتو بیچنے والے پر واجب ہے کہ مذکورہ گھر کوخریدار کے حوالے کرے اور فروخت کرنے والا مذکورہ شے کے علاوہ کسی اور شے یا مال کے خریدار سے لے لینے کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسے حق ہے کہ وہ فروخت شدہ شے کے علاوہ کوئی اور چیز اسے دے اور نہ ہی خریدار کو متبادل شے کوقبول کرنا چاہیے اگر وہ مذکورہ قیمت کے برابر ہواور اگر زیادہ ہوتو بطریق اولیٰ قبول کرنے کا حقدار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۷: کسی نے ایک زیر تعمیر رہائشی گھر قسطوں پر خریدا اور اس کے مکمل ہونے اور اپنے قبضے میں لینے سے پہلے اسے ایک اور شخص کو فروخت کر دیا تو اگر خریدشدہ گھر ایک جزئی اور معین شدہ گھر تھا اور اس شخص نے اسے قسطوں پر ادھار خریدا تھا اور فروخت کرنے والے کو مذکورہ گھر کو مکمل کرنا تھا تو اس صورت میں مکمل سے پہلے اس کی فروخت کرنے اور خریدار کے مذکورہ گھر کو مکمل کرنے والے سے لے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر خریدشدہ گھر کلی (غیر معین) تھا اور خریدار نے اس گھر کو سلف معاملے کے ذریعے قسطوں پر خریدا تھا اور فروخت کرنے والے کو مذکورہ گھر مکمل کر کے مقررہ وقت پر خریدار کی تحویل میں دینا تھا تو مذکورہ معاملہ ابتدا ہی سے باطل ہے لہٰذا مذکورہ گھر کا کسی دوسرے شخص کو فروخت کرنا بھی باطل ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۸: کسی نے تہران کی بین الاقوامی کتابوں کی نمائش سے بعض کتابیں بعنوان سلف خریدیں اور انھوں نے آدھی قیمت وصول کر لی ہے اور طے ہوا کہ آدھی قیمت کتابیں وصول کرتے وقت ادا کی جائے گی اور کتابیں دینے کی مدت بھی معین نہیں کی تو اگر ادا شدہ قیمت بیعانہ کے عنوان سے دی گئی ہواور معاملہ کتابوں کے تحویل دیتے وقت اور باقیماندہ قیمت ادا کرتے وقت انجام دیا جائے تو صحیح ہے لیکن اگر خرید وفروخت ابتدا میں کچھ مقدار قیمت ادا کرتے وقت انجام دی جائے اور ادھار قیمت ادا کرنے کے لئے بھی وقت مقرر نہ کیا جائے یا معاملہ بعنوان سلف انجام پایا ہواور قیمت بھی

معاملے کے وقت نقد ادا نہ کی گئی ہوتو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۹: ایک شخص نے کچھ ساز وسامان اس شرط پر خریدا کہ مذکورہ ساز وسامان کچھ مدت کے بعد اس کی تحویل میں دے دیا جائے گا اور اسی معینہ مدت کے بعد مذکورہ سامان کی قیمت کم ہوگئی تو اگر معاملہ صحیح شرعی طور پر انجام دیا گیا ہوتو خریدار عین سامان کا مستحق ہے ہاں! اگر اس کی مالیت بالکل ختم ہوجائے یہاں تک کہ سامان کا ضیاع کہلائے تو معاملہ فسخ ہوجائے گا اور فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ خریدار کو ادا شدہ قیمت واپس کرے۔

سونے اور کرنسی کی خرید وفروخت

مسئلہ ۱۸۲۰: خرید وفروخت کے معاملے میں قیمت کا تعین نقد ہو یا ادھار دونوں خریدار اور فروخت کرنے والے کی مصلحت اور تقاضوں پر منحصر ہے بنابر ایں سونے کو آج کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بطور ادھار فروخت کرنا طرفین کی رضایت سے جائز ہے اور اس معاملے میں منافع لینا صحیح ہے ہاں! سونے کو سونے کے عوض فروخت کرنے میں زیادہ لینا یا ادھار فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۱: سونا ڈھالنے کا کام کرنا اور سونا فروخت کرنا صحیح ہے ہاں! اگر سونے کو سونے کے مقابلے میں خرید وفروخت کیا جائے تو شرط یہ ہے کہ نقد ہو اور عوض اور معوض کی مقدار مساوی اور معاملے کے وقت ہی قبض اور اقباض کا انجام پانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۲: کاغذی نوٹوں کو بطور ادھار زیادہ قیمت کے بدلے فروخت کرنے کا معاملہ اگر سنجیدگی اور عقلائی غرض کے ساتھ انجام پائے مثلاً نوٹ نئے اور پرانے ہونے کے لحاظ سے مختلف ہوں یا مخصوص علامتوں کے حامل ہوں یا ان کی قیمت ایک دوسرے سے مختلف ہوتو صحیح ہے لیکن اگر معاملہ بناوٹی اور ربا سے فرار کے لئے ہو اور حقیقت میں فائدہ تک رسائی چاہنا ہوتو شرعاً حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۳: بعض افراد ٹیلیفون کے لئے استعمال ہونے والے سکے زیادہ قیمت پر فروخت کرتے ہیں مثلاً پچاس روپے کا نوٹ لے کر پینتیس روپے کے سکے دیتے ہیں مذکورہ طریقے سے رقم کی خرید وفروخت کرنا اس غرض سے کہ ان سے ٹیلی فون وغیرہ کے استعمال میں استفادہ کیا جا سکے جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۴: خریدار اور فروخت کرنے والے کے اتفاق کرنے پر قدیم کرنسی کو جدید کرنسی کے عوض اگر چہ بہت قیمت پر خریدا جائے جائز ہے اور خرید وفروخت صحیح ہے اور اگر فروخت شدہ شے کی بازار میں قیمت ہو اگر چہ وہ جدید کرنسی سے بہت کم ہو اور معاملہ غبنی ہو تب بھی معاملہ صحیح ہے اور غبن کرنے والے کا

مغبون کو غبن کی اطلاع دینا بھی ضروری نہیں ہے اور مذکورہ غبنی معاملے سے حاصل شدہ مال بھی غبن کرنے والے کی دوسرے اموال کی طرح ملکیت ہے اور جب تک مغبون معاملے کو فسخ نہیں کرتا اس کا مذکورہ مال میں تصرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۵: بعض کاغذی نوٹوں کو اس عنوان سے خرید وفروخت نہیں کیا جاتا کہ وہ مالیت کے حامل ہیں یا مالیت کا نشان ہیں بلکہ اس لئے خرید وفروخت کیا جاتا ہے کہ وہ خاص قسم کے کاغذی نوٹ ہیں مثلاً سبز رنگ کے ایک ہزار تومان کے نوٹ کہ جس پر امام خمینی قدس سرہ کی تصویر بنی ہوئی ہے زیادہ قیمت پر فروخت کرے تو اگر مذکورہ نوٹوں کو عقلائی غرض کے مطابق خرید وفروخت کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ظاہری طور پر معاملہ ادھار ہو، تا کہ قرضی سود سے فرار کیا جائے تو یہ معاملہ باطل اور حرام ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۶: کرنسی تبدیل کرنا اور نادر کرنسی کی خرید وفروخت کرنا بذات خود جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۷: اگر قرضی ٹکٹ چھاپنے اور فروخت کرنے سے حکومت کا مقصد عوام سے قرض لینا ہو تو عوام کا ٹکٹ خرید کر حکومت کو قرض دینا صحیح ہے اور اگر خریدار ٹکٹ فروخت کر کے اپنا مال واپس لینا چاہے تو کسی دوسرے شخص یا حکومت کو اسی قیمت پر یا صرف حکومت کو کم قیمت پر بھی فروخت کرے تو اپنی ادا کردہ قیمت واپس لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تجارت کے مختلف مسائل

مسئلہ ۱۸۲۸: بعض کارخانوں میں دوسرے کارخانوں کے بنے ہوئے پرزے جوڑ کر آلات بنائے جاتے ہیں اور پھر انھیں غیر ملکی معروف کمپنی کے نام سے بازار میں فروخت کر دیا جاتا ہے اگر مذکورہ پرزے اس قابل ہیں کہ خریدار ان کی شناخت کر سکتا ہے تو مذکورہ عمل پر دھوکے بازی کا عنوان عائد نہیں ہوتا لیکن غلط بیانی سے کام لینا جھوٹ اور حرام ہے اور اگر مذکورہ اشیا کو غلط اوصاف کے ساتھ فروخت کیا جائے تو خرید وفروخت صحیح ہے ہاں ! اگر خریدار حقیقت سے آگاہ ہو جائے تو اسے معاملہ فسخ کرنے کا اختیار رہے۔

مسئلہ ۱۸۲۹: کارخانے اور دکان کے مالکوں کے لئے اپنے کارخانے یا دکان پر غیر ملکی زبان میں

بورڈ لگانا یا خریداروں کی توجہ مبذول کرنے کے لئے بچوں کے کپڑوں پر غیر ملکی حروف لکھنا یا غیر ملکی تصویریں چھاپنا اگر خریدار کے لئے دھوکے کا سبب نہ ہوتو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۰: معاملات میں جھوٹ، دھوکے بازی اور بددیانتی سے کام لینا بالکل جائز نہیں ہے چاہے غیر مسلم کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۸۳۱: چیزوں کی خرید وفروخت میں بذات خود منافع کے لئے کوئی حد معین نہیں ہے لہٰذا جب تک ظلم کی حد تک نہ پہنچ جائے اور حکومت اسلامی کے قوانین کے خلاف نہ ہوتو جائز ہے لیکن بہتر بلکہ مستحب یہ ہے کہ اتنا منافع لے جو کہ اس کے اخراجات کے لئے کافی ہو۔

مسئلہ ۱۸۳۲: ایک شخص کئی لوگوں سے پانی خرید کر مختلف قیمتوں پر فروخت کرتا ہے مثلاً ایک شخص سے خریدے ہوئے حصے کو دس ہزار تومان اور اسی مقدار کے پانی کو دوسرے شخص کے حصے سے پندرہ ہزار تومان میں فروخت کرتا ہے جبکہ پانی کے مذکورہ تمام حصے ایک ہی کاریز چشمے یا کنویں سے حاصل کئے ہیں تو اگر فروخت کرنے والا پانی کا مالک یا شرعاً صاحب حق ہے اور اس نے پانی کے ہر حصے کو طرف مقابل سے اتفاق شدہ قیمت پر فروخت کیا ہے تو دوسروں کو قیمت کے اختلاف پر اعتراض کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۳: کوئی شخص اگر مرکز تعاون (یوٹیلیٹی اسٹور) سے کوئی چیز حکومت کی مقرر کردہ کم قیمت پر حاصل کرلے اور اس مال کو آزاد مارکیٹ میں مہنگی قیمت پر فروخت کرنا چاہے تو اگر حکومت کی طرف سے کوئی ممنوعیت نہ ہو اور قیمت میں اضافہ خریدار کے اوپر ظلم نہ ہوتو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۴: اگر حکومت کی طرف سے کسی مال کی کوئی قیمت مقرر نہ ہوتو جس قیمت پر بھی خریدار اور فروخت کرنے والا اتفاق کرے وہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۵: ثروت مند لوگوں کے مال میں حقوق شرعیہ صرف خمس اور زکوٰۃ تک محدود نہیں ہیں اور اسلام کثرت مال کا مخالف نہیں ہے بشرطیکہ مال شرعی طریقے سے تمام مالی حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ جمع کیا جائے اور اسلام و مسلمین کے فائدے میں ہوتو کوئی حرج نہیں ہے اور اس طریقے سے بھاری ثروت حاصل کرنا بھی بلا مانع ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۶: ایک شخص دوسرے شخص کو اپنی گاڑی خریدنے کے لئے کہتا ہے اور دوسرا شخص مثلاً دس لاکھ روپے میں گاڑی خرید لیتا ہے اب یہ شخص پہلے آدمی سے کہتا ہے کہ گاڑی کی قیمت گیارہ لاکھ اور

اضافی قیمت کو دلالی کی محنت کا عوض شمار کرتا ہے تو اگر دوسرا شخص پہلے شخص کا گاڑی خریدنے میں وکیل تھا اور خریداری مؤکل کے لئے تھی تو اسے اضافی قیمت لینے کا حق نہیں ہے ہاں! اسے وکالت کی رائج اجرت لینے کا حق ہے اور اگر اس نے اپنے مال سے اپنے لئے گاڑی خریدی تھی اور پھر اس نے گاڑی ایسے شخص کو فروخت کرنے کا ارادہ کیا جس نے اس سے گاڑی خریدنے کا تقاضا کیا تھا تو اس صورت میں دونوں کے مابین مقررہ قیمت پر گاڑی فروخت کرسکتا ہے البتہ گاڑی کی قیمت خرید کے بارے میں جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے لیکن جھوٹ بولنا معاملے کے صحیح ہونے پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۸۳۷: بعض دوست موٹر مکینک کا کام کرتے ہیں اور ان کے پاس گاڑیوں کے تاجر آتے ہیں اور ان سے صحیح طریقے سے مرمت نہیں کرواتے اس گمان کے ساتھ کہ گاڑی کا ظاہری طور پر اچھا ہونا گاڑی کو خریدار کے سامنے پیش کرنے کے لئے کافی ہے تو ان دوستوں کے لئے مرمت کرنا اگر دھوکے بازی کا سبب ہو اور انھیں علم ہو کہ گاڑی کا مالک ان عیوب کو خریدار سے مخفی رکھے گا تو مرمت کرنے والے کے لئے مذکورہ کام جائز نہیں ہے۔

سود کے احکام

مسئلہ ۱۸۳۸: ایک ڈرائیور نے ٹرک خریدنے کا ارادہ کیا اور ایک شخص کی طرف رجوع کیا اس شخص نے مذکورہ قیمت اسے دے دی اور ڈرائیور نے وکیل کی حیثیت سے اس کے لئے ٹرک خرید لیا اس کے بعد اس شخص نے اسی ڈرائیور کو وہ ٹرک قسطوں پر فروخت کر دیا تو اگر خرید و فروخت صاحب مال کے وکیل کی حیثیت سے انجام پائی ہو اور دونوں معاملوں میں حقیقتاً خرید و فروخت انجام پائی ہو اور مذکورہ عمل سود سے فرار کے لئے نہ ہو تو صاحب مال کا قسطوں پر اسی وکیل کو ٹرک فروخت کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۹: قرضی سود یہ ہے کہ قرض لینے والا قرض کی مقدار سے بڑھ کر ایک خاص اور زیادہ مقدار قرض دینے والے کو دیتا ہے ہاں! اگر بینک کے پاس مال بطور امانت رکھے اور صاحب مال کی طرف سے بینک صحیح شرعی عقد کے ذریعے کام کرنے سے حاصل شدہ منافع عطا کرے تو وہ سود نہیں ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۰: سود کبھی مکیل (پیمانہ دار) اور موزون (وزن دار) خرید و فروخت میں ہوتا ہے اور

کبھی قرض میں اور جو سود قرض میں ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قرض دینے والے کے لئے عرفاً عینی یا حکمی طور پر زیادہ مال واپس دینے کی شرط کی جائے جو کہ اس کے لئے منافع شمار کیا جائے اور وہ سود جو کہ خرید وفروخت میں ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی ایک چیز کو ویسی ہی چیز کے عوض کمی یا زیادتی کے ساتھ فروخت کیا جائے۔

مسئلہ ۱۸۴۱: سود حرام ہے اور اضطرار کی حالت میں مردار کھانے کو سود کھانے سے قیاس کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ شخص ابھی ایسی حالت میں ہے کہ مردار کھانے کے علاوہ کسی اور شے سے جان بچا سکتا ہے لیکن ایسا شخص جو کام نہیں کرسکتا وہ اپنے سرمائے کو عقود اسلامی میں سے کسی ایک عنوان مثلا مضاربہ کے تحت رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۲: خرید وفروخت کے بعض معاملات میں ڈاک کے ٹکٹ معین شدہ قیمت سے زیادہ قیمت میں فروخت کئے جاتے ہیں مثلاً ایک ٹکٹ جس کی قیمت ۲ روپے ہے اسے ۳ روپے میں فروخت کیا جاتا ہے تو مذکورہ معاملے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس جیسے اضافے کو سود شمار نہیں کیا جاتا جیسا کہ خرید وفروخت میں وہ زیادتی جو کہ سود کہلاتی ہے اور معاملے کو باطل کردیتی ہے وہ دو ایسی چیزیں ہیں جو ایک طرح کی ہوں اور مقدار کے اعتبار سے ایک زیادہ ہو اور ناپ تول کے ذریعے خریدی اور فروخت کی جاتی ہو۔

مسئلہ ۱۸۴۳: سود عام طور پر حرام ہے ہاں! باپ اور بیٹے، میاں اور بیوی اور مسلمان اور غیر مسلمان کے درمیان سود کا لین دین جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۴: اگر کسی مال کی خرید وفروخت معین قیمت پر انجام پا جائے لیکن فریقین اس پر اتفاق کریں کہ خریدار نے قیمت کے عنوان سے ایسا چیک دیا جو کہ مؤجل ہو ایسی صورت میں خریدار کچھ مزید رقم فروخت کرنے والے کو ادا کرے، اگر معین قیمت پر مال فروخت کردیا گیا اور اضافی قیمت اصلی رقم کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے اضافے کی جارہی ہے تو مذکورہ اضافی قیمت سود ہے اور شرعاً حرام ہے اور دونوں کے توافق کرنے سے مذکورہ اضافہ حلال نہیں ہوجاتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۵: اگر کسی شخص کو قرض لینے کی ضرورت ہو اور کوئی اسے قرض حسنہ دینے والا نہ ہو تو وہ مندرجہ ذیل طریقے سے قرض لے کہ کوئی چیز ادھار کے طور پر اس کی واقعی قیمت سے زیادہ قیمت پر خریدے اور پھر اسی چیز کو فروخت کرنے والے کو کم قیمت پر اسی وقت فروخت کردے مثلاً ایک کلو

گرام زعفران ایک سال کے ادھار پر ایک معین قیمت پر خریدے اور اسی وقت اسی فروخت کرنے والے کو بطور نقد دو تہائی قیمت خرید پر فروخت کر دے تو اس جیسے معاملات قرضی سود سے فرار کا بہانہ ہیں جو کہ شرعاً باطل اور حرام ہیں۔

مسئلہ ۱۸۴۶: بنیادی طور پر ایسا معاملہ کہ جسے شرعاً خیاری معاملہ کہا جاتا ہے صحیح ہے اور پھر خود کسی چیز کو اس کے فروخت کرنے والے کو کرایہ پر دینا بھی صحیح ہے البتہ ایسا کرنا وہاں صحیح ہے جہاں خریدار اور فروخت کرنے والے کرایہ دار اور کرایہ پر دینے والے نے حقیقی طور پر خرید وفروخت کا عمل انجام دیا ہو اور کرایہ پر دیا ہو لیکن اگر دونوں نے حقیقی معنی میں خرید وفروخت کا قصد نہ کیا ہو بلکہ ظاہری طور پر معاملہ فروخت کرنے والے کے حصول قرض اور خریدار کے حصول فائدہ کے لئے انجام دیا گیا ہو تو ایسا معاملہ جو کہ قرضی سود سے فرار کے لئے انجام دیا گیا ہو حرام ہے اور شرعاً باطل ہے اور اس صورت میں خریدار کو فقط اپنا اصلی مال واپس لینے کا حق ہے جو کہ اس نے فروخت کرنے والے کو قیمت کے عنوان سے ادا کیا تھا۔

مسئلہ ۱۸۴۷: سود سے فرار کے لئے کسی شے کا مال کے ساتھ ضم کرنا سودی قرض کے جائز ہونے کا باعث نہیں ہے اور کسی شے کے ضم کرنے سے سود حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۸۴۸: پنشن لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ اضافی رقم جو کہ حکومت ادا کرتی ہے اس رقم کا منافع نہیں ہے جسے اس کی تنخواہ سے کاٹا گیا تھا اور اسے سود نہیں کہا جاتا۔

مسئلہ ۱۸۴۹: بعض بینک اس گھر کی مرمت کے لئے کہ جس گھر کے قانونی کاغذات ہوں بعنوان جعالہ قرض دیتے ہیں لیکن شرط یہ ہوتی ہے کہ قرض دار جب معین مدت میں قسطوں میں رقم ادا کرے گا تو ایک خاص مقدار رقم اضافی طور پر بھی ادا کرے گا تو اگر گھر کے مالک کو مرمت کے لئے دی گئی رقم قرض کے عنوان سے دی گئی ہے تو جعالہ کا عنوان بے معنی ہے اور قرض میں زائد رقم کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے اگر چہ مذکورہ قرض بہر حال صحیح ہے اور اگر گھر کا مالک جعالہ قرار دے تو کوئی حرج نہیں ہے مثلاً اگر بینک گھر کی مرمت کرائے اور جعالہ وہ تمام رقم ہو جس کا تقاضہ بینک گھر کی مرمت کے عوض قسطوں کی ادائیگی پر کرے نہ فقط وہ رقم جسے بینک نے مرمت کے لئے خرچ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۸۵۰: کسی شے کا بطور ادھار نقد قیمت سے زیادہ قیمت پر خرید وفروخت کرنا جائز ہے اور نقد وادھار قیمت کے مابین فرق سود نہیں کہلاتا۔

مسئلہ ۱۸۵۱: ایک شخص نے اپنا گھر خیاری معاملے کے تحت فروخت کیا لیکن وہ خریدار کو حاصل شدہ قیمت ادا نہ کر سکا تا کہ معاملہ فسخ کیا جائے یہاں تک کہ معینہ مدت آ گئی ایسی صورت حال میں ایک تیسرے شخص نے بعنوان جعالہ خریدار کو قیمت ادا کر دی تا کہ فروخت کرنے والا معاملہ فسخ کر سکے اور مذکورہ شخص قیمت کے علاوہ فروخت کرنے والے سے بعنوان حق جعالہ کچھ حاصل کر لے تو اگر ایک تیسرا شخص بیچنے والے کی طرف سے قیمت ادا کرنے اور فسخ کرنے کے لئے وکیل ہو اس طرح سے کہ اس نے پہلے فروخت کرنے والے کو قرض دیا اور پھر مذکورہ رقم خریدار کو فروخت کرنے والے کی طرف سے ادا کر دی اور اس کے بعد اس نے معاملہ فسخ کر دیا تو اس کا یہ عمل صحیح ہے اور اس صورت میں مذکورہ وکالت کے عوض جعالہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں! اگر اس نے خریدار کو جو قیمت ادا کی ہے وہ فروخت کرنے والے کو بعنوان قرض دی ہے تو اس صورت میں اسے فروخت کرنے والے سے صرف ادا کردہ قیمت کے مطالبے کا حق ہے۔

حقِ شفعہ

مسئلہ ۱۸۵۲: حق شفعہ کسی شے کی اشتراکی ملکیت میں ہوتا ہے جہاں ایک شریک اپنا حصہ ایک تیسرے شخص کو فروخت کر دے لہٰذا اگر وقف دو اشخاص پر ہو اور ایک شخص اپنا حصہ تیسرے شخص کو فروخت کر دے جب کہ فروخت جائز ہو تو اس صورت میں حق شفعہ نہیں ہے اور اسی طرح کرایہ پر لی ہوئی جگہ میں ایک شخص اپنا حق کسی تیسرے شخص کو منتقل کر دے تو بھی شفعہ کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۳: حق شفعہ کے باب میں موجود فقہی تحریروں کے الفاظ و معنی اور مدنی قوانین سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ دو شریک میں سے کوئی ایک اگر تیسرے شخص کو اپنا حصہ فروخت کر دے تو دوسرے کو شفعہ کا حق ہے بنا بر ایں کسی ایک شریک کا کسی خریدار کو اس بات پر ابھارنا کہ وہ دوسرے شریک کا حصہ خرید لے اور یہ کہ وہ اپنا حق شفعہ استعمال نہیں کرے گا شفعہ کو ساقط کر دیتا ہے حق شفعہ کے ثابت رہنے سے منافات نہیں رکھتا بلکہ اگر وہ حق شفعہ کے استعمال نہ کرنے کا وعدہ بھی کرے جب کہ معاملہ انجام پا رہا ہو تب بھی معاملے کے انجام پانے کے بعد حق شفعہ ساقط نہیں ہوتا ہاں ! اگر وہ معاملہ انجام پانے سے پہلے کسی عقد لازم کے دوران پابند ہو جائے کہ وہ حق شفعہ استعمال

نہیں کرے گا تو حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۸۵۴: ایک شریک کا تیسرے شخص کو اپنا حصہ فروخت کرنے سے پہلے حق شفعہ کو اسقاط کرنا صحیح نہیں ہے ہاں! اگر شریک عقد لازم کے دوران حق شفعہ اسقاط کرنے پر پابند ہو جائے تو شریک کے اپنے حصے کو کسی تیسرے شخص کو فروخت کرنے کی صورت میں حق شفعہ ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۵: ایک شخص نے دومنزلہ گھر کا ایک طبقہ کرایہ پر لیا جس کے مالک دو بھائی تھے جو کہ کرایہ دار کے مقروض تھے اور دو سال سے مسلسل اصرار کرنے کے باوجود اس کا قرض ادا نہیں کر رہے تھے اور مذکورہ عمل کرایہ دار کے لئے حق تقاص کا شرعی جواز پیدا کرتا ہے گھر کی قیمت قرض کی رقم سے زیادہ ہے اب اگر وہ قیمت میں سے اپنے قرض کی مقدار وصول کرلے تو ان دونوں کا شریک ہو جائے گا ایسی صورت میں باقی رقم کی نسبت سے اس کے لئے حق شفعہ استعمال کرنے کا جواز نہیں رہ جاتا اس لئے کہ حق شفعہ اس جگہ ہے جہاں کسی شریک نے اپنا حصہ ایک تیسرے شخص کو فروخت کیا ہو اور یہ شخص قبل از فروخت مذکورہ شے میں اس کا شریک بن چکا ہو نہ یہ کہ دو میں سے ایک شریک کا حصہ خریدنے یا تقاص کی صورت میں حصے کا مالک اور شریک بننے کی صورت میں حق شفعہ کا حامل ہو اس کے علاوہ حق شفعہ وہاں ثابت ہوتا ہے جہاں ایک شریک اپنا حصہ فروخت کرے اور وہ چیز ان دو کی ملکیت ہو نہ دو سے زیادہ افراد کی۔

مسئلہ ۱۸۵۶: ایک جائداد آدھی آدھی کر کے دو اشخاص کی ملکیت تھی اور ملکیت کی سند دونوں کے نام تھی دونوں نے ایک سادہ کاغذ پر اپنی تحریر کے ذریعے اسے تقسیم کرلیا اور دونوں حصوں کی حدود معین ہو گئیں ایسی صورت میں اگر ایک شریک اپنا حصہ تیسرے شخص کو فروخت کر دے تو دوسرے شریک کو شفعہ کا حق حاصل نہیں ہے کیونکہ ہمسائیگی اور سابقہ اشتراک اور سند میں شریک ہونے کی بنا پر حق شفعہ ثابت نہیں ہوتا خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ بیچا گیا حصہ فروخت کے وقت دوسرے شریک کے حصے سے واضح طور پر جدا ہو گیا ہو۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁